فہرست مضامین آیات محکمات جلد اول

مسئلۂ فضیلت صحابہ

تمت

۹١٨

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و
خاتم النبیین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین
المنتجبین واحبہا المکرمین اما بعد اقل من سید امیر حسن ابن سید ضامن علی صاحب غفر اللہ ذنوبہما اپنے
برادران سلامی کی خدمات بابرکات مین عرض پرداز ہے کہ ہمارے جناب مستغنی عن الالقاب برادر بزرگ جناب مولوی
سید مہدی علی صاحب قبلہ المخاطب بہ نواب محسن الملک مرحوم نے اپنا خاندانی اور آبائی مذہب امامیہ اثنا عشریہ
ترک کر کے اپنی کسی خاص مصلحت سے مذہب اہلسنت جماعت اختیار کر لیا تھا۔ اور بعد تبدیل مذہب ایک کتاب
مسمّی بہ **آیات بینات** جسمین بدانست خود مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ابطال اور مذہب اہلسنت کی حقانیت
کا اثبات نہایت شد و مد کے ساتھ کیا ہے تالیف فرمائی تھی جو بعد اشاعت ان حضرات کی نظرون مین بڑی قدر
منزلت سے دیکھی گئی بعوام الناس کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ شیعون کا مذہب خوب انہین کی کتب باطل کردیا ہے
چونکہ جناب ممدوح نے وجہ تبدیل مذہب یہ تحریر فرمائی ہے کہ۔

مین نے دونون مذہب کے اصول پر غور کرنے کے بعد مذہب اہلسنت والجماعت کو مطابق
کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے اور مذہب امامیہ کو اسکے خلاف پایا تب مذہب اہلسنت الجماعت کا اختیار کیا

لہذا مین نے اسکو بہت ذوق و شوق سے پڑھا اور ان دلائل عقلی و شواہد نقلی کو جن کی بنا پر جناب ممدوح نے

بجاے خود مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے سچا بتایا ہے۔ نظر تعمق سے دیکھا۔ لیکن دو چار ہی ورق پڑھنے سے یہ امر منکشف ہو گیا کہ جناب ممدوح راہ تحقیق مین صراط مستقیم سے کوسوں دور ہے ہین اور علماے کرام و فضلاے عظام و مجتہدین متقدمین اہلسنت کے کلام و اقوال پر پردہ ڈال کر علماے متاخرین کے ہمرنگ ہو گئے ہین۔ اور روایات و احادیث غیر معتبرہ سے استدلال کر کے اپنی لسانی اور جادو بیانی سے خار کو گل اور گل کو خار سے تعبیر کر کے گلشن مضامین کو خوشگوفون اور رنگ برنگ پھولون سے زینت دے کر برادران اہلسنت کو ایک سبز باغ دکھا کر نہال کر دیا ہے۔ جسکو پڑھکر اور سنکر اُن کے دل و دماغ ایسے شگفتہ ہوے کہ پھولون نہ سماے حالانکہ کتاب کو نفس تحقیق سے قطعاً مبرا اور اصل مقصد سے از ابتدا تا انتہا معرا ہے اِس صورت مین ہماے بھائیون کا باغ باغ ہونا مثل اُس پیاسے کے ہے جسکو سراب پر پانی کا دھوکا ہوا ہو۔ جیسا کہ خداے عز و جل ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ	اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے اعمال ایسے ہین جیسے کہ
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ	چٹیل میدان مین چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (پ ۱۸ ع ۱۱)	کرتا ہو یہانتک کہ جب اُسکے پاس پہنچا ہو تو اسکو کوئی چیز نہین پاتا

پس خوش بیانی اور طلاقت لسانی اور چیز ہے اور دعوے کا ثبوت شئے دیگر ؎

معنی کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول ۔۔۔ کیا فائدہ ہے موج اگر ہو سراب مین

اگرچہ ارباب علم و فضل کی نگاہ مین اس کتاب کی وقعت و منزلت جیسی کچھ ہوگی ظاہر ہے مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ مبادا اُس کے دیکھنے اور سننے سے عوام کالانعام کے عقائد پر بُرا اثر پڑے لہذا بفحواے شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ۔۔۔ وگر خاموش بنشینم گناہ است

مین نے قصد کیا کہ جناب بھائی صاحب مرحوم و مغفور نے جو محض اپنی تحریر و تقریر کے زور سے بظاہر مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور سچا بتایا ہے اُس کی اصل حقیقت کا انکشاف خود انھین کی کتب معتبرہ سے

کرون۔ نیز احکام خدا و رسول کا جاہلون اور ناواقف بندون تک پہنچانا بہترین اعمال بلکہ منجملہ واجبات ہر

کماقال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر — اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگونکو) نیک کامون

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر — کیطرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کامون سے منع کرے اور

واولئک ھم المفلحون ۵ پ ۴۔ س آل عمران ع ۱۱۔ — ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچین گے

اگر ہدایت و نصیحت سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو گویا کل انسان ہدایت یافتہ ہوگئے کما قال اللہ تعالیٰ

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا — اور جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا تو گویا اُسنے کل آدمیون

پ ۶ س مائدہ ع ۹

کو زندہ کردیا

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ۔

"سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تم جس شخص کو تم گمراہی سے راہ راست پر لے آئے تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا کل

آدمیون کو راہ راست پر لے آیا (مقبول ترجمہ)

اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہے کہ

"حق سبحانہ تبارک تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اے موسیٰ اگر تم ایک شخص کو جو بہک گیا

ہو سیدھی راہ بتادو تو یہ عمل تمھارا سو برس کی عبادت سے بہتر ہے"

اگرچہ مین اس قابل نہ تھا کہ اس بار گران کو اٹھا سکتا مگر خدائے عز وجل کی توفیق اور اسکی مدد پر بھروسہ

کرکے اس دریائے ناپیداکنار مین شناوری کرتا ہون اور اسکے فضل و کرم سے متوقع ہون کہ ساحل مراد پر پہنچونگا

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا — دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

ہرچند کہ اس سے پہلے علم مناظرہ مین بہت سے رسالے اور کتابین تالیف ہوچکی ہین جو ایک سے ایک بہتر ہے

مگر افسوس کہ اس زمانے مین بسبب انحطاط علوم عربی و فارسی عوام الناس عموما اور طلبا خصوصا اُن کے سمجھنے سے

قاصر ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے مضامین زبان اُردو مین لکھے جائین اور اُن کی ترتیب و توضیح اس نوع سے کیجائے جو قریب الفہم ہو۔ نیز طرز بیان درشت و سخت نہ ہو۔ اگرچہ اس تالیف سے میرا مقصود اپنے واقف بھائیون کی حفاظت ہے، لیکن اگر غیر مذہب کے اصحاب بھی اسکو ملاحظہ فرمائین اور مذہبی تعصب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے اُن روایات و احادیث و تفاسیر پر جو کتب مقبولہ اہلسنت و الجماعت سے درج کئے گئے ہین غور کرین تو ان حضرات پر مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوجائے گا کہ جس مذہب کو اپنے نزدیک سچا سمجھے ہوئے ہین وہ راہ حق سے کسقدر دُور ہے اور ابتک وہ یہ دانستہ کس غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ اگر بعد امتیاز حق و باطل بھی راہ راست اختیار نہ کرین تو سمجھنا چاہئے کہ وہ آیہ کریمہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون ۔ پ ۸ س اعراف ع ۱

جو کچھ تمھارے رب کے پاس سے تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو۔ خدا کو چھوڑ کر اور یارون کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

سے اعراض کرکے بمضمون آیہ شریفہ:-

انَّا وَجَدْنَا اٰبَائَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝

ہم نے اپنے بزرگون کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انھین کے نشانات کی پیروی کرینگے۔

اپنے بزرگون ہی کی تقلید کرتے ہین۔ اور اپنے انھین علما ہی کی نصیحت پر چلتے ہین جو خلاف احکام صادر ہدایت کرتے ہین۔

اگرچہ **آیات محکمات** کا بہت سا حصہ بھائی صاحب مرحوم کے زمانہ حیات ہی مین منضبط ہوچکا تھا اور مرحوم سماعت بھی فرماچکے تھے۔ مگر بوجہ عدیم الفرصتی اسکی تکمیل نہو سکی۔ اس عرصہ مین جسقدر اجزا تیار ہوے ہین انکا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکی تکمیل مین ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ مگر چونکہ میرے عزیز و اقربا۔ اور دوست و احباب **آیات محکمات** کے منظر عام پر آنیکے ایک مدت دراز سے مشتاق ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر

اجزاء اس وقت تیار ہیں وہ شائقین کے سامنے پیش کردیے جاتے ہیں۔ لہٰذا جلد اول ہدیۂ ناظرین ہے۔ انشاء اللہ بشرط حیات متعدد باقی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کیے جائیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس حقیر و ناچیز کے عمل کو قبول فرماکر خلقت کو نفع فرمائے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

محمد زکریا الکاندھلوی

قَالَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَحَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ خدائے عزوجل نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے محبوب پیغمبر بھیجا اور اپنا خاص کلام اُسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اسکے ہاتھ مین دیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک اور کفر کی تاریکی سے نکالکر ہمارے دلوں کو نور ایمان سے روشن کیا پر ایمان اور اسلام ایک ایسی اسکی نعمت ہے کہ ہم اسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان اکثر مسلمانوں کو بہکایا اور اُن کے دلوں کو باطل عقیدون سے پھر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جن کی بابت ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پس ہم لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ ناجی سمجھنا چاہیے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر اس کتاب کو دیکھے اور تعصب اور حسد کو دخل نہ دے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے۔ ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور سوائے مجادلے اور مکابرے کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی اثارھم مقتدون کہتا ہو وہ بے شک اپنی گمراہی مین پڑا رہے گا اور اپنے دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکے گا۔

اقول

اے بحر کرم گوہر مطلوب عطا کر — مضمون کو مرے گریۂ یعقوب عطا کر

جو حسن مین یوسف ہو وہ محبوب عطا کر — دُر ریز زبان ذہن خوش اسلوب عطا کر

جب بحر کرم گوہر مطلب نظر آئے

سینہ دُرِ مضمون سے لبالب نظر آئے

مذہب اہلسنت تقلیدی ہے

الحمد للہ علی احسانہ کہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ صراط مستقیم پر ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقاً حق جانتا ہے نہ تقلیداً کیونکہ اس مذہب کے اصول بتحقیق عقلی اور آیات قرآنی و احادیث نبوی پر مبنی ہین جسکی تشریح آگے ہوگی۔ اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو ان تعجبات سے جنکا اس مذہب کے اصول دین تقلید آبا پر منحصر ہین ہے تو فرقہ شیعہ آیہ

انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون ط پ ۲۵ - س زخرف ع ۲ — تحقیق ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو انھین کے قدم بقدم چلے جائینگے

کا مصداق نہین ہوسکتا البتہ یہ قول فرقہ اہلسنت والجماعت پر صادق آتا ہے اسلئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد ان حضرات کی پیروی پر ہے جنھون نے قرآن و حدیث کی بیجا تاویلات پر دین و مذہب تمام کرلیا تھا حالانکہ ایسے لوگون کی تقلید مین ضلالت ہے نہ کہ ہدایت۔ چنانچہ حسب عقیدہ اہلسنت آپنے کل امت کو صلوٰۃ مین داخل کرلیا حالانکہ نہ تو کل امت خیر امت ہے اور نہ وعدہ مغفرت الٰہی مین شامل اسلئے کہ اس امت مین ناکثین۔ ضالین۔ فاسقین۔ فاجرین۔ منافقین ظالمین بھی شامل ہیں۔ بلکہ بیشتر تو ایسے بدترین تھے جنکی نظیر اُمم سابقہ مین بھی نہ مل سکے گی۔ اس صورت مین وہ لوگ حسب احکام خدا و رسول مستوجب شماتت و ملامت ہین نہ کہ مستحق رحمت و مغفرت۔ قولہ تعالی:-

ان الابرار لفی نعیم ۵ و ان الفجار لفی جحیم ۵ — بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین۔

اسلام مین ۷۳ فرقے کیون ہوے

اگر آپ کو تحقیق حق مطلوب ہوتی تو اول اس امر کی طرف توجہ فرماتے کہ جب بعد بعثت رسالت نبوت آفتاب دین اسلام کمال پر پہونچکر اپنے نور سے تمام عالم کو روشن اور منور کر چکا اس کی تکمیل مین حق سبحانہ تعالی نے آیہ کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ — آج مین نے تمھارا دین تمھارے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ ۶ س مائدہ ع ۱) — پوری کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

نازل فرما چکا تو پھر کیا سبب ہوا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی اُس دین برحق مین صرف زوال اور انحطاط ہوا بلکہ بقول آپ کے جسکو ہم بھی مانتے ہین ایسا تفرقہ پڑا کہ اہل اسلام مین تہتر فرقے گمراہ ہوگئے پس جو شخص اپنے پاک اور صاف دل سے صرف نجات کی اُمید پر خدا کی کتاب دیکھے اور تعصب عناد کو دخل نہ دے تو ممکن ہی نہین کہ وہ اس کنہ کو نہ پہونچے اور حق و باطل مین امتیاز نہ کر سکے جیسا کہ باری تعالی فرماتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم — اور جو ہمارے دین کے بارے مین کوشش کرینگے ہم ان کو ضرور

سُبُلنا وان اللہ لمع المحسنین ۵ (پ ۲۱ س عنکبوت ع ۷) — بالضرور اپنا راستہ دکھلا دینگے اور اللہ ضرور نیکی کرنے والونکے ساتھ ہے۔

ہان جو شخص حقیقت مین سچائی کا طالب ہی نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار رہو اور مجادلے اور مکابرے کے سوا اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین ہی کو تقلیدًا سچ جانتا ہو اور جسکا انا وجدنا اباءنا کے سوا دوسرا وظیفہ نہ ہو اور اپنے علما ہی کے اقوال کو بمنزلہ آیت وحدیث سمجھتا ہو وہ بیشک جہالت وضلالت مین پڑا رہے گا اور کبھی اپنے دل کو باطل عقیدون سے پاک و صاف نہ کر سکے گا چنانچہ ہم انشاءاللہ کتب اہلسنت سے بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ ثابت کرینگے کہ تہتر فرقون کی گمراہی کے باعث کون حضرات ہوے۔

قال

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اپنے بھائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون کے دو مذہب زیادہ جاری ہین ایک اہل سنت والجماعت دوسرا امامیہ۔ دونون اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہین۔ ہزارون کتابین تالیف ہوگئین اور صدہا رسالے تحریر ہو گئے مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُسپر قائم رہا۔ بہت کم ایسے ہین جنھون نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خدائے عزوجل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین اُن چند آدمیون مین سے ہون جنھون نے اپنی نجات کی اُمید پر دونون مذہب کے اُصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اِسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے اور تمام کنبے وقبیلہ سے جدا ہونے مین کچھ کسی کا لحاظ وخیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو بفحوائے ع برعکس نہند نام زنگی کافور ،، کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چھوڑ کر سچا مذہب اہل سنت والجماعت کا اختیار کیا۔ چونکہ میرے عزیز واقربا اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہین اور مجھے گمراہ جانتے ہین اسلئے مین اُنپر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہون جنھون نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون جنکے سبب سے مین نے مذہب اہل سنت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا اِسی واسطے مین یہ رسالہ اہلسنت والجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا کرے کہ میرے اور بھائی اِسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ دین اللّٰھم آمین

(آیات بینات صفحہ ۳)

اقول

امامیہ کا اپنے مذہب کو حق اور اپنے آپ کو ناجی سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ وہ بعنایت ایزدی بسبب حدیث شریف مسلمہ فریقین

آپنے مذہب اہلسنت مصلحتاً اختیار کیا ہے

مثل اهلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی

میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق اور ہلاک ہوا۔

کشتی نوح میں سوار ہیں جسکی سلامتی میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ع

چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

البتہ وہی لوگ غرق ہوئے اور ہونگے جنھوں نے ناخدائے اسلام کے حکم کے خلاف سفینۂ نجات سے کنارہ کیا اور اپنے تصور فہم سے پسر نوح کی طرح کسی پہاڑی کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

پس اگر آپ تحقیق کرتے اور دونوں مذاہب کے اصول پر غور فرماتے تو ایسے مذہب کو سچا نہ بتاتے جو سراسر کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے خلاف ہے ع

"برعکس نہند نام زنگی کافور"

حقیقت تحفہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی عقیدے کی تحقیق مرکوز خاطر تھی۔ اور نہ کسی اعتقادی مسئلہ کی تطبیق۔ بلکہ مصلحتاً محض خاتم المحدثین فاضل اجل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے عقائد کی تقلید اور آیات بینات کی تالیف سے تحفۂ اثنا عشریہ کی تائید مقصود تھی جسکی دلچسپ حقیقت جناب مولوی سید محمد حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق جناب فخر الحکماء نے اپنے مفید اور قابل قدر رسالہ رد التحفہ جلد اول میں مفصل تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے:۔

تحفہ اثنا عشریہ اصل میں خواجہ نصراللہ کابلی کے صواعق کا ترجمہ ہے جو اتفاقاً شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ لگ گیا تھا کیونکہ اس زمانہ میں نہ چھاپہ خانہ تھا نہ ذرائع نشر کتب و اخبار۔ اسی لئے شاہ صاحب نے اس کتاب تحفہ کی بدولت بہت کچھ شہرت و عزت حاصل کی مگر جب یہ افشا ہوا کہ اس کتاب کے مصنف وہ نہ تھے بلکہ مترجم ہیں تو وہ عزت نہ رہی چنانچہ اسی زمانہ میں اسکے متعلق سوال و جواب ہوئے جو فتاوائے عزیزی جلد اول میں درج ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵ تا ۳۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ

کتاب صواعق واقعہ در باب رافضی خادم الله تعالیٰ ابیات نصراللہ کابلی ست بملاحظہ تشریف درآمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرق تصنیف آن و تصنیف جناب افادت مآب تحفہ اثنا عشریہ است چیست معاندان این دیار خصوصاً روافض خذلہم اللہ تعالیٰ بطریق ژاژخائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب میکنند کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ است ہرچند سوال این معنی با مخلصان فدویان لاطائل و بیہودہ مینماید و از جملہ بدیہی البطلان است ہرکس کہ از مایہ علم آگہی داشتہ باشد این خبر را حکی عنہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان این ناکس را بسیار تنگ کردند لہذا این امر نامرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ۔

کتاب صواعق موبقہ درباره رد مذہب رافضی مولفہ نصراللہ کابلی ملاحظہ میں آئی یا نہیں؟ اگر ملاحظے گذری ہے تو اس تالیف میں اور حضرت کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ معاندین علی الخصوص رافضی تحفہ کی نسبت بطریق سفاہت و بیہودہ گوئی بہت کچھ چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ کا ہے ہر چند کہ ہم مخلصوں اور فدویوں کو یہ سوال لاطائل معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی مایہ علم سے آگاہی رکھتا ہو اس خبر کو نقل کنندے سے مخالف جانے گا مگر چونکہ بعض اشخاص نے مجھے بہت تنگ و مجبور کیا لہذا یہ امر حضرت کی سمع خراشی کا باعث ہوا۔

خلاصۂ جواب شاہ صاحب

وقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ از کتابہاے
اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب
اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسید این ہر سہ قسم
کتب در وقت تالیف تحفۂ اثنا عشریہ موجود بودند و آن وقت
ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر افتادہ ہمان ترتیب
درین کتاب کلام واقع شد و چند ابواب مثل بحث تولا
و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلہ انکار نبوت باب مطاعن
کہ در آن نبود این ابواب افزودہ شد پس این کتاب
را ترجمۂ آن کتاب گفتن محض بظاہر ترتیب آن نمیتواند شد
و نیز اگر تامل کنند روافض را ہرگز جاے طعن نیست
زیرا کہ این کتاب اگر ترجمۂ صواقع است آخر اثبات مذہب
اہلسنت و رد مذہب روافض می نماید آنہا را چہ کار از ان
کہ تفتیش کنند کہ این گویندہ کیست جواب باید نوشت
و این طعن جواب نمی تواند شد آرے بعض اہلسنت
کہ آنہا را بشہرت این کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد
بجوش آمدہ میخواہند کہ نسبت باین فقیر درمیان نماند
جواب سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب
نمی کند و فخر خود نمی خواہد

تحفۂ اثنا عشریہ کی تصنیف کے وقت مذہب
شیعہ و سنی دونون فریق کی کتابین جو ایک دوسرے
کے رد مین تھین تین قسم کی فراہم کر کے موجود رکھی
گئی تھین چونکہ صواقع کی ترتیب بہت پسند آئی
لہذا اسی ترتیب سے یہ کتاب لکھی گئی اور چند ابواب
مثل بحث تولا و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلہ انکار نبوت
و باب مطاعن جو صواقع مین مذکور نہ تھے تحفہ مین بڑھائے
گئے پس اسکو محض ترتیب ظاہری پر صواقع کہنا
درست نہین ہے اور اگر تامل و غور کرین تو رافضیون کو
ہرگز موقع طعنہ زنی کا نہین ہے کیونکہ اگر تحفہ اثنا عشریہ
صواقع کا ترجمہ بھی ہے تو آخر اس سے مذہب اہلسنت کا سچا
ہونا اور رافضیون کا مذہب جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان
لوگون کو اس سے کیا کام ہے جو اس بات کی جستجو کرین کہ اسکا
مصنف کون ہے انکو جواب لکھنا چاہئے اس طعن سے تو
اسکا جواب نہین ہو سکتا ہان اس کتاب سے جو شہرت فقیر کو
حاصل ہوئی اس سے بعض اہلسنت کو بھی رشک و حسد ہوا
اور چاہتے ہین کہ اس فقیر کا نام نہ ہو مگر اسکا جواب پہلے
دیا جا چکا ہے کہ فقیر اس کتاب کا دعوی نہین کرتا اور نہ اپنی شہرت و منزلت چاہتا ہے

نحو فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید | البتہ فقیر کی غرض ارباب فہم اور طالبان ثواب
براذہان اولی الالباب وطالبان راہ صواب بود | کو راہ راست دکھانا تھی سو الحمد للہ کہ وہ
الحمد للہ کہ حاصل شد | حاصل ہوگئی

بہرحال کسی کی تصنیف و تالیف سے ہو فی زمانہ تو شاہ صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ہی نے اسکو شایع کیا ہے جسکی اشاعت کا باعث یہ تھا کہ جب دولت مغلیہ کو زوال اور سلطنت برطانیہ کا تسلط ہوا تو شیعہ اپنے عقائد مذہب کو جنھین بوجہ جور و ستم معاندین و مخالفین وقت پوشیدہ رکھتے تھے اس عہد ہمایون مین بلاخوف و خطر ظاہر کرنے لگے ؎

رہے آباد وہ دنیا دیا رب جسنے دیدی ہر | چہکنے کی اجازت بلبلون کو گلستانون مین

اذان مین بالاعلان اشہد ان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کے نعرے عام طور پر بلند کرنے لگے اور محافل میلاد مین مناقب و مراتب اور مجالس عزا مین مصائب آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آنحضرت کی رحلت کے ساتھ ہی بعض اصحاب رسول کے ہاتھ سے پہونچے تھے بالاعلان بہ تفصیل بیان کرنے لگے۔ جب ان حالات اور واقعات کو سنکر دوسرے فرقون کے معقول وحق پسند لوگ بھی مائل بہ تشیع ہونے لگے تو جناب شاہ صاحب یہ رنگ اور مذہب حق کی ترقی مدام دیکھکر گھبرائے بالآخر اپنے مذہب کی بقا اور بندگان خدا کو راہ راست سے روکنے کے لیے تصوف ملا کے موصوف کو نئے لباس مین آراستہ کرکے شایع کیا اور تالیف کا سبب یہ تحریر فرمایا۔

غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ | اس رسالہ کے لکھنے کا مقصود اصلی یہ ہے
آن است کہ درین بلاد کہ ما ساکن آنیم درین زمان | کہ ان دنون اس شہر مین جس مین کہ ہم مقیم ہیں
کہ ما درانیم رواج مذہب اثنا عشریہ وشیوع آن بحدے | مذہب شیعہ جید پھیل رہا ہے اور روز بروز ترقی پر ہے
اتفاق افتادہ کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس | شاذ و نادر ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جس مین ایک دو آدمی

از آن خانه بآن مذهب متمذهب باشند و راغب این عقیده نشوند لیکن اکثر از حلیهٔ علم تاریخ و اخبار خود عاطل و از احوال اصول اسلاف خود بیخبر و غافل می باشند و هرگاه که در محافل و مجالس با اهل سنت دامنت گفتگو نمایند کج مج می گویند و تستر گریه لهذا حسبةً لله برای این رساله پرداخته شد تا در وقت مناظره از جادهٔ خود بیرون نروند و اصول خود را منکر نشوند۔

اس مذہب کے پابند اور اس عقیدے کی طرف مائل نہوں لیکن اکثر لوگ کتب تاریخ اور اپنے بزرگوں کے احوال و اصول سے غافل و بیخبر ہیں اور جسوقت جلسوں اور مجلسوں میں اہلسنت کے ساتھ مباحثہ ہوجاتا ہے تو یہ لوگ اُسکے جواب میں عاجز ہوکر بیسرو پا جواب دینے لگتے ہیں اور کھسیانے ہوکر کلمات نازیبا و نامناسب زبان پر لاتے ہیں پس خدا کی خوشنودی کے لئے یہ رسالہ لکھا گیا تاکہ مناظرہ و مباحثہ کے وقت اپنے جادہ سے باہر اور اپنے اُصول سے منکر نہوں۔

(تحفہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۱)

یعنی تالیف فرمائی وجلوہ نمائی سے حضرت نے بلا امتیاز حق و باطل نور کو ظلمت و ظلمت کو نور بتا کر لوگوں کو مذہب امامیہ اختیار کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ کہنے کو تو یہ کہ

درین رساله التزام کرده شد که در نقل مذهب شیعه و بیان اصول ایشان و الزاماتی که عاید بایشان میشوند بکتب معتبرهٔ ایشان منقول نباشند

اِس رسالہ میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ اور اُسکے اصول اور جو الزامات کہ اُنپر عائد ہوتے ہیں انکے بیان کرنے میں اُنھیں کی مستند کتابوں سے تمسک کیا جائے۔

لیکن بطور تجاہل و مکابرہ لفظ (گویند) قائم کرکے خود ہی مضمون آفرین بنے۔ اور خود ہی اُسکو علماے شیعہ کیطرف منسوب کیا پھر آپ ہی اُسکو رد بھی فرمانے لگے۔

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گِلِ کوزه خود بر سرِ آن کوزه خریدار برآمد

چنانچہ مطالب مندرجہ تحفہ مذکور اول سے آخر تک اس امر پر شاہد ہیں کہ حضرت نے ناحق و ناروا مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو جھوٹا اور برا ثابت کرنے میں خلاف واقعات ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہیں اُن

طاعن حقانہ کے موحد امام [illegible]

احادیث نبوی وتفاسیر وروایات کہ جو اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت مین عموماً اور جناب امیرالمومنین امام المتقین۔ قاتل المشرکین یعسوب الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ثبوت مین خصوصاً خود انھین کے مذہب کے کتب معتبرہ ومقبولہ مین درج مین اکثر کو جھوٹا اور جو خلفا کی تعریف مدح مین بطمع جاہ ومنصب وضع کی گئی تھین ان کو سچا بتایا۔ اور اُن احادیث وتفاسیر وروایات کی صحت کے سبب بقول علماے کرام وائمہ عظام اہلسنت اکثر اصحاب ممدوحین کے نقص ایمان کی بابت ہین اس طرح انکار کیا کہ کسی راوی کو جھوٹا بتادیا کسی مورخ کو مفتری۔ اورکسی مفسر ومحدث کو رافضی کہدیا۔ حالانکہ وہ سب ثقات اہلسنت سے ہین اور اگر کسی امر صریح انکار نہ کرسکے تو روی کو ضعیف اور مجہول بتاکر بیجا تاویلات اور توجیہات کرکے اُن برائیون اور مذمتون کا الزام شیعون پر رکھدیا مثلاً تحفہ مین شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہین :۔

"باب ہم در مطاعن خلفاے ثلاثہ ودیگر صحابہ کرام وام المومنین عائشہ صدیقہ کہ شیعہ لعنت کردہ آوردہ اند وآن مطاعن را از کتب اہل سنت برآوردہ ثابت نمودہ اند (صفحہ ۲۰۰)

یعنی مطلب یہ ہے کہ شیعہ خلفاے ثلاثہ ودیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو ملعون و بدنام کرتے مین کتب اہل سنت مین ان کی برائی مطلق نہین ہے۔ حالانکہ اصحاب ممدوحین اور بعض ازواج رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جو روایتین کتب صحاح وغیرہ مین کثرت سے درج مین نظر تحقیق ملاحظہ فرمانا شرط ہے کہ محدثین مفسرین محققین متقدمین اور فضلاے اہلسنت نے اُن کی نسبت کیسے سخت اور ناسزا وناروا روایتین وحدیثین اپنی اپنی کتابون مین درج کرکے اُن کے ایمان واسلام پر کیسے کیسے داغ لگائے ہین اور اُن کل مطاعن کا منبع ومبدا اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری وصحیح مسلم مین جو احادیث معائب صحابہ سے مزین ہین از انجملہ یہ حدیث کثرت سے مشہور ہے :۔

قال عبداللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض — یعنی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچون گا اور کچھ لوگون کو نشان نشان

لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا ھو یت | جہنم کی طرف لیجائینگے اُن کو دیکھکر مین بارگاہ ایزدی مین عرض

لانا ولھم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی | کرونگا کہ یہ تو میرے اصحاب ہین ندا ہوگا کہ یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے

فیقول لاتدری ما احدثو بعدك | تمھارے بعد دین مین بدعتین کین اور مرتد ہوگئے۔ (دیکھو مظاہر حق شرح مشکوۃ، جلد چہارم صفحہ ۲۳۳ و اشعۃ اللمعات)

یہ حدیث بالفاظ مختلف کنز العمال مسند امام احمد حنبل اور جمع بین الصحیحین وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے

تحفہ مین اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے بھی تسلیم کی ہے اور یہ دلچسپ فقرہ لکھکر "ہیچ کس از اہلسنت

آن جماعت را اصحاب نمی دانند و معتقد خوبی و بزرگی اینہا نیست" گریز کر گئے ہین چنانچہ اس کا مفصل ذکر دوسری

جلد مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ جواہر بے بہا اُن معدن سے اور یہ گوہر گرانمایہ اسی مخزن سے شیعون کے ہاتھ لگے ہین لیکن

جناب شاہ صاحب نے بقول حافظ شیرازی ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز | ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اپنے امام محمد اسماعیل البخاری و دیگر محدثین کرام و فقہائے عظام کو تو پردہ مین چھپایا اور علمائے امامیہ کو نشانۂ

تیر ملامت بنایا۔ یہ جو کچھ مین نے عرض کیا اس کا حال معزز ناظرین پر میری اس تالیف سے روشن ہوجائے گا

کہ آیا اصحاب و ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامیہ نے بدنام کیا ہے یا بموجب ع

"اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست"

خود ہوا خواہان اصحاب نے جو ان کی مدح و ثنا مین ہمہ تن رطب اللسان ہین غرض حضرت قدس سرہ نے

بقول حافظ ؎ | کتب امامیہ موسوم تحفہ

شاہد دلربائے من میکند از برائے من | نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد مضامین کو اس حُسن سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس اُمید پر شیعون کے سامنے پیش کیا کہ اسکے مضامین

دلفریب ایک حسین کی طرح دلربائی کرینگے لیکن علمائے کرام و حامیان دین و اسلام (جو آستانۂ شریعت پر

متمکن ہین، کیا متاثر ہو سکتے تھے۔ آخر اُسکے شایع ہوتے ہی ع

این گریبان گرفت و آن دامن

ایک ایک لفظ کو خود کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ و دیگر کتب مقبولہ اہلسنت والجماعت سے اس طرح رد کیا کہ کسی نے تو باب الٰہیات و نبوت کا جواب دیا اور کسی نے مطاعن صحابہ کا۔ چنانچہ اصل تحفہ بارہ باب مین لکھا گیا تھا اُسکے ہر باب کا کافی و شافی جواب ایک ایک جلد مین علامہ دہلوی جناب حکیم مرزا محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے کتاب نزہۃ اثنا عشریہ کی بارہ جلدون مین تحریر فرمایا۔ جناب علامہ محمد قلی خان صاحب اعلی اللہ مقامہ نے باب اول کا جواب سیف ناصری مین باب دوم و سوم تقلیب المکائد مین باب ہفتم کا برہان السعادت مین باب دہم کا تشیید المطاعن کی تین جلدون مین۔ اور باب یازدہم کا مصارع الافہام مین۔ اور جناب مفتی محمد عباس صاحب نور اللہ مرقدہ نے باب ہشتم کا جواب (جو امامت سے متعلق اور ایک اہم مسئلہ منجملہ مسائل اختلافیہ مابین سنی و شیعہ ہے) جواہر عبقریہ مین۔ اور جناب غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب نے باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات مین۔ باب ششم کا حسام الاسلام مین باب ہشتم کا احیاء السنہ مین باب دوازدہم کا ذوالفقار مین اور جناب سلطان العلما سید محمد رضوان مآب نے خاص بحث فدک کا جواب طعن الرماح مین بحث متعہ کا بارقہ ضیغمیہ مین جسکا کچھ بے سروپا جواب مولوی رشید الدین خان صاحب سنی المذہب نے شوکت عمریہ لکھا تھا۔ کہ ادھر سے بھی جواب الجواب فوراً ضربت حیدریہ دیا گیا تھا اور سب سے آخر زمانے مین عالی جناب امام المتکلمین۔ رئیس المناظرین مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ نے باب امامت کا جواب عبقات الانوار کی تیس جلدون مین جنمین سے دس جلدین شایع ہو چکی ہین نہایت مدلل و مفصل تحریر فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

یہ جملہ کتب مذکورہ ایسی لاجواب ہین کہ جناب شاہ صاحب قدس سرہ سے لیکر آجتک محدثین و متکلمین اہلسنت سے کسی کو ان کے جواب مین قلم اٹھانے کی ہمت نہین ہوئی حالانکہ خود جناب شاہ صاحب کے

زمانۂ حیات ہی مین کتاب نزہتہ اثنا عشریہ تصنیف ہو چکی تھی جس کو حضرت بھی ملاحظہ فرما چکے تھے مگر اِس خیال سے کہ "جامہ ندارم دامن از کجا آرم" خاموش ہو گئے۔ کیونکہ حق کا جواب کیا دے سکتے تھے چنانچہ جناب شاہ صاحب کا خط موسومہ حکیم شریف خان صاحب بطلب کتاب مذکور آج تک کتاب رجال مین درج ہے اور وہ یہ ہے :۔

قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق	بتحقیق مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل مدقق و محقق مرزا
المحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالیٰ قد کتب	محمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین کوئی کتاب لکھی ہے
الیٰ وجہ الرّد والبحث علی التحفہ الاثنا عشریہ	مین چاہتا ہون کہ آپ کی وساطت سے وہ کتاب طلب کیجاے
ان اتفق طلب مرتوما تہ ومطالبتہ بوساطتکم	اُمید ہے کہ آپ اِس امر مین کوشش بلیغ
فالمامول ان تبذلوا فی ذالک الجھد (ردالتحفہ صفحہ ۱۴)	فرمائین گے۔

اس تحریر سے جناب علامہ دہلوی کی جلالت قدر کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جن علماء کرام امامیہ کو شاہ صاحب نے علم تاریخ اور احوال اصول اسلاف سے بیخبر و غافل بتایا تھا آخر خود حضرت ہی نے جناب ممدوح کو فاضل و کامل مدقق و محقق کے خطابات دیئے۔

آپ کے بعد جناب مولوی حیدر علی صاحب نے اپنے پیرو مرشد کی تقلید مین کتاب منتہی الکلام (جس مین آل رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و مرتبت پر حملے کیے گئے ہین) بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھی جسکا رد کتاب استقصاء الافحام سے بہت شرح و بسط سے کیا گیا۔ لیکن اسکا جواب بھی اہلسنت سے کچھ نہ بن پڑا۔ اِس صورت مین مناسب تو یہ تھا کہ ہمارے سنّی بھائی مناظرہ کر کے سیدھی راہ کو بالعکس ثابت کرنے کے لئے سعی نہ فرماتے مگر افسوس ہے کہ اُن سے چپ بھی نہین بیٹھا جاتا اور اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر تالیفات و تصنیفات بے سروپا سے شیعون کے مذہب پر بے نتیجہ حملے کرتے ہین اور جب شیعون کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پاتے ہین تو بمفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بُرا بھلا کہنے لگتے ہین اور عدالتون مین استغاثے دائر کرتے پھرتے ہین لیکن الحمد للہ کہ اِس دور مین ہر فرقہ اپنے مذہب مین آزاد ہے اِسلئے وہ استغاثے خارج کردیے جاتے ہین۔ پس ہمارے علماے اعلام و فضلاے کرام کے وہ معقول و منقول جوابات اور اُن کے مقابلہ مین علماے اہلسنت کا یہ سکوت ہمارے علماے کرام کے تبحر علم اور عبور و تحقیق مذہب پر بخوبی دال ہے۔ اِس صورت مین ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے متکلمین امامیہ کی لاعلمی و بیخبری کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ کہانتک درست ہے۔ شاہ صاحب جو چاہین فرمائین مگر حق تو یہ ہے کہ اگر علماے کرام امامیہ (خداے پاک اُن کے درجات عالی کرے) صراط مستقیم اور شریعت رسول کریم کو خار زار ضلالت سے پاک و صاف نہ کرتے تو زمانۂ غیبت جناب صاحب الزمان علیہ السلام مین بقاے مذہب حقّہ اثنا عشریہ محال تھی جیسا کہ جناب تقدس مآب مفتی محمد عبّاس صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہین:-

علماء امامیہ نائب ہیں

در احتجاج طبرسی از جناب امام نقی علیہ السلام	کتاب احتجاج طبرسی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول
منقول است کہ آنجناب فرمودہ علماے کہ بحضرت	ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ہمارے علما جو ہمارے شیعون کو معرفت
صاحب الزمان علیہ السلام راہ می نمایندہ و بحجج الٰہی	امام زمان علیہ السلام کی حاصل کراتے ہین اور براہین و شرع سے
دین متین را نگاہ میدارند و ضعفاے بندگان خدا	دین متین کی حفاظت کرتے ہین اور ضعیف الاعتقاد بندگان خدا
را از دام شیاطین میرہانند۔ زمانۂ غیبت صاحب الزمان	کے لوگون کو دام شیاطین سے بچاتے ہین اگر بعد غیبت امام علیہ السلام کے
علیہ السلام اگر باقی نمی ماندند ہر آئینہ ہمگی مردم از	موجود نہوتے تو تمام لوگ دین حق سے پھر جاتے اور مرتد ہو جاتے۔
دین خود برہم می گشتند و راہ ارتداد میش میگرفتند بلکہ تمام	لیکن علماے وقت غیبت شیعون کے دلون پر اس طرح
زمام دلہاے شیعہ را بدست میگرفتند مثلیکہ کشتی بان سکان کشتی	حاوی ہو گئے ہین جیسا ملاح کے قبضہ مین کشتی ہوتی ہے کہ جس طرح
را میگیرد آنہا نزد خدا صاحب فضیلت و شرف اند۔	چاہے اسکو چلائے اور پھیرے ایسے علما ہی خدا کے نزدیک افضل و اشرف ہین

تصدیق بیت رسول

غرض تحفہ کی تالیف سے بفضلہ تعالی مذہب امامیہ کا تو کچھ نہین بگڑا البتہ اُسکی بدولت مذہب اہلسنت والجماعت کی پوری قلعی کھل گئی اور اُن کے پیشواؤن کی حالتین جو مخفی تھین طشت ازبام ہوگئین - چنانچہ مین اپنی ہی حالت عرض کرتا ہون کہ خاص اصحاب نے جو بدسلوکیان اپنے پیغمبر کے جلت وفات کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارہ جگر اونفس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھین یعنی قصد احراق بیت الشرف بنت رسول و جبر وتعدی بغرض بیعت وضبطی فدک و میراث وسقط خمس وغیرہ وغیرہ مجھے ان کے باور کرنے مین بہت ہی پس و پیش تھا اور خیال کرتا تھا کہ وہ اصحاب جنھون نے حسب اعتقاد اہل سنت سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی ان حضرت صلعم کے سفر و حضر مین جلیس و انیس رہے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا الصلوۃ والسلام اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مراتب و مدارج سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے - اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر آگ اور لکڑیان لیکر جلانے کیونکر آئے ہونگے اور ان بدعتون کے مرتکب کس طرح ہوے ہونگے لیکن جب بنظر تحقیق واقعات مطالعہ کتب اہلسنت والجماعت کی ضرورت واقع ہوئی اور اُن مین کتاب تحفہ اثنا عشریہ بھی نظر سے گذری اور امین بشیر و نذیر رسول بے نظیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلانے کی توجیہ مین شاہ صاحب دہلوی کا یہ کلام دیکھا کہ

اینہم و ارد نیست کہ اراوۂ احراق بیت حضرت	یہ ڈرانا اور دھمکانا اُن اشخاص کو تھا جو
زہرا الملجا و پناہ ہر سا خیانت داشتہ درین جا جمع میشدند	دولتسرائے جناب فاطمہ کو اپنی جاے پناہ سمجھ کر جمع
وفتنہ و فساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت	ہوے تھے اور فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے تھے اور
خلیفہ اول بکنگاشہا و مشورہ ہاے فساد انگیز قصد	اپنے مشورہ ہاے فتنہ انگیز سے خلیفہ اول کی خلافت
کردند (تحفہ صہ۳ مطبوعہ فخر المطابع)	کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے -

اسوقت حضرت شاہ صاحب کے ایمان و عقائد کے جوہر کھلے اور بفحوائے ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

اپنی غلط فہمی [illegible] نسبت [illegible]

[illegible] صحیح [illegible] صاحب [illegible] کی

[illegible] دیکھ [illegible] پردہ ڈالا کہ یہ تہدید [illegible]

[illegible] جو خلیفہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ [illegible]

[illegible] روایت اصحاب [illegible] اور کیا ہوئی کہ باوجودیکہ شاہ صاحب کو اس کا علم

[illegible] حضرت میکائیل علیہ السلام بغیر اذن قدم نہ رکھتے

تھے [illegible] پیغمبر [illegible] اللہ علیہ و آلہ [illegible] پیاری بیٹی فاطمہ زہرا [illegible]

[illegible] جناب سیدہ [illegible] اتفاق [illegible]

[illegible] بیٹھے ہوئے [illegible] مشغول تھے [illegible]

[illegible] لیے آئے تھے [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] حضرت [illegible] اشرف [illegible]

بیت نبیؐ بیت رسولؐ

عظمتِ منزلت میں حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال (پ۱۸ س نور ع۵)

(یہ چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے اور اس کا نام لیا جائے جنمیں صبح وشام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن گھروں سے مُراد انبیاء کے گھرانے ہیں اور جناب علی مرتضیٰ کا گھرانا انھیں میں داخل ہے اور کافی میں منقول ہے کہ قتادہ نے انھیں حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت سے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب مضطرب و مضطر نہیں ہوا جس طرح حضور کے سامنے ہوتا ہے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے تو اُن گھروں کے سامنے ہے جنکی تعظیم کئے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو تو وہاں ہے اور ہم وہ ہیں۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤں واللہ آپ نے سچ فرمایا بے شک ان بیوت سے مُراد مٹی اور ٹھیکرے کے مکان نہیں ہیں قول مترجم۔ یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین میں اول درجہ کا مفسر ہے (مقبول ترجمہ صفحہ ۵۶۵)

مفسرین اہلسنت نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

عن انس وبریدۃ رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلعم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابوبکر ھذا البیت منھا واشار الی بیت علی وفاطمۃ۔ قال نعم

انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گھروں سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گھر یعنے جناب علیؑ اور فاطمہ کا انھیں گھروں میں سے ہے

من افاضلها. اخرجه ابن مردویه والسیوطی　　حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں بلکہ انسے

فی در المنثور و ارجح المطالب ص۵　　[illegible] ہے۔

بالفرض اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ مطابق توجیہ شاہ صاحب جناب خلافت مآب کا مقصود صرف دھمکانا اور ڈرانا ہی تھا تاہم اُس تہدید وتخویف کا یہ اثر ہوا کہ اُن کے خلیفہ اور جانشین کو یہ جرأت وہمت ملی کہ کربلا مین خانۂ زہرا کو بے خوف وخطر جلوا دیا۔

مومنو غور کرو جا ہے یہ انصاف کی اب　　مان [illegible] کو جس گھر کا ہو یہ پاس و ادب

یعنے داخل نہو جبتک کرے اذن طلب　　گھر وہ کیا [illegible] کا نہ تھا ہاے غضب

[illegible]

[illegible]

کونسا تھا وہ مکان یہ کوئی منصف تبلائے　　جسمین بیخوف وخطر [illegible] شبیہ درآئے

خانۂ دہر مین جس گھر کا ہو یہ مرتبہ ہائے　　ایک ذرہ بھی باقی ہے وہ یون اٹھ جائے

بیٹھنے کی بھی غریبون کو نہ جا دین ناری

کرکے تاراج ستم آگ لگادین ناری

افسوس جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت [illegible] کی [illegible] مین جو کچھ فرمایا اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ جناب خلیفہ صاحب موصوف کے اس فعل کو مستحسن سمجھ [illegible] رسول مقبول اور نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کی فضیلت ومرتبت [illegible] قرآن [illegible] ہے ایک ذرہ سے مثال [illegible] خاصان خدا کی شان مین وہ الفاظ لکھے مین آپکو ذرا بھی [illegible] درد ہوگا وہ اُن کو دیکھکر او سنکر الامان الامان پکارے گا۔ جناب موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے۔

حیون [illegible] مکہ بحضور [illegible] حضرت [illegible] جب فتح [illegible] منوہین رہا

کہ ابن حنظل کہ یکے از شعرا کفار بود و بارہا بہجو [illegible] شعرا کفار سے تھا [illegible]

حضرت پیغمبر در اشعار خود [illegible] سیاہ [illegible] جواب [illegible] کہا [illegible]

خدا لعین لعبہ عظمہ بردہ [illegible] لیا خانہ کعبہ کے [illegible] میں پناہ لیکر چھپا

اشیانہ خود را پنہان ساختہ [illegible] بیٹھا [illegible] کہ [illegible]

ست فرمود کہ [illegible] حافظ [illegible]

ہرگاہ کہ این [illegible] خدا [illegible]

[illegible]

[illegible] نیوں [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

بیان کی تا [illegible] خلاف امر معہود [illegible]

[illegible] التزام [illegible] نقل [illegible]

و بیان حوال اصول ایشان [illegible] مذہب شیعہ [illegible]

ایشان شود [illegible] معتبر [illegible] ایشان منقول عنہ [illegible]

[illegible] کی کتابوں [illegible]

[illegible] کی یہ سند پیش کرتے ہیں۔

[illegible] بخاری [illegible] است کہ حضرت [illegible]

ہنگام شب بخانہ [illegible] تشریف بردہ ایشان [illegible] علی و فاطمہ [illegible]

را از خوابگاہ [illegible] داشت [illegible] نماز تہجد تقید بسیار [illegible] ان کو سوتے سے جگا کر نماز [illegible]

فرمودہ گفت قوموا صلیا [illegible] حضرت امیر گفت [illegible] کی اور فرمایا [illegible]

والله لا نصلی الا ما کتب الله لنا قسم بخدا — واللہ ہم ہرگز نماز نہ پڑھینگے بجز اسکے جو کہ خدا نے

ما ہرگز نماز نخواہیم خواند الا آنچہ مقرر کردہ است خدای تعالی — مقرر کی ہے اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ مین ہین

برای انما انفسنا بید الله یعنی دلہای ما در دست — اگر وہ ہم کو نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھتے

خداست اگر او توفیق نماز تہجد میداد می خواندیم پس — آخر آن حضرت صلعم اُن کے مکان سے

آنحضرت از خانۂ ایشان بازگشت ترجمہ ص۹۵ مطبوعہ نظامی — چلے آئے۔

حالانکہ راویان حدیث جن کی روایات سے بخاری شریف کو زینت دی گئی ہے۔ بیشتر طبقۂ نواصب و خوارج سے ہین اور خود اکابر علمائے اہلسنت حق پسند اُن کو اور ان کی روایتون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین اور امام صاحب پر جرح و قدح کرتے ہین۔ نیز ایسے اسناد فریق مخالف کے سامنے پیش کرنا اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہین جیسا کہ خود حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ (تردید قول)

مقدمات و مآخذ این دلائل می باید کہ — یہ ضرور ہے کہ جو دلائل امامیہ کی طرف سے

مسلم الثبوت اہلسنت ہم باشد زیرا کہ منظور از — پیش کئے جائین وہ ایسے ہون جنکو اہلسنت بھی قبول

اقامت دلائل الزام بر اہلسنت است والا ہرگاہ — کرین اسلئے کہ غرض دلائل قائم کرنے سے اہلسنت پر

کہ عو عو کند در کوچہ خود شیر غران است روایات — الزام لگانا ہے ورنہ ہر کتا اپنی گلی مین شیر غران

شیعہ و اصول آنہا را کہ در ابواب سابقہ تفصیل گذشت — ہوتا ہے۔ لہذا شیعون کے اصول و انکی روایتون کو

اہلسنت بجوے نمیخرند۔ تحفہ ص — اہلسنت ایک جَو سے بھی مول نہین لیتے۔

مین حضرت قدس سرہ کے اس لعن طعن سے درگذر کرکے "قالوا سلما" پر عمل کرکے عرض کرتا ہون کہ اسیطرح شیعہ بھی مقام الزام مین اسناد بخاری شریف و جمیع کتب اہلسنت کو "بجوے نمی خرند"۔ سبحان اللہ اُس عابد کو نماز شب نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین جسکے نماز پڑھنے کی تصدیق آیہ شریفہ

کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون — (عبادت کی وجہ سے) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

وبالاسحارهم یستغفرون س الذاریت اور پچھلے کو اپنے مغفرت کی دعائین کرتے تھے۔

سے ہوتی ہے۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرماتا ہے:۔

تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون خاص یہ کہ ہماری آیتون پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہین جو

ربهم خوفا وطمعا ۵ راتون مین اپنے بسترون سے اٹھتے اور خدا سے خوف و رجا کیساتھ دعا کرتے ہین

تفسیر صافی مین اس آیت کی تفسیر معصوم علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور اُن کی تابعین کی مدح مین نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بزرگوار اول شب مین آرام کرتے تھے جب دو تہائی رات گذر جاتی تھی تو پروردگار عالم کی جناب مین حاضر ہونے کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے تھے اور اسکی نعمتون کی طرف رغبت اور اسکے عذاب سے خوف اسکی بخشش کی طمع رکھتے ہوئے مناجات و دعا مین مصروف ہوتے تھے۔ اسی امر کو پروردگار عالم خبر کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ اسکے معاوضہ مین ان لوگون کو اپنی جوار رحمت مین ساکن کیا۔ اپنی جنت مین داخل کیا خوف سے امن دیا اور اُن کے دلون سے دہشت کو زائل فرمایا:۔

افسوس کہ اُس تہجد گذار پر الزام رکھتے ہین جسنے سجدۂ خالق مین اپنی جان دی۔ جس نے کبھی بتون کو خود سجدہ کیا نہ اپنی ماں کو کرنے دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ والدۂ جناب امیر علیہ السلام

دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حامل بہ اپنے ایام حمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے کے لئے جاتین اور

علا علی بطنہا فیمنعہا من السجود فسمی سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ انکے پیٹ کی طرف چڑھ جاتے اور

علیا (تذکرہ خواص الامہ، ارجح المطالب) سجدہ کرنیسے اُن کو روکے رہتے لہذا علیؑ نام رکھا گیا۔

اور روایات اہل ایمان مین یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد قصداً بھی سجدۂ اصنام کا نہ کرتی تھین لیکن جناب امیرؑ محض قرب اصنام سے مانع ہوتے تھے۔ اس عابد کے نماز نوافل کی حالت باعتبار تعداد رکعات

یعنی کہ لوگ ہر شب ایک ہزار تلبیہ بلکہ اس سے زیادہ کی آواز سنا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب کے بیان کی تردید خود انہیں کے علمائے کرام کے اقوال سے ہوتی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"ترجمہ ربع بخط شرح حال مرتضی علی ست کرم اللہ وجہہ کہ اکثر و غالب اوقات او وظائف و عبادات میگذشت تا حدیکہ ہر شب از زبان کبیرۃ الاحرام در خلوت او باستماع خادمان عتبہ علیا اش میرسید"

تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۳۲ مطبع نولکشور۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام ایسے عابد تھے کہ بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نے جو نمازوں میں تغیر و تبدل کر دیا تھا تو حضرت ہی ان کو یاد دلایا کرتے تھے۔ جیسا کہ کتاب وسیلۃ النجات مؤلفہ مولوی محمد مبین صاحب لکھنوی فرنگی محلی میں ہے

"بعد از رسول خدا تغیر و تبدل در نماز ہا شدہ بود ہمہ را دریافت حضرت مرتضی علی علیہ السلام از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد صحابہ را یاد میداد"

اسی کتاب میں ہم ایک روایت بخاری شریف سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما اعرف شیئاً مما کان علی عہد رسول اللہ صلعم قبل الصلوٰۃ قال الیس صنعتم ما صنعتم فیہا۔ اخرجہ البخاری والترمذی تلخیص الصحاح جلد اول۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۵

حضرت انس سے مروی ہے کہ جو امور رسول اللہ صلعم کے عہد میں تھے ان میں سے اب میں کچھ بھی نہیں پاتا۔ صحابہ نے کہا نماز تو ہے انس نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے نماز میں بھی کیا کچھ تغیرات تفرقات نہیں کیے ہیں۔

محققین اہلسنت معترف ہیں کہ بعد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرد بشر متہجد۔ متزہد۔ عابد۔ ساجد۔ متورع اور خاشع مثل آنجناب کے نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ایک شاعر کا

قول ہے ؎

ھو البکاء فی المحراب لیلا ھو الضحاک فی یوم الحراب

یعنی وہ جناب خوف خدا سے اسقدر گریہ و بکا کرتے تھے کہ ہاتھ و پاؤن سرد ہوجاتے تھے لوگون کو گمان ہوتا تھا کہ آپ فوت ہوگئے ۔

ابن ابی الحدید جو علمائے کرام معتزلہ سے ہین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہین ۔

" قیل قد بسط نطع بین الصفین لیلۃ الھریر فیصلی علیہ والسھام وتحت بین یدیہ ومرت علی صماخیہ یمینا وشمالا فلا یرتاع لذلک وما قام حتی فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر مین درمیان دونون صفون کے آپکے لئے نطع (فرش چرمی) بچھائی گئی تھی آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپ کے سامنے سے آتے تھے اور آپکے کانون کے پاس ہوکر داہنے بائین نکل جاتے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف نہین فرماتے تھے اور اپنے مقام سے نہ کھڑے ہوتے رہتے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہوجاتے جناب امیر علیہ السلام کی کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں ۔

وکانت جبینہ کثفنۃ البعیر لطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل زانوے شتر کے ہوگئی تھی ۔ نماز کے وقت آپ ایسا استغراق ہوتا کہ مطلق ماسویٰ کا ہوش نہین رہتا تھا یہان تک کہ آپ اپنے جسد عنصری سے بیخبری ہوجاتی تھی ۔

چنانچہ مولوی جامیؒ تحفۃ الابرار مین نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

شیر خدا شاہ ولایت علی صیقل ہر شرک خفی و جلی

روز احد چون صف هیجا گرفت — تیر مخالف به تنش جا گرفت

غنچهٔ پیکان بگل او نهفت — صد گل محنت ز گل او شگفت

روی عبادت سوی محراب کرد — پشت بدرد سر اصحاب کرد

خنجر الماس چو تیغ آختند — چاک به تن چون گل تر انداختند

غرقه بخون غنچهٔ زنگار گون — آمد ازان گلبن احسان برون

گل گل خونش بمصلی چکید — گفت چو فارغ ز نماز آن پدید

کاین همه گل چیست ته پای من — ساخته گلزار مصلای من

صورت حالش چو نمودند باز — گفت که سوگند بدانای راز

کز الم تیغ ندارم خبر — گرچه ز من نیست خبردار تر

دارندۂ القاب یعنی حضرت امیری حضرت علی کرم اللہ وجہہ —

ترجمہ ۔ حضرت علی شیر خدا اور شاہ ولایت ہین ۔ ظاہری اور باطنی ترک کے صیقل کنندہ ہین ۔ احد کی لڑائی کے دن جب آپ گھمسان کی لڑائی مین مصروف تھے تو مخالف کے تیر آپ کے جسم اطہر مین پیوست ہو گئے تیر کی انی دکھائی دی کا غنچہ آپ کے جسم مین چھپ گیا سیکڑوں زخموں کے پھول آپ کے گل سے جسم پر کھلے ۔ عبادت کے وقت محراب کی طرف رخ کیا ۔ پشت مبارک تکلیف کی حالت مین اصحاب کی جانب کی ۔ زہر آلود تیر کو مثل تیغ کے کھینچا ۔ آپ کے تن اطہر پر پاک گل کی طرح زخم کھل گئے ۔ آپکا جسم خون سے مثل غنچہ زنگار گون ہو رہا تھا ۔ جس سے احسان کی شاخ برآمد ہوئی ۔ گل خون سے ان کے پہ گل (قطرۂ خون) آپ کی جانماز پر ٹپکے ۔ جب نماز سے فارغ ہوے فرمایا یہ پھول یہ — پاؤن کے نیچے کیسے بکھرے ہوئے ہین کہ جس سے میری جانماز گلزار بن گئی ہے جب حال

اصحاب نے عرض کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجکو تیغ کی تکلیف سے مطلق خبر نہین۔ اگرچہ مجھ سے زیادہ خبردار کوئی نہین۔

الفاروق زیاد بنی ہاشم کی توہین

شاہ صاحب نے تحفہ مین اہلبیت اطہار علیہم السلام کی توہین اور مذہب اثنا عشریہ کی تہجین کی ہے اسیوجہ سے اکثر اہلسنت بھی اسکو پسند کرتے ہین اور اسکو مرتبہ اور درجہ مین بخاری شریف سے کم نہین سمجھتے۔ یہی رنگ حضرت کے مقلدین و معتقدین کا ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلکر اپنی تالیفات و تصنیفات مین آل رسول اور اقربار رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر و تذلیل کو شمار ایمان سمجھتے ہین جیسا کہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق والمامون وغیرہ مین بہت کچھ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین سوء ادب کر کے ہین چنانچہ الفاروق حصہ اول مین بضمن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ و دیگر اہلبیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ

"اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اسیوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا"

اسی طرح المامون کے صفحہ ۵۴ مین رقمطراز ہین کہ

"خلیفہ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ تمام پر زور بغاوتین جو اُسکے عہد مین ہوئین وہ اسی مقدس خاندان کی اثری کی بدولت ہوئین۔ تاہم اُسنے ہمیشہ درگذر کیا۔

اس موقع پر ہم دو چار حدیثین درباب فضائل بنی ہاشم کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین :-

احادیث بنی ہاشم کی شان مین

پہلی عن طلحۃ بن مصرف قال کان یقال بغض بنی ھاشم نفاق اخرجہ ابوبکر بن یوسف البھلول طلحہ بن مصرف راوی ہین کہ زعہد صحابہ) یہ کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

(از سوانح عمری حضرت علیؑ مؤلفہ مولوی سید اللہ صاحب امرتسری صـ۳۳)

دوسری عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ — حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
علیہ وسلم یا معشر بنی ھاشم والذی — صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے گروہ بنی ہاشم
بعثنی بالحق نبیا لو اخذت بحلقۃ باب — اُس ذات پاک کی قسم جس نے مجکو حق کے ساتھ
الجنۃ ما بدأت الا بکم۔ اخرجہ احمد — بھیجا ہے کیا ہو کر میں نے جنت کے دروازہ کی زنجیر
فی المناقب اخلد الدیو ... سلمی۔ — پکڑ لی تو میں ہرگز تمہارے سوا اور کسی سے اندر داخل
(۲۲۰) ہونے کو آغاز نہیں کرونگا۔

تیسری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت — ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
قال جبرئیل علیہ السلام قلبت الارض — علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
مشارقھا ومغاربھا فما وجدت بنی اب — میں نے مشرق اور مغرب زمین کو الٹا پلٹا لیکن
افضل من بنی ھاشم (اخرجہ احمد فی المناقب) — بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا!

بھائیو ان احادیث کو ملاحظہ فرماؤ اور جناب (ایضاً) شبلی صاحب کی تحریرات پر غور کرو اگر جناب موصوف کے اُن اقوال سے بنی ہاشم کے ساتھ ان کی مودت وعقیدت پائی جاتی ہے تو بتاؤ کیا ایسی تالیفات سے آل رسول اور عترا واقربا احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین وتہجین اور احادیث نبوی کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ حضرات جو دعویدار محبت ومودت اہلبیت ہیں وہ ان کتب ورسائل کو جو اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت سے مملو ہیں سر پر رکھتے ہیں اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مصنفین کی خاک پاکو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں لیکن جو حضرات انصاف پسند ہیں اور جنکے دل مذہبی تعصب سے پاک وصاف ہیں وہ اُن کتابوں کو چشم حقارت سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولوی خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنی تالیف یزیدنامہ کے صفحہ ۱۲ میں جناب شبلی نعمانی

کی تالیفات الفاروق وغیرہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین :-

اصل مین تلامذۂ شبلی کو محرم نامہ کے خلاف یون غصہ آیا کہ محرم نامہ مین علامۂ شبلی کو اہلبیت کی بدگوئی کرنے والا لکھا گیا تھا۔ لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے جس سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہین کہ علامۂ شبلی کی ماہرانہ تحریرون نے نہایت خوبصورتی سے بنی فاطمہ کو مفسد حریص اور متمرد دنیادار نالائق مبانی قرار دیا ہے۔ گو پیرایہ لکھنے کا ایسا گہرا اور چکنا ہے کہ معمولی مطالعہ کرنے والون کو احساس بھی نہین ہونے پاتا کہ علامہ نے کس فرقہ کے خنجر مارا مگر اس کا اثر کمزور طبیعت اور نوعمر کم استعداد جوانون پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بنی فاطمہ سے نفرت کرنے لگتے ہین چنانچہ آج کل بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ موجود ہین جو حضرت علی کو نعوذ باللہ نالائق منہ پرداز اچھے کہنے والون کی حمایت کرنے والا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ ان سب کی معلومات کی بنیاد علامہ شبلی کی تاریخی کتابین ہین الفاروق و المامون وغیرہ کتب کو اگر کوئی شخص غور سے بد خیال کرکے پڑھے گا تو اس کا دل خود بخود قبول کرے گا کہ مین نے محرم نامہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا ہے۔

غرضیکہ تصنیف کی خوبی مین یہ دو ایک جملے مین نے اپنے بیان کی تائید مین بطور نمونہ نقل کئے ہین ورنہ ابتداء سے انتہا تک کل کتاب کا یہی رنگ ہے۔

طرز مناظرہ

اب جناب شاہ صاحب قدس سرہ کا طرز مناظرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے کہ خدائے پاک تو ارشاد فرماتا ہے :-

پہلی آیت ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن — تم اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے لوگون کو بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو تو اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔

(پ ۱۴- س نحل- ع ۱۶)

دوسری آیت ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی — اہل کتاب سے مناظرہ نہ کیا کرو مگر

احسن پ ۲۱ س عنکبوت — تا وقتیکہ اچھا طور نہ ہو

بخلاف ان احکام پاک کے حضرت مذہب شیعیان علی ابن ابی طالب کو شیعیان عبد اللہ بن سبا کے نام سے جو ایک کافر یہودی تھا ملقب فرماتے ہین حالانکہ بروے عقائد امامیہ وہ ایسا غالی تھا جسکو جناب امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام نے اسکی غلو کی وجہ سے تین دن قید رکھا اور جب اسنے اپنے عقائد باطلہ سے انحراف نہ کیا تو اسکو آگ مین جلوا دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین یہ روایت ہے:۔

عن عبد اللہ بن شریک العامری	عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہین کہ
عن ابیہ قال اتی علی بن ابی طالب	جناب امیر علیہ السلام سے لوگون نے بیان کیا کہ یہان مسجد کے
فقیل ان ھھنا قوما علی باب المسجد	دروازہ پر ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ خیال کرتا ہے کہ
یزعمون انک ربھم فدعاھم فقال لھم	آپ انکے رب ہین جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا کہ تم ہلاک
ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا	ہو جاؤ کیا کہتے ہو وہ لوگ سب کہنے لگے آپ ہمارے
وخالقنا ورازقنا فقال ویلکم انما	رب ہین اور خالق ہین اور آپ ہمارے رازق ہین آپ نے
انا عبد مثلکم اکل الطعام کما تاکلون	فرمایا کہ تم ہلاک ہو مین تمہاری مانند ایک بندہ ہون
واشرب کما تشربون ان اطعت اللہ اثابنی ان شاء	مین کھانا کھاتا ہون پانی پیتا ہون جیسے تم کھاتے پیتے ہو اگر مین اللہ
وان عصیتہ خشیت ان یعذبنی فاتقوا اللہ وارجعوا	کی اطاعت کرونگا تو انشاءاللہ وہ مجھے ثواب عطا کریگا اور اگر مین
فابوا فطردھم فلما کان الغد	نافرمانی کرونگا تو ڈرتا ہون کہ وہ مجھے عذاب کرے تم اللہ سے ڈرو
غدوا علیہ فجاء قنبر	اور باز آؤ انہون نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے ان کو اپنے
فقال واللہ رجعوا یقولون ذلک	پاس سے نکلوا دیا دوسرے دن پھر آئے قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ
الکلام فقال ادخلھم علی	آج پھر آئے ہین اور وہی بات کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لاؤ

فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما	میرے پاس لے آؤ اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی
قال الا انہ قال انکم ضالون مفتونون	اور آپ نے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلی کہی تھی مگر اُسکے ساتھ
فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوہ فقالوا	یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو اُنھون نے پھر بھی انکار کیا
لہ مثل ذلك القول فقال لهم واللہ لئن	تیسرے روز پھر لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے
قلتم لاقتلنکم باخبث قتلۃ فابوا الا	فرمایا کہ اگر تمنے پھر وہی بات کہی تو مین تم کو نہایت بری حالت
ان یثبتوا علی قولهم فخد لهم اخدودا	سے قتل کرونگا اُنھون نے پھر اِنکار کیا اور اپنی بات پر ثابت
بین باب المسجد والقصر واوقد فیہ نارا	رہے۔ آپنے اُنکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر
وقال انی طارحکم فیها او ترجعون فابوا	اس مین آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ مین تم کو
فقذفهم۔ خرج الذهبی فی المختصر	اس گڑھے مین ڈالدونگا وہ لوگ اپنی ہٹ پر اڑے رہے
(ارجح المطالب ص)	آپنے ان کو آگ مین ڈلوادیا۔

علمائے کرام شیعہ نے اکثر اصحاب کی نسبت جو مطاعن کتب صحاح سے لیکر پیش کیے ہین حضرت اُن کا جواب دینے سے پہلے علمائے کرام شیعہ کی شان مین یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین :۔

باید دانست کہ بعد از تتبع و استقرا	جاننا چاہیے کہ بعد ملاحظہ کتب و تلاش بسیار
معلوم شد کہ در عالم ہیچکس نبودہ است الا از	معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جس پر
زبان بدگویان و عیب جویان بطعن و قدح	بدگویون نے زبان درازی اور عیب جویون نے نکتہ چینی
او جاری شد بلکہ حرف در جناب کبریا الٰہی ست	نکی ہو حتی کہ خدا پر بھی بہتان کیا ہے۔ اور
ومعلوم ست کہ معتزلہ بتقریب انکار	معتزلہ نے عصمت انبیا سے اِنکار کرکے
عصمت انبیا ہیچ پیامبرے را از ابتدائے	از حضرت آدمؑ تا جناب ختم الانبیاء
حضرت آدم تا حضرت پیغمبر نگذاشتہ اند کہ نسبت کبائر	کسی کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ صغیرہ و کبیرہ سے

بجناب ایشان نسبت نہ کردہ لیکن بر عاقلان   متہم نہ کیا مولیان عقلا سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ
پوشیدہ نیست کہ این ہمہ عوعو سگان   اس الزام کی وقعت بالکل ایسی ہی ہے جیسے چاند
نسبت بہ نور افشانی ماہ است اصلا نقص   کی روشنی دیکھ کر کتے بھونکنا شروع کر دیتے ہین
منزلت آن بزرگان نمی کند   لہذا اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کی
(تحفہ صفحہ ۲۰۲)   حیثیت بھی ست ان بزرگون کی عزت پر کوئی دھبہ نہین آتا

یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ امامیہ خاک پر سجدہ کرتے ہین اور خاک کربلا سے معلی کو طاہر سمجھتے ہین حضرت قدس سرہٗ اس خاک پاک کی توہین اس طرح کرتے ہین کہ

اہلسنت از سجدہ کردن بر خاک احتراز   اہلسنت خاک پر سجدہ کرنے سے پرہیز
ندارند و در نہادن مہر خاک در مقام سجدہ   نہین کرتے ہین مگر اس مین بہت تو ہمات
اوہام بسیار راہ می یابد از آنکہ مہر نہادن   ہین مہر کا رکھنا کفار و منافقین کے خصائل
خاصہ کفار و منافقین ست چنانچہ شعراے   سے ہے چنانچہ شعراے اہلسنت نے
اہلسنت این مضامین را بہ نظم آوردہ اند شعر   اس مضمون کو اس طرح نظم کیا
گفتہ است   ہے

رباعی

از بغض وحسد مدام دل پاک است   ہمیشہ بغض وحسد سے دلکو پاک رکھنا اچھا ہے
وین شیشۂ صاف ترز افلاک بہ است   کہ یہ آئینہ افلاک سے بہتر ہے
بر مہر نماز میگذارد شیعی   مہر پر شیعہ سجدہ کرتے ہین
یعنی کہ دہان سگ پر از خاک بہ است   یعنی کتے کا منہ پر از خاک اچھا ہے

اسی طرح یہ رباعی بھی (نقل کفر کفر نباشد) تحریر فرماتے ہین :-

حق شیعہ ترا گویم تا چند، گر عاقلی این نکتہ ترا بس ہستند

خاکے کہ کند سُنّی از و استنجیٰ اینہا ببرند و سجدہ بروے بکنند

اب ناظرین غور کریں کہ ناظرہ کے متعلق اللہ جل شانہٗ کیا ارشاد فرماتا ہے اور جناب شاہ صاحب جو عمدۃ المناظرین زبدۃ المتکلمین افتخار المفسرین خاتم المحدثین اور حافظ قرآن ہین کس طرح خداوند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور اپنی عقیدت کا اظہار کس حسن سے فرماتے ہین کہ اُس خاک پاک کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کا خون ملا ہوا ہے جس مطہر زمین کی سُرخ مٹی حضرت جبرئیل نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اس مٹی کو کس کلوخ سے تشبیہ دیتے ہین غرض یہ کہ جناب شاہ صاحب کی توصیف مین میری زبان قاصر ہے ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آخر اسی تحفہ کی بدولت جناب شاہ صاحب نہ صرف اپنی ہی بلکہ اپنے ہمسرون نیز اپنے سلفا کی بدنامی کے باعث ہوے۔

قصہ مختصر تحفہ کے اس حرف اول ہی کے لحاظ سے جناب شاہ صاحب کا یہ ارشاد کہ حسبتہً للہ تعالیٰ باین رسالہ پرداختہ شد صادق نہین آتا بلکہ جو مقاصد و اغراض اس تالیف سے تھے وہ شیعون سے مخفی نہین ہین ؎

بوے یوسف کرد بینا دیدہ یعقوب را ورنہ این بادِ صبا چشم کسے بینا نہ کرد

عالیجناب! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس تالیف سے بجز اسکے کہ مذہب اہلسنت والجماعت کا پردہ فاش ہو اور علماے اہلسنت کا تعصب ظاہر ہو اور اکثر صحابہ کے ایمان واعمال کے حالات الم نشرح ہون اور کچھ حصول نہ ہوگا کیونکہ جب خود جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ کے عادل ہونے اور انبیا و مرسلین علیہم السلام کی عصمت سے انکار کیا اور قیدیان بدرسے

فدیہ لینے پر آیۂ کریمہ

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم — اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہوگئی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے

فیما اخذتم عذاب عظیم (پ ۱۰ س انفال ع ۹) — اُسکے بارے مین تم پر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔

اور دیگر آیات عتاب آمیز کا مورد محبوب خدا شاہ انبیا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا (معاذ اللہ من ذلک) اور جناب خلافت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خاطر آیۂ وافی ہدایہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا — اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہین کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے

وحی یوحی (پ ۲۷ س النجم ع ۱) — وہ نہین ہے مگر وحی جو اس کی طرف نازل کیجاتی ہے۔

کی تفسیر ایسی کی کہ "جمیع اقوال پیغمبر درست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی" اور طرح طرح کی خطائین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام و اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب (نعوذ باللہ من ذلک) منسوب کین جنکا ذکر ہم آیندہ موقع و محل پر کرینگے۔ انشاء اللہ۔

این ہمہ اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے مین قاصر اور عاجز رہے۔ شاہ صاحب تو در کنار خود حضرات کے خلفا بھی جنھون نے اپنے عہد خلافت مین اپنی ذات سے فضائل منسوب کرنے کی غرض سے جھوٹی حدیثین بنانے کے صلہ مین واضعان حدیث کو بیشبہا جاگیرات مناصب و مراتب عطا کئے اور احادیث فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے چھپانے اور مٹانے مین اور صدہا احادیث معائب (معاذ اللہ) اہلبیت اطہار کی طرف نسبت دینے کے لیے وضع کرانے کی فکر مین تہ تن مصروف و کوشان رہے جیساکہ تواریخ اہلسنت مثل تاریخ ابو الحسن مدائنی۔ و تاریخ مسعودی و تاریخ ابو الفدا و طبری وغیرہ مین ہے کہ امیر معاویہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بے شمار وضعی حدیثین بنوائین۔ ان تمام احادیث کو اپنی سلطنت کے تمام حصون مین بھیجکر تاکیدی حکم جاری کیا کہ

موضوعات
آل رسول کے
فضائل لیے
حالات بیجا برع
لکھے گئے ہین

جمعہ کو ان احادیث کا وعظ کیا جائے اور طلبہ کو ان کا درس دیا جائے۔ آخر رفتہ رفتہ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل گم ہوتے گئے اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بزرگیوں کا چرچا ہوتا گیا اور شیخ ابوجعفر اسکافی اور ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ بنی اُمیہ کے زمانہ خلافت میں لوگوں کو انعام واکرام دے کر اصحاب ثلاثہ اور خلفائے بنی امیہ کی فضیلت اور آل رسول اور اولاد بتول کی مذمت میں بے شمار احادیث وضع کرائی گئیں حتیٰ کہ تقریباً سو برس تک علیؑ اور اولاد علیؑ پر مسجدوں میں بالائے منبر تبرے ہوتے رہے جیسا کہ تاریخ الخلفا امام جلال الدین سیوطی میں ہے جسکی نقل یہ ہے:-

كان بنو امية يسبون على بن	بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبوں میں
ابى طالب فى الخطبة فلما ولى عمر	حضرت علی کی شان میں بے ادبی کیا کرتے جب عمر
بن عبد العزيز ابطله وكتب الى نوابه	بن عبدالعزیز حاکم بنا تو اُسنے اپنے عمال اور
بابطاله وقرء مكانه ان الله	حکام کے نام فرمان جاری کئے کہ ایسا نہ کیا جائے
يامر بالعدل والاحسان الاية	اور بجائے اُن نامناسب الفاظ کے حکم دیا کہ
فاستمرت قراءتها فى الخطبة الى الان	یہ آیت پڑھی جائے ان اللہ یامر بالعدل
صفحہ ۱۶۰ تاریخ الخلفا مطبوعہ محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ و ۱۸۹۲ء	والاحسان الخ

چنانچہ اس کی تعمیل ہوتی چلی آئی لیکن مفسدوں اور فتنہ پردازوں کو خاندان رسالت و نبوت سے ایسی قلبی عداوت تھی کہ اُن کے فضائل ومراتب کا سننا تو درکنار اُن کے مداحین و منسوبین پر طرح طرح کی تکالیف کو روا رکھتے تھے۔ اور آل رسول کی مودت وعقیدت رکھنے کے جرم میں ان کو برسوں مقید کرتے تھے اور انواع واقسام کے ظلم وستم کے ساتھ ہلاک کرتے تھے۔ مگر بفحوائے آیہ کریمہ

یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواھھم وہ تو یہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور اپنے منھ سے بجھا دین

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ہ اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون

پ ۲۸۔ س الصف۔ ع ۱ کو برا لگے۔

گل مراد شگفتہ نہ ہوا۔ چنانچہ احمد بن حنبل نے سند مین لکھا ہے کہ "لوگون نے حضرت علی کی بزرگیون کو عداوت کیوجہ سے بہیترا چھپایا بلکہ آپ کی مذمت مین نہایت کوشش کی مگر پھر بھی حضرت کے فضائل کی کثرت حیرت انگیز ہے

پس جب کہ ایسا ارادہ کرکے بڑے بڑے شناور اس دریاے ناپیدا کنار سے بمصداق ع

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

عبور نہ کر سکے تو شاہ صاحب کیا اور اُن کی سعی کیا۔ بلکہ جسقدر نور خدا کے بجھانے مین سعی و اہتمام کیا گیا اُسیقدر اُن خاصان خدا کا نام روشن اور نور حقیقت کا دریا موجزن ہوتا گیا ع

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد

گو باد مخالف چلا کی۔ مزاحمت ہوا کی۔ مگر خاص و عام کی نظر مین اُن کی توقیر و منزلت یہ بڑھی کہ خداے پاک نے ان کے فضائل و مناقب خود انھین کے مخالفین او معاندین کی زبان اور قلم سے ظاہر کرادیے اور ان کے دشمنون اور حاسدون کے معائب و مثالب کی روایتین۔ حدیثین۔ اور تفسیرین۔ انھین کے محدثین و مفسرین و متکلمین اور خاص امام محمد اسمعیل بخاری و مسلم نیسابوری کے قلم سے لکھوادین ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست

حالانکہ کسی اہل مذہب سے جو کہ اپنے پیشواؤن کی بزرگیون اور فضیلتون کا معتقد ہو اُس سے اُن کے معائب کی روایات کی توقع رکھنا یا جس کسی کے معائب کا وہ معتقد ہو اسکے فضائل کے اقرار کی

اُمید رکھنا بیجا ہے لیکن خداے پاک نے اپنی حجت تمام کرنے کی غرض سے اہلسنت کو مجبور کردیا کہ انھون نے اپنے اصحاب وحین کی برائیون کو خود ہی روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جناب قبلہ وکعبہ صوارم مین تحریر فرماتے ہین:-

ہرچند از اہل مذہبے کہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضائل آن شخص داشتن بیجاست وہمچنین بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام را چنان مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بنابر تقرب سلاطین بنی عدی وتیم وبنی امیہ اخبار فضائل آنہا را بسیار وضع نمودہ اند چون دروغگو را حافظہ نباشد ہمان مخالفین از غایت نافہمی باعجاز جناب امیر المومنین باز مثالب اصحاب ثلثہ واتباع ایشان را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء ومحدثین ایشان چنین احادیث واخبار را در کتب مصنفات خود مندرج فرمودہ اند

ہرچند کسی اہل مذہب سے کہ جو کسی شخص کے مطاعن کی روایت کرے۔ اس سے اسی شخص کے فضائل کے روایت کی توقع لینا بیجا ہے۔ اور اسی طرح اسکا عکس خلاف توقع وامید ہوگا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حجت کے پورا کرنے کی غرض سے جناب علی مرتضی کے دشمنون کے دلون کو ایسا مسخر کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ انکو بنی عدی وتیم وامیہ کے بادشاہون سے تقرب حاصل تھا بہت سی روایات انکے فضائل مین وضع کین اور چونکہ جھوٹے کو کہی ہوئی بات یاد نہین رہتی اسلئے جملہ مخالفین نے اپنی نہایت ناسمجھی سے اور جناب امیر علیہ السلام کے اعجاز سے اصحاب ثلاثہ اور انکے تابعین کے معائب بیان کیے ہین اور انکے علماء اور محدثین ایسی حدیثین اور روایتین اپنی اپنی کتابون اور تصنیفون مین درج کی ہین

پس آپ جناب شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی وغیرہ کے کلام کو صحیح باور کرکے انھین کی طرح جھوٹی روایتون اور وضعی حدیثون سے مذہب اہلسنت والجماعت کو اپنی سحر بیانی سے سچا بتانے کی سعی کرینگے تو ہم بھی انھین کے اقوال سے بلکہ کل محققین ومحدثین اہلسنت بالخصوص جناب امام بخاری ومسلم کی زبان قلم سے اُن کا باطل ہونا اسلامی دنیا پر ثابت کردینگے جس سے

منکشف ہوجائیگا کہ خدا کے نزدیک کون ہدایت پر ہے اور کون ضلالت مین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھو فی ضلال مبین ط پ ۲۰ س قصص — میرے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ اسکی طرف سے کون دین حق لیکر آیا ہے اور کون صریح گمراہی مین پڑا ہے۔

واضح ہو کہ اس تالیف سے مجھے اپنے بھائیون کا دل دکھانا یا مجادلہ و مکابرہ کرنا یا اصحاب کرام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہین ہے بلکہ مہذبانہ و مودبانہ طریقہ سے اپنے بھائیون کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اسناد جو اصحاب کرام کے آمنوا وعملوا الصالحات کے منافی ہین پیش کرکے گویا ان کی تصویر ان کو دکھانا چاہتا ہون۔ لہذا جو روایتین وحدیثین بغرض تردید کتب اہلسنت سے نقل کی جائینگی اگروہ فی نفسہ سخت اور مکروہ ہون تو اُن اسناد کے پیش کرنے مین بموجب ارشاد جناب شاہ صاحب :۔

درین رسالہ انچہ درباب مطاعن صحابہ و ازواج خیر الانام مذکور شود لازم آید کہ راقم این حروف را ازان بری الذمہ شناسند و فارغ العہدہ انگارند زیراکہ اصل کلام درین رسالہ مبنی بر اصول اہلسنت و روایت ایشان ست	اس رسالہ میں جو کچھ دبارہ مطاعن اصحاب کرام وازواج مطہرات ذکر کیا جائے اُس سے مجھے بری الذمہ سمجھین۔ کیونکہ اصل کلام اس رسالہ مین اہلسنت کے اُصول اور اُن کی روایات پر مبنی ہے۔

مجھے معذور سمجھین۔ اسلئے کہ وہ اسناد و روایات بعینہ انھین کی کتب سے ماخوذ ہین ؎

حافظ بخود نپوشید این خرقۂ مے آلود ۔ اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

اگر اسپر بھی ہمارا ایسی روایات کا نقل کرنا اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا ناگوار خاطر ہو تو بقول سعدی ؎ "ہر کس از دست غیر نالہ کند ÷ سعدی از دست خویشتن فریاد" ÷ حضرت پیر و مرشد ہی کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

الحاصل اگر برادران اہل سنت کو واقعی تحقیق حق منظور ہوتی تو تحفہ کے روشن جوابات اُنکے لئے چراغ ہدایت تھے لہٰذا علماء وفضلاء اہلسنت پر لازم تھا کہ اُن جوابات کو ملاحظہ فرماتے اور شاہ صاحب کے سوالات اور علمائے امامیہ کے جوابات پر کافی غور کرتے تاکہ حق وباطل مین تمیز ہوجاتی اور اس تیرہ سو برس کے قضیہ کا اِس طرح فیصلہ ہوجاتا کہ یا باثبات حقیت مذہب اہلسنت ہمکو اپنے مذہب مین شامل کرلیتے یا خود مذہب حقہ اثناعشریہ مین داخل ہوجاتے۔ مگر اس سے اُنھون نے گریز کیا۔ کیونکہ تحفہ کے جوابات دیکھنے اور سُننے سے اُن کے پیشواؤن کے کارنامے اور بدعنوانیان طشت ازبام ہوتی تھین اور مذہب بھی رخصت ہوتا تھا۔ بنا برین یہ سمجھ کر کہ ؎ | اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین

جانتا ہون ثواب طاعت وزہد ــــ پر طبیعت ادھر نہین آتی

خاموش ہورہے۔ چنانچہ کتاب لاجواب عبقات الانوار کے متعلق جناب مولوی مرزا عابد علی بیگ صاحب قزلباش اپنی مفید تالیف الموسوم بہ "آیات جلی فی شان مولانا علی" مین یہ حکایت تحریر فرماتے ہین کہ:-

"مولوی مقرب علی صاحب رئیس جگراؤن نے مجھ سے فرمایا کہ مقام گجرات وپنجاب مین میرا قیام تھا۔ ایک عالم اہلسنت سے راہ ورسم ہوگئی وہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز عبقات الانوار پر اُن کی نظر پڑی اُسکے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کیا مین نے کتاب حوالہ کردی دیکھتا کیا ہون کہ دوسرے روز کتاب بغل مین لئے چلے آتے ہین۔ مین نے پوچھا کہ آپ اس کتاب کا مطالعہ فرماچکے وہ بیچارے سیدھے سادھے سنّی مسلمان فرمانے لگے "حضرت! مجکو معلوم ہوگیا یہ کتاب ایسی ہے جس کو پڑھ کر آدمی سُنّی نہین رہ سکتا۔ لہٰذا مین اُس کو واپس لے آیا ہون اب نہ پڑھونگا"

پس یہ تیرہ سو برس کا جھگڑا بروز فردا عادلِ حقیقی ہی مٹائے گا جیساکہ خود ارشاد

فالله یحکم بینھم یوم القیامۃ   پس اللہ ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا

فیما کانوا فیہ یختلفون ۵ (پ۱ س بقرہ) جن مین اُن کو اختلاف ہی۔

اس صورت مین مصنفین و مولفین اہلسنت کا سیکڑون کتابین اور ہزارون رسالے تصنیف و تالیف کرنا واقعی بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالنے پر مبنی ہے جس کا مواخذہ اُن سے ضرور ہوگا۔ قولہ تعالیٰ:۔

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم   یہ لوگ اپنے (گناہ کے) بوجھے توقیقینی اٹھائینہی گے اور اپنے

ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون   بوجھون کے ساتھ (جنھین گمراہ کیا) اُنکے بھی اُٹھائینگے۔ اور جو

(پ۲۰ س عنکبوت ع۱)   افترا پردازیان یہ لوگ کرتے رہے قیامت کے دن اُنسے ضرور بازپرس ہوگی

غرض حقیت مذہب اہلسنت و الجماعت کی نسبت آپ کے دلائل عقلی و شواہد نقلی وہی ہونگے جو تحفہ اور منتہی الکلام وغیرہ مین مذکور ہین اور جنکو علمائے کرام شیعہ رد کرچکے ہین اور مین بھی بعون اللہ تعالیٰ ایات بیّنات کی بدولت قند مکرّر کے طور پر اُن کی توضیح و تشریح کرتا ہون۔

الحمد للہ کہ مین نے اپنی تحقیق مین مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو مطابق کلام الٰہی و احادیث نبوی سچا اور مذہب اہلسنت والجماعت کو جھوٹا پایا۔ خدا کرے کہ میرے سُنی بھائی جو اپنے کو ہدایت یافتہ اور ہم کو گمراہ جانتے ہین اِس کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ صدق نیت شرط ہے خدا توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اچھا ہو اور بہت اچھا ہو کہ اب بھی اپنے عقائد کی اصلاح کرین اور صراط مستقیم اختیار فرمائین وما علینا الا البلاغ

اور یہی دعا میری اپنے سب بھائی بھتیجون اور کل مومنین و مومنات کے بارے مین ہے کہ اپنے ایمان و عقائد پر قائم رہین اور الحمد للہ وہ پاک عقیدہ یہ ہے

نوشتہ بر در فردوس کاتبانِ قضا   نبیؐ رسول و بعد حیدر کرّار

بدتمنان منشین حافظا! تولا کن نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار

الحمد لله الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا الله ۵

حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و شکر اس امر پر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائی اگر وہ ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم راہ راست پر نہ ہوتے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اے اللہ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر

قال

یہ سب پر ظاہر ہے کہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا ہے کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اُن کو بُرا سمجھتے ہین بلکہ جس طرح پر اہلسنت ان کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہت اور کامل جانتے ہین اوسی طرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ بُرا اور خراب حتی کہ کافر و مرتد کہتے ہین پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جسپر دونون مذہب کی حقیت اور بطلان کا مدار ہے۔ یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا ثابت قدم رہنا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ سنیون کا مذہب حق اور شیعون کا مذہب باطل۔ اور اگر برخلاف اسکے ان کا کافر و مرتد ہونا [illegible] معلوم ہوا تو شیعون کا مذہب سچا اور سنیون کا مذہب جھوٹا ہے۔ اس واسطے ہم اول صحابہ کے فضائل بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جواب مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہین دین گے آیات بینات صفحہ ۲

شائع ... دونون مذہب کا حصہ ... صحابہ کی ... [illegible]

اَقُوْلُ

ہیں ورق کتاب کے سادے [illegible] این دو قلمی سے عبارت

قال [illegible] زنعة [illegible]

[illegible] وضو [illegible] حق آیا [illegible] ملاحظہ

[illegible] بس [illegible]

اشیعہ کہتے ہیں [illegible] فضیلت
صحابہ کرام کا اختلاف نہیں ہے [illegible] صفات ثوبہ [illegible]
[illegible] بہت [illegible] سے [illegible]
اختلافات [illegible] اگرچہ [illegible] سے بحث کرنا مقصود نہیں ہے مگر
مخالف [illegible] سے [illegible] قرآن وحدیث
[illegible] اسکے [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] وجوہات [illegible] ہیں [illegible] بیان [illegible]
[illegible] گذشتہ [illegible]
[illegible]۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى [illegible] اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو
[illegible] وجوهكم وايديكم الى المرافق [illegible] ہاتھ کہنیوں تک [illegible] اپنے سروں کا
وامسحوا برؤسكم وارجلكم الى الكعبين ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لیا کرو۔

(پ ۶ س مائدہ ع ۲)

[illegible]

مبنی علی القرأتین المشہورتین فی قولہ	ابن کثیر اور حمزہ اور ابو عمر اور عاصم
وارجلکم فقراء ابن کثیر وحمزة وابو عمر	نے روایت ابوبکر مین اَرجُلکم کے لام کو
وعاصم فی روایة ابی بکر بالجر عنہ	زیر پڑھا ہے۔

تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۶ مطبوعہ مصر

اسی طرح رفع نجاست کیلئے حسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی مخصوص ہے اور اُسی سے طاہر کرنے کا حکم ہے جیساکہ امام شافعی فرماتے ہین :۔

" پاک کرنے والا پانی ہے دوسری چیز اُس کے قائم مقام نہین ہوسکتی "

اور تفسیر فتح العزیز جلد سوم صفحہ (۲۲۴) مین ہے۔

ہمان بزرگ یعنی جبرئیل علیہ السلام بعد	حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان
از تعلیم این آیات پائے خود را بر زمین زد و چشمہ	آیتون کو پڑھانے کے بعد زمین پر اپنا قدم مارا
آب روان پیدا شد آنحضرت را طریقہ طہارت و	تو پانی کا چشمہ نکلا اور پانی سے آپ کو طریقہ طہارت
وضو و استنجا بیاموخت۔	وضو و استنجا سکھایا۔

بخلاف اسکے حضرت عمر استنجا بجائے پانی کے ڈھیلے سے کیا کرتے تھے جیساکہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین :۔

وروی ابوبکر عن یسار بن نمیر	یعنی ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے
کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط	کہ جب حضرت عمرؓ پیشاب کرتے تھے دیوار یا پتھر
او حجر ولم یمسہ الماء (ازالة الخفا)	پونچھتے تھے پانی سے پاک نہین کرتے تھے۔

اسی بنا پر اہل سنت بھی ڈھیلا استعمال کرتے ہین۔

اسی طرح مسئلہ میراث مین شیعہ حسب آیہ کریمہ :۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر — یعنی تم لوگوں کو تمہاری اولاد کے حق میں وصیت کرتا

مثل حظ الانثیین (پ۴۔ س نساء۔ ع۱) — ہوں کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اولاد انبیا علیہم السلام کو ان کے مال کا وارث ٹھہراتے ہین لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ اوّل کے اِس قول کے بموجب

عن ابی بکر الصدیق قال قال — حضرت ابوبکر صدیق کا بیان ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ — فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گروہ

وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث — انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ دوسرے لوگ ہمارے مال کے

ما ترکنا صدقۃ — اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ تصدق ہے۔

اس وراثت کے منکر ہین۔ شیعہ خلفاء کے اس عمل کو جو انھون نے خلاف حکم خدا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میراث پدری سے محروم کردیا تھا۔ خلاف حق سمجھتے ہین اور اہلسنت اپنے خلیفہ صاحب کے حکم کو عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ اس کی مفصل بحث جلد دوم مسئلہ میراث انبیاء مین کی جائے گی انشاءاللہ المستعان۔

اب فرمائیے کہ "حسبنا کتاب اللہ" کہنے والون نے بیٹی کو باپ کے ترکہ سے آیا کتاب خدا کی بنا پر محروم کردیا تھا یا اپنی خاص مصلحت و حکمت کی وجہ سے۔ اس بارے مین اہلسنت فرمان الٰہی پر چلتے ہین یا اپنے خلیفہ صاحب کے حکم پر۔ پس یہ سب اختلافات اس سبب سے ہین کہ ائمہ اثنا عشر کے احکام پر عمل نہین کیا جاتا جو بحکم خدا و رسول اوصیا اور خلفائے برحق ہین اور سب کی شریعت شریعت مصطفوی ہے۔

اسی طرح مسئلہ جبر و اختیار مین بھی اختلاف ہے یعنی امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ

لا جبر ولا تفویض بل امر — نہ تو افعال عباد مین بالکل جبر ہے اور نہ بالکل تفویض بلکہ

بین الامرین	انھین دو کے درمیان مین ایک امر ہے۔

یعنی بندہ ایسا صاحب اختیار نہین ہے کہ خدا کی قدرت اور اُسکے اختیار سے باہر ہو جائے نہ ایسا ناچار و مجبور ہے کہ کچھ کر ہی نہ سکے اور اسکے ہر فعل کا فاعل خداے پاک ہی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہے اُسکے ہر فعل نیک و بد کا فاعل خدا ہے اور بندون کے جملہ افعال بارادت الٰہی واقع ہوتے ہین اور خیر و شر معصیت۔ ہدایت۔ ضلالت شرک و ایمان بحکم الٰہی ہین بلکہ مشکوٰۃ شریف مین تو یہان تک ہے کہ خدا بندے کو دوزخ یا جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس سے اعمال بھی ویسے ہی کراتا ہے وہ روایت یہ ہے:۔

وعن مسلم بن یسار قال سئل عمر	مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر
بن الخطابؓ عن ھذہ الایۃ واذ	بن الخطاب سے اِس آیت کے متعلق (جب
اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم	پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی اولاد
ذریتھم الی آخر الایۃ قال عمر	پیدا کی) استفسار کیا تو جواب دیا کہ مین نے سُنا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ اسی آیت کے بارے مین کسی نے رسول اللہ
و آلہ وسلم یسال عنھا فقال	سے سوال کیا تھا آن حضرت نے فرمایا بتحقیق
ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظھرہ	جب آدم کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی پشت پر
بیمینہ فاستخرج منہ ذریتہ	داہنی جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُنکی
فقال خلقت ھؤلاء للجنۃ	اولاد خلق کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مین نے اِن کو
وبعمل اھل الجنۃ یعملون	جنت کیلئے۔ اور اہل جنت کے اعمال کرنیکیلئے پیدا کیا ہے پھر اُنکی
ثم مسح ظھرہ فاستخرج منہ ذریتہ	پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُن کی اولاد
فقال خلقت ھؤلاء للنار	پیدا کی تو فرمایا کہ مین نے اُنکو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔

ويعمل اهل النار يعملون فقال — اور یہ لوگ دوزخیون کے مانند اعمال کرینگے پس

رجل فبما يعمل يارسول الله فقال — ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پکس واسطے عمل

رسول الله صلعم ان الله اذا خلق — کرتا ہے فرمایا بتحقیق خداوند عالم جب بندے کو

العبد للجنة استعمله بعمل اهل — جنت کے واسطے خلق کرتا ہے تو اُس سے اہل جنت

الجنة حتى يموت على عمل من — کے سے کام کراتا ہے یہانتک کہ وہ اسی عمل

اعمال اهل الجنة فيدخل به الجنة — پر مرتا ہے۔ پس اُس کو بسبب اُن اعمال کے خدا

واذا خلق العبد استعمله بعمل — بہشت عطا کرتا ہے اور جب بندے کو دوزخ

اهل النار حتى يموت على عمل من — کیلئے خلق کرتا ہے تو اُس سے اعمال اہل دوزخ

اعمال اهل النار فيدخل به النار — کے سے کراتا ہے یہانتک کہ وہ جب اُن اعمال پر

رواه مالك والترمذى وابو داؤد — مرتا ہی تو انھیں اعمال کے وجہ سے اُس کو

مشكوٰة شريف باب الايمان بالقدر — دوزخ مین ڈالتا ہی

فصل دوم (صفحہ ۵۴ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد اول) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴)

اور اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم سے اسی باب کی فصل اول مین صاحب مشکوٰۃ نے نقل کی ہے:-

عن عبد الله بن عمر قال — عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہا

قال رسول الله صلى الله عليه واٰله — فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وسلم ان قلوب بنى اٰدم كلها بين — کہ سب بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون کے

اصبعين من اصابع الرحمن كقلب — بیچ مین بین مثل قلب واحد کے پھیرتا ہے ان کو

واحد يصرفه كيف يشاء ثم قال — جس طرح چاہتا ہے۔ پھر کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك (رواہ مسلم)

خدایا دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کیطرف پھیر۔ (روایت کی یہ مسلم نے) (از مشکوۃ باب ایمان بالقدر)

اسی طرح امام فخرالدین رازیؒ نہایۃ العقول میں فرماتے ہیں۔

الذی اتفق علیہ اصحابنا العبد غیر فاعل بالاستقلال و افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس لقدرتھم تاثیرۃ فیھا بل اللہ سبحانہ جری عادتہ بانہ یوجد فی العبد قدرۃ واختیارا فیکون فعل العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا الی اٰخرہ

یعنی امر متفق علیہ درمیان ہمارے اصحاب کے یہ ہے کہ بندہ باستقلال خیروشر کا فاعل نہیں ہے بندوں کے افعال اختیاری صرف قدرت خدا سے واقع ہوتے ہیں اور بندوں کی قدرت کو اسمیں بالکل تاثیر نہیں ہے بلکہ خدا نے اپنی یہ عادت جاری کی ہے کہ بندوں میں قدرت اور اختیار کو پیدا کرتا ہے۔ پس بندوں کے افعال بلحاظ ایجاد و احداث کے خدائے تعالیٰ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور بندوں کے مکسوب ہیں۔

امام موصوف نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ آیۂ کریمہ " ربما یود الذین کفروا " کی تفسیر اس سے بھی بڑھ کر کی ہے اور وہ یہ ہے:۔

احتج اصحابنا بھذہ الایۃ علی انہ تعالی یصد عن الایمان ویفعل بالمکلف ما یکون لہ مفسد فی الدین۔

ہمارے علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ خدا بندوں کو ایمان لانے سے روکتا ہے اور مکلف کے ساتھ ویسا عمل کرتا ہے جس سے اُسکا دین فاسد اور برباد ہو جائے (تفسیر کبیر جلد پنجم ص۳۲۵ مطبوعہ مصر)

نیز امام موصوف آیہ کریمہ

من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ و — جس سے اُس دن (عذاب) ٹل جائے یقینی اُس پر

ذلک الفوز المبین (پ۔س انعام ع ۲) — خدا کی رحمت ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

کی تفسیر ان الفاظ مین کرتے ہین :۔

المسئلۃ الثانیۃ دلت الایۃ علی — یہ آیت اِسپر دلالت کرتی ہے کہ انسان تو

ان الطاعۃ لاتوجب الثواب والمعصیۃ — عبادت کی وجہسے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور

لاتوجب العقاب (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۳۵) — نہ گناہون کے سبب سے عذاب کا

اس موقع پر کچھ خلاصہ عبارت جناب شمس العلما شبلی نعمانی کے رسالہ علم الکلام سے بھی نقل کیا جاتا ہے جسکے ملاحظہ سے اہل سنت کے مذہبی مسائل کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے :۔ رسالہ علم کلام

(۱) یہ عجب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہ ہاے اسلام سے تعداد مین زیادہ ہے اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے مگر علم کلام مین اشعریہ کے مقابلہ مین ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اِس عدم شہرت کا یہانتک اثر ہوا کہ آج اکثر علماے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہین ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علماے حنفیہ نے علم کلام مین بہت کم تصانیف کین۔ اِس فن مین جسقدر مشہور و معرکۃ الآرا کتابین ہین وہ شافعیہ کی تصنیفات ہین جو عموماً اشعریہ تھے۔ اِس علم کلام کے جو مہمات مسائل ہین اور جو اشعریون کے نزدیک سنت اور اعتزال مین حد فاصل ہین۔ ان کو ہم اس مقام پر امام غزالی و رازی و اشعری کے اصل الفاظ مین لکھتے ہین :۔

(۲) ان یجوز علی اللہ سبحانہ ان — خدا کو جائز ہے کہ انسان کو ایسے کام کی

یکلف الخلق مالا یطیقون ٭ — تکلیف دے جو اُس کی طاقت سے باہر ہے

خلافاً للمعتزلۃ — اور معتزلہ اِسکے خلاف ہین

(۳) ان اللہ عزوجل یلام الخلق وتعذیبھم من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب لاحق خلافاً للمعتزلہ — خداکو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے بغیر اِسکے کہ انکا کوئی پہلا جرم ہو یا ان کو ثواب لاحق ملے معتزلہ اِسکے خلاف ہین۔

(۴) انہ تعالی یفعل بعبادہ ما یشاء فلا یجب علیہ رعایۃ الاصلح بعبادہ — خدا اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے کرے اسکے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام کرے جو مخلوقات کے لئے مناسب ہے۔

(۵) ان معرفۃ اللہ سبحانہ وطاعتہ واجبۃ بایجاب اللہ وشرعہ لا بالعقل خلافاً للمعتزلہ — خدا کا پہچاننا اور اُسکی طاعت واجب ہے شرع کی رو سے نہ عقل کی رو سے معتزلہ اسکے خلاف ہین

یہ عقائد انھین عبارتون کے ساتھ احیاء العلوم امام غزالی مین مذکور ہین۔

(۶) قال اصحابنا دلت الایۃ علی انہ تعالی لا یراعی مصالح الدین والدنیا۔ (تفسیر کبیر) (و آیہ) ولیزیدن کثیرا منھم ما نزل الیک من ربک طغیانا وکفرا (سورہ مائدہ) — ہمارے اصحاب (اشاعرہ) اِس بات کے قائل ہین کہ آیت قرآنی سے ثابت ہو کہ (خدا تعالی دین و دنیا کی مصلحتون کا لحاظ نہین رکھتا) اور یقیناً بہتون کے کفر و سرکشی اِس کلام سے جو تجھپر نازل کیا گیا ہے بڑھ جائے گی۔

(۷) ان البنیۃ لیست الشرط فی الحیوۃ فالنار علی ماھی علیہ یجوز ان یخلق اللہ الحیوۃ والعقل والنطق فیھا وعند المعتزلۃ ذلک غیر جائز — زندگی کے لئے کوئی جسم یا خاص بناوٹ شرط نہین مثلاً خدا آگ مین عقل اور زندگی و گویائی پیدا کر سکتا ہے۔ معتزلہ اس کے خلاف ہین

لاتثریب لکم ... عبد فی ... الد — آدمی کے افعال میں قدرت کا کچھ اثر نہیں

یہ عقائد تمام کتب عقائد میں مذکور ہیں یہ وہ عقائد ہیں جو شیعہ کے ساتھ مخصوص ہیں سوا

اور عقائد بھی ہیں جنکو امام غزالی نے احیاء العلوم کے شروع میں نقل کیا ہے اور پھر ان کی تین

کی ہے انتہی (منقول از ردالتحفہ صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

یہ عقائد خلاف آیات [illegible] ہیں

غرض اہلسنت کے یہ عقائد ہیں جو ان میں سے ایک کا بھی منکر ہوگا وہ یقیناً اپنے سچے مذہب سے خارج ہوجائے گا حالانکہ عقائد مذکورہ بالا صریحاً احکام الٰہی کے خلاف ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ جا بجا اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها۔ — خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتا

(۲) [illegible] — اور ... بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا

(۳) [illegible] عمل عامل منکم — میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ... [illegible] ضائع نہ کرونگا۔

(۴) فالیوم لا تظلم نفس شیئاً ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (پ ۲۳ ... ع ۳) — آج کسی شخص پر ... ظلم نہ ہوگا اور تم لوگ جو دنیا میں کیا کرتے ... [illegible]

(۵) [illegible] — پس جسکے اعمال کے پلے بھاری نکلیں گے ... وہ تو ... اور جس کے اعمال کے پلے ہلکے نکلیں گے ... عیشۃ راضیۃ و اما من خفت موازینہ فامہ هاویه۔ وما ادراک ما هی نار حامیه — تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور تم کیا سمجھے کہ وہ کیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ ہے

(۶) وما ظلمناهم ولکن کانوا هم الظلمین (پ ۲۵ ... ع ۱۳) — اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے حق میں آپ ظالم تھے

اسی قسم کے متعدد آیات الٰہی اس بات پر شہادت دے رہی ہین کہ بندے بروز قیامت اپنے اعمال کی جزا و سزا پائینگے اور خدا کسی پر ظلم نہین کرتا ۔ پس ایسے عقائد سے کہ جس سے خدائے عزّوجل کا غیر عادل ہونا سمجھا جائے شیعہ پناہ مانگتے ہین ۔

غرض مذہب امامیہ مین عدل باریتعالیٰ عین اصول دین سے ہے لیکن مذہب اہلسنت مین اس قسم کے عقائد سے خدا ظالم ٹھہرتا ہے (نعوذ باللہ منہا)

اسی سلسلہ مین صفات سلبیہ باریتعالیٰ کے متعلق ان کے جو عقائد ہین وہ بھی نقل کیے جاتے ہین صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے روایت ہے ۔

(۱) عن ابی هريرة ان رسول الله	ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم قال ينزل	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر رات
ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى	مین آسمان دنیا کی طرف اُتر کر کھڑا رہتا ہے ۔
السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل	یہانتک کہ جب ایک تہائی رات رہجاتی ہے تو
الاخر فيقول من يدعوني فاستجيب له	فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا مین اس کی
ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني	دعا کو قبول کرونگا اور جو مجھ سے طلب کریگا وہ عطا
فاغفر له (بخاری جلد اول باب الدعا والصلوٰۃ)	کرونگا اور جو استغفار کرے گا مین اسکو بخشدونگا ۔

اور یہی روایت مشکوٰۃ شریف مین بھی موجود ہے دیکھو صفحہ ۸۰ جلد دوم مطبوعہ لاہور ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب ۔

(۲) يا امة محمد ما احد اغير من الله	یعنی خدا سے زیادہ کوئی غیرت مند
(کتاب الغیرۃ صفحہ ۱۶۳)	نہین ہے ۔

مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت عائشہ رض سے روایت کی گئی ہے کہ

(۳) قالت فقدت رسول الله صلعم — ایک شب مین نے رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر
لیلة فاذا هو بالبقیع فقال انت — پر نہ پایا دیکھا تو جنت البقیع مین ہین حضرت نے فرمایا
تخافین ان یحیف الله علیك ورسوله — کہ تم گمان کرتی ہو کہ خدا و رسول تم پر حیف و ظلم کرتے
قلت یارسول الله انی ظننت انك — ہین عائشہؓ نے کہا کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اپنی
اتیت بعض نساءك فقال ان الله — کسی زوجہ کے یہان تشریف لیگئے ہین حضرت نے
ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء — فرمایا خداوند عالم شب نصف شعبان کو آسمان دنیا
الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم — کی طرف نزول کرتا ہے اور موے سگ و گوسفند
وکلب (جلد ۲ صفحہ ۲۰۰) — سے زیادہ لوگون کو بخشتا ہے۔

اہلسنت کی صحاح مین یہ بھی ہے کہ

(۴) یضع الجبار قدمه فی النار — جب خداوند عالم آتش جہنم مین اپنا پاؤن ڈالیگا
فتقول قط قط بعزتك و — تو جہنم کہے گا بس بس قسم ہے تیرے عزت و کرم کی
کرمك۔ — اسی قدر کافی ہے۔

دوسری روایتون مین یہ بھی ہے کہ

(۵) یقول لجهنم هل امتلأت — کہ خدا جب جہنم سے دریافت کریگا کہ تیرا پیٹ
وتقول هل من مزید حتی یضع — بھر گیا یا اور کچھ چاہیئے تو وہ اتنا جانے گا اور چاہیئے
رب العزة فیها قدمه فتقول — اور چاہیئے یہان تک کہ خدا اس مین اپنا پاؤن
قط قط (رد التحفہ جلد اول صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴) — ڈالے گا اُسوقت جہنم کہیگا بس بس

الحمد للہ کہ شیعیان علیؑ ایسے عقائد سے کہ جن سے خدا تعالی کا مجسم اور اس کی ذات مین کسی طرح کا نقص و عیب ہونا لازم آئے محفوظ ہین۔

شیعہ صفات ثبوتیہ باری تعالیٰ کو عین ذات جانتے ہین اور اہلسنت خارج عن الذات۔ | عقائد دربارہ صفات ثبوتیہ سلبیہ

امامیہ کے نزدیک اللہ جل شانہ نے براہ فضل وکرم انبیاء کا مبعوث کرنا اپنی ذات پاک پر واجب فرمالیا ہے۔ اس لئے کہ جب تک وہ اپنے بندون کو راہ حق نہ بتائے اور اپنی حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک کسی کو جنت عطا کرنا اور کسی کو دوزخ مین ڈالنا صریح خلاف عدل ہوگا اور شایاں شان ربوبیت نہین ہے جیسا کہ ان آیات پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔ | اختلاف متعلق بعثت انبیاء

(۱) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاہ — جبتک ہم رسول بھیجکر حجت تمام نہ کرلین کسی کو اُس کے گناہ کی سزا نہین دیتے۔ (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۲)

(۲) ولو انا اھلکنٰھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی — اور اگر ہم اُن کو اُس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم کی پیروی کرتے۔ (پ ۱۶ س طٰہٰ ع ۱۷)

لیکن علماء اہلسنت اسکے بھی خلاف ہیں جیسا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے ہین۔

دین عقیدہ خللے و فسادے کہ ظاہر وہویداست چہ ہیچ چیز بر ذمہ باری تعالیٰ واجب نیست و مرتبۂ الوہیت شایان آن ندارد — اس عقیدے مین جو خلل و فساد ہے وہ ظاہر ہے اسلئے کہ خدا پر کوئی چیز واجب نہین ہے اور ہرگز یہ امر اس کی شان معبودیت کے لائق نہین (تحفۂ اثناعشریہ صفحہ ۱۶۶)

مسلہ رویت باریتعالیٰ مین اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کالقمر فی لیلۃ البدر (یعنی ہم اپنی آنکھون سے اسطرح خدا کو دیکھینگے جیسے چاند کو چاندنی رات مین دیکھتے ہین) اور شیعہ اس رویت کے قطعاً مخالف ہین اور اس آیۂ کریمہ سے استدلال کرتے ہین:۔ | مسئلہ رویت

فلما جاء موسى لميقاتنا وكلمه	اور جب موسیٰ ہمارے پاس آئے اور انکے پروردگار نے انسے باتین کین
ربه قال رب ارنى انظر اليك قال	موسیٰ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلادے کہ مین تجھے
لن ترانى ولكن انظر الى الجبل فان استقر	دیکھون فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھوگے ولیکن پہاڑ کیطرف نظر کرو
مكانه فسوف ترانى فلما تجلى ربه	اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو آیندہ تم مجھے دیکھ لوگے پس جبوقت اُسکا
للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا	پروردگار (اُسکا پیدا کیا ہوا نور پہاڑ والون) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو
فلما افاق قال سبحنك تبت اليك	اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور حضرت موسیٰ غش کھاکر گر پڑے پھر جب
وانا اول المومنين ۵	ہوش مین آئے کہنے لگے تیری ذات منزہ ہے مین تیرے حضور مین توبہ کرتا
(پ ۹ س اعراف ع ۱۷)	ہون اور مین اس بات پر کہ تو دیکھا نہین جا سکتا سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہون

مفسرین امامیہ نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر یون عنوان کی ہے۔

"انا اول المومنین۔ تفسیر مجمع البیان مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یون منقول ہین کہ مین اُن لوگون سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لائینگے اور اس بات کی تصدیق کرینگے کہ تو ان آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور نہ کبھی دیکھا جائیگا۔

عیون اخبار الرضا مین جو حدیث ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰ کلیم اللہ تھے کیا وہ اتنا نہین سمجھتے تھے کہ خدا کی رویت کا سوال کر بیٹھے امام نے فرمایا کلیم اللہ بیشک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن قصہ یون گذرا تھا کہ جب موسیٰ کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو انھون نے آکر بیان کیا مگر لوگون نے اس کا یقین نہین کیا اور کہہ دیا جب تک ہم خود اپنے کانون سے سن نہ لینگے اسوقت تک ایمان نہ لائینگے وہ لوگ تعداد مین سات لاکھ تھے جب حضرت موسیٰ نے اُن مین سے ستر آدمی منتخب کرلئے اور انھین لے کر طور سینا پر گئے دامن کوہ مین تو اُن کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے خدا سے تعالیٰ نے ایک درخت مین قوت گویائی پیدا

کردی تھی اب لوگون کی جرأت یہان تک بڑہ گئی کہ صاف اُنھون نے کہدیا کہ جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھینگے ہرگز ایمان نہ لائینگے پس بڑے بول کے سبب اُن پر بجلی گری وہ سب کے سب مرگئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا! بنی اسرائیل مجھپر الزام رکھینگے کہ تیرا دعوے غلط ہے اسوجہ سے تونے اُن سب کو قتل کرادیا خدا تعالیٰ نے پھر اُن کو زندہ کردیا۔ اُنھون نے موسیٰ سے کہا اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کرلیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ایہاالناس! خدا آنکھون سے نہین دیکھا جاتا وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اُنھون نے کہا جب تک آپ سوال نہ کرینگے ہمارا ایمان لانا ناممکن ہے حضرت موسیٰ نے کہا خدایا تونے انکا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ جو کچھ یہ کہتے ہین تم سوال کرو ہم اُنکے جہل کے سبب سے تم سے مواخذہ نہ کرینگے یہ اطمینان ہونے پر موسیٰ نے وہ جرأت کی تھی جسکا ذکر اُس آیت مین ہے۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۰۰)

اب مسئلہ امامت پر غور فرمایا جائے کہ آیا بعد انقضائے زمانۂ نبوت نصب امام واجب ہے یا نہین؟ اور اگر ہے تو خدا پر ہے یا بندون پر؟ مذہب امامیہ مین امامت اُصول دین مین داخل ہے اور بدلیل قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ امام کو منصوص من اللہ سمجھتے ہین نیز عصمت کو شرائط امامت سے جانتے ہین۔ بخلاف اِسکے اہلسنت کے نزدیک امامت نہ اُصول دین سے ہے۔ اور نہ امام کا معصوم ہونا لازم ہے۔ بلکہ اس کا دارو مدار اجماع پر قرار دیتے ہین کہ امت جس کو چاہے خلیفہ یا امام بنائے اور اگر کسی پر بوجہ اسکی ناقابلیت کے اجماع ممکن نہو لیکن وہ اگر اپنی قوت وطاقت سے لوگون پر قابو پاجائے تو اس کو بھی امام کہتے ہین جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہین۔ مسئلہ امامت

اہلسنت والجماعت امام شخصے را گویند کہ مسلط باشد بر مردم بطوع وتسلیم یا بقہر وغلبہ (سیف مسلول ص۲)

ان قاضی صاحب کو شاہ صاحب نے رسالہ بُستان المحدثین مین بیہقی وقت بتایا ہے۔

جوایک بڑے عالم جنید اہلسنت سے تھے۔ اور عصمت امام تو ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہے۔ اور نہ خطا و معصیت اور فسق و فجور مانع امامت و خلافت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین یہ حدیث ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر — یعنی ہر نیکوکار و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔

اور اسی کو کتب عقائد مین برابر نقل کیا ہے شرح عقائد نسفی صـ۱۱۵ مطبوعہ شوکت اسلام لکھنو۔ بلکہ خاتم المحدثین کے نزدیک تو امام کا منصوص من اللہ ہونا باعث فتنہ و فساد ہے جیسا کہ تحفہ کے باب ہفتم متعلقہ امامت صفحہ (۱۱۴) مین فرماتے ہین۔

اگر بتامل نظر کنیم معلوم می توانیم کرد کہ نصب امامت از جانب خدا متضمن مفاسد بسیار ست۔ — بشرط غور ہم یہ معلوم کرسکتے ہین کہ خدا کی طرف سے امام کا تعین ہونا بڑے فتنہ و فساد پر مشتمل ہے۔

سبحان اللہ جنید خود غرض لوگ۔ خلاف احکام خدا و رسول جس فاسق و فاجر کو چاہین اپنا امام بنالین۔ یا قابو پاکر خود بخود زبردستی کوئی امام بن جائے وہ تو موجب امن و امان ہو اور جو منصوص من اللہ ہو وہ باعث وقوع فتنہ و فساد سمجھا جائے

اختلاف در بارۂ عصمت انبیاء و ائمہ

اس کے برعکس شیعہ انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی نسبت بھی ان کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من المھد الی اللحد معصوم ہین اور حسب آیہ کریمہ

ان اتبع الا ما یوحی الی۔ — تم کہو مین وہی کہتا ہون جو مجھپر وحی کی جاتی ہے

آنحضرت کے ہر حکم کو خدا کی طرف سے سمجھ کر امتثال حکم کو اپنے اوپر واجب و لازم جانتے ہین۔ اہلسنت نہ ائمہ اطہار کو معصوم جانتے ہین نہ انبیاء علیہم السلام کو یہانتک کہ اشرف الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی انکا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت سے پہلے چالیس سال کی عمر تک

اپنی قوم کے دین پر رہے نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ

ووجدک ضالاً فھدیٰ	اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود کو پہونچایا۔

کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

فاعلم ان بعض الناس ذھب	آگاہ ہو کہ بعض لوگون کا قول ہے رسول اللہ
الی انہ کان کافرا فی اول الامر	ابتدا مین کافر تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی
ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال	اور نبوت کا درجہ دیا اور کلبی قائل ہین کہ ووجدک
الکلبی ووجدک ضالاً یعنی فی	ضالاً سے مراد یہ ہے کہ تم کو گمراہ لوگون مین
قوم ضلال فھداک للتوحید	کافر پایا پھر موحد بنایا اور توحید کی ہدایت کی اور
وقال السدی کان علی دین	سدی قائل ہین کہ رسول اللہ چالیس سال تک
قومہ اربعین سنۃ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۱۰ مطبوعہ مصر	اپنی قوم کے دین پر رہے۔

اور مولوی عبد العلی صاحب جو اہلسنت کے یہان بحر العلوم کہے جاتے ہین اُس فرقہ کو جو عصمت انبیا کا قائل ہے بدعتی ورافضی بتاتے ہین جیسا کہ شرح مسلم الثبوت صفحہ (۲۶۹) جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین تحریر فرماتے ہین اُس کی نقل یہ ہے :۔

ولا تسمع الی قول من یقول ان	یعنی تم اُنکا کہنا نہ سنو جو یہ کہتے ہین کہ انبیا
الانبیاء کیف خطئون فی احکام اللہ تعالیٰ	کیونکر خطا کر سکتے ہین تبلیغ احکام خدا مین کیونکہ یہ
فان ھذا القول صدر من شیاطین	قول اُنکا ہے جو اہل بدعت و روافض سے ہین کیا
اھل البدعۃ کالروافض وغیرھم الم تر	تم نہین دیکھتے کہ اہل حق سنت والجماعت کے جو قاطع
اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین	بدعت ہین اکثر خطا کو انبیاء پر جائز
للبدعۃ اکثرھم یجوزون علی الانبیاء الخطاء	جانتے ہین

جیسا کہ اساراے بدر کے بارے مین خود
سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔

کہ ظہر فی اساری بدر من سید العالم صلی
اللہ علیہ والہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

اقوال رسول خدا مین تفریق

اور علامہ قوشجی کے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر مجتہدین کے ایک مجتہد تھے (یہ قول آگے نقل ہوگا)

عالیجناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ صرف آیات قرآن جو آنحضرت امت کو سناتے تھے وحی ہین نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول پیغام خدا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی ہوتا تو خود آنحضرت پر خدا اتنا عتاب کیون فرماتا جیسا کہ اکثر جگہ قرآن مجید مین ہے جناب ممدوح کے ارشاد کی نقل یہ ہے ملاحظہ ہو۔

جمیع اقوال پیغمبر وحی ست دین باطل
ست ہم بدلیل عقلی و ہم بدلیل نقلی اما عقلی پس
نزد ہر عاقل ظاہر ست کہ معنی رسول رسانندہ
پیغام ست و چون اضافت بخدا کنیم رسانندہ
پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت
ہمین قدر داخل ست کہ بسوے او وحی آمدہ باشد
و بواسطہ او پیغامی از جانب خدا بما برسد نہ آنکہ
ہر قول او پیغام خدا باشد و آیۂ وما ینطق
عن الهوی ان هو الا وحی یوحی صریح خاص
بقرآن است بدلیل علمہ شدید القوی نہ عام در
جمیع اقوال پیغمبر و این امر روشن ست کہ اگر کسے را

پیغمبر کی ہر بات کا وحی سمجھنا دلیل عقلی و نقلی
سے باطل ہے دلیل عقلی تو یہ کہ ہر صاحب فہم
پر ظاہر ہے کہ رسول کے معنی پیغام رسانندے کے ہین
پس رسول پر اس قدر ضروری ہے کہ رسول
پر وحی آتی ہو اور اسکے وسیلے سے خدا کا
پیغام ہم کو پہنچے نہ یہ کہ اسکا ہر کلام پیغام خدا
ہے اور آیہ وما ینطق عن الهوی کی تعیین
جسکے معنی یہ ہین کہ رسول اپنی مرضی سے کلام کرتے
ہین نہ اپنی خواہش نفس سے صرف قرآن کی حد
تک ہے نہ کہ اس سے زیادہ یعنی آیات قرآن کے علاوہ جو کچھ
رسول کا ارشاد ہو اس سے آیات کا تعلق نہین ظاہر ہے کہ اگر کوئی

بادشاہے یا امیرے رسول خود کردہ بجانب ملکے
بفرستد ہرگز مردم آن ملک جمیع اقوال آن رسول
را از جانب آن بادشاہ و آن امیر نخواہند دانست
اما نقلی پس براے آنکہ اگر اقوال آنحضرت تمام
وحی منزل من اللہ می شد در قرآن مجید
چرا بر بعضے اقوال آنحضرت عتاب میفرمود حالانکہ
در جاہا عتاب شدید نازل شد عفا اللہ عنک
لم اذنت لھم قولہ تعالی ولا تکن للخائنین
خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا
رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون
انفسھم الی آخر الآیۃ و در اذن دادن گرفتن
فدیہ از بندیان بدر این تشدد چرا
واقع میشد کہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم
فیما اخذتم عذاب عظیم
(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۶)

بادشاہ یا امیر کسی کو اپنا رسول مقرر کر کے کسی
ملک کو بھیجے تو اُس ملک کے لوگ اُس سفیر کی ہر بات کو
بادشاہ یا امیر کی جانب سے تصور نہ کرینگے اور دلیل نقلی
یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی سب باتین بمنزلہ وحی خدا
ہوتین تو قرآن مجید مین آنحضرت کی بعض باتون پر کیون
عتاب فرماتا۔ حالانکہ چند مقامات مین آنحضرت پر
سخت عتاب نازل ہوا ہے جیسا کہ آیۂ عفا اللہ عنک
مین ہے کہ خدا تم کو معاف کرے تم نے اُن کو کیون
اجازت دی قولہ تعالی اور نہ تم خیانت کرنے والون
اور خصومت کرنے والون کی طرف سے خدا سے طلب آمرزش
کرو اور بہ تحقیق خدا غفور رحیم ہے اور جو ایک دوسرے سے
خیانت کرتے ہین اُن سے جدال نہ کرو۔ قیدیان بدر
سے فدیہ لینے کی اجازت دینے پر اتنا تشدد کیون ہوتا
(اگر خدا پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو جو کچھ تمنے لیا اسکی بابت تم پر
ضرور سخت عذاب نازل ہوتا)

جناب شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب اور اُن کے مرید رشید شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تفریق کرتے ہین جیسا کہ الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۹۰ مین ہے جسکی نقل یہ ہے :-

" سب سے پہلا یہ مرحلہ تھا کہ آنحضرت سے جو اقوال و افعال منقول ہین وہ کلیۃً مسائل کا ماخذ ہوسکتے ہین یا اُن مین کوئی تفریق ہے. شاہ ولی اللہ صاحب نے اِس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ مین

ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے جو افعال واقوال مروی ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اُن کی نسبت خدا کا ارشاد ہے کہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا (یعنی پیغمبر جو چیز تم کو دے وہ لو اور جس چیز سے روکے اُس سے باز رہو) دوسری وہ جن کو منصب رسالت سے تعلق نہیں چنانچہ اُن کے متعلق خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشی من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیٔ من رای فانما انا بشر (یعنی میں آدمی ہوں اسلئے جب میں دین کی بابت کچھ حکم دوں تو اسکو لو۔ اور جب اپنی راے سے کچھ کہوں تو میں ایک آدمی ہوں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب میں جو فرق بتایا ہے اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہیں کرسکتا اِس تفریق مراتب کے موجد در اصل حضرت عمرؓ ہیں

غرض یہ توجیہات وتلبیسات خاص صحابہ کی خاطر کی گئی ہیں کہ کسی نے تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو مثل ایک بشر کے سمجھا۔ کسی نے اِس مہبط وحی الٰہی کو مجتہد جانا۔ کسی کا قول ہے کہ جیسے ہم بشر ہیں ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔ بلکہ شبلی صاحب کے بیان سے تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلعم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت عمر کو اِس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام میں جب اُنھوں نے دخل دیا تو آنحضرت نے اُسپر ناپسندیدگی ظاہر نہیں کی بلکہ متعدد معاملات میں حضرت عمر کی راے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعوں پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی راے کی تائید کی۔ قیدیان بدر۔ حجاب ازواج مطہرات۔ نماز بر جنازۂ منافق ان تمام معاملات میں وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی راے کے موافق آئی۔" (الفاروق صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم)

بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب علامۂ توشجی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

مثل دوسرے مجتہدون کے ایک مجتہد بتاتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب ایک پیغام رسان اور فرائض نبوت و رسالت صرف اسی پر محدود کرتے ہین۔ کہ

ذمۂ رسالت ہمین قدر داخل ست کہ	رسالت کی خصوصیت مین صرف اسیقدر ہے
بسوے او وحی آمدہ باشد و بواسطۂ او پیغامے از جانب	کہ اسپر وحی نازل ہوتی ہو اور اسکے توسط سے ہم تک خدا کا
خدا با برسد نہ آنکہ ہر قول پیغمبر قول خدا باشد۔	پیغام پہونچے نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول خدا کا قول ہو۔

توپھر بخاری شریف کو کس بنا پر اصح الکتب بعد کلام الباری کا خطاب دیا گیا ہے حالانکہ اسمین توکل اقوال رسول اللہ ہی سے منسوب کیے گئے ہین نہ کہ خدا سے اور وہ بھی اس صورت سے کہ زید سے روایت ہے کہ اُس نے بکر سے اور بکر نے عمرو سے اور عمرو نے خالد سے اور خالد نے فلان سے اور فلان نے فلان سے یہ ارشاد آنحضرت کا سُنا تھا اور جب آنحضرت کے احکام مین مذکورۂ بالا تفریق قرار دیگئی تو جناب خاتم المحدثین کے قول سے بخاری شریف کی سب حدیثین عموماً اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ خصوصاً۔ ناقابل عمل ثابت ہوئین اور حضرت ابوبکر رضہ کا ایک ایسی حدیث بیان کرکے جو قرآن کی آیت کے بھی بالکل خلاف تھی جناب سیدہ ؑ سے فدک چھین لینا کیونکر جائز ہوا۔ پس اہلسنت نے بخاری شریف کو جو اپنے مذہب کا محفوظ قلعہ سمجھ رکھا ہے وہ شاہ صاحب کے قول کی بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے ؎

نازم کہ بارقیبان دامن کشان گذشتی گومشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد

اگرچہ شاہ صاحب کے بیان سے حدیثون کی کوئی مرتبت و عظمت باقی نہین رہی مگر اس پر بھی ہم ایک ایسی معتبر سند پیش کرتے ہین جس سے اہل سنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان کو بجز اسکے کوئی چارا ہی نہین ہے کہ بخاری شریف کی حرمت و منزلت سے دست بردار ہون۔ یعنے اہلسنت نے محض اپنا مذہب قائم رکھنے کی غرض سے اُس کو کتاب خدا کے ہم پایہ بنا رکھا ہے۔ ورنہ

اس تفرقہ کے موجد حضرت عمر ہین

اُن کے خلفا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم تو اپنے اپنے عہد خلافت مین اپنے مساعی جمیلہ اور توجہات مخصوصہ اس امر خاص پر مبذول رکھتے تھے کہ کوئی صحابی قرآن کے سوا حدیث کا نام بھی زبان پر نہ لائے بلکہ اس معاملہ مین ان کو یہان تک جدوکد تھی کہ جو کوئی حدیث بیان کرتا اُس کو دُرّے لگاتے اور قید کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے مین جو کچھ شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین رقم طراز ہین اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اُمید ہے کہ اسکو تعمق نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔

سب سے بڑا کام جو حضرت عمر نے اِس فن کے متعلق کیا وہ حدیثون کی تنقید اور فن جرح وتعدیل کا ایجاد کرنا تھا۔ آج کل بلکہ مدت مدید سے یہ حالت ہے کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کردیجاتی ہے گو صحیح نہ ہو اسکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہوجاتا ہے اسی بنا پر بیہودیون کی تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین محدثین نے اتنا کیا کہ جرح وتعدیل کی روک ٹوک سے تعمیم کو روک دیا لیکن جب کسی راوی کی تعدیل ان کے نزدیک ثابت ہوجاتی تھی تو پھر ان کو زیادہ جستجو نہین ہوتی۔ اسکے ساتھ قرن اول کی نسبت اُنھون نے یہ عام کلیہ قائم کرلیا کہ کسی روایت مین ضعف کا احتمال نہین ہوسکتا۔ لیکن حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اُن سے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے وہ احادیث کی چھان بین مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانۂ مابعد مین پیدا کئے۔ ایک دفعہ ابوموسی اشعری ان سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے طور پر کہا السّلام علیکم۔ ابوموسی حاضر ہے حضرت عمر اُسوقت کسی کام مین مصروف تھے اِسلئے متوجہ نہ ہوسکے۔ کام سے فارغ ہوچکے تو فرمایا ابوموسی کہان ہین وہ آئے تو کہا تم کیون واپس چلے گئے۔ اُنھون نے کہا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو اگر اسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس روایت کا ثبوت دو ورنہ مین تم کو سزا دونگا ابوموسی اشعری صحابہ کے پاس گئے اور

حقیقت حال بیان کی چنانچہ ابوسعید نے آکر شہادت دی کہ مین نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو فرمایا مین نے ایک روایت سُنی ہے اُس کی تصدیق کرنی چاہی - فقہ کا ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جس عورت کو طلاق بائن دیجاے اُس کو عدۃ کے زمانہ تک نان ونفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہین قرآن مجید مین ہے اسکنوھن من حیث سکنتم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملنا چاہیئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ خود ایک لازمی چیز ہے - فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تھین اُن کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن دی وہ آنحضرت کے پاس گئین کہ مجکو نان ونفقہ کا حق ہے یا نہین - اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت نے فرمایا نہین - فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر نے کہا کہ ہم قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین کہ اُس کو حدیث یاد رہی کہ نہین حضرت عمر کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ روایت مین خواہ مخواہ کمی وبیشی ہو جاتی ہے اسلئے روایت کے بارے مین سخت احتیاط شروع کی اسکے متعلق اُنھون نے جو بندشین کین آجکل لوگون کو اُنپر مشکل سے یقین آسکتا ہے اسلئے مین اس موقع پر خود کچھ نہ لکھونگا بلکہ بہت بڑے بڑے محدثون نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو نقل کر کے ترجمہ کردونگا -

علامہ ذہبی جن سے بڑھکر اُن کے بعد کوئی محدث نہین گذرا اور جو حافظ بن حجر بخاری وغیرہ کے شیخ الشیوخ ہین تذکرۃ الحفاظ مین حضرت عمر کے حالات مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ سے کم روایت کرین تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہو کر قرآن کو یاد کرنے سے غافل نہ ہو جائین قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ہم کو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ مین کیون تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہون لوگون نے کہا کہ ہماری عزت

بڑھانے کو فرمایا کہ ہان لیکن اِسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام مین جاتے ہو
جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تم اُنکو حدیثون
مین نہ پھنسا لینا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمھارا
شریک ہون پس جب قرظہ وہان پہونچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے اُنھون نے کہا کہ
عمر نے ہم کو منع کیا ہے ابوسلمہ کہتے ہین کہ ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ مین بھی اسطرح
حدیثین روایت کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجھکو دُرّے سے مارتے حضرت عمر
نے عبد اللہ بن مسعود۔ ابوذر۔ ابومسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت سی
روایتین کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کا خود مقصد انھین کی تصریح سے ظاہر ہو سکتا ہے مورخ
بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین روایت کی ہے لوگون نے ان سے
(حضرت عمر سے) کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص
لحدثتکم بہ (یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی و بیشی ہو جائیگی
تو مین حدیث کرتا) مورخ مذکور نے اِس روایت کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور اُسکے رواۃ
یہ ہین۔ محمد بن سعد۔ عبد المجید بن عبد الرحمٰن الحمانی۔ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہ۔ موسیٰ
بن طلحہ۔ ابوالحوتکیہ حضرت عمر کو اپنی نسبت جو ڈر تھا وہی اورون کی نسبت بھی ہونا چاہئیے تھا
اِس خیال کی تصدیق اس سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود جو مقامات علمی مین
حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے یعنی وہ روایت
مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے
مین بے پروائی نہ کرین محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے۔ یہانتک
کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے۔ حضرت عمر کو روایت کے بارے مین جو احتیاط

تھی اگرچہ اُنسے پہلے بھی اکابر صحابہ کو تھی۔ جیساکہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال مین لکھاہے کہ سب سے پہلے جسنے احادیث کے باب مین احتیاط کی وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ علامۂ موصوف نے حاکم سے یہ بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کی تھین لیکن پھر اُن کو آگ مین جلا دیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو لیکن حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط احتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حدیثین کم روایت کی گئین لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ تھین اُن کے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہو گئی لیکن اعتماد و وثوق کا وہ پایہ نہ رہا۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت سچ لکھا ہے:۔

ہر چند کہ جمیع صحابہ عدول اند و روایت	ہر چند کہ کل صحابہ عادل ہین۔ اور
ہمہ مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایت	اُن سب کی روایتین مقبول اور واجب العمل
صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما درمیان	مین بشرطیکہ اُن کی صحت ثابت ہو مگر
آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظم	زمانۂ عمر فاروق مین جو کچھ حدیث و فقہ
بود و آنچہ بعد وے حادث شدہ فرق	کا حال تھا اور جو اُن کے بعد احداث ہوے
ما بین السموات والارض ست۔	اُن مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲)

بھائیو! شبلی صاحب کی اِس روایت کو جس کے راوی وہ اصحاب ہین جو امام محمد اسمعیل بخاری کے بھی پیشوا و امام تھے پڑھو۔ اور غور کرو کہ جب خود آپ کے خلفاء جو آپ کے حسب عقیدہ فلک اسلام کے شمس و قمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان و گوش اور محرم اسرار خفی و جلی تھے جن کی راسے پر اللہ جل شانہ نے متعدد آیتین نازل فرمائین ان اصحاب کبار کی بیان کی ہوئی حدیثون کی

راویان صحیح بخاری بیش از وضع در اوج کمال ہین

صحت مین جو شب و روز اپنے پیغمبر کی صحبت مین رہے۔ نمازون اور جہادون مین شریک اور خلوت و جلوت مین انیس و جلیس۔ سفر مین ہم رکاب۔ حضر مین ہم کلام جنھون نے بلا واسطہ خود صاحب شریعت سے تعلیم و ہدایت پائی۔ اور بلا واسطہ مصحف ناطق سے علم قرآن حاصل کیا شک و شبہہ کرین۔ حضرت عمر اُن جلیل القدر اصحاب کو حدیث بیان کرنے سے روکین۔ اس جرم مین اُن کو محبوس کرین۔ دُرّے لگائین خود افضل الصحابہ حضرت ابوبکرؓ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین اور حضرت عمرؓ جنکا سینہ مخزن علوم و فنون سمجھا جاتا ہے اپنی زبان مبارک سے مسئلہ کے جواب دینے مین یہ عذر کرین کہ

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت مین مجھسے کچھ کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا"

تو محل استعجاب ہے کہ امام محمد اسمعیل بخاری نے دو سو چھتیس برس کے بعد اُن لوگون کی بیان کی ہوئی حدیثون پر کیونکر اعتبار کر لیا جو اپنے پیغمبر اور اپنے خلفا کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوے تھے نہ ان اصحاب کبار اور تابعین کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ تھے بلکہ راویان احادیث بخاری شریف اکثر وہ لوگ ہین جو بعہد امیر معاویہ صاحب و عہد عبد الملک خلفا بنی امیہ وضع حدیث پر مامور کیے گئے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس صورت مین امام صاحب موصوف نے چھ لاکھ حدیثون مین سے انتخاب کر کے صحیح بخاری مرتب کی اور راویان حدیث مین اُن لوگون کو بھی شامل کر لیا جو اُس زمانہ مین خوارج و نواصب مشہور تھے جیسا کہ جناب فاضل جلیل محمد بن عقیل جو مشاہیر علماے حیدرآباد سے ہین اپنے نصائح کافیہ مین ایک طولانی روایت ان احادیث کی شان مین تحریر فرماتے ہین ہم اسکا خلاصہ بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ حدیثون کے راوی جنکے کلام سے امام بخاری نے حدیثین اخذ کی ہین کس درجے اور مرتبے کے تھے۔ نیز اُن کے ایمان تو ایمان بلکہ اسلام کی کیا حالت تھی:۔

الا ترى ان من رواة الصحيح غير	کیا تم نہین دیکھتے کہ منجملہ راویان صحیح بخاری
الذى عدهم من الصحابة واصطلحوا	کے علاوہ اُن صحابہ کے جن کو یہ لوگ عادل سمجھتے
على تعدیلهم مروان بن الحكم	ہین مروان بن حکم بھی ہے جس نے جناب امام
(القائل) للحسن بن على انكم اهل بيت	حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اُن اہلبیت سے
ملعونون وعمران بن حطان الخارجى	ہو جو (معاذ اللہ) ملعون ہین (قرآن مین شجرۂ
القائل الابيات المشهورة يثنى بها	ملعونہ بنی امیہ کے بارے مین نازل ہوا ہے)
على اشقى الآخرين ابن ملجم	اُنھین مین عمران بن حطان خارجی بھی ہے
ويثلب الامام على بن ابى طالب	جو اُن اشعار کا قائل ہے جن مین ابن ملجم (ملعون)
وحريز بن عثمان الرحبى الذى نقل	کی تعریف اور جناب امیرؑ کی مذمت لکھی ہے
عن صاحب التهذيب انه كان	اُنھین مین حریز بن عثمان رحبی بھی ہے جسکی
ينقص عليا وينال منه قال اسمعيل	نسبت (تہذیب التہذیب) ابن حجر عسقلانی
بن عياش عادلت حريز بن	مین ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی تنقیص کرتا اور (معاذ اللہ)
عثمان من مصر الى مكة فجعل	گالیان دیا کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیاش کہتے
يسب عليا ويلعنه وقال ايضا	ہین کہ ہم مصر سے مکہ تک اُس کے ساتھ رہے -
سمعت حريز بن عثمان يقول هذا	وہ جناب امیرؑ کو (معاذ اللہ) گالیان دیتا اور لعنت کرتا
الذى يرويه الناس عن النبى صلى	تھا۔ وہی اسمعیل بن عیاشی حریز بن عثمان سے روایت
الله عليه وآله وسلم انه قال	کرتا ہو کہ اُسنے کہا کہ جو لوگ یہ روایت کرتے ہین
لعلى انت منى بمنزلة هارون من	کہ حضرتؐ نے فرمایا علی منی بمنزلۃ ھارون من
موسى حق ولكن اخطأ السامع	موسیٰ یہ صحیح تو ہے لیکن سننے والے کو دھوکا ہوا

قلت فما ھو قال انما ھو انت	مین نے کہا سننے مین کیا غلطی ہوئی کہا وہ ان
بمنزلۃ قارون من من موسیٰ وذکر	الفاظ مین ہے انت منی بمنزلۃ قارون من
الازدی ان حریز بن عثمان روی	موسیٰ آزدی کہتے ہین کہ حریز بن عثمان نے یہ
ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم	روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
لما اراد ان یرکب جاء علی بن ابیطالب	وسلم نے چاہا کہ خچر پر سوار ہون تو جناب امیر نے
فحل حرام البغلۃ لیقع النبی صلی	آکر اس کی باگ اس غرض سے کھولدی کہ حضرت
اللہ علیہ واٰلہ وسلم وقیل لیحیی	گر پڑین یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا تو حریز
بن صالح لم لا تکتب عن حریز فقال	کی حدیثین کیون نہین لکھتا تو اسنے کہا کہ مین
کیف اکتب عن رجل صلیت معہ	کیونکر ایسے شخص سے روایت کرون جسکے ساتھ مین نے
الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من	سات برس نماز صبح پڑھی اور دیکھا کہ وہ مسجد سے جبتک جناب امیر
المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرۃ	پر ستر مرتبہ لعنت نہین کر لیتا باہر نہین نکلتا تھا۔
وقال ابن حبان کان یلعن علیا	اور ابن حبان کہتے ہین کہ ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ
بالغداۃ سبعین مرۃ وبالعشی	شام لعنت کرتا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا
سبعین مرۃ فقیل لہ فی ذلک فقال	انھون نے ہمارے باپ دادا کے سرون کو تن سے جدا کیا
ھو القاطع رؤس ابائی وامثال	ہے ایسے راویان حدیث بہت کثرت سے ہین ہمنے بطور
ھؤلاء الرواۃ کثیرون ولکن ھؤلاء	مثال و عنوان ان تینون نامون کو پیش کیا ہے۔
الثلاثۃ مروان وعمران وحریز	ایک مروان دوسرے عمران بن حطان تیسرے حریز بن
عنوان و مثال لانھم من رواۃ صحیح البخاری	عثمان کیونکہ یہ سب راویان صحیح بخاری کے ہین جسکی نسبت
الذی قالوا عنہ اصح کتب الحدیث و	دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تمام کتب احادیث مین سب سے زیادہ صحیح

امام ذہبی ترجمہ مصعبی مین کہتے ہین کہ وہ اپنے	قال الذهبی فی ترجمة المصعبی انہ
زمانہ مین بقائے سنت کے لیے بڑا ناصر تھا حالانکہ	انصر اهل لزمان للسنة وانہ شم
جیسا وہ تھا۔ ویسا ہی تھا چنانچہ کہنا پڑا کہ یہ ضرور	قال ولکنہ یضع الحدیث وقال
ہے کہ جھوٹی حدیثین بنایا کرتا تھا اور ترجمہ جوزجانی	فی ترجمة الجوزجانی انہ من الحفاظ
مین کہا کہ وہ حفاظ ثقات سے تھا مگر جناب امیرؑ	الثقات وکان یتحامل علی علی و
کا دشمن تھا اور اُن سے منحرف تھا۔ پس دیکھو کہ	فیہ انحراف عنہ (فهؤلاء) من الثقات
یہ وہ ثقات ہین جن کی حدیثون سے دین خدا	الذین یحتج بهم فی دین الله لا والله
مین احتجاج کیا جاتا ہے لا واللہ ثم لا واللہ	ثم لا والله

روایت مذکورہ مین عمران بن حطان کے وہ اشعار جن مین اُسنے ابن ملجم کے محاسن بیان کیے مین تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون ؎

یا ضربة من تقی ما اراد بها — الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

انی لاذکرہ حینا فاحسبہ — اوفی البریة عند الله میزانا

یعنی کیا اچھی ضربت ہے ایک مرد متقی کی (ابن ملجم) جس سے کوئی غرض اُسکے سواے اِس کی نہ تھی کہ صاحب عرش برین کی خوشنودی حاصل کرے مین جب اُسے یاد کرتا ہون تو ساری خلق سے اُسکے ثواب کا پلہ خدا کے نزدیک بھاری پاتا ہون۔ (منقول از آیات بینات حصہ ۲ صہ)

بھائیو! کیا یہ بات توجہ کے قابل نہین ہے کہ جن راویان حدیث کے ایمان و اسلام کا یہ نگ ڈھنگ ہو جن حدیثون کی نسبت جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے محقق و محدث یہ فرمائین۔

"آنچہ در بیان از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظمؓ بود و آنچہ بعد از وے حادث شدہ فرق ما بین السموات والارض ست۔

اور خود جناب افضل الصحابہ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین بااین ہمہ آپ اُسی بخاری شریف کی حدیثون پر ایسا ایمان لائین کہ اپنے خلیفہ صاحب کے قول

نحن معاشر الانبیاء لا	ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور
نرث ولا نورث وما ترکناہ	نہ کوئی ہمارا وارث ہوتاہے اور جو کچھ ہم چھوڑ
صدقۃ	جاتے ہین وہ صدقہ ہے ۔

کو تو اصل ایمان سمجھین اور خداے عزوجل کے فرمان واجب الاذعان

یوصیکم اللہ فی اولادکم	خدا تم لوگون کو تمھاری اولاد کے حق مین
للذکر مثل حظ الانثیین ۔	وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون
	کے برابر ہے ۔

سے باوجود ادعا، حسبنا کتاب اللہ انحراف کرین ۔ قولہ تعالیٰ ۔

ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط	یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہو اُسکی تو یہ
اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم	لوگ پیروی کرتے ہین اور جس مین خدا کی خوشی ہے اُس سے
(پ ۲۶ ۔ س محمد ع ۳)	بیزار ہین تو خدا نے بھی انکے اعمال برباد کر دیئے ۔

القصہ یہ مختصر ذکر تو اُن اختلافات کا تھا جو اُصول دین مین تھے اب فروع دین مین بھی دو چار مسائل پیش کیئے جاتے ہین ملاحظہ فرمائین ۔ مسائل فروعی

(اوّل)	واعلم انہ لیس الکلب بنجس العین	کتا نجس العین نہین ہے یہی قول امام ابوحنیفہ
	عند الامام وعلیہ الفتوی وان	کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اگرچہ بعض نے نجاست
	رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ	کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے توضیح کی ہے
	ابن الشحنۃ فیباع ویوجر	پس اس صورت مین اسکا بیچنا اور اُجرت پر لینا

ويضمن ويتخذ جلده مصلى ودلوا ولو اخرج حيا ولم يصب فيه الماء لا يفسد ماء البئر و لا الثوب بانتفاضه ولا بعضه ما لم يرى ريقه ولا صلوة حامله ولو كبيرا۔

(ردالمحتار شرح درالمختار صفحه ١٣٩)

یا دینا سب جائز ہے اس کی کھال کی جانماز اور ڈول بنا سکتے ہیں اور اگر کتے کو زندہ نکالا ہو دریکہ منھ تک پانی نہ پہونچا ہو تو کنوے کا پانی نجس نہیں ہوتا اور اُسکے پھوریری لینے سے کپڑا نجس نہیں ہوتا جبتک کہ اُس لعاب دکھائی دے اور اگر اسکو گود میں لیکر نماز پڑھیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگرچہ بڑا ہو

جناب شاہ صاحب بھی تحفہ میں یہی تحریر فرماتے ہیں۔

آرے نزد ابوحنیفہ پوست مدبوغ کلب کہ رطوبت آن باستعمال ادویہ و مصالحہ بالکلیہ رفتہ باشد جائز ست

(تحفہ اثناعشریہ صفحہ ١٠١ مطبوعہ فخر المطابع)

ہاں ابوحنیفہ کے نزدیک بھی کتے کی کھال پر جو دباغت کی گئی ہو اور جس کی رطوبت مصالح اور دواسے بالکل دور ہوگئی ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(دوم) واذا ذبح ما لا يوكل لحمه طهر جلده ولحمه سوى ادم والخنزير۔

(ہدایہ صفحہ ٣٠٨ مطبوعہ کلکتہ)

جس حیوان کا گوشت کھانا حرام ہے ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور پوست پاک ہے آدمی و سور کے سوا۔

(سوم) وفی الخانیہ فی معنی قوله ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم كما رواه البخاري ان ما فيه شفاء لا باس به كما يحل الخمر للعطشان فی الضرورة

خانیہ میں ہے کہ بخاری میں جو یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزوں کو خدانے حرام فرمایا ہے ان میں شفا نہیں ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جن چیزوں میں شفا ہے وہ حرام نہیں ہیں جیسا کہ حلال ہے شراب پیاسے کے لئے۔

وكذا اختاره صاحب الهداية في التجنيس فقال لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته وانفه جاز للاستشفاء وبالبول ايضا

(شرح ردالمختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۲)

اسی طرح صاحب ہدایہ نجاست کے بارے مین اس بات کے قائل ہین کہ اگر کسی کو رعاف آئے (یعنے نکسیر پھوٹے) اور سورۂ فاتحہ کو بغرض حصول شفا خون یا پیشاب سے پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے۔

اور یہ روایت (فتاوی قاضی خان جلد چہارم مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ صفحہ ۳۶۴) وفتاوی عالمگیری جلد پنجم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ (ردالمختار مطبوعہ دہلی جلد اول صفحہ ۱۴۰) مین بھی بالفاظ مختلفہ پائی جاتی ہے۔

(چہارم) اذا عقد على محرم من النسب والرضاع ووطى في هذا العقد لا يجب الحد عند ابي حنيفه بل يعزر

(ہدایہ صفحہ ۴۹۶)

اگر کوئی شخص عمداً یا قصداً اپنی مان بہن بیٹی یا کسی محرمۂ شرعی سے نکاح کرے تو اُس پر حد لازم نہین آتی بلکہ تنبیہ و تادیب کردی جائے گی

امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات

ایسے ہی صدہا مسائل فقہیہ ہین جنکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب منخول مین امام ابوحنیفہؒ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے کہ " امام ابوحنیفہ نے تو شریعت کو اُلٹ دیا۔

اگرچہ اس قول سے امام صاحب موصوف مورد طعن و تشنیع ہوگئے ہین لیکن الفاروق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کے موجد تو حضرت عمرؓ ہین اور ائمۂ اربعہ نے اُنھین کی تقلید کی ہے چنانچہ اس فن خاص مین شبلی صاحب نے حضرت عمرؓ کی جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اُس کی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

فن فقہ حضرت عمرؓ کا ساختہ و پرداختہ ہے

فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے اِس فن کے متعلق اُن کی قابلیت اور فضیلت کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتوی دینا اُس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔ لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" ہے عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام علم عرب کا ایک پلہ مین رکھا جائے اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلّہ بھاری رہے گا فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قائم ہین سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات با برکات ہے؟ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۴)

اگرچہ شمس العلما اپنے مہروماہ فلک اسلام حضرت عمر رض فاروق کے علم کا پلہ کل عرب سے بھاری بتاتے ہین مگر جناب خلیفہ صاحب موصوف کا معیار علم اور جناب شمس العلما کی صداقت بیانی خود حضرت عمر رض کے اِس قول سے بخوبی روشن اور ہویدا ہوتی ہے جو کتب اہلسنت مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے۔

"جناب امیر شیخین کو اکثر امور شریعت مین غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضاے بشریت ان سے سرزد ہوجایا کرتی تھی۔ چنانچہ اکثر حضرت عمر لولا علی لھلک عمر (یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کا وجود نہوتا تو یقیناً عمر ہلاک ہوجاتا) اور اعوذ باللہ من معضلہ لیس فیھا ابوالحسن (پناہ مانگتا ہون اللہ سے ان مسائل دشوار مین کہ جس مین ابوالحسن ع نہ ہون) اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اے علی آپ کے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے" فرمایا کرتے تھے۔" (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۴۰)

شمس العلما رقمطراز ہین:۔ قرآن مجید تمام جزئیات پر نہین ہین

فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین ان کی تعداد کئی ہزار تک

پہونچتی ہے اوران تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے زمانہ اور حالات کی ضرورتون سے جدید قاعدہ بکثرت وضع کئے جو آج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین برخلاف اسکے امام شافعیؒ کو یہان تک کد ہے کہ ترتیب فوج تعین شعائر تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی آنحضرت کے اقوال کو تشریعی جانتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول کے قول کے سامنے کسی کے قول وفعل کی کچھ اصل نہین۔ فقہ کی توسیع اور تمام ضروریات کے لئے اسکا کافی ہونا قیاس پر موقوف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین اس لئے ضرور ہے کہ ان جزئیات کے فیصلہ کرنے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیا جائے اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنے امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل سب قیاس کے قائل ہوے ہین۔ اوران کے مسائل کا بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جنہے ڈالی وہ عمر فاروق ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹-۱۹۴)

تردید قول

شبلی صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ :۔

"قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین۔

خدا و رسول کے احکام کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید مین کوئی چیز فروگذاشت نہین ہوئی جس پر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(پہلی آیت) مافرطنا فی الکتاب من شئ ہم نے اس کتاب مین کچھ کمی نہین کی۔ (پ ۷۔ س انعام ع ۴)

(دوسری آیت) لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۵ ہم نے کوئی رطب و یابس اس کتاب مین متروک نہین کیا۔

(تیسری آیت) تبیانا لکل شیئ۔

جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی امر کلی وجزئی نہین چھوڑا جو زبانِ مبارک سے نہ فرمایا ہو۔ بلکہ خود اُسپر عمل کر کے بتا دیا۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

لوگ علے العموم جاہل ہین اُنھون نے اپنے دین کے بارہ مین دھوکہ کھایا ہے اللہ نے اپنے نبی کو اُسوقت تک نہین اُٹھایا جب تک دین کو کامل نہ کر دیا۔ اور اُنپر پورا قرآن نازل نہ کر دیا جس مین ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس مین خداے تعالیٰ نے حلال وحرام اور حدود واحکام اور اُن سب چیزون کو جن کی لوگون کو ضرورت ہوتی ہے پورا پورا بیان فرمادیا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شی (مقبول ترجمہ صـ۲۱)

شمس العلماء شبلی نعمانی نے جس قیاس کو مستحسن مانا ہے اس کی مذمت خود انھین کے علماء کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ

"اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔

اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی جو اُمورِ فقہ مین قیاس اور راے کو دخل دے گی جس سے اِسلام گویا منہدم ہوجائے گا۔ اِسکے متعلق کتب صحاح وغیرہ مین بہت روایات اور احادیث ہین منجملہ اُن کے چند اس جگہ نقل کی جاتی ہین:۔

(اول) عن جابر قال رسول اللہ صلعم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف منقول از مجمع البحرین صـ۲۲۴)

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تمسک اور عمل کے لئے قرآن وحدیث ہے اور بجز اسکے جو کچھ اختراع کیا جائے وہ محدثات اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

دوم وبحدیث عوف بن مالک الاشجعی عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ
عن النبی انہ قال ستفترق امتی علی رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت ستر فرقے سے زیادہ
بضع وسبعین فرقۃ اخرھا علی امتی متفرق ہو گی اور اُسمین بدترین وہ فرقہ ہے
قوم یقیسون الامور باراۂھم فیحللون جو قیاس کرے اور جس نے قیاس کیا اس نے
الحرام ویحرمون الحلال (مقدمہ ہدایہ از حلال کو حرام اور حرام کو حلال
مولوی عبدالحی لکھنوی) ایضاً صفحہ ۵۲ کیا۔

سوم فاعلموا ان الائمۃ الطاھرین آگاہ ہو کہ ائمہ طاہرین رائے اور قیاس کو دین مین حرام
یحرمون الرأی والقیاس ولھذا لما دخل جانتے تھے اسلئے جب ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
ابوحنیفۃ علی جعفر بن محمد علی ماحکاہ کے پاس آئے جیسا کہ امام شعرانی نے لواقح الانوار مین بیان
الشعرانی فی اللواقح قال لہ بلغنی انک کیا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا مین نے
تقیس لاتقس فان اول من قاس سُنا ہے کہ تم قیاس سے کام لیتے ہو قیاس نہ کیا کرو دین مین،
ابلیس (دراسات اللبیب صفحہ ۲۳ ایضاً صفحہ) کیونکہ اول جس نے قیاس کیا وہ شیطان تھا (یعنی اپنے اور آدم کے معاملہ مین)

چہارم وکان الامام جعفر الصادق حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
رحمہ اللہ تعالی یقول من اعظم فرماتے تھے کہ بدترین فتنہ اس امت مین وہ
فتنۃ یکون علی الامۃ قوم یقیسون قوم ہو گی جو اُمورِ دین مین اپنی رائے
فی الامور برایھم فینھدم الاسلام سے قیاس کرے گی۔ پس دین منہدم
بذلک (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) ہو جائے گا۔
ایضاً صفحہ ۵۲

پنجم وانما سموا اصحاب الرّای اور وہ اس لئے اصحاب الرائے کہلائے

لان عنايتهم بتحصيل وجدمن القياس والمعنى المستنبط من الاحكام و بناء الحوادث عليها وربما يقدمون القياس الجلى على احاد الاخبار وقد قال ابوحنيفه رحمة الله عليه هذا رايى و هو احسن ما قدرنا عليه (ملل ونحل ص۳)

کہ اُن کے امام اعظم اپنے قیاس جلی کو حدیث خبر واحد پر مقدم کرتے تھے پس رد کرنا حدیث رسول اللہ کا اور ترجیح دینا اپنی راے کو گویا شریعت رسول کو ناسخ و منسوخ کر دینا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ میری راے ہے اور وہ بہتر ہے کہ جسکو معین کیا ہمنے یعنی جو ہمارا خیال ہے وہ بہتر ہے۔

ششم

وقال امام الشعرانى ان عذر ابيحنيفه فى كثرة القياس عدم بلوغ الاحاديث الصحيحة فى زمنه قال العلامه احمد بن عبدالسلام فى كتاب رفع الملام بعد ما عد جملة من الاحاديث التى لم تبلغ الخلفاء الاربعة الراشدين و بلغت غيرهم من الصحابة (دراسات اللبيب)

اور امام شعرانی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے کثرت سے قیاس کرنے کا یہ سبب ہے کہ (مسائل مین) اُن کو صحیح حدیثین نہین ملین۔ علامہ احمد بن عبدالسلام نے کتاب رفع الملام مین اُن حدیثون کو گن کر بتایا ہے کہ جو خود خلفاء راشدین تک نہین پہونچین اور دوسرے اصحاب کو ملین (ایضاً صفحہ ۵۲)

جناب مولانا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔اے۔ ترجمان دار الترجمہ دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ نے ایک مفید رسالہ نصوص الحکم در بیان معنیٔ اُصول و اخبار تالیف فرمایا ہے اُس مین بحوالہ کتب اہلسنت و آیات و احادیث اِس امر کو بہ تشریح و توضیح ثابت کیا ہے کہ اُمور دین مین کتاب خدا و سنت رسول اللہ و اقوال ائمہ معصومین ؑ سے احکام حاصل کرنا چاہیین۔ جائز الخطا انسانون کی راے و قیاس پر عمل کرنا حرام ہے۔ جناب ممدوح اِس رسالہ مین ایک موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ :-

اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ بجز وحی کے فتویٰ نہ دیتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے کہ جب حضرت سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی اور اُسکے باب مین نزول وحی نہوتا تھا تو آپ وحی کا انتظار فرماتے تھے - ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت سے رُوح کے باب مین سوال کیا گیا تو آپ نے سکوت فرمایا جب تک یہ آیت نازل نہوئی "قل الروح من امر ربی" (کہدو روح میرے خدا کا حکم ہے) اسی طرح حضرت جابر سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوے اور سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے حضرت ابوبکر بھی ہمراہ تھے حضرت جابر غش مین پڑے تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور آب وضو اُن پر ڈالا حضرت جابر ہوش مین آگئے۔ حضرت جابر نے دریافت کیا کہ مین اپنے مال کو اپنے وارثون مین کس طرح تقسیم کرون پس آنحضرت نے حضرت جابر کو کوئی جواب نہین دیا جب تک کہ آیت میراث نازل نہوئی۔ قرآن مجید مین متعدد آیتین قیاس وظن کی مذمت مین موجود ہین منجملہ اُنکے یہ ہین :-

(۱) لاتقف مالیس لک بہ علم — جس بات کا تجھے علم نہین اُس کی پیروی نہ کر۔
(پ ۱۵ - س بنی اسرائیل ع ۴)

(۲) ومایتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا — اور اُن مین سے اکثر تو بس اپنے گمان پر چلتے ہین (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ مین ہرگز کچھ بھی کام نہین آسکتا۔
(پ ۱۱ - س یونس ع ۴)

(۳) مالھم بہ من علم الا اتباع الظن — ان کو علم نہین ہے فقط گمان کی پیروی کرتے ہین۔
پ ۶ - س النساء ع ۲۲

(۴) قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان یتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (پ ۸ - س انعام - ع ۴) — تم اُن سے کہدو کہ تمھارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمین نکال کر دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہین ہو مگر اٹکل پچو باتین بتاتے ہو

(۵) یاایھاالذین اٰمنوااجتنبوامن الظن — اے ایمان لانے والو پرہیز کرو گمان سے

ان بعض الظن اثم (پ۲۶۔ س الحجرات ع ۲) — تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہے۔

(۶) ان یتبعون الا الظن وماتھوی — یہ لوگ گمان اور خواہش نفس کی پیروی

الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدے — کرتے ہین اور تحقیق ان کے رب کی طرف سے

(پ۲۷ س النجم۔ ع ۱) — ان کے پاس ہدایت آچکی ہے

سبب شہرت امام ابوحنیفہ

غرض خدا و رسولؐ نے ہم کو علم و یقین حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور ظن و قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن کوکب برج خلافت ظاہری و مہ و ماہ فلک اسلام حضرت عمرؓ نے بقول شبلی صاحب ظن و قیاس کا طریقہ جاری کیا اور تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے اور منجملہ ائمہ اربعہ جناب امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اِس طریقہ کو کمال عروج پر پہونچا دیا جس کی وجہ سے اجتہاد کا پایہ پایا اور اسقدر فروغ حاصل کیا کہ دیگر ائمہ کی شہرت کے چراغ ٹمٹمانے لگے اُن کے شہرۂ آفاق ہونیکے متعلق جناب نواب مولوی سید امداد امام صاحب اپنی بے بہا اور قابل قدر کتاب مصباح الظلم مین امام صاحب موصوف کے حالات تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ

امام صاحب نے اپنے اجتہادات مین قیاس کو زیادہ دخل دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول امام غزالی آپ کو علم حدیث مین بہت کم دخل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے کوئی کتاب علم فقہ مین نہین تصنیف فرمائی یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے صحیح نہین ہے بلکہ آپ امام علیہ السلام کے مخالف تھے اگرچہ امام صاحب دو تین سال امام علیہ السلام کے پہلے پیدا ہوئے تھے اور وفات بھی امام علیہ السلام کے دو تین سال بعد ہوئی ہے گویا پورا زمانۂ حیات آپکو امام علیہ السلام کے ساتھ گذرا ہے مگر کسی طرح کی ارادت امام برحق کے ساتھ نہین رکھتے تھے۔ مدمقابل کی حیثیت سے امام برحق کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے فروغ کی وجہ

یہ ہوئی کہ منصور خلیفۂ وقت کو جناب امام علیہ السلام سے دلی عناد تھا یہان تک کہ امام عالی مقام مسموم ہوکر شہید ہوئے منصور نے امام اعظم صاحب کے اجتہادات رائج ہونے مین کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی چنانچہ جو کوئی امام برحق علیہ السلام سے کسی مسئلہ کو دریافت کرتا تو خلیفۂ مذکور ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا بخلاف اُس کے جو کوئی امام اعظم کی طرف رجوع ہوتا تو اُس کو ایک اشرفی انعام دیتا تھا۔ امام اعظم صاحب کے دربار خلافت مین رسائی ہونے کی سرگذشت یہ ہے کہ جب آپ خلیفۂ وقت کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کس سے علم حاصل کیا آپنے جواب دیا کہ عمر بن خطاب علیؑ ابن ابی طالب. عبداللہ بن عباس کے ذریعہ سے اور آخر مین یہ فرمایا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے منصور اس فقرے سے پھڑک اُٹھا آخر امام صاحب کے مذہب کو روز بروز نمایان ترقی نصیب ہوتی رہی۔ امام صاحب کا پہلی ہی حاضری مین خلیفۂ وقت کو اپنا مرید بنا لینا آپ کی کمال ہوشیاری ودانائی پر دلالت کرتا ہے انتہی شاید اسی وجہ سے آپ کی عظمت اور منزلت قائم کرنے کے لئے احادیث فضیلت بھی وضع کی گئین جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ مولوی عبدالحی لکھنوی مین ہے۔

قال النبی صلعم ان آدم	فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی	کہ حضرت آدم نے میرے وجود پر فخر کیا اور مین اپنی
اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ	اُمت کے اُس شخص پر فخر کرتا ہون جس کا نام نعمان اور
ھو سراج امتی وروے ایضا	کنیت ابو حنیفہ ہو کہ وہ میری امت کا چراغ ہے
قال النبی صلعم ان	اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے
سائر الانبیاء یفتخرون بی	فرمایا کل انبیاء میرے سبب سے فخر کرتے ہین۔ اور مین
وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ	ابو حنیفہ کے سبب سے۔ جسنے اُسکے ساتھ محبت کی

فقد احبنی ومن ابغضہ فقد | اُسنے مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے بغض رکھا
ابغضنی وقال ابن الجوزی ان | اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ مگر بقول ابن جوزی یہ
ھذہ الاخبار موضوعۃ واتفق | حدیثیں جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہین۔ حافظ ذہبی
معہ الحافظ الذھبی والحافظ | حافظ سیوطی ابن حجر عسقلانی اور شیخ قاسم حنفی نے
السیوطی والحافظ ابن حجر العسقلانی | ابن جوزی کے ساتھ اتفاق کیا ہی (یعنی یہ سب
وشیخ قاسم الحنفی (از مجمع البحرین صفحہ ۵۰) | ایسی حدیثون کو خلاف واقعہ سمجھتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ جو فریق کتاب وسنت سے قطع نظر کرکے اپنی راے اور قیاس پر عمل کرے۔ باریتعالی کو ظالم سمجھے۔ خطا کو اُس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرے۔ خلافت و امامت کے لئے اپنا ہی انتخاب مستحسن اور موجب امن و امان بتائے۔ خداے علیم وحکیم کے انتخاب کو بُرا اور باعث فتنہ و فساد ٹھہرائے۔ ہرکس وناکس کو وارث نبی قرار دے پیغمبر خدا کے اقوال واحکام مین جس کے نفس طاہرہ پر آیۂ شریفہ

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا | اور وہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے
وحی یوحی (پ ۲۷ س نجم) | ہی نہین۔ یہ تو بس وحی سے جو بھیجی جاتی ہے۔

شاہد ہے تفریق کرے۔ اس نور خدا اور ہادی دین کو قبل از بعثت گمراہ بتلاے اُس محرم اسرار الٰہی کی تجویز پر اپنی خلفا کی راے کو ترجیح دے۔ آیات عتاب آمیز کا مصداق معاذاللہ رسول مقبول صلعم کو قرار دے۔ خلاف راے رسول اللہ حضرت عمر کی راے کے موافق نزول وحی کا معتقد ہو۔ خدا کی جسمانیت ورویت کا قائل ہو۔ کتے کی کھال پر اور اس کو گود مین لے کر نماز پڑھنا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی راے وقیاس کو دخل دے کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتائے تو کیا ان اختلافات عظیم پر بھی مذہب اہلسنت والجماعت اور مذہب امامیہ مین فقط ایک مسئلہ

فضیلت صحابہ ہی کا اختلاف ہے ؟ کیا انھین اصول و فروع پر بمصداق ؏

برعکس نہند نام زنگی کافور

" آپ نے مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الہی و احادیث رسالت پناہی کے سچا پایا ہے ؟ ؏

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مسئلہ فضیلت صحابہ

اب ہم ان مسائل سے قطع نظر کر کے مسئلہ فضیلت صحابہ کی طرف جس کو آپ نے مابہ النزاع قرار دیا ہے رجوع کرتے ہین ۔

واضح ہو کہ آپنے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

" ہر عقیدے کی تحقیق اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب رسول سے کرنا ضرور ہے "

تو یہ فرمائیے کہ آپنے کس کتاب خدا اور کس حدیث رسول اللہ سے مسئلہ فضیلت صحابہ کی تحقیق کر کے ان دونون مذاہب کی حقیت و بطلان کا انحصار اُس پر کیا ہے ۔ یہ تو اہلسنت کی ایجاد ہے کہ اُنھون نے برخلاف احکام خدا و رسولؐ ہادی برحق کو چھوڑ کر اصحاب کو اپنا خلیفہ و پیشوا بنایا ورنہ خدا و رسولؐ نے تو اُمور دین اور احکام شریعت مین کہین بھی اُن کا حوالہ نہین دیا قولہ تعالی ۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطن ؕ ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ؕ ولقد جاءھم من ربھم الھدی ؕ

(پ ۲۷ ۔ س النجم ۔ ع ۱)

یہ تو بس صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور تمھارے باپ دادون نے گڑھ لئے ہین خدا نے تو اس کی کوئی سند نازل نہین کی یہ لوگ تو بس اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چل رہے ہین حالانکہ اُنکے پاس اُن کے پروردگار کی طرف سے ہدایت بھی آ چکی ۔

پس اگر صحابہ اچھے تھے تو مستوجب غفران ورضوان ملک منان اور اصحاب الجنۃ ہین اور بُرے تھے تو اصحاب النار فبشرھم بعذاب الیم مین داخل ہین لیکن اُن کی فضیلت سے مذہب اہلسنت والجماعت کی سچائی یا اُن کی منقصت سے مذہب امامیہ کے جھوٹے ہونے کو کیا علاقہ قولہ تبارک وتعالیٰ۔

تلك امۃ قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون — یہ لوگ اپنے وقت مین ہو گزرے جو اُنھون نے کیا وہ اُن کے لئے۔ اور جو تم نے کیا وہ تمھارے لئے۔ اور وہ جو کچھ کر گذرے تم سے اُسکی پرسش کچھ نہین ہوگی۔

(پ ۱۔ س بقر ع ۱۶)

بلکہ تحقیق طلب تو یہ مسئلہ ہے کہ بعد رحلت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کا ہادی ومقتدا منصوص من اللہ کون ہے کس کی اطاعت وپیروی خدا نے ہم پر واجب کی ہے کس کی مودّت ومحبت دلیل صدق ووفاق ہے اور کس کی عداوت وخصومت دلیل کفر ونفاق۔ پس جس مسئلہ پر نہ صرف ان دونون بلکہ کل مذاہب کی حقیت یا بطلان مین امتیاز منحصر ہے الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ وہ مسئلہ تمسک بالثقلین یعنی قرآن اور عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہونا ہے نہ کہ مسئلہ تفضیل صحابہ۔ ل مسلم حقیت علیہ تابع کیئے گئے ہیں

پس اگر موافق مذہب امامیہ قرآن وعترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفترض الطاعۃ ہونا ثابت ہو گیا تو بلاشبہہ شیعون کا مذہب حق اور سنیون کا مذہب باطل اور اگر بخلاف اسکے نعوذ باللہ معلوم ہوا تو سنیون کا مذہب سچا اور شیعون کا مذہب جھوٹا ہے۔ لہذا ہم اول اسی مسئلہ کو ثابت کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو باطل کرینگے۔ پھر مطاعن صحابہ پر علماء اہلسنت نے جو پردہ پوشی کی ہے اُس کی پردہ دری کرینگے۔

جاننا چاہئے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کل امت کو قرآن مجید اور اہلبیت اطہار سے تمسک و اتباع کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قرآن اور صحابہ سے اور وہ احکام یہ ہین۔

(۱) قال رسول اللہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تم مین دو چیزین بزرگ و گران قدر چھوڑے جاتا ہون خدا کی کتاب اور اپنی عترت اگر ان دونون کے ساتھ تمسک رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہرگز یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی

فرمایا رسول اللہ نے میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس مین سوار ہوا نجات پائی اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ غرق اور تباہ ہوا۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

صاحب تحفہ اس مذہب کو جھوٹا بتاتے ہین جو حدیث ثقلین کے خلاف ہو

یہ وہ معتبر احادیث مسلمہ ومقبولہ فریقین ہین کہ جن کی جناب خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی نہ صرف تصدیق و توثیق کی ہے بلکہ منکر حدیث ثقلین کو خارج از اسلام اور گمراہ بتایا ہے اور جو مذہب کہ ان دونون عظیم القدر چیزون کے خلاف ہو اس کو غیر معتبر اور جھوٹا ٹھیرایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود

جاننا چاہیے کہ باتفاق شیعہ وسنی یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انی تارک فیکم الثقلین ما ان	مین تمھارے پاس دو چیزین گران قدر چھوڑے
تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی	جاتا ہون اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو ہرگز
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ	میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور ہر ایک دونون مین ایک
وعترتی اھلبیتی۔ پس معلوم شد کہ در مقدمات	دوسرے سے بزرگ تر ہے اور وہ خدا کی کتاب و میری عترت
دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین	ہین۔ پس ہمکو رسول خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی
دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہب	مین ان دونون عظیم القدر چیزون کے سپرد کیا ہے پس
کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و	جو مذہب ان دونون چیزون کے مخالف ہو وہ احکام
عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو	شریعت مین عقیدۃً اور عملاً باطل و غیر معتبر ہے اور جو انکا
بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است	ان دونون عظیم القدر چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ
(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فخر المطابع)	اور دین سے خارج ہے۔

صحابہ کا حدیث ثقلین سے انحراف

جناب شاہ صاحب کی اس تصریح و تشریح سے نہ صرف مسئلہ فضیلت صحابہ کا نہ ھباء منبثا ہوگیا بلکہ خود صحابہ کبار کا تمام امت سے افضل و اعلےٰ اور ایمان و اسلام مین کامل ہونے کے عوض صراط مستقیم سے پھر جانا ثابت ہوا کیونکہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب ہی سے تو مخاطب ہوکر (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ) ارشاد فرمایا تھا اور یہی تو فیکم ہے جسمین قیامت تک تمام امت داخل و مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصحاب نے بمقابلہ حب دنیا اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے وقت وفات گمراہی سے بچانے کے لیے جب بغرض تحریر وصیت ان سے ارشاد فرمایا۔

ایتونی بدوات وقرطاس اکتب لکم	یعنی دوات و کاغذ حاضر کرو کہ مین تمھارے لئے
کتابا لن تضلوا بعدی	ایک نوشتہ لکھ دون تاکہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔

تو صحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ اِس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اور اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ (یعنی ہمکو خدا کی کتاب کافی ہے) پس محض حسبنا کتاب اللہ کہنا اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جناب خلیفہ صاحب ممدوح منجملہ ان دو گرانقدر چیزون کے عترت رسول اللہؐ سے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین دست بردار ہو چکے تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم کو انکی اطاعت و متابعت کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اپنی راے پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسند شریعت پر اُمت کے حاکم بن بیٹھے اور عترت رسول کو اپنا محکوم و تابع سمجھنے لگے۔ یہی نہین بلکہ طرح طرح کے رنج دینے لگے۔ (جن کی تفصیل آگے ہوگی)

احکام خدا و رسولؐ مین تغیر

اب رہی کتاب خدا، اُسکے ساتھ یہ عمل کیا گیا کہ احکام آلہی مین اپنے قیاس و راے کو دخل دیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا جیسا کہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد رسالت و نبوت حلال تھے اُن کو اپنی راے سے منسوخ کیا۔ اگرچہ یہ اُمور بالتفصیل اسکے اسناد کے ساتھ ہم آیات محکمات کی جلد دوم مین انشاء اللہ مفصل لکھینگے مگر اس جگہ ایک دو روایتین بغرض اطمینان ناظرین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اول	قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسألہ القوم عن اشیاء ثم ذکر المتعۃ فقال نعم استمتعنا عھد رسول اللہ وابی بکر و عمر	جابر بن عبد اللہ سے لوگون نے متعہ کے بارے مین سوال کیا۔ اُنھون نے کہا ہم لوگون نے بعہد رسول اللہ و ابوبکر و عمر متعہ کیا تھا۔ صحیح مسلم جلد اول ص۔۔
دوم	عن ابن عباس سمعت عمر یقول واللہ انی لانھاکم عن المتعۃ وانھا لفی کتاب اللہ	ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمنے عمر کو یہ کہتے ہوے سُنا قسم خدا کی مین تم کو اُس متعہ سے منع کرتا ہون جو کتاب اللہ مین ہے

ولقد فعلها رسول الله یعنی العمرۃ بالحج باب	اور رسول اللہ نے اُس کو کیا ہے یعنی عمرہ
التمتع من کتاب مناسک الحج (صحیح نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶)	حج کے ساتھ۔
سوم — فصل فی اولیات عمر قال	یعنی سب سے پہلے جس نے اپنے لئے
العسکری ھو اول من سمی امیر المومنین	امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ عمر ہیں
واول من کتب التاریخ من الھجرۃ واول	تاریخ کی ابتدا یوم ہجرت سے اُنھوں نے کی
من اتخذ بیت المال فاول من سن	سب سے پہلے بیت المال اُنھوں نے ہی
قیام شھر رمضان واول من عس باللیل	مقرر کیا۔ تراویح کو اُنھوں نے ہی سب سے پہلے جاری
واول من عاقب علی الھجاء واول من ضرب	کیا۔ رات کو مخفی گشت لگانے کی ابتدا ان سے
فی الخمر ثمانین جلدۃ واول من حرم المتعۃ	ہوئی۔ ہجو کرنے والوں پر اُنھوں نے عقاب کیا
واول من نھی عن بیع امھات الاولاد	شرب خمر پر دُرّہ زنی انھیں کی ایجاد ہے متعہ کو
واول من جمع الناس فی صلوۃ الجنازۃ علی	سب سے پہلے انھوں نے ہی حرام ٹھہرایا۔ ام ولد
اربعۃ تکبیرات الی اخرہ	کی بیع سے انھوں نے ہی منع کیا اور نماز جنازہ
(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۹۳)	میں چار تکبیروں کی ایجاد ان سے ہی ہوئی

تغیر بدعت — اِس قسم کی متعدد روایتیں ہیں جن کو بوجہ طوالت ترک کرکے اب ہم یہ امر دکھانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لاتحرموا	اے ایمان والو! جو پاک چیزیں تمھارے لئے حلال
طیبات ما احل اللہ لکم ولا	کی گئی ہیں اونکو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔	زیادہ نہ بڑھو۔ کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والوں کو یقیناً
(پ ۶ - س المائدہ ع ۱۲)	دوست نہیں رکھتا۔

اور خدا نے اپنے اور اپنے پیغمبرؐ کے احکام مین عدول اور نافرمانی کرنے والون کو اِس آیۂ کریمہ

ماکان لمومن ولامؤمنۃ اذاقضی الله ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص الله ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناہ۔	جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کردین تو کسی مومن اور مومنہ کو اُن کے کسی معاملہ مین کوئی اختیار نہین ہے اور جو خدا اور اُسکے رسول کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہ ہے۔

مین ضالین قرار دیا ہے۔

اب ایک دو حدیثین بخاری شریف کی بھی ملاحظہ ہون اور وہ یہ ہین :۔

پہلی	عن عائشۃ قالت قال رسول الله صلعم من احدث فی امرنا لیس منا فھو رد	حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین مین نئی بات ایجاد کی وہ ہم سے نہین ہے اور وہ مردود ہے۔ (بخاری جلد چہارم صفحہ)
دوسری	اذا اجتھد العامل والحاکم فاخطا خلاف الرسول من غیر علم فحکمہ مردود یقول النبی من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد	جو وقت عامل یا حاکم بغیر علم و خلاف حکم رسول اجتہاد کرے تو اس کا قول باطل ہے جیساکہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص کوئی عمل کرے اور ہم نے اُس کے بارے مین حکم نہ دیا ہو وہ مردود ہے۔ (بخاری جلد ۴ صفحہ)

غرض جن اصحاب نے حدیث ثقلین کو بالاے طاق رکھکر احکام آلٰہی مین اپنی راے کو دخل دیا عترت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنارہ کش ہوے اُن پر فرمان آلٰہی فقد ضل ضلالا مبینا اور ارشاد نبوی من غرق وھوی صادق آتا ہے جس کی تصدیق جناب شاہ صاحب ان الفاظ

مین فرماتے ہین۔

ہرکہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست	جو ان دو بزرگ چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ اور دین سے خارج ہے۔

اور یہ قول مسلم ہے کہ" او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" اِس صورت مین حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ آپ انھین حضرات کی فضیلت وخلافت پر مذہب اہلسنت والجماعت کو سچا بتائین جس کا بطلان بقول شاہ صاحب

مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر ست	جو مذہب کہ ان دونون کے خلاف ہو امور شرعیہ مین بروئے اعتقاد باطل و ناقابل اعتبار ہے۔

ثابت ہے۔

اہلسنت کا حال اپنے خلفا کے اقوال پر ہے

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب نے اہلبیت اطہار کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح اہلسنت بھی انکی پیروی کرکے اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ہین اور ایسے بھولے ہوے ہین کہ اُن مین کے اکثر افراد کو تو اہلبیت اطہار کے اسماے مبارکہ تک بھی یاد نہین۔ ہان زبان سے تو لاے اہلبیت کا دعوے بہت کچھ کرکے آیہ شریفہ

یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم	مُنھ سے وہ باتین کرتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہین۔

کے مصداق ٹھہرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً وفعلاً کسی امر مین مودت اہلبیت اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس کی مخالفت پائی جاتی ہے چنانچہ ایک صلوات ہی مین امتحان کر لیجیے کہ بقول امام فخرالدین رازی و دیگر علماے کبار اہلبیت اطہار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے صلوات مین شریک ہین کہ جو مسلمان تشہد نماز مین اللھم صل علے محمد کے ساتھ وآل محمد نہ کہے تو اسکی نماز ہی باطل ہے۔ یہی

امام شافعی صاحب بھی فرماتے ہین ۔

من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہٗ — یعنی اے آل محمد جسنے تیرے تشہد مین صلوات نہین بھیجی اُس ... نہین

باایں ہمہ اہلسنت نے باستثنا بعض آل کا لفظ اپنی تحریر و تقریر سے قطعاً خارج کردیا ۔

آل عبا اہلبیت کہ اہلبیت پر کی حد مت ہیر کی

افسوس کا مقام ہے کہ خدائے علیم و حکیم اپنے جس ولی کی امامت و خلافت پر دین اسلام کی تکمیل کرے جس کو خدا کا رسول اپنے بعد کل اُمت پر خلیفہ اور ہادی مقرر کرکے اعلان کرجاے ۔ اُمت اُس کی یہ منزلت کرے کہ بجاے پیروی و اطاعت طعنہ زن ہو کہ حضرت علیؑ سے دین خدا کا کوئی کام اچھی طرح سے انجام کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :۔

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و حنبلیان و شافعیان اند اصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیۂ فاروق و بجز چند مسائل بر آثار مرتضی فتح اسلام واقع نہ شد و در ہیچ فنے از فنون شرعی مدار کلی بر آثار مرتضوی نیامدہ و بر دست ایشان خلافت منتظم نہ گشت ،

اسلام مین اکثر فرقے مالکی و حنفی و حنبلی و شافعی ہین اور اُن کا مذہب مسائل اجماعیہ فاروق پر مبنی ہے اور حضرت مرتضے کے آثار پر بجز چند مسائل کے اسلامی فتح واقع نہین ہوئی اور منجملہ فنون شرعی کے کوئی فن کلیۃً آثار مرتضوی پر موقوف نہین ہے اور ان کے ہاتھون خلافت کا پورا انتظام نہوا۔

(قرۃ العین)

اور رسالہ تفضیل الشیخین مین ارقام فرماتے ہین کہ

”مہمات مذاہب اربعہ اہلسنت بر آثار مرتضی نیست بلکہ بر اجماعیات عمر بن خطاب و فتاواے ابن مسعود ست“

جناب شاہ صاحب موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ اُس معدن علم امامت کے علم و فضل پر یہ حملہ کیا ہے :۔

(ایضاً)

ازحضرت مرتضیٰ در مسئلۂ فقہ غلط واقع شد	مسئلہ فقہ میں حضرت علی سے غلطی واقع
ازعجائب آنست کہ مثل ابوہریرہ کہ صحبت او	ہوئی ہے۔ اور تعجب ہے کہ ابوہریرہ جو بہت کم آنحضرت
باآنحضرت قلیل ست در مذہب ما پنج ہزار	کی صحبت میں رہے اور علی مرتضیٰ سے علم میں گھٹے
حدیث روایت کردہ اند وحضرت مرتضیٰ باوجود	ہوئے تھے باایں ہمہ ارباب فضل وکمال نے ان سے
صحبت دائمہ وکمال فقاہت وتمام حفظ وانضمام	پانچ ہزار حدیثیں نقل کیں اور علی مرتضیٰ اعلیٰ درجہ کے
استماع از صدیق وفاروق بسیارے از حدیث	فقیہ اور صاحب علم وفضل تھے نیز حضرت ابوبکر وعمر کی
بامسموعات خویش وعدم مانع از روایت کہ عبارت	صحبت میں ایک مدت دراز تک رہ چکے ہیں اور مثل شیخین
از قلت بقا است بعد آنحضرت چنانچہ در صدیق	مہمات ملکی ومعاشرت رعایا اور انتظام مملکت کا بھی
بودہ است قلت یا اشتغال در امور ناس چنانچہ	انسے کوئی علاقہ نہ تھا مدینہ میں محض بیکار رہتے تھے
درفاروق بودہ است یا قلت اشتغال در مسائل فقہیہ	باوجود اس آزادی اور فارغ البالی کے ایک حدیث کا
چنانچہ در طلحہ و زبیر بود مدتے دراز در مدینہ باشد	بھی پتہ نہیں چلتا جو کہ اہل مدینہ نے حضرت امیر سے
و روایت نکند مردمان از وے حدیث و یاد	نقل کی ہو البتہ جب آپ کوفہ پہنچے تو وہاں نقل
نگیرند از وے ہیچ مسئلہ باز در کوفہ چون روایت	حدیث میں مصروف ہوئے مگر بہت کم صرف پانچسو
کند حدیث او تا پانصد نہ رسد وآن نیز مختل	حدیثوں کا پتہ چلتا ہے اور وہ بھی بے سروپا جن سے
گردد بشرط صحت نرسد الا قلیلے (ایضاً)	کوئی مسئلہ اصولی ماخوذ نہیں ہوا۔

اسیطرح دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کو معصوم جاننا تو درکنار خاطی سمجھتے ہیں معاذاللہ جیسا کہ جناب مولوی عبدالعلی صاحب شرح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں۔

اجماع اھل البیت لیس بحجۃ خلافا	یعنی اجماع اہلبیت حجت نہیں ہے برخلاف شیعہ کے کہ انکے
للشیعۃ فانھم قد یصیبون وقد یخطؤن	نزدیک حجت ہے کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی صواب

ويجوز عليهم الزلة وهي وقوعهم في	حالانکہ ان سے بے ارادہ لغزش اور گناہ سرزد ہونا
الذنب من غير تعمد كما وقع من	جائز ہے جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے
سيدة النساء من هجرانها خليفة	خلیفہ رسول اللہ کی ترک ملاقات کی نسبت فدک
رسول الله حين منعها فدك	ضبط کرنے پر ظاہر ہوا۔

علی ہذا ذہبی نے کتاب مغنی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجاہیل وضعفاء مین شمار کیا اور کہا کہ لم یخرجہ بہ البخاری اور میزان الاعتدال مین بھی ہے

لم يحتج به البخاري وقال يحيى بن سعيد القطان شيخ البخاري اجد في نفسي منه شيئا وكان مالك لا يروي من جعفر حتى يضمه الى احد یعنی بخاری نے ان جناب سے روایت نہین کی اور یحییٰ بن سعید قطان شیخ بخاری کا بیان تھا کہ ہم اپنے دل مین ان جناب سے کچھ خلش پاتے ہین اور امام مالک ان جناب سے روایت نہین کرتے تھے جب تک کسی اور کو شریک نہ کرین اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفاء سے شمار کیا ہے اور کہا ہے (حديثه غير محفوظ) یعنی حدیث ان جناب کی غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے بارے مین لکھا ہے " قال ابو الحسن الدارقطني اخبرني ابن حبان في كتابه فقال علي بن موسى الرضا يروي عن ابيه عجائب يهم ويخطي" یعنی دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین مجھے خبر دی کہ علی بن موسیٰ رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین وہم وخطا کی بیان کرتے ہین (معاذ اللہ) اور جناب امام حسن عسکری کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہے لیس بشئی یعنی معاذ اللہ وہ حضرت کوئی چیز نہین ہین۔

اور منہاج السنۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۱ مین ہے۔

فان علماء المعروفين بالرواية الذين كانوا فی زمن هذا الحسن العسکری ليس لهم عنه رواية مشهورة فی کتب اهل العلم شيوخ اهل کتب السند البخاری و ومسلم وابی داؤد والترمذی ونسائی وابن ماجه كانوا موجودين فی ذلك الزمان قبله وبعده وقد جمع الحافظ ابو القاسم ن عساکر اسماء شيوخ الکل من شيوخ هؤلاء الائمة فليس من هؤلاء الائمة من روی عن الحسن العسکری مع رواياتهم من الوف مولفه اهل الحديث

یعنی جو علماء علم حدیث مین مشہور ہین اور عہد جناب امام حسن عسکریؑ مین موجود تھے ان مین سے کوئی بھی حضرت سے روایت نہین کرتا۔ شیوخ الکتب السنت بخاری، مسلم، ابی داؤد، ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ یہ سب اُس زمانہ مین قبل و بعد کے زمانہ مین موجود تھے حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے سب کے شیوخ کا نام لکھا ہے جن مین کوئی بھی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نہین کرتا۔ حالانکہ ہزارون اور سیکڑون راویون سے روایتین کرتے ہین۔

(حصہ دوم تنقید بخاری) صفحہ ۱۱

علی ہذا امام فخر الدین رازی نہایت العقول مین فرماتے ہین ۔

والعجب انهم يزعمون فی النقی والتقی والحسن العسکری انهم کانوا عالمين بجميع المسائل الاصولية والفروعية وجملها وتفاصيلها مع انهم کانوا فی زمان خواص العلماء فی اصناف العلوم وکثرة تصانيفهم مع ذلك لم يظهر من احد منهم شیء من العلوم لا القليل ولا الکثير ولم يحضروا المحفلا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ شیعون کا گمان یہ ہے کہ نقی و تقی و حسن عسکری مسائل اصول و فروع سے بالاجمال اور بالتفصیل واقف تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے زمانے مین تھے کہ علماء کثرت سے اقسام علوم مین بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے باوجود اسکے اُن سے کوئی علم کی بات ظاہر نہین ہوئی نہ قلیل نہ کثیر۔ اور نہ کبھی یہ حضرات صحبت اہل علم مین بیٹھے

ولا تكلموا في شئ من المسائل مع المخالفين — کبھی مخالفین سے کسی علمی مسئلہ مین گفتگو نہین کی

ولم يظهر منهم تصنيف تلتفع به كما يظهر — اور نہ ان حضرات سے تصنیف ظاہر ہوئی جس سے

من الشافعي ومحمد بن الحسن من الفقهاء — علوم کو فائدہ پہونچتا جیسے شافعی ومحمد بن حسن اور

والمتكلمين والمجتهدين۔ — دیگر علماء و مجتہدین کی تصانیف موجود ہین۔

کتب صحاح مین اہلبیت سے حدیث نہین ہے

اگر کتب اہلسنت بنظر تعمق وغور ملاحظہ ہون تو معلوم ہوگا کہ صحیح بخاری۔ صحیح ابی داؤد۔ اور صحیح نسائی وابن ماجہ وغیرہ اکثر راویان خوارج کی روایتون سے مزین ہین۔ مثلاً۔ تین بن نمیر ہے جس نے شہزادہ علی اکبر شبیہ پیغمبر کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ دوسرا سمرہ بن جندہ ہے جس نے آٹھ ہزار شیعون کو قتل کرایا۔ تیسرا شبث بن ربعی جو معرکہ کربلا مین سپاہ شام کا سپہ سالار تھا۔ جس نے جناب سید الشہداء علیہ السلام کو نیزہ وشمشیر سے صدمات پہونچائے تھے۔ چوتھا شمر ذی الجوشن ہے جس کی شقاوت کا حال اظہر من الشمس ہے۔ اسیطرح ابن سعد اور مروان بن حکم جن کو رسول مقبول صلعم نے خارج البلد کیا تھا بخاری وغیرہ کے رواۃ مین داخل ہین۔

حدیث ثقلین سے لفظ آل حذف کیا جاتا ہے

بھائیو! غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ فرمائین کہ میری آل سے متمسک رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور تمہارے علماء نواصب وخوارج سے حدیثین اور روایتین لین اور آل رسول سے جو تمام امت کے ہادی ومقتدا ہین پیروی تو کیا انکی حدیث پر اعتبار بھی نہ کرین۔ پھر تم ان کتابون کو کتاب خدا سے بڑھکر سمجھو۔ غرض اس فرقہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ چنانچہ تحریر و تقریر سے تو آل کا لفظ مٹا ہی چکے ہین یعنے صرف صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور صرف نصلی علی رسولہ الکریم بھی لکھتے ہین۔ البتہ حدیث ثقلین مین لفظ آل باقی ہے سو وہاں سے بھی مٹانا شروع کر دیا جیسا کہ سال مین ایک کتاب موسوم بہ تاریخ الامۃ حصہ اول سیرۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ حافظ مولوی محمد اسلم صاحب جیراج پوری

اسناد تاریخ اسلام جامعۂ ملیہ اسلامیہ جو مطبع علیگڈھ سے شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۱۴۸ مین کچھ سرسری ذکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس خطبۂ مبارک کا ہے جو کہ آپنے بمقام غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ جناب ممدوح نے اُس خطبہ سے آل کا لفظ ہی خارج کردیا جس کی نقل یہ ہے:۔

"حج" (حجۃ الوداع) کے بعد آپنے مسلمانون کو جہان ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانون کا اجتماع ہوا مخاطب کرکے ایک مؤثر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! مین نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن ہے۔

حالانکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی جو مسلمۂ فریقین ہین لیکن ہم کو افسوس ہے کہ بلحاظ تعصب مولوی صاحب نے اُس حدیث سے انکار کیا جس کو اُن کے پیشوا تسلیم کرتے ہین۔ اب تمھین بتاؤ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین یہ صاف وصریح تحریف نہین ہے۔ افسوس اسپر بھی ایسے ہی لوگ ہادی ورہنما مانے جاتے ہین۔ اب انصاف سے کہو کہ تم خدا ورسول کے احکام کی پیروی کرتے ہو یا اپنے خلفا کی۔ اسپر اسلام بلکہ ہدایت یافتہ ہونے کا دعوی ہے۔ لیکن کوئی خدا کی روشنی کو بجھا نہین سکتا اللہ جل شانہ کی قدرت ہے کہ وہ قادر مطلق انھین لوگون کی زبان وقلم سے کلمۂ حق نکلواتا ہے جو اصحاب ثلٰثہ کی فضیلتون مین روز وشب رطب اللسان ہین۔

علامہ ابوبکر کا قول

چنانچہ علامۂ ابوبکر بن شہاب جو فرقۂ تسنن کے ایک مستند عالم ہین اور اس وقت حیدرآباد مین موجود ہین اپنی مصنفہ کتاب نصائح الکافیہ مین ائمۂ اربعہ ودیگر علماء وفضلاء اہلسنت پر طعن کرتے ہین کہ ہمارے مذہب والون نے مستقل رسالے مناقب تابعین مین تو لکھے ہین لیکن آل محمد علیہم السلام کا جو افضل التابعین ہین کہین ذکر تک نہین کیا۔ بلکہ ان کو تابعین مین بھی شمار نہین کیا اُس عبارت کی نقل صفحہ ۱۹۱ سے اس جگہ کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

بعض اصحابنا بعد ذکر تفاضل	ہمارے مذہب کے بعض علماء نے فضائل صحابہ
الصحابۃ الی ذکر تفاضل التابعین	کے ضمن میں فضیلت تابعین کا بھی ذکر کیا ہے
فقال بعضہم افضل التابعین اویس	چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اویس قرنی تمام
القرنی وقال بعضہم الحسن البصری	تابعین سے افضل ہیں بعض حسن بصری کو بعض
وقال آخرون ھو سعید بن المسیب	سعید بن مسیب کو سب سے افضل بتاتے ہیں لیکن
ولم یقل احد بافضلیۃ الامام	کسی نے امام زین العابدین بن الحسین علیہم السلام
زین العابدین بن الحسین علیہم السلام	کی افضلیت کا اظہار نہیں کیا حالانکہ خدا کی
وھو واللہ افضلھم واعجب من	قسم وہ بزرگ تمام تابعین سے افضل ہیں اس سے
ھذا ان بعض علماء الشافعیۃ افرد	زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض علمائے شافعیہ
فی مولف لہ فضلا فی ذکر کبار	نے تابعین کے فضائل بیان کیے ہیں اور قریب
التابعین وعد منھم نحو العشرۃ	دس کے تابعین کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہیں
ولم یذکر فیھم زین العابدین و	کہیں نہ امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔ نہ
لا الحسن المثنی ولا محمد بن	حسن مثنی (فرزند امام حسن) نہ محمد بن حنفیہ کا میں نہیں
الحنفیۃ ولا ادری ما الصارف لہ	سمجھتا کہ اسکے ترک کا کیا باعث ہوا حالانکہ
عن ذلک والحال انہ من کبار العلماء	مؤلف اس رسالہ کے بڑے عالم جید ہیں
المطلعین وتالیفہ کان بعد انقضاء	اور تصنیف بھی بعد زوال دولت بنی امیہ و
الدولۃ الامویۃ والعباسیۃ و اللہ	عباسیہ کے ہے واللہ اگر حضرات اہلبیت پر
ان ھذا القریب من الجفاء وان لم	یہ ظلم نہیں ہے تو ظلم کے قریب ضرور
یکن الجفاء بعینہ	ہے۔

ادی
ہین

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا نے منصب ہدایت صرف آل محمد ہی کو بخشا ہے نہ کہ صحابہ کو اور آل محمد ہی ہادی و مقتدا ہین ۔ اور کتاب خدا او رعترت رسول اللہ پر دونون مذہب کی حقیت وبطلان کا مدار ہے ۔ پس پیروی انھین ہادیان دین کی واجب ہے نہ کہ دوسرون کی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ۔

افمن یھدی الی الحق احق	آیا وہ جو تم کو حق تک پہونچائے اس امر کا
ان یتبع امن لا یھدی الا ان	زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ
یھدی فما لکم کیف	جس کو خود ہی راستہ نہین ملتا ہو جب تک کہ
تحکمون	اور کوئی اس کو راستہ نہ بتلائے پس تم کو کیا ہو گیا ہے
(پ ۱۱ س یونس ع ۴)	اور کیسے فیصلے کرتے ہو ۔

چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ) اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر قمی مین فرماتے ہین ۔

جو خود ہدایت نہین پاتے جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہین جنھون نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی (مقبول ترجمہ)

اگرچہ بوجوہ بالا مسئلہ (فضیلت صحابہ) ہوا ہو گیا جس سے بفحوائے بناء الفاسد علی الفاسد مذہب اہل سنت و الجماعت حسب ارشاد جناب شاہ صاحب خود ہی باطل و نامعتبر ثابت ٹھیرا اور اب اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین رہی مگر چونکہ آپ نے آیات بینات کی بنا اسی مسئلہ خاص پر قائم کی ہے اسلئے ہم بھی بقول جناب شاہ صاحب

چون بنائے کلام بر اصول گروہے دیگر ‏ چونکہ بنائے کلام ایک غیر گروہ کے اصول پر

نهاده است ناچار زمام اختیار بدست آنها	رکھی گئی ہے اسلئے مجبوری عنان اختیار اُنکے ہاتھ مین
داده هر جا که شیعه برند میروند و بهر رنگ	دیدی ہر کہ جہان کھینچکر لیجا مین چلا جاتا ہے اور جس
که رنگین کنند میشود	رنگ سے رنگین کرتے ہین رنگا جاتا ہے۔

اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہین۔

شیعہ صحابۂ کرام کی فضیلت کے معتقد ہین

واضح ہو کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (جس طرح اہلسنت اصحاب کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلیٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین اسیطرح شیعہ اُن کو بُرا اور خراب حتیٰ کہ کافر و مُرتد کہتے ہین) درست نہین ہے کیونکہ اصحاب رسول اللہ دو چار یا دس بیس نہ تھے بلکہ ہزارون اور لاکھون تھے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ہی سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے نہ تھے بلکہ اُن مین فاسق اور منافق بھی تھے۔ شیعہ ہی کیا خدا بھی یہی فرماتا ہے منهم المومنون و اكثرهم الفاسقون پس شیعہ مطابق کلام الٰہی صرف اصحاب منافقین کو بُرا سمجھتے ہین صحابۂ مومنین کی فضیلت و منزلت کے تو بدل و جان معتقد ہین۔ چنانچہ کتب امامیہ مین جناب امیرالمومنینؑ اور تمام ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے اقوال صحابۂ کبار کی تعریف مین جا بجا موجود ہین ازانجملہ جناب مولائے کونین علی بن ابیطالب علیہ السلام جن خاص الفاظ مین اصحاب مومنین کو یاد فرمایا کرتے تھے اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :-

فرمایات جناب امیرالمومنین حضرت سید الساجدین علیہم السلام

اين القوم الذين دعوا الى الاسلام	کہان ہین وہ لوگ جن کو دعوت دی گئی
فقبلوه وقرؤا القرآن فاحكموه و	اسلام کی اور اُنھون نے اُس کو قبول کیا۔ اور پڑھا
هيجوا الى القتال فولهوا وله اللقاح	قرآن مجید کو پھر مضبوط کیا اور رغبت دلائی جہاد کی
الى اولادها و سلوا السيوف من	پھر غافل کر دیا اونٹنیون کو اُن کے بچون سے اور کھینچ لیا
اغمادها واخذوا باطراف الارض	تلوارون کو نیام سے اور لے لیا زمین کے اطراف کو

زحفا زحفا وصفا صفا بعض هلك	اطراف کو گروہ گروہ صفین باندھکر کچھ شہید ہوے
وبعض نجا لا یبشرون بالاحیاء و	کچھ زندہ رہے نہ ترش رو ہوتے ہین نہ ڈرتے
لا یعزون بالموتی مره العیون	ہین آنکھین اُن کی بیمار ہین رونے سے پیٹ
من البکاء خمص البطون من الصیام	اُن کے دُبلے ہوگئے ہین روزون سے ہونٹھ
ذبل الشفاه من الدعا صفر الالوان	ان کے سوکھ گئے ہین دعا کرتے کرتے رنگ انکے
من السهر علی وجوههم غبرة	زرد ہوگئے ہین جاگتے جاگتے خوف خدا سے
الخاشعین اولئك اخوانی الذاهبون	اُن کے مُنھ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ وہ میرے بھائی
فحق لنا ان نظمأ الیهم و نعض الایدی	ہین جو گذر گئے۔ ہم کو ان کی جدائی سے دست تاسف
علی فراقهم (نہج البلاغہ ص۱۱۹)	ملنا چاہیئے۔

اسی طرح جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہین:۔

اللهم واصحاب محمد	خداوندا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی الله علیه واله وسلم	علی الخصوص اُن لوگون پر رحمت نازل فرما جنھون نے
خاصة الذین احسنوا الصحابة	حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا اور ہر طرح کی
والذین ابلوا البلاء الحسن	مصیبت اور ایذا کو اپنے پیغمبر کی اعانت مین گوارا
فی نصره وکانفوه واسرعوا	کیا جنھون نے باہم انکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
الی وفادته وسابقوا	اور جنھون نے اُن کی رسالت قبول کرنے مین جلدی
الی دعوته واستجابوا	کی اور اُن کی دعوت کی اجابت مین سبقت کی
له حیث اسمعهم حجة	جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین
رسالاته۔	بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کیا

وفارقوا الازواج والاولاد
فی اظهار کلمته وقاتلوا الاباء
والابناء فی تثبیت نبوته و
انتصروا به ومن کانوا منطوین
علی محبته یرجون تجارة لن
تبور فی مودته والذین هجرتهم
العشائر اذ تعلقوا بعروته و
انتفت منهم القرابات اذ سکنوا
فی ظل قرابته فلا تنس
لهم اللهم ما ترکوا لك
وفیك وارضهم من رضوانك
وبما حاشوا الخلق علیك
وکانوا مع رسولك دعاة
لك الیك واشکرهم علی
هجرهم فیك دیار قومهم
وخروجهم من سعة المعاش
الی ضیقه ومن کثرت فی اعزاز
دینك من مظلومهم اللهم
اوصل الی التابعین لهم باحسان

اور اظہار کلمۂ حق کے لئے اپنے زن و اطفال کو
چھوڑ دیا اور اُنکی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے
آبا و ابنا کو قتل کیا اور اُنھون نے حضرت کی مدد کی اور جو اشخاص
قلبی محبت رکھتے تھے اُس تجارت کی اُمید رکھتے تھے جسمین کھوٹ
نہین اُنکی محبت مین جب اُنھون نے پیغمبر خدا کا دامن
پکڑا تو اُن کے قبیلہ کے لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا
اور جب پیغمبر کی قرابت کے سائے مین آئے تو اُنکے
رشتہ دارون نے اُن سے تعلقات منقطع کر دیئے
پس خدایا فراموش مت کر ان باتون کو کہ تیرے لیے
جنکو اُنھون نے ترک کر دیا ہے تو اپنی خوشنودی سے
اُن کو خوش کر اسلئے کہ اُنھون نے خلق کو تیری
طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ تیری
خوشنودی کے لئے تیری طرف بلاتے تھے اُنکی سعی
مشکور ہونے کے لائق ہے کہ اُنھون نے اپنی قوم
اور کنبہ کے گھر اور اپنے وطن کو تیری خوشنودی کیلئے
ترک کیا اور راحت کی زندگی سے نکلکر ضیق معاش
کو گوارا کیا اور مشکور قرار دے اُس شخص کو کہ زیادتی
کی اُسنے تیرے دین کی بزرگی مین یعنی اُنکے مظلومون
مین سے خداوندا اُنکے تابعین کو جزائے خیر دے

الذی یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا جو دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہمکو بخشدے

الذین سبقونا بالایمان خیر جزائك اور ہمارے اُن بھائیون کو جنھون نے ایمان مین

الذین قصدوا سمتھم وتحرّوا ہم پر سبقت کی کیسے تابعین جو اُن صحابہ کے چلن پر

وجھتھم وامضوا علی شاکلتھم چلتے ہین اور اُن کے آثار کی پیروی کرتے ہین اور

لم یثنھم ریب فی نصرتھم و اُن کی نشانیون کا اقتدا کرتے ہین جن کو کوئی شک

لم یختلجھم شك فی قفوا ثارھم والایتمام اُنکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین غلط

بھدایۃ منارھم مکانفین وموازرین اُنکے آثار کی پیروی مین شبہہ دخل نہین پاتا۔ کیسے

لھم یدینون بدینھم و یھتدون تابعین جو اصحاب کے معاون ہین اور اپنا دین اُنکے

بھدیتھم یتفقون علیھم ولا یتھمونھم دین کے موافق رکھتے ہین ہدایت کے موافق ہدایت

فیما ادوا الیھم اللھم وصل علی پاتے ہین اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اصحاب

التابعین من یومنا ھذا الی یوم نے جو اُن کو پہونچایا اُس کے متعلق اُن پر

الدین وعلی ازواجھم وعلی ذریاتھم کچھ تہمت نہین رکھتے خدایا تا قیامت ان تابعین

وعلی من اطاعك منھم (صحیفہ کاملہ صے) اور اُن کے ازواج پر رحمت نازل فرما۔

اِن صفات کے اصحاب ہین۔ وہ اصحاب جن کی محبت شیعون کے دل مین ہے اور

نظر مین عزت۔ قطعہ

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا اُنسے راضی رسول اُنسے خوش علی اُنسے راضی بتول اُنسے خوش

چنانچہ اِس امر کے تو آپ خود بھی معترف ہین اور آیات بینات کے صفحہ (۷۸) مین

تحریر فرماتے ہین کہ

مصداق ان فضائل کے اصحاب رسول نہین ہین، اسکا خود کسی شیعہ نے دعوی نہین کیا
بلکہ ان فضائل کا صحابہ کی شان مین وارد ہونے کو اُن کے علمار نے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ
صاحب "نزہۂ اثنا عشریہ" نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اس کو تسلیم کیا ہے کہ "امامیہ
جمیع اصحاب را ممدوح و مجروح نمی دانند بلکہ بسیارے از صحابہ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از
اولیاے کرام می دانند۔ و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می پندارند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقۂ حقہ آنرا
زبور آل محمد ص می گویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین ماثور ست شاہد عدل این دعوی ست۔
اس سے ثابت ہے کہ کل اصحاب کو شیعہ برا نہین سمجھتے۔ یہ تو علمار اہلسنت کی خاص عنایت
کا سبب ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت کیلیئے طرح طرح سے ہم کو متہم کر کے لوگون کو مذہب امامیہ
سے یہ کہکر مستفید نہین ہونے دیتے کہ خدا تو اصحاب رسول اللہ ص کی صفات مین صاف صاف

محمد رسول اللہ والذین معہٗ — محمد خدا کے رسول ہین اور جو لوگ انکے
اشداء علی الکفار الخ — ساتھ ہین وہ کافرون پر بڑے سخت ہین۔

فرماتا ہے اور شیعہ اُن کو بُرا کہتے ہین۔ اور قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ پس اگر آپ کو
شاہ صاحب کی ایذا مقصود نہ ہوتی تو آپ خود ہی اُن کو قائل کر دیتے کہ نہ شیعہ کل اصحاب کو بُرا کہتے ہین
اور نہ خداے پاک ہی نے جمیع اصحاب کی شان مین محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے
الکفار فرمایا ہے۔ اس آیۂ کریمہ کے مفصل ذکر سے جلد دوم مین انشاء اللہ لطف اُٹھایئے گا۔
جس طرح شیعہ کل اصحاب کو بُرا نہین سمجھتے اُسی طرح اہل سنت بھی باوجود اس دعوے کے
(کل صحابہ عدول اند) سب کو اچھا نہین جانتے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب مین مہاجرین ممتاز
تھے اسی طرح انصار بھی تھے اور ان دونون گروہون مین جو اصحاب مومنین سے ہین اُنکی عزت اور
منزلت: اللہ اکبر: وہ جان نثاری۔ وہ ایمان۔ وہ عقائد کہ خود کلام خدا شاہد ہے اور جا بجا

اہلسنت بھی کل اصحاب کو اچھا نہیں سمجھتے ہین

ان کے حق مین رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفاے ثلثہ رضہ نے انصار کی فضیلت و مرتبت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے کہ " بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار سقیفہ مین جمع ہوے تاکہ خلافت کے لئے طبقۂ انصار سے کسی کا انتخاب کرین۔ مباحثہ ہوا مجمع نے سعد بن عبادہ انصاری کا انتخاب کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ آپہونچے اور اس انتخاب پر سخت مزاحمت و مخالفت فرماکر حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کا مستحق تجویز فرمایا انصار نے آپ کے استحقاق سے قطعاً انکار کیا۔ اسپر مہاجرین وانصار مین جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ تلوارین نیام سے نکل آئین۔ حضرت عمرؓ نے سعد بن عبادہ سے جو کہ قبیلہ انصار کے پیشوا اور سردار تھے سخت کلامی کی بلکہ بروایت طبری اُن کو منافق کہا اور پکار پکار کے فرمانے لگے قتل اللہ سعدا (یعنے سعد کو اللہ ہلاک کرے) حالانکہ سعد اصحاب بدر سے تھے اور اصحاب بدر کے مرتبے اور درجے اہلسنت کے نزدیک بہت کچھ ہین۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور انھین سعد کے بارے مین بایں الفاظ اللھم اجعل صلواتك ورحمتك علے سعد بن عبادہ دعا فرماتے تھے۔ اس صورت مین انصار کے درجے اور مرتبے تو اس کے مقتضی تھے کہ اہل سنت قتل اللہ سعدا کہنے والے کو خدا و رسول کا مخالف سمجھکر معترض ہوتے کہ ایسے جلیل الشان صحابی کو مجمع عام مین منافق کہا اور ایسے ذی قدر صحابی کی جس کی صفت و ثنا پر آیات واحادیث شاہد ہون جس کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلواۃ و رحمۃ نازل ہونے کی دعا فرمائی ہو۔ توہین وتحقیر کی لیکن بخلاف اسکے حضرت عمرؓ کو تو وہ فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہین اور انصار کو دین اسلام کا دشمن سمجھتے ہین اور صاف صاف فرماتے ہین کہ

" اگر خدانخواستہ خلافت انصار مین چلی جاتی توکشتی اسلام ایسی غرق ہوجاتی کہ ایک تختہ

کا بھی پتہ نہ چلتا۔

اسی طرح علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ العباسی صاحب وکیل عدالت گورکھپور رضی اللہ عنہ نے اپنی تالیف تاریخ الاسلام مین لکھا ہے۔

"خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا اسلام کی تمام اُمیدین خاک مین مل جاتین (تاریخ الاسلام ص۱۰۱)

اور کتب اہلسنت مین ہی جیسا کہ ہم اول لکھ چکے ہین کہ "جب اصحاب کبار حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کر کے دولتسرائے حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مین جمع ہوے تو حضرت عمرؓ دروازے پر آکر کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ گھر سے نہین نکلینگے اور بیعت نہ کرینگے تو مین گھر کو آگ سے جلا دون گا" باوجود اسکے شاہ صاحب حضرت عمر کے اِس فعل کو مستحسن سمجھتے ہین اور خاصان خدا و اصحاب کبار پر بیت الشرف جناب سیدہ مین جمع ہوکر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام رکھتے ہین اور مقربان خدا کو ابن خطل سے جو منجملہ شعرائے کفار تھا اور کعبہ معظمہ کے پردون مین چھپ کر پناہ گزین ہوا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہین اُس کو قتل کرو۔ مماثل قرار دیکر فرماتے ہین۔

"ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نہ باشد در خانۂ حضرت زہراؑ چرا پناہ باید داد (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت عثمان رضہ نے صحابہ کبار پر طرح طرح کے ظلم و جور کیئے اور اُن کی توہین و تذلیل کی آہ! حضرت ابوذر غفاری رضہ جنکے مرتبے اور بزرگی پر یہ نکتہ شاہد ہے کہ وہ محرم اسرار نبوی تھے۔ شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہے۔

"یہ بڑے مرتبے کے صحابی اور رازدار پیغمبر تھے۔

مگر اسپر بھی شاہ صاحب ان کے حق مین حضرت عثمان رضہ کی بدسلوکیون کو جائز سمجھ کر ایسے جلیل القدر

صحابی کی شان مین فرماتے ہین (خوب شد کہ بسزاے خود رسید) خیر۔ اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آگے کی جائے گی کیونکہ ع ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد +

اسی طرح جن اصحاب نے مثل سعد بن عبادہؓ انصاری وغیرہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہین کی اہلسنت ان کو خارج از اسلام سمجھتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب کا قول ہے۔

"حقتعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلثہ را نیز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرماتے ہین کہ

"منکر خلافت صدیق اکبر را در اکثر کتب فقہ کافر نوشتہ اند"

اور فتاواے عالمگیری مین ہے کہ

من انکر خلافۃ ابی بکر و عمر	جس شخص نے ابوبکر اور عمر کی خلافت سے انکار
فقد کفر	کیا پس وہ کافر ہوا۔

قطع نظر اسکے بہت سے اصحاب ایسے ہین جن کو اہلسنت علانیہ کافر و مرتد کہتے ہین جسپر حدیث "اصحابی" مندرجہ بخاری شریف جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے شاہد ہے اور شاہ صاحب تو اسقدر اُن اصحاب کو برا سمجھتے ہین کہ ان لوگون کو لفظ صحابہ سے بھی منسوب کرنا گوارا نہین فرماتے جسپر آپکی یہ تحریر صاف دلالت کرتی ہے کہ

"ہیچکس از اہل سنت آن جماعت را صحابی نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست"

اب فرمائیے کہ اہلسنت کہان کل اصحاب کو سب امت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ حضرت عمر سر دربار سعد بن عبادہ جیسے جلیل القدر صحابی کو منافق کہین۔ حضرت عثمان صحابہ کبار کی تحقیر کرین۔ شاہ صاحب اس شدومد سے اصحاب کو مرتبہ صحابیت سے خارج کرین۔ جو اصحاب کبار بیت الشرف جناب سیدہ علیہا السلام مین جمع ہون

اُن کو مفتری اور فتنہ پرداز فرمائین اور مردودان خدا سے نسبت دین۔ (نعوذ باللہ) اور آیات و احادیث سے چشم پوشی کر کے حضرت عمرؓ کی پیروی مین انصار کو ایمان و اسلام کا دشمن ٹھہرائین۔ یہ سب تو مباح ہوا اور امامیہ انھین اقوال و اسناد پر اگر صحاب منافقین وفاسقین کی نسبت یہی عقیدہ رکھین کہ "ہیچ کس از امامیہ ان جماعت را صحابی نداند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست" تو اہلسنت اسکا نام تبرا رکھین اور اصحاب منافقین کو بُرا سمجھنے پر شیعون کو زمرۂ اسلام سے خارج کرین اور لوح کتاب تحفۂ اثناعشریہ کو ان الفاظ سے زینت دین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

حالانکہ کتب اہل سنت مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو دونون مین سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی یعنی جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر تھا تو خیر ورنہ کہنے والا کافر ہوگا۔

مابہ النزاع مسئلہ تفضیلت صحابہ ثلثہ ہے

غرض اقوال مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنت کل اصحاب کو ہرگز ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ اِس صورت مین آپ کا بالاجمال صحابۂ کرام فرمانا مصلحت اور حکمت سے خالی نہین ہے۔ لہٰذا صاف کیون نہین فرماتے کہ مابہ النزاع مسئلہ تفضیلت صحابۂ ثلثہ ہے یعنے اہلسنت منجملہ کثیر التعداد اصحاب کے صرف انھین حضرات کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور انھین کو ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل جانتے ہین۔ حالانکہ خود انھین کے علمائے کرام اور ائمہ عظام نے ان کے اعمال۔ افعال و کردار رفتار و گفتار کی پردہ دری کی ہے اور آمنوا وعملوا الصلحت وامر بالمعروف ونھی عن المنکر کو پیش نظر رکھکر ان کے پوست کندہ حالات اپنی اپنی کتابون مین درج کیے ہین مگر اہلسنت خواہ بمصلحت دنیا خواہ از راہ تعصب خواہ بوجہ لاعلمی صحیح روایتون سے چشم پوشی کر کے اب تک اُنھین

روایات منافی ایمان صحابۂ ثلثہ

جھوٹی روایتوں اور ضعیف حدیثوں پر ایمان لائے ہوئے ہین۔ جو اُن ہرسہ حضرات کو لاشے سے شے بنانے کے لئے وضع کی گئی تھین اور جنکے موضوع ہونے کا خود اُنھین کے علما، کرام کو اعتراف ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۵۰ مین ہے کہ

"احادیث در مناقب و فضائل ابوبکرؓ از صحاح وحسان وضعاف بسیار وارد شدہ و بعضے محدثین بر بعض آنہا اسکم بوضع کردہ اند۔

با این ہمہ اُن کے دماغ اُنھین پھولون سے بسے ہوئے ہین جن میں کچھ بھی بوے وفا نہین اور اُنھین شمعون کے پروانے بنے ہوئے ہین جن میں ذرا بھی نور ایمان کی جھلک نہین بخلاف اسکے امامیہ اس تفرقہ کا سبب جسکو آپ نے تمہید کتاب مین تحریر فرمایا ہے کہ ...

شیطان نے بعد ایمان کے کثر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے تیرہ تاریک کردیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتّر[۷۲] فرقے گمراہ ہوگئے۔

اُنھین کی ذات بابرکات کو سمجھتے ہین۔ جس پر خود اقوال علما، کرام و فضلا، عظام اہلسنت شاہد ہین کہ دین خدا مین جسقدر شبہات و اعتراضات پیدا ہوے وہ سب اُنھین اصحاب کی بدولت پیدا ہوئے ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بظاہر تو ایمان واسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ سامنے تو احکام رسالت و نبوت پر اظہار رضامندی کرتے تھے مگر پس پشت مخالفت پر تُلے رہتے تھے۔ احکام اوامر و نواہی کی تعمیل سے منحرف تھی اپنی راے کو دخل دے کر آپ کے احکام پر ایسے ایسے سوالات و اعتراضات و شبہات کیا کرتے تھے جو سراسر ایمان کے منافی تھے۔ آخرکار اس تخم عمل سے وہی حاصل ہوا جو مقتضائے تخم عمل تھا یعنی

"گندم از گندم بروید جُو ز جُو"

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے عناد کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ جناب رسالت مآب

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کثرت سے مسلمانون کے دل باطل عقیدون سے تاریک اوربہت سے فرقے گمراہ ہوجائین۔ یہی اصحاب تو ہین جنھون نے احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم مین عموماً اور تعمیل وصیت مین خصوصا کھلم کھلا مزاحمتین اور مخالفتین کی تھین اگرچہ یہ واقعات آگے تحریر کئے جائینگے لیکن بنظر اطمینان خاطر اسجگہ دو ایک علمائے کرام وفضلائے عظام اہلسنت کی اُن روایتون کا خلاصہ اس جگہ درج کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے اہل انصاف پر روشن ہوجائیگا کہ شیعہ حسب اقوال علمائے اہل سنت صحابہ ثلاثہؓ کی فضیلت وخلافت تسلیم نہ کرنے مین خدا ورسولؐ کے مطیع ومنقاد ہین۔

تحریر وصیت رسول اللہ پر مزاحمت

بھائیو! ذرا گوش ہوش سے سنو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی پیاری اُمت کو آئندہ گمراہی سے بچانے کے لئے وصیت آخری تحریر فرمانے کی غرض سے دوات وقلم طلب فرماتے ہین اور اصحاب جان نثار فرمان بردار۔ پکے ایمان اور سچے اسلام لانے والے۔ فرمان نبوت ورسالت کو ہذیان سے تعبیر کرتے ہین تعمیل حکم مین مزاحمت ومخالفت۔ جیسا کہ محمد عبدالکریم صاحب شہرستانی امام اور رکن اعظم اہل سنت اپنی مشہور کتاب "ملل ونحل" مین تحریر فرماتے ہین۔

اعلم ان اول شبهة وقعت فی الخليقة	واضح ہو کہ اول جو شبہہ عالم مین واقع ہوا
شبهة ابليس لعنة الله عليه مصدرها	وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا کہ اُسنے
استبداده بالرای فی مقابلة النص و	خدا کے مقابلہ مین اپنی رائے کو دخل دے کر حضرت
اختياره الهوی فی معارضة الامر و	آدم کو سجدہ کرنے سے اس دلیل کے ساتھ انکار
استكباره بالمادة التی خلق وهی النار علی مادة	کیا کہ مین تو آگ سے خلق کیا گیا ہون او آدم
آدم عليه السلام وهی الطين الی اخره فاول تنازع وقع	خاک سے اور اول جو نزاع اسلام مین واقع ہوئی

فی مرضہ علیہ السلام مارواہ محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ عن عبداللہ بن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی فقال عمر ان رسول اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر اللغط فقال النبی علیہ السلام قوموا عنی لاینبغی عندی التنازع۔

وہ قصہ قرطاس ہے جسکو محمد بن اسمعیل بخاری نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک نصیحت نامہ لکھدون تاکہ تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ سنکر حضرت عمرؓ نے کہا کہ تحقیق رسول خدا بوجہ کرب کے ایسا کہتے ہین یعنی (از راہ ہوش وحواس اُن کی یہ فرمائش نہین ہے) لہذا کاغذ دوات لانیکی ضرورت نہین اسپر حاضرین مین اختلاف ہوا اور بحث ہونے لگی اور آوازین بلند ہوئین جس سے ناراض ہوکر حضرت نے حکم دیا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ کیونکہ میرے سامنے جھگڑا سزاوار نہین (ملل ونحل ص۱۱)

یہ روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس طرح تحریر فرماتے ہین :-

درکتب صحاح مذکور است کہ آن حضرت درحین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرہ شریف مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ براے من بیارید تا براے شما وصیتے نویسم کہ بعد از من ہرگز گمراہ نشوید۔ پس اصحاب اختلاف کردند۔

کتب صحاح مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرتؐ پر مرض کی شدت طاری ہوئی اسوقت اصحاب حجرہ شریف مین جمع تھے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوات اور کاغذ لاؤ تاکہ تم لوگون کے واسطے ایک وصیت نامہ لکھدون کہ میرے بعد لوگ ہرگز گمراہ نہون پس اصحاب نے اختلاف کیا

بعض گفتند آنچہ فرمود عمل باید کرد دوات و
صحیفہ باید داد ہرچہ خواہد بنویسد بعضی گفتند
مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول
بکتابت داریم کہ وقت وے تنگ ست
عمر درین جانب بود گفت درد و الم بر حضرت
مستولی ست و قرآن مجید درمیان ما ہست
مارا بس ست و در بعضی روایات این نیز آمدہ
ست کہ از دائرہ اختیار او بیرون ست شاید
کہ این سخن ازان سخنان باشد بعضے مردم خیال
کنند کہ ہذیان می گویند دیگر نیز موافق عمر
بودند جمعے از مخالفت اختلاف افتادہ آوازہا
بلند شد آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من
کہ اصوات بحضور رسول خدا جائز نیست

مدارج النبوۃ

صفحہ ۸۶۸

مطبوعہ مطبع مظہر العجائب

بعض نے کہا کہ حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے اور
دوات و کاغذ حاضر کرنا چاہیئے تاکہ جو کچھ حضرت
تحریر فرمانا چاہتے ہین تحریر فرمائین بعض نے کہا
اسوقت حضرت پر مرض کا غلبہ ہی دوات قلم نہین
دینا چاہیئے عمرؓ اس جانب تھے (یعنی انکار کرنے
والون کے موافق تھے) کہا کہ حضرت پر درد و الم
طاری ہی اور قرآن ہمارے درمیان ہی ہمکو کافی ہی
بعض روایتون مین یہ ہی کہ جس طرح بیماری مین بیمار پر
ایک حالت بدحواسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے
اختیار سے باہر ہوجاتا ہے شاید حضرت کا بھی ارشاد
اسیطرح ہو جسکو لوگ ہذیان کہتے ہین پس ایک گروہ
تو حضرت عمر کی راے سے متفق تھا اور دوسرا گروہ آپکی
راے کے خلاف آخر اس اختلاف کی نوبت یہانتک پہنچی
کہ باہم زور زور سے چلا کر شور و غل کرنیلگے اسوقت آنحضرت نے
ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہ رسول خدا کے
سامنے شور و غل کرنا جائز نہین ہی۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب کتاب الفرایض والحقوق اور امہات الامۃ
مین تحریر فرماتے ہین۔

جن لوگون کے دلون مین خلافت کی کھچڑی پک رہی تھی اُسکا بھانڈا دوات قلم طلب

کرنیکے وقت پھوٹ گیا۔ پیغمبر صاحب نے بھی وصیت کی کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے مگر جنکے دلوں میں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی انھوں نے تو دھینگا مشتی سے منصوبہ کو چٹکیوں میں اُڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبر صاحب کے حواس برجا نہیں ہیں کاغذ دوات وقلم کا لانا کچھ ضرور نہیں خدا جانے کیا کا کیا لکھوا دیں گے ؟

شبلی صاحب کے روایات واقعہ قرطاس کی بے اعتبار

اگرچہ یہ روایتیں بہت ہی صاف اور واضح ہیں لیکن چونکہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی صاحب پر اہلسنت کو بہت اعتبار ہے لہذا اس جگہ ان کا قول بھی نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے :۔

واقعۂ قرطاس رسول اللہ کی بیماری کا بڑا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے وفات سے تین روز پہلے قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمر نے لوگوں کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین میں سے بعضوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ روایت میں (ہجر) کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہیں یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی اور کیا ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر ہیں اور اُمت کے درد وغمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہیں کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھدوں جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اسلئے اس میں سہو وخطا کا احتمال نہیں ہو سکتا باوجود اس کے حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ضرورت نہیں ہم کو قرآن کافی ہے طرفہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا ہے (نعوذ باللہ منہا) یہ اعتراض ایک مدت سے چلا آتا ہے اور مسلمانوں کے دو مختلف گروہ نے

اس پر بڑی ضیع آرزمائیاں کی ہیں یہان تک کہ یہ مسلہ چھیڑا گیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان انسانی عوارض مین ہے اور آنحضرت صلعم انسانی عوارض سے بری نہ تھے

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۴۶ و ۵۱)

شبلی صاحب کی اس تحریر سے پہلا فائدہ تو ہم کو یہ حاصل ہوا کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ ۲۹۰ مین جو پردہ داری حضرت عمرؓ کی ان الفاظ مین کی ہے۔

"زیرا کہ بیقین ثابت شدکہ گوینده این لفظ ھجر عمر بود در اکثر روایات قالوا واقع ست۔

اس کی پردہ دری ہوگئی کہ قالوا نہ تھا بلکہ قال تھا اور قائل اس قول کے حضرت عمرؓ ہی تھے جنکی شان مین شبلی صاحب فرماتے ہین کہ" اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی کیا ہوگی" شبلی صاحب نے صرف اس پر قناعت نہین کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید مین صیت صاحب وماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی نسبت اپنے علماء کا یہ فتوی بھی پیش کر دیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے۔ اس کے بعد جناب شبلی صاحب جو کچھ فرماتے ہین اس سے تو اور ہی کچھ گل کھلتا ہے یعنی جس واقعہ کی صحت پر امام محمد اسمعیل بخاری صحیح مسلم اور کل محققین۔ محدثین و متکلمین اہلسنت متفق ہین اور صاحب ملل و نحل حضرت عمرؓ کی اس خطا کو شیطان کی مخالفت سے مثال دیتے ہین۔ جناب شمس العلما حضرت عمرؓ کی خاطر وقوع واقعہ سے ہی صاف انکار کر کے فرماتے ہین کہ نہ آن حضرت صلعم نے قلم و دوات طلب کی تھی اور نہ حضرت عمرؓ نے ہذیان کہا تھا۔ جناب ممدوح کی وہ عبارت یہ ہے:۔

یہ روایت اگرخواہ مخواہ صحیح بھی سمجھی جائے تب بھی بہرحال اسقدر تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت مین وہ واقعات چھوڑ دیے ہین جن سے لوگون کو خیال ہوا کہ آنحضرت ہوش مین نہین ہین اور بیہوشی کی حالت مین قلم دوات طلب فرما رہے ہین۔ پس ایسی روایت سے کہ جسین راوی نے

واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیت چھوڑ دی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے اسکے ساتھ جب ان امور کا لحاظ کیا جائے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ مین تمام صحابہ مین صرف عبداللہ بن عباس اسکے راوی ہین اور ان کی عمر اسوقت کل تیرہ چودہ برس کی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی کوتاہ نظر پر یہ امر گران گذرے کہ بخاری اور مسلم کے کسی راوی کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ واقعہ کی پوری حیثیت محفوظ نہ رکھ سکا اس سے کہین زیادہ تر آسان ہے کہ رسول اللہ کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخی کا الزام لگایا جائے (الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۰۵)

اگرچہ شبلی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو واقعہ کے وقت غیر حاضر بتایا ہے لیکن خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ مین اُن کا واقعہ کے وقت موجود ہونا ان الفاظ مین لکھا ہے۔ شبلی صاحب کے کلام پر تنقید

بخاری باب کتابتہ العلوم مین جو حدیث مذکور ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔

یہ لکھکر بربناے روایت فتح الباری فرماتے ہین کہ

"محدثین نے بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے۔

غرض شبلی صاحب نے فتح الباری کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی عدم موجودگی پر جو زور دیا ہے اِس سے بمصداق "مطلب سعدی دیگر ست" ایک صحیح واقعہ سے اپنے مذہب والون کے خیالات کا پھیرنا مقصود ہے اور چونکہ بخاری شریف سے حضرت ابن عباس رض کا موجود ہونا اور حضرت عمر رض کا ہذیان کہنا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔ لہذا اِس موقع پر اُنھون نے اپنے حصول مطلب کیلئے فتح الباری سے بخاری شریف کی روایت کو جھوٹا ٹھہرانا چاہا مگر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوات وقلم طلب فرمانا اور حضرت عمر کا ہذیان کہنا خود بخاری شریف سے ثابت ہے جسکو کل محدثین و متکلمین تسلیم

کرچکے ہین تو اب شبلی صاحب کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ البتہ اِن توجیہات و تاویلات سے شمس العلما کا تبحر سالم معلوم ہو گیا اور اصح الکتب بعد کتاب باری بخاری کی منزلت پر داغ لگا۔ اگر ایسے بھی ہمارے سُنّی بھائی شبلی صاحب ہی کی تحریر کو بمنزلہ آیت قرآن سمجھین تو لازم ہے کہ بجائے بخاری شریف کے فتح الباری کو اصح الکتب بعد کلام باری قرار دین اسلیئے کہ جناب شمس العلما رنے ایسے جید امام کی وقعت و منزلت پر داغ لگایا ہے جو رکن اعظم اور راس الرئیس اہلسنت مین اور جس کی ایک ہی حدیث کی تکذیب سے انکی کتاب کا وقار و اعتبار رخصت ہوتا ہے۔ جناب شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس روایت سے حضرت عمرؓ کے ایمان و اسلام پر بڑا داغ لگتا ہے بخاری شریف کی اس روایت کو غیر معتبر بتایا ہے۔ حالانکہ سیرۃ النبی مین دربارۂ عظمت اور وقعت بخاری شریف یہ تحریر فرماتے ہین کہ :۔

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایات مین بخاری اور مسلم سے بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہین پیدا ہوا۔ رسول اللہ کے ساتھ جوان کو عقیدت اور خلوص او شیفتگی تھی اُسکے لحاظ سے وہ تمام محدثین پر ممتاز تھے۔ باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتین بیہقی۔ طبرانی۔ وغیرہ مین پائی جاتی ہین بخاری او مسلم مین ان کا پتہ نہین لگتا۔

نیز شبلی صاحب نے اِس روایت پر بپاس خاطر حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی موجودگی سے جو انکار کیا ہے وہ بھی صریحاً کتاب العلم بخاری اور دیگر راویان اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اول تو خود اُنھون نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر اُس وقت تیرہ چودہ برس کی تسلیم کی ہے۔ اور یہ زمانہ عمر رشد کا زمانہ ہے عرب مین اس عمر کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہین نیز مستند روایتین اس بات پر شاہد ہین کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ مین بھی اس غمناک

واقعہ کو کبھی فراموش نہین کیا بلکہ ہمیشہ یاد کرکے گریہ و بکا فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہؐ کے آخری وصیت کو ہذیان کہکر روک دینا اُن پر عمر بھر شاق رہا ملاحظہ ہو۔ روایت بخاری کتاب الخمس در باب اخراج الیہود (من جزیرۃ العرب) جس کی نقل یہ ہے۔

وفی روایة سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعه الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول الله وجعه فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا۔ فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا یردون علیه فقال دعونی فالذی انا فیه خیر مما تدعوننی الیه

منقول از
(تشیید المطاعن)
جلد اوّل
(صفحہ ۲۶۹)

سلیمان بن ابی مسلم سے مروی ہے ابن عباس (عبد اللہ) نے کہا ماے یوم پنجشنبہ۔ او یوم پنجشنبہ کیا مصیبت عظیم کا دن تھا کہ اس پنجشنبہ کی یاد تازہ کرتی ہے کہ جس پنجشنبہ کو قصہ قرطاس واقع ہوا اتنا کہکر وہ اس شدت سے روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے۔ مین نے پوچھا کہ اے ابن عباس یوم پنجشنبہ کب اور کیا سانحہ ہوا جو اس دن گذرا تھا اُنھون نے کہا کہ اُس دن پیغمبر خدا پر درد کا غلبہ تھا اسی میں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس شانہ شتر (یعنی دوات قلم) لاؤ کہ تمہارے واسطے ایک نوشتہ لکھدون کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے اسپر اصحاب نے نزاع کی حالانکہ انبیا و مرسلین کے حضور مین حجت و تکرار کرنا زیبا نہین ہے پس اصحاب نے یہ کلام ہذیان سمجھکر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین اسپر حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔

ہر چند کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اِس بیان سے شبلی صاحب کا قول کافور ہو گیا مگر قطع نظر اس کے خود شبلی صاحب کی تحریر سے بھی اُن کے قول کا بطلان ہوتا ہے اس لئے کہ جناب ممدوح نے صرف اسی موقع پر حضرت عمرؓ کی خاطر حضرت عبداللہ کو صغیر السن بتلا کر روایت قرطاس کو غیر معتبر قرار دینے کی کوشش کی ہے ورنہ دوسری عام روایتوں میں تو انھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود اسی کم سنی او طفلیت کے بوجہ ان کی خاص قابلیت اور فہم و فراست کے دیگر اصحاب کبیر السن پر فضیلت دی ہے اور ان کے اقوال کو دیگر اصحاب شیوخ کے مقابلہ میں موثر مفتخر مستند اور معتبر بتایا ہے جیسا کہ الفاروق حصہ اول کے صفحہ ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کو حضرت عمر نے گویا اپنے دامن تربیت میں پالا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو اسپر رشک ہوتا تھا۔ خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ اسپر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جو اُن کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔

اور عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔

کان عمر یحب ابن عباس و یقربہ

یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے اور تقرب دیتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں ہے"

سبحان اللہ خود ہی تو شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی زبان سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے

اقوال کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ

"علم سن کی کمی و بیشی پر موقوف نہین ہے اور ان کے اقوال کو صحابہ شیوخ کے اقوال

پر فوقیت دیتے ہین۔

اس پر بھی حضرت عمرؓ کی خاطر خداے پاک کے حکم

"لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا | اور باطل کو حق سے بہ پیرایہ مین نظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون | اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ (پ۱ ۔ س البقرہ ع ۵)

سے اعراض کرنے بدیہیات سے انکار کرتے ہین۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے۔

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد | صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

خیر یہ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ جناب شبلی صاحب کے عشق کا حال تھا۔ اب ذرا عمدۃ المتاخرین، صاحب کلا واقعہ قرطاس پر

خاتم المحدثین شاہ صاحب کی محبت کا حال بھی سنیے کہ حضرت کو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ

کے قلم و دوات طلب فرمانے اور اس فرمان کو ہذیان کہنے سے تو انکار نہین ہے مگر جوش محبت فاروقی

مین فرماتے ہین کہ اس معاملہ مین حضرت عمرؓ کی دانشمندی پر صد آفرین اور ہزار تحسین ہے کہ انھون نے

دوات اور کاغذ نہ لانے دیا اگر کہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجاتی تو آنحضرت اُس

حالت مین کوئی ایسی جدید بات لکھوا دیتے جس سے آیت الٰہی کی صریح تکذیب ہوجاتی۔ معاذ اللہ ! وہ

عبارت یہ ہے :۔

نزد عقلا صد آفرین و ہزار تحسین بروقت | عقلا کے نزدیک عمرؓ کی باریک بینی پر

نظر عمر ست زیرا کہ قبل ازین واقعہ سہ ماہ | صد آفرین و ہزار تحسین ہے کہ اس سے تین مہینے

آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم | قبل آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ

دینکم واتممت علیکم | آج ہم نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتون کا

نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
نازل شد وابواب تنسیخ وتبدیل و زیادہ ونقصان
رادردین مطلقا مسدود ساختہ مہر ختم بران نمودہ
گذاشتہ دریمین آیہ اشارت کرد عمر درین عبارت
حسبنا کتاب اللہ اگر آنحضرت درین حالت
چیزے جدید کہ سابق درکتاب شریعت نیامدہ
بود بنویسانند موجب تکذیب این آیہ خواہد شد۔
(تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ص۲۹۴)

تکملہ تم پر کردیا اور تمہارے دین اسلام سے ہم راضی و
خوشنود ہوئے) نازل ہوچکی تھی اور دروازے تنسیخ
وتبدیل اور کمی وبیشی کے دین میں بند ہوچکے تھے
اور مہر کردی گئی تھی اس آیت کی بناپر عمرؓ نے کہا
تھا کہ ہم کو خدا کی کتاب بس ہے کیونکہ اگر ایسی حالت
میں آنحضرت کوئی جدید بات جو قرآن وحدیث میں
مذکور نہ تھی لکھا دیں تو وہ تحریر باعث تکذیب اس
آیت کے ہوگی۔

بھائیو غور کرو جناب شاہ صاحب نے حضرت عمرؓ کی خاطر رسالت ونبوت پر کیسا دھبہ لگایا ہے حالانکہ خود حضرت نے تحفہ میں لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام حالت غشی اور بیہوشی میں بھی ہذیان وغیرہ سے پاک ہیں اور وہ یہ ہے۔

حق تعالیٰ انبیا را بجہت کرامت بزرگی
ایشان درحالت غشی وبیہوشی نیز ازانچہ خلاف
مرضی او تعالیٰ باشد معصوم بیدار د قولاً وفعلاً
ہرچہ مرضی حق ست ازایشان صادر می شود
درخواب نیز دل این بزرگان آگاہ وخبردار
می باشد
(تحفہ صفحہ ۲۹۷)

خدائے تعالیٰ نے انبیا کو ان کی مرتبت و
کرامت کی وجہ سے حالت بیہوشی میں بھی اُن
اُمور سے جو خلاف مرضی خدا ہوں معصوم کیا
ہے اور اس حالت میں بھی اُن سے مطابق
مرضی خدا امور سرزد ہوتے ہیں اور ان بزرگوں
کے دل خواب میں بھی روشن ومنور رہتے
ہیں۔

افشار رازدر بارۂ تحریر وصیت

اب آپ علمائے اہلسنت کی دیانت وراستبازی پر غور فرمائیے کہ اپنی غرض کی خاطر آداب رسالت

و نبوت کا بھی مطلق لحاظ و پاس نہین کرتے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ قلم و دوات نہ دینے مین جو راز پنہان تھا وہ فاش نہو لیکن بقول حافظ ؎

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

و حضرت عمرؓ ہی نے اپنا راز فاش کردیا یعنے ابن ابی الحدید کی روایت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر کا قول ہے کہ

رسول اللہ علےؑ کی محبت مین اکثر حق کو چھوڑ باطل کیطرف میل فرماجاتے تھے اور اپنی وفات کے وقت قلم دوات اس غرض سے طلب کی تھی کہ علےؑ کے نام خلافت لکھدین مگر مین نے لکھنے نہ دیا۔

ہم اُس روایت کا ترجمہ کتاب تشئید المطاعن کے صفحہ (۲۷۱ و ۲۷۲) سے بغرض دلچسپی ناظرین اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

ابن ابی الحدید از ابن عباس	ابن ابی الحدید ابن عباس سے روایت
روایت کردہ است کہ گفت من در راہ	کرتے ہین کہ مین (ابن عباس) سفر شام مین
شام با عمر بودم روزے دیدم کہ	عمر کے ساتھ تھا ایکدن اُن کو مین نے دیکھا کہ
بر شتر خود سوار ست و تنہا میرود	اپنے اونٹ پر سوار ہوکر اکیلے جارہے ہین
من از پئے او رفتم گفت اے پسر عباس	مین بھی اُن کے پیچھے چلا اُنھون نے مجھ سے کہا
من شکایت می کنم تو از پسر عمت	کہ مین تم سے تمھارے بھائی (یعنی علیؑ) کی شکایت
یعنے (علی) سوال کردم از و کہ	کرتا ہون مین نے کہا فرمایئے اُنھون نے کہا
با من بیاید قبول نہ کرد و ہمیشہ او را	کہ مین نے علیؑ سے کہا تھا کہ میرے ہمراہ آئین
با خود غضبناک می یابم۔ تو چہ گمان داری	مگر نہ آئے اور مین ہمیشہ اُن کو اپنی طرف سے

که غضب و خشم او از چه جهت ست گفتم
تو هم سببش را می دانی گفت گمان می کنم
که غضب و برای فوت خلافت ست ازو
گفتم که سببش همین ست که او چنین می داند
که جناب رسول خدا صلعم خلافت را
از برای او میخواست عمر گفت هرگاه خدا نخواسته
که باو برسد خواسته جناب پیغمبر چه فائده کرد
رسول امری را خواست و خدا غیر آن را
خواست مگر هرچه پیغمبر می خواست نمی شد۔
رسول خدا خواست که عم او ابوطالب مسلمان
شود چون خدا نخواست نه شد۔ پس ابن ابی الحدید
گفته است که در روایت دیگر چنین ست
که عمر گفت که حضرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم خواست که در مرض موت خود از
برای خلافت او را ذکر کند پس من مانع
شدم او را از ترس فتنه و از خوف آن که
از امر اللہ پراگنده شود پس حضرت رسول خدا
صلعم دانست آنچه در نفس من بود و نه گفت و
خدا آنچه مقدر کرده بود شد۔

ناراض پاتا ہون ان کے اس غصہ و خفگی کا سبب
مجھے تم بتاؤ مین نے کہا اس کا سبب آپ
خود جانتے ہین تو کہا کہ مین سمجھتا ہون خلافت
نہ ملنے کا سبب ہے مین نے کہا یہی وجہ ہے
اُن کو خیال ہے کہ جناب رسول خدا اُن کو
خلیفہ کرنا چاہتے تھے عمر نے کہا جب کہ خدا نے
نہ چاہا کہ علیؓ خلیفہ ہون تو پیغمبر خدا کے چاہے
سے کیا ہو سکتا تھا رسول نے جس امر کو چاہا
مگر خدا نے کچھ اور چاہا پس پیغمبر کا چاہا کچھ نہ ہوا
پیغمبر نے بہت چاہا کہ اُن کے چچا ابو طالب
مسلمان ہو جائین مگر چونکہ خدا نے نہ چاہا نہ ہوے
ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ دوسری
روایت مین یہ ہے کہ رسول خداؐ اپنے
مرض موت مین ان کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر
مین یہ خیال کرکے کہ ان کی خلافت سے
فتنہ و فساد برپا ہون گے اور اسلام برباد
ہو جائے گا) مانع ہوا رسول اللہ میرے خیال پر
مطلع ہو کر سکوت کر گئے اور جو منظور خدا تھا
وہ ہوا۔

ایضا روایت کردہ است از ابن عباس کہ
گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش
واز برای او یک صاع خرما بر روی
حصیرے ریختہ بودند ومی خورد مرا تکلیف کرد
یک دانہ برداشتم واو ہمہ را خورد وسبوی
آبے پیش او گذاشتہ بود برداشت و
بیاشامید وتکیہ کرد بر بالش و حمد خدا
بجا آورد۔ پس گفت از کجا می آئی اے
عبداللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چہ
حال گذاشتی گمان کردم کہ عبداللہ بن
جعفر را می گوید گفتم با ہمسالان خود بازی
میکرد گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت
را میگویم گفتم در بستان مشغول بہ آب کشیدن
بود و تلاوت قرآن می نمود گفت عبداللہ
ترا سوگند می دہم کہ خونہاے شتران بر تو
لازم باشد اگر کتمان کنی کہ آیا در نفس او
از ادعاے خلافت چیزے ماندہ است
گفتم بلے گفت آیا گمان می کند کہ رسولخدا
صلعم نص بر خلافت او کردہ است گفتم بلے

ابن ابی الحدید سے دوسری روایت یہ ہے کہ ابن عباس
نے کہا کہ مین حضرت عمر کے پاس اُنکی ابتداے خلافت
مین گیا اُسوقت ایک حصیر پر خرمے رکھے ہوے تھے اور
وہ کھا رہے تھے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے ایک
دانہ کھایا اور وہ سب کھا گئے اور پانی جو گھڑے مین رکھا
ہوا تھا پیا اور تکیے پر سہارا کر کے شکر خدا کیا اور مجھسے
پوچھا کہان سے آرہے ہو مین نے کہا مسجد سے پھر
کہا کہ اپنے بھائی کو کہان اور کس حال مین چھوڑا مین
یہ سمجھ کر کہ عبداللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین کہا کہ اپنے
ہمجولیون کے ساتھ کھیل رہے ہین اُنھون نے کہا
مین عبداللہ کو نہین پوچھتا بلکہ سردار اہلبیت کو
پوچھتا ہون مین نے کہا کہ باغ مین آب کشی
کر رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے
اسپر اُنھون نے کہا کہ اے عبداللہ! تم کو
قسم دیتا ہون کہ خون شتر ہو اگر نہ بتاؤ کہ
علیؑ کے دل مین خلافت کا کچھ ادعا ہے
مین نے کہا کہ ہان۔ حضرت عمر نے کہا کہ
حضرت علی کو خیال ہے کہ حضرت رسولخدا اُنکو
خلیفہ مقرر کر چکے تھے۔ مین نے کہا کہ واقعی سچ ہے

ونزیاده هم برین بگویم از پدرم پرسیدم
از آنچه او دعوت می کند پدرم گفت
راست می گوید عمر گفت از رسول خدا
گاہے سخنے چند صادر می شد کہ اثبات
نمی کرد و قطع عذرے نمی نمود یعنے صریح
نبود و گاہے از بہت محبتی کہ باو داشت بتحوبت
کہ نیز از حق ابوے باطل نزباب دیکند
ودر مرض موت خواست کہ تصریح اسم او بکند
من منع کردم او را ازین از براے شفقت بر
اُمت و محبت اہل اسلام بحق خانۂ کعبہ
سوگند کہ قریش ہرگز بر او اتفاق نخواہد
کرد و اگر او خلافت را بگیرد قریش در اطراف
زمین شورش خواہند کرد پس حضرت رسولؐ
خدا صلعم دانست کہ من یافتم کہ او چہ د.
خاطر وارد ساکت شد و تصریح باسم او نکرد
خدا جاری کرد آنچہ مقدر شدہ بود تا اینجا
ترجمۂ روایات بود ابن ابی الحدید بعد
نقل این روایت این الفاظ گفتہ ذکر ھذا الخبر احمد بن
ابی طاہر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسند

اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ مین نے اپنے باپ سے
اس معاملہ مین استدراک کیا تو انھون نے کہا
کہ حضرت علی ع جو کچھ کہتے ہین سچ کہتے ہین اس پر
حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسول خدا ص سے
کبھی کبھی بعض امور مین ایسے کلام صادر ہو جاتے
تھے جو درست نہ تھے اور کبھی آپ علی کی محبت کے
سبب سے اُن کے بارے مین حق کو چھوڑ کر
باطل کی طرف پھر جاتے ہین۔ چنانچہ مرض
موت مین وہ حضرت علیؑ کے نام خلافت کرنا
چاہتے تھے مگر مین اس امر سے بلحاظ شفقت اور
محبت اہل اسلام مانع ہوا کعبہ کی قسم قریش
حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرینگے
اور اگر وہ خلیفہ ہوے تو چارون طرف سے
قریش انپر شورش کرینگے رسول اللہ ص نے
یہ سمجھ کر کہ مین ان کے خیالات سے واقف
ہو گیا خاموش ہو گئے اور ان کے نام
کی صراحت نہ کی۔ پس جو کچھ مشیت الٰہی
مین تھا وہی ہوا

الحاصل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وصیت مین مزاحمت کی گئی اور باوجود آیہ شریفہ وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ "تبلیغ وحی کو ہذیان سے نسبت دی گئی جسپر تا قیامت کل اُمت کی ہدایت، ضلالت منحصر تھی آنحضرت کا یہی مخالفت بہتر فرقون کی گمراہی کا باعث ہوئی نیز حضرت عمر رضہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی صرف نافرمانی ہی نہین کی بلکہ آداب رسالت کو بھی بالاے طاق رکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تو اپنے حبیب کو یا ایھا الرسول یا ایھا النبی طٰہٰ ویٰسٓ اور دیگر القاب سے یاد فرمائے اور آپ ھذا الرجل لیھجر کہین باوجودیکہ باریتعالیٰ اپنے پیغمبر کے روبرو شور و غل اور آواز بلند کرنے کو بذریعہ فرمان

وصیت کے وقت ہنگامہ برپا

یا ایھا الذین اٰمنوا لاترفعوا — اے ایمان والو اپنی آواز کو رسول کی

اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا — آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح آپس مین زور

لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض — سے کلام کرتے ہو اُس طرح رسول سے کلام

ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون — نہ کرو ورنہ سب اعمال تمھارے باطل ہوجائینگے

(سورہ حجرات) — اور تمھین خبر بھی نہ ہوگی۔

منع فرمائے اور آپ و دیگر اصحاب بے ادبانہ بالین اقدس پر شور مچائین اور محبوب خدا کو اوس بیماری، ضعف ونقاہت کی حالت مین بھی اذیت وملال پہونچائین چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حسب آیہ کریمہ

قد نعلم انہ لیحزنک الذی — ہم جانتے ہین کہ جو کچھ وہ کہتے ہین اُس سے

یقولون فانھم لایکذبونک ولکن — تم کو رنج پہونچتا ہے مگر وہ حقیقت مین تمکو نہین

الظٰلمین باٰیٰت اللہ یجحدون ولقد — جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار

کذبت رسل من قبلک — کرتے ہین اور تم سے پہلے بہت سے رسولونکی تکذیب کیگئی ہے

فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی | انھون نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف
اتٰھم نصرنا | دیے جانے پر صبر کیا جب تک کہ اُن کے پاس
(پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴) | ہماری مدد نہ آئی۔

مامور بہ صبر تھے اصحاب کی اِس گستاخی پر بہ تعمیل ارشاد باری

واصبر علی ما یقولون واھجرھم | اور جو کچھ یہ (تمھاری نسبت) کہتے ہین اُسپر
ھجرا جمیلاً | صبر کرو اور ان سے اچھی طرح سے ترک تعلق کرو۔

خاموش ہو رہے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔

بھائیو! اب آپ ہی انصاف سے کہو کہ خداے پاک اپنے پیغمبر سے مخالفت کرنے والون کے حق مین رضی اللہ عنہم فرماتا ہے یا

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و | کیا اُنھون نے اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا | جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہی اُسکے
فیھا ذلك الخزی العظیم | لئے دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا
(پ ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۸) | اور یہی بڑی رسوائی ہے۔

بااین ہمہ انھین لوگون کو ایمان و اسلام مین کامل سمجھنا اور رضی اللہ عنہم کہنا صریح احکام الٰہی کی مخالفت ہی یا نہین قولہ تعالی

فان لم یستجیبوا لك فاعلم | پھر اگر یہ لوگ نہ مانین تو سمجھ لو کہ یہ
انما یتبعون اھواءھم ومن | لوگ بس اپنی ہی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے
اضل ممن اتبع ھوٰہ بغیر | ہین اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی
ھدی من اللہ۔ ان اللہ | ہوا و ہوس کی پیروی کرے اُس سے زیادہ

لا یھدی القوم الظلمین۔ گمراہ کون ہوگا۔ بلاشبہہ خدا سرکشون کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا کرتا۔

(پ ۲۰۔ س القصص۔ ع ۵)

صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے علٰحدہ

واضح ہو کہ واقعۂ قرطاس سے دو چار دن قبل یہ حضرات لشکر اُسامہ سے بھی تخلف کرکے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ و ناراض کرچکے تھے یعنی آنحضرت صلعم نے بحالت مرض حرب روم کے لئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اُس لشکر کا امیر اُسامہ بن زید کو کیا تھا اور بجز علی مرتضیٰ علیہ السلام دیگر مہاجرین و انصار اور اصحاب ثلٰثہ کو اُسامہ کے ساتھ جاکر جنگ کرنے کیلئے تاکید فرمائی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

حکم عالی چنان نافذ شد کہ اعیان مہاجرین وانصار مثل ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص وابو عبیدہ جراح الا علی مرتضی کہ ہمراہ آن نکرد دران لشکر ہمراہ اُسامہ باشند

جنابِ رسول اللہ صلعم نے حکم صادر فرمایا کہ سوائے علی کے مہاجرین وانصار یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ جراح لشکر اُسامہ کے ہمراہ رہین۔

اور اپنے دست مبارک سے علم لشکر اُسامہ کو عطا فرماکر بعد ہدایات ضروری فوراً روانگی کا حکم دیا لیکن ان عجیب و غریب جان نثار اور وفا دارون نے جب زمانہ صحت رسول ہی مین کبھی اکثر احکام رسالت کی تعمیل نہین کی تھی تو ایسے نازک وقت مین کیا کرتے اسیوقت آن حضرتؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ایک غلام کو ہم پر سردار بنادیا یہ باتین سنکر آپ بحالت ضعف و نقاہت مسجد مین تشریف لائے اور بحالت غیظ و غضب ان اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا باتین تم لوگ اپنی زبان سے نکالتے ہو آگاہ ہو کہ اُسامہ میرے نزدیک تم لوگون سے بہتر ہے اور تم سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے اور بقول صاحب ملل ونحل۔

جهزوا جيش اسامه لعن الله من تخلف عنها۔

ارشاد فرمایا۔ اِس واقعے پر بھی جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین بہت کچھ چنان وچنین کرنے کے بعد لفظ (لعن اللہ) کے یہ معنی بتاے ہین کہ

"(جملۂ لعن اللہ) اگر صحیح ہم باشد معنیش آنست کہ از جنگ رومیان پہلوتہی کردن حرام ست۔"

اِس غم وغصہ کا اثر ہنوز طبع اقدس سے زائل ہونے نہ پایا تھا کہ ان جان نثارون نے اِس زخم پر نمک پاشی کی آخر آپ نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور ان حضرات کی طرف سے آزردہ خاطر رحلت فرما گئے۔ یا یہ کہا جائے کہ ایذا دینے والون کے لئے خدا کا یہ ارشاد

واصبر وما صبرك الا بالله و | اور (اے رسول) صبر کرو اور تم سے صبر نہو گا
لاتحزن علیهم ولاتك فی ضیق مما | مگر اللہ ہی کی مدد سے اور ان کے متعلق رنج نہ کرو
یمکرون۔ (پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶) | اور وہ جو چال چلتے ہین اُس سے دلتنگ نہو۔

کافی تصور فرمایا۔

الغرض آپ نے اچھا مسئلہ منتخب کیا کہ آغاز کلام ہی مین حقیقت مذہب اہلسنت والجماعت کی حقیقت اور مسئلہ فضیلت صحابہ کی قلعی کھُل گئی کہ ائمہ کرام اہلسنت سے امام محمد عبدالکریم شہرستانی تو بہ جملہ سے :۔

"اوّل شبہہ جو عالم مین واقع ہوا وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا اور اول نزاع جو اسلام مین واقع ہوئی قضیۂ قرطاس سے ہوئی وہ صحابہ کی بدولت ہوئی۔

صحابہ مدحین کی فضیلت کو مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچا گئے۔ اور جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب الطالب مذہب اہلسنت پر یہ سند دے گئے۔

"مذہبے کہ مخالف این دو (قرآن وعترت) باشد عقیدۃً وعملاً در امور شرعیہ نامعتبر ست"۔

بھائیو! اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو کتب امامیہ سے اپنے اصحاب ممدوحین کے معائب کی تلاش مین کیون کانٹون مین اُلجھتے ہو۔ اپنے ہی چمنستان کتب مین اپنے اصحاب ممدوحین کے ایمان و افعال کی کیون نہین سیر کرتے ؎

سوئے چمن نہ جا نہ سوئے لالہ زار دیکھ ۔۔۔ تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

علمائے اہلسنت کی تنبیہ سنیون

چونکہ آپ نے دونون مذہبون کی حقیت و بطلان کا دار و مدار اصحاب کی برائی بھلائی پر رکھا تھا اور اصحاب ثلثہؓ اور ان کے تابعین کا ناقص الایمان ہونا انھین چند اقوال محدثین و متکلمین و مفسرین عظام اہلسنت اور احادیث نبویہ اور آیات الٰہیہ سے مثل روز روشن ثابت ہو چکا۔ لہذا تقاضائے حق یہ ہے کہ اہلسنت امامیہ مذہب کے سچے اور اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر سچا مذہب امامیہ کا اختیار کرین ع

تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یہ اختلاف رفع ہو لیکن مشکل تو یہ ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید ۔۔۔ جو نہین جانتے وفا کیا ہے

یہ توقع بیجا ہے اسلئے کہ علمائے اہلسنت تو یہ قطعی فیصلہ کر چکے ہین کہ اگرچہ اصحاب ثلثہ کے ایمان اور عقاید مین نقائص اور اہلبیت نبویؐ سے منازعات و مشاجرات اور ان کے حقوق کا تلف کرنا ثابت ہے لیکن اسپر بھی ہم کو مطاعن صحابہ سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیونکہ ان حالات کے سُننے سے اصحاب رسول سے خواہ مخواہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان لوگون نے اپنے اہل مذہب کو یہ نصیحت کی ہے کہ اُن کتابون کو جن مین صحابہ کے فسق و فجور اور اہلبیت نبویؐ کو ایذائین اور تکلیفین دینے کے حالات درج ہین نہ پڑھو جن مجلسون مین یہ تذکرے ہوتے ہون وہان نہ بیٹھو۔ اور اگر اتفاقاً کہین یہ قصے سننے مین آجائین تو ان کو سنکر انجان ہو جاؤ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین :-

روش اہلسنت والجماعت آن ست کہ صحابہ پیغمبر را جز خیر یاد نہ کنند و لعن و سب و شتم واعتراض وانکار بر ایشان نہ کنند و با ایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت صلعم و از آنچہ ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در رعایت ادب با ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند
تکمیل الایمان ص ۹۰)

طریق اہلسنت یہ ہے کہ اصحاب نبی کو بجز نیکی یاد نہین کرتے اور نہ اُن پر لعن وطعن اور اُن کے افعال پر اعتراض وانکار کرتے ہین اور اس بات کا پاس کرکے کہ وہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہین اور اُن کی صحبت سے شرف یاب ہین اُن کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہین آتے اور اصحاب نے جو بدسلوکیان اور جھگڑے اہلبیت نبوی سے کیئے باوجود صحت اخبار تسلیم کرنے کے بھی اصحاب کے اُن افعال سے صریح چشم پوشی کرین اور کہا ہوا نہ کہا ہوا۔ اور سُنا ہوا نہ سُنا ہوا ایک تصور کرین۔

اور یہ قول تنہا محدث موصوف ہی کا نہین ہے بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اصحاب کے نشہ محبت مین سرشار و بیخود ہوکر مصداق شعر

ہر کہ را در باغ دیدم مست بود و بیخبر　　باغ مست و راغ مست و غنچہ و گلزار مست

یہی ترانے گاتے ہین جس پر صاحب روضۃ الاحباب کی یہ تحریر شاہد ہے :-

علمائے نامدار واہل سیر کہ نظر بصحت اخبار دارند مدار کار از کتب معتبرہ انتخاب کردہ اند کہ برہمین اقوال اکتفا و اعتبار نمودہ اند کہ در مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بجز سکوت و ذہول خیالی و تصورے نباید نمود۔

علمائے نامدار اور اہل سیر و تواریخ نے بعد صحت جو واقعات و اخبار کتب معتبرہ سے انتخاب کیئے ہین اس امر پر اکتفا و اعتبار کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جھگڑونکے بارے مین بجز خاموشی و فراموشی کے کوئی خیال اور کوئی تصور نہین کرنا چاہیے۔

مطاعن خلیفہ سوم وغیرہ سندجہ محرم نامہ

اسی طرح حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات محرم نامہ وغیرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب ممدوح آل رسولؐ اور اولاد بتول ؑ سے عقیدت و مودت رکھتے ہین اور آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوے اور جو واقعات کربلا مین گذرے اُس کا باعث در پردہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کو سمجھتے ہین اور باوجودیکہ حضرت عثمان رض کی بدعتون کو محرم نامہ مین تفصیل سے لکھتے ہین با این ہمہ حضرت عثمان رض کی بے عنوانیون سے چشم پوشی کر کے محرم نامے کے صفحہ ۲۹ مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ

"حضرت عثمان کی شہادت کا قصہ جیسا غمناک ہے ویسا ہی پیچیدہ ہے ایک ایسا آدمی جو کسی فرقہ کی طرفداری نہ کرتا ہو جب حضرت عثمان کا واقعہ لکھے گا تو اُسکو بہت مشکل ہوگی کیونکہ وہ ایک طرف دیکھے گا کہ حضرت عثمان رسول خدا صلعم کے داماد اور بڑے مقرب صحابی تھے اور اُن کا ادب اُسکے دل مین حد درجہ کا ہوگا۔ دوسری طرف تاریخی واقعات سے اُس کو حضرت عثمان کی چند ایسی بشری ناتوانی کی باتین نظر آئین گی جو ان کی شہادت کے اسباب مین معاون ہوئی ہین ایسی حالت مین اس کو چاہیئے کہ واقعات سب لکھدے اور اپنا ادب نہ چھوڑے مین سنی ہون مجھ پر حضرت عثمان کی عزت و حرمت لازم ہے اُن کی خلافت اور اُسکے نزاعی واقعات کا فیصلہ میرے اختیار مین نہین ہے خدا کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا تھی"؟

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر وغیرہ کی لڑائیون کو جو اُنھون نے وصی رسول اللہ سے کی تھین بتوضیح و تصریح محرم نامہ مین یون تحریر کیا ہے:۔

خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے۔ ذرا دیکھنا بصرے کے سامنے لوگ کھڑے ہین اور کیا چاہتے ہین۔ یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقبول یار و اصحاب ہین جنھون نے اسدن سے کچھ ہی پہلے آدھی دنیا کو اسلام کے آگے سرنگون کیا تھا جنکی تلوار کی دھاک سے

روے زمین کے بادشاہ لرزتے تھے ایک طرف حضرت علی بنت رسول کے شوہر اور خود رسول کے بھائی اور تمام خوبیون سے بھرپور جنھون نے دنیا مین روحانیت کا جھنڈا گاڑ دیا دوسری طرف بیبی کی ستی حضرت عائشہ حبیب خداصلعم کی محبوبہ بیوی جن کے اوصاف سے احادیث نبوی بھری پڑی مین اور جن کی پاکی کو قرآن شریف نے ثابت کیا۔ اور دونون کے ساتھ بڑے بڑے اصحاب رسول مین طلحہ و زبیر وہ لوگ ہین جن کے جنتی ہونے کی خود رسول للہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی مگر آج انھون نے ایک دوسرے پر تلوار اُٹھائی ہے۔ آج آپس مین خون بہانے کو جمع ہوے ہین اس کا سبب بھی جانتے ہو کہ کیا ہے ؟

سنو! خداے تعالیٰ اپنی شان دکھاتا ہے اور اپنے رسول کی پیشین گوئی پوری کرانی چاہتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ عثمان شہید ہونگے اور ان کے بعد تمھارے آپس مین خوب تلوار چلے گی خدا کی حکمت مین کون دخل دے سکتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ اُس نے یہ تماشے کس مقصد سے دکھائے ہم لوگون کو چاہیئے کہ ان لڑائیون مین دخل نہ دین اور ہم ان کو بُرا نہ کہین کیونکہ ہم کو دونون برابر ہین۔ اسلئے حق و ناحق کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین

علماء اہلسنت کے نزدیک مومن و منافق مساوی ہین

با وجود ان اعتراضات کے بخلاف آیۂ کریمہ

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا | کیا مومن و فاسق برابر ہین؟ ہرگز
لایستوون | نہین۔

ظالم و مظلوم اور قاتل و مقتول کو ایمان اور اسلام اور درجے اور مرتبے مین برابر سمجھتے ہین حالانکہ خود جناب شاہ صاحب تحفہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

وہمین ست مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مخالفان او برغیر حق و خطی

غرض یہ اقوال شہادت دے رہے ہین کہ علماے اہلسنت ان حدیثون اور روایتون کو جو اصحاب صحین کی فضیلت و ایمان کے خلاف ہین ہین تسلیم کرتے ہین مگر اسپر بھی انھین کے دام محبت مین پھنسے ہوے ہین اور اصحاب کے نشۂ محبت مین ایسے سرشار ہین کہ کبھی اپنی غلطیون پر نظر نہین کرتے۔ اور اگر کرتے ہین تو بھی اپنے عقیدون سے نہین پھرتے قولہ تعالیٰ۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان — اور انکے دلون پر ہمنے پردے ڈالدیے ہین اور

یفقھوہ وفی آذانھم وقرا — انکے کان بہرے ہوگئے ہین اسکے سننے سے۔

اور جب ان کے حقیقی ایمان و اعتقاد اور صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کا پتہ نہین ملتا تو اپنے مذہب کا رنگ جمانے کیلئے جو فضائل خدا و رسولؐ نے اصحاب مومنین کی شان مین ارشاد فرمائے ہین انکو اپنے اصحاب سے منسوب کرتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کی عبارت متذکرہ بالا سے مترشح ہوتا ہے حالانکہ بصرہ کے سامنے جو لوگ وصی رسول لڑنے باغی ہوکر جنگ کے لئے آکر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دنیا کی ایک چپہ بھر زمین کو بھی اسلام کے آگے سرنگون نہین کیا تھا البتہ دنیا بھر مین اسلام کا قلع قمع کرنے مین اپنی پوری طاقت صرف کردی تھی جیسا ان کا بصرہ کے سامنے کھڑا ہونا ہی شاہد ہے کفر و شرک کا قلع قمع کرنے والے اور ہی غازی و مجاہد تھے جن کے سردار رایۃ الہدی صفوۃ اللہ۔ کرار غیر فرار۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے۔

خلق مین ناشر ناموس ہدایت یہ ہین (۱) بت شکن کاسر ناقوس غوایت یہ ہین

اہل دین ناصر اسلام و شریعت یہ ہین — حق پہ ہین ماہر احکام عدالت یہ ہین

مثل آئینہ ہے روشن وہ ہے آئین انکا

حق کا جس دین مین جلوہ ہے وہ ہے دین انکا

حق پرست ایسے کہ جس سے ہی زمانہ آگاہ (۲) لائے یہ انکو رہ راست پہ جو تھے گمراہ

کردیا جا کے صنم خانون کی بستی کو تباہ   توڑے سرلات و ہبل کے بھی خدا سے آگاہ

کفر و باطل پہ زہوق آیا۔ تباہی آئی

گھر مین ان لوگون کے اسلام کی شاہی آئی

خانۂ کعبہ مین حیران تھے سب اصنام پرست (۳) دوش احمد پہ قدم تھے کہ ظفر تھی سر دست

جن کو کفار سمجھتے تھے خدا ہو گئے پست   بن پڑا کچھ نہ کسی سے ہوئی اس طرح شکست

گھر مین رب کے کوئی باقی نہ رہا سب توڑے

سنگدل خوف سے بت بن گئے بت جب توڑے

جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی

پس جو لوگ مخالفین معاذ ین وصی رسول اللہ کی نسبت نیک اعتقاد رکھتے ہین وہ صریح خدا او رسول کی مخالفت کرتے ہین اس لئے کہ خود کتب مذہب اہلسنت مین یہ حدیثین ہین کہ علیؑ کا گوشت پوست رسول اللہ کا گوشت پوست ہے۔ علیؑ کا دوست رسول اللہ کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن اُن حضرت کا دشمن ہے۔ جس نے علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی اور جس نے رسول خدا سے کی اُسنے خدا سے کی۔ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ مومن ہے اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اسکے متعلق دوچار حدیثین پیش کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی	جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ	سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم من احب علیا فقد	نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے
احبنی ومن احبنی فقد احب	محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اسنے خدا سے
اللہ ومن ابغض علیا فقد	محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے
ابغضنی ومن ابغضنی	مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا

فقد ابغض الله (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) (ارجح المطالب ص۵۱۲) اُس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔

دوسری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی حبك ایمان وبغضك نفاق اول من یدخل الجنۃ محبك ومن یدخل النار مبغضك (اخرجہ ابن خالویہ) (ایضاً ص۵۱۲) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے جنت مین تیرا دوست سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ مین تجھسے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

تیسری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ اللہ النار ولہ عذاب مھین (اخرجہ الدیلمی) (ایضا ص۵۱۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا جسنے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو بُرا کہا جس نے خدا کو بُرا کہا خدا اُس کو دوزخ مین ڈالے گا اُس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھی اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ قال انا امام احمد بن حنبل وطبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد فرمایا کہ مین اُس سے

حرب لمن حاربکو وسلم لمن سالمکو	لڑنے والا ہون جو تمسے لڑے اور اُس سے صلح کرنے
وعند الترمذی عن زید بن	والا ہون جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی نے
ارقم انا حرب لمن حاربھم وسلم	زید بن ارقم سے اِس حدیث کو اِس طرح روایت کیا
لمن سالمھم ومحب الطبری فی	ہر کہ حضرت نے فرمایا مین جنگ کرنے والا ہون اُن سے
الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ	جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے
عنہ۔	صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ مین اِس حدیث
(ایضا صفحہ ۵۱۲)	کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

یہ وہ متن احادیث ہین کہ جناب شاہ صاحب کو بھی اُن سے انکار نہین ہے اور محارب وصی رسول کو مفسد اور کافر بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص مرتضے این خواہد بود کہ آنحضرت	حضرت علی کے لئے وجہ خصوصیت یہ ہوگی
صلعم را بوحی معلوم شد کہ در زمان مرتضیٰ بغی وفساد	کہ آنحضرت صلعم کو وحی خدا سے علم تھا کہ علی کے زمانہ
خواہد شد وبعضی مردم انکار امامت او خواہند نمود	مین فساد اور بغاوتین ہونگی اور کچھ لوگ آپکی
(تحفہ صفحہ ۲۲۲)	امامت سے انکار کرینگے۔

محارب حضرت مرتضی اگر از راہ بغض عداوت	اگر حضرت سے براہ بغض عداوت جنگ
ست نزد علماء اہلسنت کافر ست بالاجماع	کی ہے تو لڑنے والا کل علماء اہلسنت کے نزدیک
وہمین ست مذہب ایشان در حق خوارج و	کافر ہے اور یہی مذہب انکا خوارج اور اہل نہروان
اہل نہروان ص۲۹۵	کے حق مین ہے۔

غرض عجیب وغریب اصول مذہب اہلسنت کے ہین کہ صفین۔ جمل۔ نہروان کے باغیون کو کافر بھی بتاتے ہین اور پھر انھین کو پروانۂ جنت بھی دیتے ہین۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح

حضرات طلحہ وزبیر کی شان مبارک مین یہ حدیث پیش کرتے ہین

"اِن کو خود رسول اللہ صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

اس پر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ مین اس حدیث کے خلاف یہ بھی تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زبیر کو ظالم بتایا ہے جس کی نقل یہ ہے۔

" رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے زبیر اُس دن سے ڈر کہ تو علی پر فوج لیکر چڑھے گا اور اُس دن تو ظالم ہوگا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ظالم جنتی ہو نہین سکتا کیونکہ ظالمون کے حق مین خداوند متعال نے اپنے کلام پاک مین لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ جس حدیث سے ان حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ اُن کے ہواخواہون نے اُن کی عیب پوشی کے لئے وضع کی ہے۔

اللہ اللہ مودت جناب امیرؑ کا وہ مرتبہ ہے کہ بغیر آپ کی مودت کے تمام طاعت و عبادت بیکار ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے　　　اور زر بقدر کوہ احد راہ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اُسنے ہون کیئے　　　بے جرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے
حب علی کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

اور اس کو صرف کسی شاعر کا قول ہی نہ سمجھیئے بلکہ خود خداے عز و جل نے یہ مودت فرائض مین داخل کی ہے اور اس فریضہ کو تمام فرایض پر مقدم گردانا ہے جیسا کہ مناقب اخطب خوارزم اور صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم　　　سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

لو ان عبدا عبد الله عز وجل مثل ما قام نوح فی قومه وکان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومد عمره حتی یحج الف حج علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها اخرجه الدیلمی

اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے زندگانی کی ہے اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر دراز ہو کہ پیادہ پا ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علی تجھ کو دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا اور نہ اسمین داخل ہو سکے گا۔ (ایضا ص۵۱)

پس آیات الٰہی و احادیث نبوی اور علمائے اہلسنت کے اقوال سے یہ ثابت ہو کہ محبت علی بن ابی طالب فرض ہے جسکو شاہ [illegible] بھی اپنی کتاب مین قبول کرتے ہین۔

"محبت علی فرض است مثل محبت پیغمبر و دشمنی علی حرام است مثل دشمنی پیغمبر ہمین است مذہب اہلسنت والجماعت"

جبکہ مومن کو محبت علی بن ابی طالب ضرور ہے تو یہ محبت جزو ایمان ہے اگر نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے چنانچہ مشکوۃ شریف۔ ترمذی و مسند احمد حنبل وغیرہ مین ہے۔

عن ام سلمہ رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق (اخرجه النسائی)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہین دوست رکھیگا مگر مومن اور نہین دشمن رکھے گا مگر منافق

(ایضا ص۱۵)

اور منافق کی نسبت خداے عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے :۔

اِن المنافقین فی الدرک الاسفل — اسمین شک نہین ہے کہ منافقین جہنم کے

من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ — سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے اور (اے رسول)

(پ ۵۔س النساء۔ع ۱) — تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاؤگے۔

اس صورت مین شاہ صاحب جناب امیر علیہ السلام کی محبت کا جو دعوی کرتے ہین کہ

" ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت "

تو یہ دعوی حضرت کا کسی طرح سچا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اہل سنت باستثنا رخاص معاندین مخالفین آل رسول کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے اور افضل ور ایمان واسلام مین سب سے اکمل سمجھتے ہین پس ان جناب کے دشمنون سے اہلسنت کو جو محبت ہے وہ ہمارے اس دعوے پر کافی دلیل ہے ہان زبان سے البتہ اقرار مودت کرتے ہین۔

یقولون بافواھھم مالیس فی — کہتے ہین اپنے مونھ سے جو انکے دلون

قلوبھم۔ — مین نہین ہے۔

بھائیو! تم وصی رسول سے جو مودت وعقیدت رکھتے ہو اُس کا تقابل ذرا اپنے خلفا ثلاثہ رض کی محبت وعقیدت سے کرو کہ جو اصحاب کبار حضرت ابوبکر رض کی بیعت سے (جن کا خلیفۂ برحق ہونا خود تمھارے ہی علماے اعلام کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا) انکار کرین اُن کی خلافت پر معترض ہون اور بر ہمی خلافت کا مشورہ کرین۔ جناب شاہ صاحب اُن بزرگون کی شان مین یہ فرمائین کہ

اہلسنت خلیفہ اول کے باغی کو بے ایمان بتاتے ہین اور جناب امیر کے باغیون کو پروانۂ جنت دیتے ہین

" ہرگاہ کہ این قسم مردودان جناب الٰہی را درخانۂ خدا پناہ نباشد درخانۂ حضرت زہراء چرا پناہ باید داد "

یا جو اشخاص اصحاب ثلثہ رض کی خلافت کے منکر ہون اُن کی نسبت یہ فتوی دین کہ

" حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت خلفا ثلثہ را در آیہ استخلاف کافر فرمودہ "

اور جب خلافت کا انتظام حضرت عمرؓ اپنے بعد مجلس شوریٰ سے کرین اور ارکان مجلس سے جو حضرت عبدالرحمن بن عوف میر مجلس کی رائے سے مخالفت کرے اُسکے قتل کا حکم دین ۔

یہ سب حضرات تو تمھارے علماء کے نزدیک مرتد ۔ بے دین ۔ کافر اور سوختنی و گردن زدنی ہون

اور جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کو باصرار تمام مسند خلافت پر بٹھا کر بیعت کرین ۔ جس کو بعد اجماع خلیفہ بنائین اور جب اُن کی ناجائز اغراض حاصل نہ ہون تو نکث بیعت کر کے خلیفۂ برحق سے جنگ و پیکار کر کے آیۂ شریفہ

انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ	جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے
ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا	ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک مین
ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم	دوڑتے پھرتے ہین ان کی سزا تو بس یہی ہے
وارجلھم من خلاف او ینفوا من	کہ قتل کر دیئے جائین یا ان کو سولی دیجائے یا انکے
الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا	ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے جائین یا ان کو دیس
ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۔	سے نکال دیا جائے یہ تو اُن کی دنیا مین رسوائی اور
(پ ٦ ۔ س مائدہ ع ٥)	آخرت مین ان کے لئے بڑا عذاب ہے

کے مصداق ہون انھین لوگون کو تمھارے علما غازی و مجاہد بتائین اور خدا کی طرف سے اُنکو لقب رضی اللہ عنہم کی سند ۔ اور جنت کے پروانے عطا کرین ۔

واہ یہ خوب محبت ہے کہ عملاً اور فعلاً تو اظہار کدورت ہو اور زبان سے یہ فرمائین کہ

"محبت علی فرض ست مثل محبت پیغمبر و دشمنی او حرام ست مثل دشمنی پیغمبر و ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت ۔

آفرین ہے تمھاری اِس مودت و محبت پر ؎

غضب ہے کہ دل میں تو رکھو کدورت کرو منہ پہ ہم سے صفائی کی باتیں

سبحان اللہ اہل بیت نبوی سے کدورت اور اُن کے دشمنوں سے محبت و عقیدت۔ اس پر بھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید شفاعت؎

ربط غیروں سے ہے اور ہم سے وفا چاہتے ہو دل میں سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

قول تعالیٰ

وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءهم الهدی ویستغفروا ربهم الا ان تأتیهم سنة الاولین او یأتیهم العذاب قبلا	جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو ان کو ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے سے کس بات نے روکا مگر یہ کہ ان پر اگلے لوگوں کا قاعدہ جاری ہو جائے یا عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو۔
(پ ۱۵۔ س کہف ع ۸)	

غرض جس فرقہ کا اصل دین و ایمان یہ ہو کہ؎

مریض حضرت شیخین دگر نمیدانم کہ کیست بر سر بالش امام بر سر حق

تو اسکے صراط مستقیم اختیار کرنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

مذہبی تعصب میں کون فرقہ مبتلا ہے

اب آپ غور فرمائیں کہ جن لوگوں نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی رسول وآل رسول کو ایذا ئیں دیں۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے (جس کو اہل سنت خلیفہ چہارم مانتے ہیں) بغاوت اور جنگ کی انپر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اطلاق ہوتا ہے یا آیۂ کریمہ

وان عذابی هو العذاب الالیم	اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔
(پ ۱۴۔ س الحجرات ع ۴)	

کا۔ اور علمائے اہلسنت اپنے مذہب کی خاطر آیۂ کریمہ

قل ان الذین یفترون علی — تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو خدا پر
اللہ الکذب لا یفلحون ٥ — جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم — دنیا کا نفع (تھوڑے دن) کا ہے پھر ہماری طرف ان کی
ثم نذیقھم العذاب الشدید — بازگشت ہوگی جن باتوں کا وہ انکار کیا کرتے تھے
بما کانوا یکفرون ٥ (پ ۱۱ س یونس ع ۱۲) — انکے بدلے ہم انکو سخت عذاب چکھائینگے۔

کو پس پشت ڈال کر ان کو قطعی جنتی بتائین۔ پس خود ہی فیصلہ کرین کہ مذہبی تعصب مین اہلسنت گرفتار ہین یا امامیہ۔ اور اپنے آبائی دین کی تقلید بفحوائے آیہ شریفہ

انا وجدنا آبائنا علی امۃ — تحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طرح
وانا علی آثارھم مقتدون ٥ — پر پایا اور ہم انھین کے قدم بقدم چلے
(پ ۲۵ - س احزاب ع ۲) — جائینگے۔

اہلسنت کرتے ہین یا شیعہ؟ کس گروہ کا عمل خدا و رسول کے احکام کو بالائے طاق رکھکر حسب آیہ شریفہ:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم — انھون نے تو اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون
اربابا من دون اللہ (پ ۱۰ س توبہ ع ۴) — اور زاہدون کو خدا بنا لیا ہے۔

اپنے علماء کے کلام و اقوال پر ہے اور کس فرقے کا اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث انی تارک فیکم الثقلین پر ؎

کون ہے تارک آئین رسول مختار — مصلحت وقت کی ہے کسکے عمل کا معیار
کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعار اغیار — ہوگئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار
قلب مین سوز نہین روح مین احساس نہین — کچھ بھی پیغام محمد کا تمھین پاس نہین

الحاصل ان اقوال کو ملاحظہ کر کے ہر شخص اس پتہ کو پہونچ سکتا ہے کہ ہمارے برادران اسلامی کے مذہب کی بنیاد صرف اصحاب ثلثہ رض کی محبت و مودت پر ہے نہ کہ آیات الٰہی اور احادیث نبوی پر۔ اور باوجود اعتراف انکی بدعات سیئات وخطا ونسیان کے ان ہی کو تمام امت سے رتبہ مین اعلےٰ وافضل اور ایمان واسلام مین کامل جانتے ہین۔ اِس صورت مین آپ ہی منصفی فرمائین کہ آیۂ وافی ہدایہ

افمن اسس بنیانہ علی تقوی	آیا وہ شخص جو اپنے دین کی بنیاد خوف خدا
من اللہ ورضوان خیرا من اسس	اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا
بنیانہ علی شفا جرف ھار	وہ شخص جو اپنی بنیاد پھٹے ہوے گڈھے کے
فانہار بہ فی نار جھنم واللہ	کنارے پر رکھے جو گرا چاہتا ہے پھر وہ مع
لایھدی القوم الظلمین	اُسکے آتش جہنم مین جاگرے اور اللہ ظالم
(پ ۱۱۔ س توبہ۔ ع ۱۳)	لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کیا علماے کرام وفضلائے عظام اہلسنت نے انھین معائب کی بنا پر جنکے ساتھ اپنے اصحاب ممدوحین کو متصف کیا ہے اِن کو تمام امت سے مرتبے مین اعلےٰ وافضل اور ایمان واسلام مین سب سے بہتر وکامل ٹھہرایا ہے۔ کیا باوجود خدا ؤ رسول کی شہادتون کے اور بر بنا اقوال علماے اہلسنت جو اُن کے خلاف ہین ہین آپ نے مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور مذہب امامیہ کو (جو حسب ارشاد اپنے پیغمبر کے متمسک بقرآن واہلبیت ع ہے) بُرا سمجھا ہر گستاخی معاف ہو آپ کی فہم وفراست سے یہ امر بہت بعید ہے۔

اپنون کو بُرا سمجھے، غیرون کو بھلا جانا　　سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

پس جس مذہب کی بنیاد خلاف حدیث ثقلین ہو اسکا مذہب انھین کو مسعود ومبارک ہو اگر شیعون

کی نظر مین ایسے سچے مذہب کی منزلت اور صحابہ ثلثہ رض کی ایسی فرضی عظمت نہین ہے تو نہ سہی ؎

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش　　ماخدا داریم مارا ناخدا در کار نیست

قولہ تعالیٰ　فریقا ھدی وفریقا حق　　ایک گروہ نے تو ہدایت پائی اور ایک

علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا　　گروہ اس حالت مین ہو کہ اسپر گمراہی ثابت ہوئی

الشیطین اولیاء من دون اللہ　　بلاشبہہ اُنھون نے خدا کو چھوڑکر شیاطین کو اپنا

ویحسبون انھم مھتدون ۝　　دوست بنالیا اور گمان یہ کرتے ہین کہ ہم ہدایت

(پ ۸ - س اعراف - ع ۱۴)　　یافتہ ہین۔

اگر اسپر بھی آپ انشاء مطاعن اصحاب ثلثہ اور انکشاف تعصبات علماء اہلسنت والجماعت پر آمادہ ہین تو بسم اللہ ان کی نفضیلت اور خلافت کی نسبت اور جو چاہین فرمائین۔ ہم حضرت عمر رض کے اِس خطبہ سے۔

الا ان بیعۃ ابی بکر　　آگاہ ہو کہ حضرت ابوبکر کی بیعت ایک خطرناک

کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا　　اور ناگہانی امر ہے اللہ تعالیٰ نے اُسکے شر سے

فمن عاد الی مثلھا　　مسلمانون کو بچالیا اگر آیندہ اس طرح کوئی بیعت

فاقتلوہ　　کے لئے پیش قدمی کرے تو اسکو قتل کردو۔

جو آپ نے حضرت ابوبکر رض کو مسند نشین خلافت کرتے ہوے مسجد نبوی مین بالائے منبر مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا تھا اِس خلافت راشدہ کو باطل کرینگے انشاء اللہ المستعان۔ اور جس طرح امام محمد اسمعیل بخاری صاحب نے حضرت عمر رض کے اِس خطبہ سے بخاری شریف کو زینت دی ہے اُسیطرح جناب امام غزالی صاحب جو کچھ اُن جناب کی شان مبارک مین فرما گئے ہین اُس سے ہم خلافت راشدہ کو باطل کرکے اُن کے امنوا وعملوا الصلحت کا انکشاف کرین گے۔ اُس روایت کی

قول امام غزالیؒ

نقل یہ ہے:۔

فاجمع الجماهیر علی متن	جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر جماع
الحدیث من خطبۃ فی یوم غدیر	کیا ہے اور باتفاق مان لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
خم باتفاق الجمیع وھو یقول	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	علی مولیٰ ہیں اور عمر بن الخطاب نے یہ کہا کہ
فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن	مبارک ہو آپ کے یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالت میں
لقد اصبحت مولائی ومولی	صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات
کل مؤمن ومومنۃ فھذا	کے مولیٰ ہو گئے۔ پس یہ قول عمر تسلیم و رضا ہر امات
تسلیم ورضاء وتحکیم	جناب امیر پر اور اظہار ہے اس کا کہ حضرت کی
ثم بعد ھذا غلب الھوی	خلافت اور حکومت پر راضی ہو گئے۔ پس بعد اس کے
لحب الریاسۃ وحمل عمود	خواہش نفسانی نے حکومت و ریاست کی وجہ سے
الخلافۃ وعقود البنود و	غلبہ کیا ایک عظیم الشان ریاست کا حاصل ہونا اور
خفقان الھوی فی قعقعۃ	خلافت کے جھنڈے کا ہر شہر و دیار میں گڑ جانا
الرایات واشتباک ازدحام	اور علم کے پھریروں کا ہوا پر ہر جگہ اڑنا اور بیرقوں
الخیول وفتح الامصار و	سے ہوا کا لپٹنا اور سواروں کا دونوں طرف جلوس
سقاھم کاس الھوی	میں چلنا اور ملک و شہروں کا فتح کرنا۔ ان سب
فعادوا الی الخلافۃ الاولی	باتوں کے خیال نے ان کو جام خواہش نفسانی پلا کر
فنبذوہ وراء ظھورھم	مدہوش کر دیا تھا پس وہ حالت اول کی طرف لوٹ گئے
واشتروا بہ ثمناً قلیلا	اور جو حالت قبل اسلام تھی ویسے ہی ہو گئے اور اس

فبئس ما یشترون انتهی
ولما مات رسول اللہ قال
قبل وفاتہ ائتونی بدواۃ
وبیاض لازیل منکم
اشکال الامر واذکر لکم
من مستحق بہا بعدی قال
عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر
فلما بطل تعلقکم بتاویل
النصوص فعدتم الی الاجماع
(سر العالمین ص ۹)

عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور بہ مقابلہ اسکے
ادنی چیز کو کہ حکومت چند روزہ دنیا ہی خرید کیا
اور جو چیز انھوں نے خرید کی وہ بہت بری ہی
جبکہ رسول اللہؐ نے قبل وفات کے کاغذ دوات
قلم طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک امر مشکل کو تم سے
دور کر دون اور اُس کو بتا دون جو میرے بعد خلافت
کا مستحق ہے تو اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے کہا
رہنے دو یہ شخص ہذیان کہتا ہے پس جب باطل ہوا
تعلق تمھارا ان تاویل سے تو پھیر اجماع کی طرف
رجوع ہوے۔

سبط ابن جوزی نے اِس عبارت کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الائمہ مین نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو فن حدیث مین امام شمار کئے گئے ہیں میزان الاعتدال مین اس کو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے۔ (بذیل ذکر حسن بن صباح جلد اول صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ)

یہ جو کچھ مین نے مسئلہ فضیلت صحابہؓ کے جواب مین عرض کیا ہے اور چند آیات و احادیث مقبولہ اہلسنت پیش کئے ہین اسکو معزز ناظرین مشتے نمونہ از خروارے سمجھین۔ انشاء اللہ تعالیٰ آگے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسے کیسے گل کھلتے ہین اور کیا کیا بھید کھلتے ہین ؎

این قدر ہا کہ دیدہ جز و یست ۔ کار کلی ہنوز در قدرست

قال

دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین

پہلی دلیل

یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے عرب مین مبعوث کیا اور مکہ معظمہ مین اول اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُسوقت سب لوگ کافر و مشرک تھے اور آپکے عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور بھائی بند اِس خبر کے سنتے ہی آپکے دشمن ہوگئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ کوئی مجنون کہتا تھا اور کوئی دیوانہ بتاتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اور چھہ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے مگر جب چھہ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانون کی ہوگئی اور دعوت علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہان تک تکلیف و ایذا دینی شروع کی کہ آخرکار مکہ چھوڑنا اور مدینے کو ہجرت کرنی پڑی اور آہستہ آہستہ دین کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارون کی اور ہزارون سے لاکھون کی نوبت آگئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین مین داخل ہوگئی۔

اقول

غار حرا مین وحی نازل ہونا حضرت علیؓ اور حضرت خدیجہؓ کا ایمان لانا کفار کی عداوت اور حضرت ابو طالب کی حمایت واعانت

یہ جو کچھ ارشاد ہوا وہ بعثت جناب ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے تعلق ہے جسکو اصحاب ثلثہ رضٰ کی فضیلت و مرتبت اور اسلام و ایمان سے کچھ بھی تعلق نہین ہے سوا اسکے آپ نے انکی خاطر سے بنی ہاشم یعنے خاص عزیزان آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آپ کا دشمن بتایا ہے حالانکہ جملہ کتب حدیث و سیر اہلسنت اس پر شاہد ہین کہ جب اُن حضرت صلعم نے اپنی رسالت و نبوت کا مخفی طور سے اظہار کرنا شروع کیا اُسوقت جن اشخاص نے کہ سب سے پہلے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی وہ خاص آپکے اعزا و اقربا ہی تھے۔ اور جب آپ نے علانیہ دعوت اسلام دینا شروع کی اور کفار قریش آپکے دشمن ہوکر طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین دینے لگے تو ایسے نازک وقت مین آپ کے عزیزون اور رشتہ دارون ہی نے مخفی اور علانیہ طور پر حسب مصلحت شرعی اداے فرائض رسالت و نبوت مین حضرت کی حمایت و اعانت کی اور جان و مال کو آپ پر سے نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے چنانچہ ہم اپنے اِس قول کی تائید مین ایک عبارت کتاب روضۃ الاحباب سے جوکہ مذہب اہلسنت والجماعت کی معتبر تاریخ ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ لحاظ صداقت حالات اور واقعات نہایت معتبر و مستند قرار دیا ہے اپنے معزز ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہؐ کے عزیز و اقارب ہمہ وقت معین و مددگار رہے یا اغیار اور وہ عبارت یہ ہے۔

چون سال چہل از ولادت آنحضرت	جب حضرت صلعم کا سن مبارک چالیس سال کا
صلعم تمام شد خداوند تعالیٰ اورا برسالت	ہوا تو خداوند تعالیٰ نے آپ کو بغرض ہدایت خلق
بر کافہ خلق فرستاد و پیش از ان آثار و علامات	مبعوث برسالت کیا جب علامات و آثار

برآن سرور ظاہر می شد مثل خواب راست و سلام
حجر و شجر چون تنہا براہ رفتے آواز شخصے می شنید کہ
او را ندا میکرد و میگفت یا محمد ہر چند از یمین و یسار
نگاہ میکرد ہیچکس را ندیدے ہر سال بدین
دستور عمل نمودے تا سال چہل و یکم در آمد از
ولادت آن سرور بر خاست بقاعدہ معہود متوجہ
غار حرا شد و بعبادت مشغول میگشت مرویست
از آنحضرت کہ فرمود ناگاہ شخصے بر من ظاہر شد
گفت مژدہ باد ترا اے محمد کہ من جبرئیل ام حضرت
حق مرا بتو فرستادہ تو رسول خدائی برایں امت
بخوان گفتم من نیستم خوانندہ پس مرا در برگرفت
و بفشرد و گفت بخوان پس اقرا الی آخرہ
خواندم بعد ازان جبرئیل پاے خود را بر زمین زد
و چشمہ آب پیدا شد وضو ساخت و آن سرور
را فرمود تا وے نیز وضو ساخت و دو رکعت نماز
بگذارد و آن حضرت بوے مقتدی شد چون
جبرئیل غائب شد حضرت بخانہ باز آمد ترسان
چنانچہ گوشت میان دوش و گردن وے می لرزید
فرمود مرا بپوشانید پس چیزے بروے بپوشانیدند

پہلے سے ظاہر ہونے لگے مثل خواب راست دیکھنا
پتھر اور درخت کا سلام کرنا۔ جب آپ تنہا کسی
راہ سے گذرتے تھے تو کسی شخص کی آواز سنتے
تھے کہ یا محمد کہکر پکارتا ہے ہر چند داہنے بائیں طرف
نظر کرتے لیکن کوئی نظر نہ آتا تھا۔ برسوں یہ حالت
رہی جب اکتالیسواں سال ولادت سے شروع ہوا تو
خود آنحضرت سے مروی ہے کہ میں ایک روز غار حرا میں
بحالت تنہائی حسب معمول مشغول عبادت الٰہی میں
تھا کہ دفعۃً ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ میں
جبرئیل ہوں اور خدا کا بھیجا ہوا ہوں بشارت ہو کہ
آپ رسول خدا اس امت پر ہوے اور کہا کہ پڑھیے
میں نے کہا کہ میں ناخواندہ ہوں تب جبرئیل نے مجھے
اپنے آغوش میں دبایا اور کہا اب پڑھیے پس میں نے
سورۂ اقرأ آخر تک پڑھا بعد ازاں جبرئیل نے اپنا پاؤں
زمین پر مارا تو دو چشمے پیدا ہو گئے اُس پانی سے اول جبرئیل
نے پھر آنحضرت نے وضو کیا اور جبرئیل کے پیچھے آپ نے
دو رکعت نماز پڑھی جب حضرت جبرئیل نظر سے غائب ہو گئے تو
آنحضرت دولتسرا میں تشریف فرما ہوے اسوقت بسبب خوف کے
حضرت کا گوشت درمیان دوش و گردن ہل رہا تھا حضرت نے فرمایا مجھکو کپڑا اوڑھاؤ

تا زمانیکہ ترسش برفت باخدیجہ گفت کہ ترسیدم
برنفس خویش خدیجہ گفت مترس کہ خدائتعالے
ترا در بلیہ نہ فگند اگر میخواہی حال ترا باپسر عم
خود ورقہ ولد نوفل عرض کنم۔ ورقہ مردے بود کہ
در زمان جاہلیت برگشتے از دین قریش و
نصرانی و موحد شدہ بود و علم انجیل نیکو میدانست
چنانچہ خدیجہ پیش ورقہ رفت و گفت اے پسر عم
خبر دہ مرا از جبرئیل ورقہ گفت قدوس قدوس
جبرئیل امین خداوند ست میان او و پیغمبران
او خدیجہ گفت کہ محمدؐ می گوید وے برمن نازل
شد و کیفیت حال او را باز راند ورقہ گفت
محمد را نزد من فرست تا خود حکایت حال خویش
کند پیغمبر صلعم بہ نزد ورقہ آمد و حقیقت خود را
باز نمود ورقہ گفت ابشر یا محمد ابشر
بدرستی کہ من گواہی میدہم کہ تو آن پیغمبری
کہ عیسیٰ بشارت دادہ کہ رسولیکہ بعد از من
مبعوث خواہد شد نام او احمد خواہد بود و گواہی
می دہم کہ تو احمدی و رسول خدائی زود باشد
کہ مامور شوی بجہاد و قتال بکفار اگر من آنروز

جب وہ خوف دور ہوا تو آپ نے اِس واقعہ کا ذکر حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ مجکو اپنی جان کا
خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ڈریے نہین
خدائتعالی آپ کو کسی بلا مین مبتلا نہ کرے گا اگر آپ فرمائین
تو مین یہ کیفیت اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے
بیان کرون۔ ورقہ وہ شخص ہین کہ زمانۂ جاہلیت مین
دین قریش و نصرانی سے پھر کر موحد ہوے تھے ان کو علم
انجیل مین کمال عبور تھا پس حضرت خدیجہ ورقہ کے پاس
گئین اور حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا
بیان کیا اور پوچھا جبرئیل کون ہین ورقہ نے کہا کہ
جبرئیل امین خدا اور واسطہ مابین خدا اور اُسکے پیغمبرون
کے ہین حضرت خدیجہ نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر
نازل ہوے ہین اور سب کیفیت اُنھون نے بیان کی
ورقہ نے کہا محمدؐ کو میرے پاس بھیجدو کہ وہ خود اپنا
حال مجھ سے بیان کرین حضرت صلعم ورقہ کے پاس تشریف
لائے اور سب حال بیان کیا ورقہ نے سنکر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمدؐ مین
گواہی دیتا ہون کہ آپ وہ پیغمبر ہین جنکی بشارت حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے
دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہونگے جنکا نام احمدؐ ہوگا مین گواہی دیتا ہون
کہ آپ ہی احمدؐ اور خدا کے رسول ہین قریب ہے کہ آپکو کفار سے جدال

زنده بودمی همراه تو که ترا یاری نمودمی ۔
چون آنحضرت را بدلائل واضحه روشن شده
که پیغمبر برحق ست اول شخصے را از اشخاص که دعوت
بخدا پرستی و توحید نمود خدیجه بود او بے توقف بوے
ایمان آورد و جمیع علماء را برین اتفاق ست که در
آخر همان روز علی بن ابیطالب کرم الله وجهه بواسطهٔ
آن که در حجر تربیت آن سرور بود بوے ایمان آورد
چون کفار قریش دیدند که اسلام روز بروز قوت می گیرد
و کار پیغمبر صلعم ترقی می یابد حسد و بغض و عداوت ایشان
زیاده شد لاکن بر آن سرور دست نمی توانستند زیرا که
ابوطالب بغایت حمایت میکرد و بنو هاشم و بنو عبدالمطلب
او را در آن حمایت مساعدت می نمودند پس همه شرفاء
قریش جمع آمدند و نزد ابوطالب رفتند و گفتند یکے
از دو کار با ما بکن یا آن که برادر زاده خود را
با بسپار تا او را هلاک بگردانیم یا آنکه جنگ ما را
آماده باش و بتحقیق بدان که ما ترک برادر زاده
تو نخواهیم کرد تا زمانیکه او را هلاک گردانیم مگر
آنکه از سب و عیب الٰه ما باز آید ۔ این سخن
گفتند و از مجلس ابوطالب بیرون رفتند

و قتال کرنے پر مامور ہون کاش اس دن تک مین زندہ رہتا
اور آپ کی مدد کرتا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہو گیا کہ
مین پیغمبر برحق ہون تب آپ نے سب سے اول حضرت
خدیجہ کو دعوت اسلام دی وہ بلا تامل آنحضرت صلعم پر
صدق دل سے ایمان لائین اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے
کہ اسی روز سہ پہر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنھون نے
آپکے آغوش مبارک مین تربیت پائی تھی ایمان لائے
جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز قوت پکڑ رہا
ہے اور آنحضرت صلعم کا کام ترقی پر ہے تو انکا بغض
و عداوت بھی زیادہ بڑھ گیا مگر آنحضرت صلعم کو کچھ ضرر نہ پہنچا
سکتے تھے کیونکہ حضرت ابوطالب بجد آپکے پشت و پناہ
بنے ہوئے تھے اور اس حمایت مین بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب
بھی شریک تھے آخر ایکدن تمام اشراف قریش جمع ہو کر
حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ دو
کامون مین سے ایک کام کرو یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے
حوالے کر دو تاکہ ہم اسکو ہلاک کرین یا تم ہم سے
جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ بلقین جانو کہ اگر وہ ہمارے
بتون کی برائی اور دشنام دہی سے باز نہ آئینگے تو
ہم اُن کو ہلاک کر دینگے یہ کہکر اُنکے پاس سے اُٹھ گئے

ابوطالب کس فرستاد و پیغمبر را طلبید و گفت قوم تو
آمده بودند و سخنان با من گفتند مرا در ہم تو وعدهٔ
جنگ کردند اکنون بر نفس خود و بجناے تکلیف
مکن مرا بہ ہمہ کہ نہ من و نہ تو طاقت آن داشتہ
باشیم و زبان از طعن ایشان و سب و عیب معبود
ایشان درکش کہ این امر مارا و ایشان را از یکدیگر
جدا خواہد ساخت. سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم
گمان بردند کہ در خاطر ابوطالب در آمده کہ ترک حمایت
او کند و وے را تسلیم کفار نماید گفت اے عم من اگر آفتاب
را از آسمان بیاری و بر یمین من نشانی و مہتاب را
بر یسار من کہ دست ازین امر نخواہم برداشت تا زمانے
کہ حق تعالی دین را ظاہر گرداند یا آنکہ من ناچیز
شوم این بگفت و از مجلس برخاست و روان شد۔
ابوطالب را از سخنان وے رقت آمد و گفت یا ابن اخی
باز گرد پیغمبر باز گشت ابوطالب گفت کہ تو بکار خود
مشغول باش و ہر چہ می خواہی درین امر قیام
نما بخدا سوگند تا من زندہ باشم ایشان نتوانند
کہ دست بر تو یابند۔

(خلاصہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۴)

حضرت ابوطالب نے آپکو طلب فرمایا اور کہا کہ تمھاری قوم
کے لوگ آئے تھے اور تمھارے معاملات مین وہ لوگ مجھ سے
جدال و قتال پر آمادہ و مستعد ہین اب تم اپنی جان پر
رحم کرو اور اس امر کی تکلیف نہ کرو جس کی طاقت نہ مجھ مین
ہے اور نہ تم مین اور اُن کے بتون کی مذمت اور
طعنہ زنی اور دشنام دہی سے اپنی زبان کو روکو ورنہ
یہ امر ہمارے اور اُن کے علیحدگی کا باعث ہوگا۔
حضرت صلعم نے خیال فرمایا کہ شاید ابوطالب میری
حمایت سے دست بردار ہونا اور مجھے کفار کے حوالہ کرنا
چاہتے ہین فرمایا اے عم بزرگوار اگر آپ آفتاب آسمان سے
زمین پر لے آئین اور میرے داہنی طرف رکھدین اور چاند
کو بائین طرف تب بھی مین اپنے کام سے باز نہ رہونگا
یہانتک کہ خدا اس حق کو آشکار کرے یا مین نابید
ہو جاؤن۔ اگر آپ میری مدد کرتے ہین تو آپکے حق
مین بہتر ہے ورنہ مجھکو میرے خدا کی مدد کافی ہے یہ فرماکر
حضرت وہان سے اُٹھکر تشریف لیچلے حضرت ابوطالب
یہ کلام سنکر رونے لگے اور آپکو بلاکر کہا اے فرزند تم
بدستور اپنے کام مین مشغول ہو اور جو چاہو کرو بخدا جبتک
کہ مین زندہ ہون قریش کی مجال نہین کہ تم پر ہاتھ اٹھا سکین

یہ حال اِسطرح تمام کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے غرض جو لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُنپر کفار قریش ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور منجملہ اُنھین چند مسلمانون کے بعض حبش کو ہجرت کر گئے۔

جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ مہاجرین راحت اور آسائش سے ہین۔ اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے تو اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے خاندان والون کو محصور کر کے نیست و نابود کر دین۔

حضرت ابوطالب کا آنحضرت کو شعب ابوطالب مین لیجانا اور سب اقربا کا ہمراہ ہونا اور احوال تکالیف

جناب ابوطالب یہ متوحش خبر سُنکر آنحضرت صلعم کو مع دیگر بنی ہاشم اپنے شعب مین لے گئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے اور وہان تین سال تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت مین بسر کی۔ اور حضرت ابوطالب ہی نہین بلکہ سب بنی ہاشم مونس و رفیق رہے۔ اِس عرصہ مین اُن عزیزون نے یہانتک تکلیف اُٹھائی کہ اشیاء ما یحتاج کا بھی دستیاب ہونا دشوار ہو گیا تھا کیونکہ کفار قریش نے اسکا انتظام کر رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ دو چار روایتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

پہلی روایت وفی المواهب اللدنیۃ لما رای قریش	جب قریش نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کی
عز النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن	منزلت و مرتبت روز بروز بڑھ رہی ہے اور آپکے
معہ وعز اصحابہ بالحبشۃ واسلم عمرؓ	اصحاب حبشہ مین بعزت تمام مقیم ہین اور حضرت
وفشو الاسلام فی القبائل اجمعوا	عمر بھی اسلام لا چکے اور تمام قبائل مین اسلام پھیل رہا
علی ان یقتل النبی صلی اللہ علیہ	ہے تو سب نے آنحضرت کے قتل پر اتفاق کیا حضرت
وسلم فبلغ ذلک اباطالب فجمع	ابوطالب کو جب یہ خبر پہونچی تو آپنے اپنے خاندان
بنی هاشم وبنی عبد المطلب وادخلوا	بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبهم	رسول اللہ کو اپنے شعب مین لیگئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے

ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك حتى كفارهم فعلوه ذلك حمية على عادة الجاهلية فلما رأت قريش ذلك اجتمعوا وائتمروا ان يكتبوا كتابا يتعاقدون فيه على بني هاشم وعبد المطلب ان لا ينكحوهم ولا يبايعوهم ولا يخالطوهم ولا يقبلوا منهم صلحا ابدا حتى يسلموا رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل وكتبوا في صحيفة بخط منصور بن عكرمة بن هشام وقيل بغيض بن عامر فشلت يده وعلقوا الصحيفة في جوف الكعبة هلال المحرم سنة سبع من النبوة وانحاز بنو هاشم و بنو المطلب الى ابي طالب ودخلوا معه شعبه الا ابا لهب فكان مع قريش و اقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا وقال ابو سعد سنتين حتى جهدوا وكانت قريش قد قطعت عنهم الميرة والمادة

اور قوم سے اسکی استدعا کی کہ جس طرح ہو سکے حضرت کی حفاظت کرنی چاہیئے چنانچہ جن کافرون نے اس قوم سے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا وہ بھی از راہ حمیت بمطابق عادت جاہلیت کے اس حفاظت مین شریک ہوے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو دوسرا شورہ کیا اور معاہدہ کیا کہ نہ خاندان بنی ہاشم و بنی عبد المطلب سے عقد کیا جائے اور نہ کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت کی جائے اور نہ کسی قسم کا اختلاط۔ اور جب تک رسول اللہ صلعم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے کرین اسوقت تک صلح نہ کی جائے بالآخر اس مضمون کا عہدنامہ منصور بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ سے اور باقوال دیگر بغیض بن عامر کے ہاتھ سے لکھوایا گیا۔ پس ہاتھ اسکے شل ہوگئے۔ اور خانہ کعبہ پر نبوت سے ساتوین سال ماہ محرم مین آویزان کیا گیا۔ پس بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب شعب ابو طالب مین داخل ہوے سوائے ابو لہب کے کہ اس نے قریش کا ساتھ دیا یہ سب حضرت دو یا تین سال تک اسمین مقیم رہے اور بقول ابو سعید صرف دو سال تک یہان تک کہ انھون نے جہاد کیا اور قریش نے انسے رسد وغیرہ بالکل بند کردی تھی

وکان لا یصل الیھم شی الا سرا — اور مطلقاً کوئی شے اُن تک نہ پہنچ سکتی تھی اور نہ

وکانوا لا یخرجون الا من موسم الی — وہ بجز ذمت تبدیل موسم شعب سے باہر

موسم (از تاریخ خمیس جلد اول ۲۹۵) نکل سکتے تھے۔

دوسری روایت — جناب شمس العلما شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :۔

"حق ذوی القربیٰ کا اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ اِن لوگون نے ابتدا اسلام مین آنحضرت ؐ کا ساتھ دیا جب کفار نے زیادہ مجبور کیا تو تمام بنی ہاشم نے جن مین وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آنحضرت کا ساتھ دیا جب آنحضرت مکہ سے نکل کر پہاڑ کے ایک درے مین پناہ گزین ہوے تو سب بنو ہاشم ساتھ تھے (الفاروق صفحہ ۲۰۱)

تیسری روایت — ان قریشا وکنانۃ تحالف علی — قریش اور کنانہ نے سختی اور اہتمام سے

بنی ھاشم وبنی عبد المطلب ان — باہم حلف کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ

لا ینا کحوھم ولا یبایعوھم حتی — مناکحت اور خرید و فروخت بند کردیجائے جب تک

یسلموا الیھم النبی صلعم (بخاری) — کہ وہ نبی صلعم کو ہمارے سپرد نہ کردین۔

چوتھی روایت — علامہ ابو الحسن علی بن عبد الکریم محمد المعروف بہ ابن الاثیر جزری جو ایک عالم جید مذہب اہلسنت سے ہین اپنی تاریخ کامل مین ایک ایسی روایت بیان کرتے ہین جو حضرت ابوطالب کی کمال شفقت پدری پر دلالت کرتی ہے۔ کتاب مذکور کا ترجمہ مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری نے عروج الاسلام کے نام سے شایع کیا ہے۔ اِسکے صلہ مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا ہے اُس کتاب سے روایت مذکور کی نقل اس جگہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔ حضرت ابوطالب کی محبت اور حمایت

جب قریش کو معلوم ہوگیا کہ ابوطالب رسول اللہ ؐ سے کنارہ کش نہین ہوتے بلکہ وہ آپکے طرفدار اور قوم کی عداوت کیلئے مضبوط ہین تو عمارہ بن الولید کو ابوطالب کے پاس لائے

اور کہا کہ عمارہ بن الولید قریش کا ایک نوجوان ہے جسکے بڑے بڑے بال ہین اور نہایت حسین ہے اسے تو لیلے اس کی عقل اور قوت بڑے کام آئے گی اسے تو اپنا بیٹا بنائے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے جس نے ہمین سفیہ بنایا ہے ہمارے دین کی مخالفت کرتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کردیتا ہے اُسے ہم مارڈالین گے آدمی کے بدلے آدمی ہوتا ہے۔

ابوطالب نے کہا کیا لغو بات تم مجھ سے چاہتے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ مین اُسے کھانا کھلاؤن، اور پرورش کرون۔ اور میرا بیٹا مجھ سے عوض مین لیتے ہو کہ اُسے قتل کرڈالو یہ تو کبھی بھی نہین ہوسکتا اسپر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا کہ اے ابوطالب لوگون نے یہ بات انصاف کی کہی ہے مگر مجھے تیرا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے نہ مانے گا ابوطالب نے کہا اُنھون نے یہ بات انصاف کی تو نہین کہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور میرے برخلاف قوم کا شریک ہوتا ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر۔ اس پر بڑی سخت گفتگو ہوئی اور سب وشتم کی نوبت پہونچی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ آگرہ)

پانچوین روایت فی الحال طبقہ نسوان کی دینی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور مفید رسالہ الموسوم بہ ذکر مبارک مرتبہ علیا حضرت میمونہ سلطان شاہ بانو۔ بیگم صاحبہ نواب زادہ جناب میجر حاجی حمید اللہ صاحب بتقریب سالگرہ صدر نشینی علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند۔ جی۔سی۔آئی۔اے فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا بعد صلاح و ملاحظہ جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی حال صدر الصدور حیدرآباد دکن جو علمائے کرام اہلسنت والجماعت سے ہین علی گڈھ سے طبع ہو کر شایع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۷ مین حضرت ابوطالب اور دیگر اعزائے آنحضرت صلعم کی اعانت و حمایت کا حال اس طرح درج ہے:-

دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بیاسی برس کی عمر مین انتقال ہوگیا اور آپ اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے آپ کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری کی اور ہمیشہ نہایت محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح آپ کو رکھا کبھی بغیر آپ کے کھانا نہین کھاتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آپ پیغمبری کا منصب ملنے سے پہلے اور اسکے بعد اپنی وفات تک آپ کے حامی رہے۔

وکان ابو طالب فی کل لیلۃ	ابو طالب ہر شب رسول اللہ صلعم کو اپنے
یامر رسول اللہ صلعم ان یاتی	بستر پر آرام کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور خود آنحضرت
فراشہ و یضطجع بہ فاذا نام	کے ساتھ سوتے تھے لیکن جب لوگ سوجاتے تو
الناس فاقامہ وامر احد	ابو طالب آپ کو وہان سے اٹھاکر دوسری جگہ
بنیہ او غیرھم من اخوانہ	سلاتے اور بجائے آپ کے اپنے کسی اور بیٹے یا بھائی
وابن عمران یضطجع مکانہ خوفا	یا بھتیجے کو سلادیتے تھے۔ اس خوف سے کہ جو لوگ
علیہ ان یقاتلہ من یرید	بقصد ہلاکت آنحضرت شب تاک مین ہون تو ہلاک
بہ السوء	نہ کرسکین۔

زمانۂ تکالیف آنحضرت مین حضرت ابو بکرؓ وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین ہونا

اِس مصیبت عظیم اور دردناک وقت مین اصحاب ثلٰثہ رضؓ سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسان حال نہ تھا حضرت عثمان رضؓ تو حبش چلے گئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضؓ و حضرت عمر رضؓ کفار قریش کی پناہ مین رہ کر آرام سے بسر کرتے تھے شعب ابو طالب مین کوئی صاحب بھی آنحضرت کے ساتھ نہ تھے جیسا کہ مواہب لدنیہ کے صفحہ (۵۰) مین ہے:-

کان اول من ظہر الاسلام سنۃ مع رسول اللہ صلعم	ابتداءً چھ اشخاص مشرف باسلام ہوئے تھے

ابوبکر وعمار وامہ سمیۃ وصہیب	یعنی ابوبکرؓ ۔ عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور
وبلال والمقداد فامارسول	صہیب اور بلال اور مقداد ۔ رسول اللہ صلعم
اللہ فمنعہ بعمہ ابی طالب واما	اپنے چچا ابوطالب کی حمایت سے محفوظ رہے
ابوبکر فمنعہ اللہ بقومہ واما	اور ابوبکر اپنی قوم کی پناہ مین رہے باقی لوگون
سائرھم فاخذھم المشرکون	کو کفار مکہ نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہین
فلبسوھم ادراع الحدید ۔ وصھروھم	پہنائین اور ٹھیک دو پہر مین ان کو دھوپ
فی الشمس ۔	مین بٹھایا ۔

دیکھو ۱۰ آر صحیفہ جات

اب ہم وہ روایتین پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حضرت ابوطالب کا انجام بفحوا ے الاقرار باللسان والتصدیق بالجنان مع الخیر ہوا تھا یعنی بحالت ایمان و اسلام دنیا سے رحلت فرمائی تھی ۔

پہلی روایت

جب صحیفہ لکھا گیا اور کعبہ مین لٹکایا گیا تو اُن لوگون نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم اور ابوطالب اور اُن کے ساتھی اُس گھاٹی مین تین سال تک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اُسنے جو کچھ ظلم اور قطع رحم کی باتین اُسمین لکھی تھین وہ کھالین اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام اُسمین چھوڑ دئے ۔ پھر جبرئیل نبی صلعم کے پاس آئے اور اُنھین اسکی خبر دی ۔ نبی صلعم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ بات بیان کی ابوطالب آپ کی سب باتون کو سچ جانتے تھے کسی بات مین شک نہین کرتے تھے اسلئے وہ گھاٹی سے نکلکر حرم مین گئے اور عمائد قریش کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے صحیفہ کی طرف دیمک بھیجی ہے وہ قطع رحم اور ظلم کی تحریر کو تو کھا گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑ دیا اُسے لاکر دیکھو اگر وہ سچا نکلے تو جان لو کہ تم ظالم اور قاطع الرحم ہو اگر وہ جھوٹا نکلے تو تم حق پر اور ہم باطل پر ہین یہ سنتے ہی

وہ جلد اُٹھے اور اُسے لاکر دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا پھر ابوطالب دوبر چڑھ گئے اور اُن کی آواز مین شدت آگئی اور کہنے لگے کہ تم پیغمبر کو ساحر کہتے ہو اور اُسپر بہتان باندھتے ہو بعد ازان یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُٹھ کھڑے ہوے اور صحیفے کو رد کر دیا۔ ابوطالب نے اس واقعہ کی نسبت یہ اشعار کہے ہین۔

وقد کان فی امر الصحیفۃ عبرۃ — متی ما یخبر غائب القوم یعجب

صحیفے کے معاملہ مین ایک بڑی عبرت کی بات نظر آتی ہے — اُس کے حال سے جب کسی غائب شخص کو اطلاع دیجاتی ہے تو تعجب ہوتا ہے

محی اللہ منھم کفرھم وعقوقھم — وما نقموا من ناطق الحق معرب

جو کچھ اُنھون نے کفر و عقوق کیا تھا اللہ تعالی نے — اُسے محو کر دیا اور صریح حق کے ساتھ انھون نے خلاف کیا تھا وہ ظاہر ہو گیا ہے

فاصبح ما قالوا من الامر باطلا — ومن یختلق ما لیس بالحق یکذب

جو جو باتین اُنھون نے کہی تھین وہ باطل ہو گئین — سچ ہے جو شخص حق کی خلاف باتین بناتا ہے ایسے لوگ جھوٹا بنایا کرتے ہین

(عروج الاسلام جلد ۶ صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

یہی روایت تاریخ ابوالفدا مین بھی ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۱۔

اقوال علماء اہلسنت در بارہ ایمان حضرت ابوطالبؑ

دوسری روایت حضرت ابوطالب نے جو وصیت کی تھی اُسکو شاہ عبدالحق محدث دہلوی ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:-

ابوطالب بنی عبدالمطلب را در وقت موت — ابوطالب نے اپنے انتقال کے وقت نبی عبدالمطلب

خود می طلبید و گفت اگر سخن محمدؐ را بشنوید — کو بلا کر وصیت کی کہ محمدؐ جو کہین اُسکو سنو اور اُسپر عمل

ہمیشہ بر خیر و نکوئی او خواہید بود و اتباع امر وے — کرو اور انکے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور اُن کی

کنید و اعانت او نمائید و نصرت دہید تا فلاح و رشد — نصرت و اعانت کرتے رہو اس مین تمھاری بہتری اور بھلائی

یابید باوجود ان میگویند کہ وے ایمان نیاورد — ہے باوجود اسکے جو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب ایمان نہین لائے

ومسلمان ازعالم نه رفت علماء جواب میگویند که
ابوطالب اقرار کرد بزبان وتصدیق کرد بدل
(مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۳)

تیسری روایت ولما اشتد مرضه قال له رسول
الله صلعم یا عم قلها استحل لك بها
شفاعتی یوم القیامة یعنی الشهادة
فقال له ابوطالب یا ابن اخی
لولا مخافة السبة وان تظن
قریش انما قلتها جزعا من الموت
لقلتها فلما تقارب من ابی طالب
الموت جعل یحرك شفتیه فاصغی
الیه العباس باذنه وقال والله
یا ابن اخی لقد قال الكلمة التی
ان یقولها فقال رسول الله الحمد
لله الذی هداك یا عم هكذا روی
عن ابن عباس والمشهور انه مات
كافرا ومن شعر ابی طالب یدل علی
انه كان مصدقا لرسول الله
قوله

اور دنیا سے مسلمان نہین گئے۔ علماء اسکا یہ جواب
دیتے ہین کہ انھون نے زبان سے اقرار اور دل سے
تصدیق کرلی تھی۔

حضرت ابوطالب پر جب مرض کی شدت ہوئی
تو جناب رسول اللہ نے فرمایا اے چچا مین چاہتا
ہون کہ آپ بروز قیامت مستحق میری شفاعت کے
ہون یعنی کلمہ شہادت کا اظہار کرین۔ ابوطالب
نے کہا اے میرے فرزند! مجھے اہل قریش کی
بدزبانی کا خیال ہے وہ کہینگے موت کے ڈر سے
کلمہ پڑھ لیا ہے۔ لیکن جب نزع کا وقت آیا تب ابوطالب
نے کلمہ شہادت پڑھا جسکو حضرت عباس نے اپنے
کانون سے سنا اور آنحضرت سے کہا آپکے چچا نے
آپکے حکم کی تعمیل کی جسکو مین نے اچھی طرح سے
سن لیا ہے۔ اسوقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا
مین شکر کرتا ہون کہ حق تعالی نے آپ کو دین حق
کی طرف ہدایت کی اور جو اشعار اُس سے پیشتر جناب
رسول خدا کی مدح مین ابوطالب نے کہے تھے وہ
تصدیق رسالت آنحضرت پر دلالت کرتے ہین اور
وہ یہ ہین۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اے محمد تم نے مجھے جو دعوت اسلام کی دی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اپنی دعوت میں سچے ہو پس درحقیقت تم سچ بولنے والے اور امین ہو

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

اور بتحقیق میں خوب جانتا ہوں کہ تم نے جس دین حق کو ظاہر کیا وہ تمام دینوں سے بہتر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا

تاریخ خمیس صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مصر

قسم بخدا اہل قریش سب کے سب ملکے بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ میں خاک میں دفن ہو جاؤں

چوتھی روایت ایک استفتاء در باب ایمان و اسلام حضرت ابوطالب سرکار شریعت مدار حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب دام اللہ وجودہ سے کیا گیا جناب ممدوح نے بحوالہ کتب اہلسنت جو جواب تحریر فرمایا تھا چونکہ وہ مدلل و مفصل بروئے اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام اہلسنت ہے لہذا ہم اس کو نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے (اخبار اثنا عشری دہلی مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۱ء میں بھی طبع ہوا ہے)

کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب میں سید احمد بن سید زینی دحلان نے اور میبذی اپنی شرح دیوان میں اور برزنجی و دیگر محققین علماء اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان موحد تھے۔ اسنی المطالب صفحہ ۴۲ میں ہے کہ ابوطالب کی نجات کے متعلق بہت سے علمائے محققین اور اولیائے عارفین قائل اور معترف ہیں۔ ان میں قرطبی و شعرانی بھی صریح الفاظ میں ایمان ابوطالب کے معترف ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء ہیں جو اس بات کو کہہ گئے ہیں کہ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور ہم اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جائینگے۔ مواہب لدنیہ اور اسنی المطالب میں برزنجی، ابونعیم اور بیہقی سے منقول ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضر اباطالب عند الموت

یعنی ابوطالب کی وفات کے وقت حضور ختمی مآب صلعم تشریف لائے۔

وعنده ابو جهل وعبد الله بن
أمية المخزومي فقال النبي يا عم
قل لا اله الا الله كلمة احاج
بها لك عند الله فقال ابو جهل
وعبد الله بن امية يا ابا طالب
اترغب عن ملة عبد المطلب فلم
يزالا يردانه حتى قال ابو طالب
على ملة عبد المطلب فلما تقارب
من ابي طالب الموت نظر اليه
العباس فرآه يحرك شفتيه فاصغى
اليه باذنه من الشهادة فقال
للنبي صلى الله عليه وسلم يا بن
اخي والله لقد قال الكلمة
التي امرته بها ولم يصرح من لفظه
لا اله الا الله لكونه لم يكن
اسلم۔

اس وقت سنا دید قریش مین سے اُن کے پاس
ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ موجود تھے۔ پس
پیغمبر صلعم نے فرمایا چچا کلمہ لا الہ الا اللہ
پڑھئے کہ مین خدا کے سامنے اُس کا شاہد رہون
اور تمھارے لئے حجت کرون اُس وقت ابوجہل
اور عبداللہ بن امیہ نے کہا اے ابوطالب!
کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھر چکے ہو؟ ان کے
اصرار کرنے پر ابوطالب نے کہا کہ مین ملت عبدالمطلب
پر باقی ہون پس جب موت کا وقت قریب آیا
تو عباس نے دیکھا کہ ابوطالب کے دونون لب
حرکت کر رہے تھے۔ اس وقت عباس نزدیک
ہوے اور اپنے دونون کانون سے سُنا کہ وہ
کلمہ شہادت پڑھتے ہین عباس نے کہا اے
بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میرے بھائی ابوطالب
نے وہ کلمہ پڑھا ہے جو آپ نے اُن کو تعلیم کیا تھا
عباس نے کلمہ کی تصریح نہین کی بلکہ فقط کلمہ کہا اسلام نہین لائے تھے

برزنجی۔ زینی۔ نبیرۂ جوزی۔ واقدی وغیرہ بروایت ابن سعد۔ ابن عساکر و
محمد بن اسحاق لکھتے ہین

قال لما توفی ابوطالب

یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا

اخبرت رسول اللہ صلعم فبکی	کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
بکاءً شدیدًا ثمّ قال	ابوطالب کے انتقال کی خبر دی پس حضرت رونے لگے
صلعم اذھب نغسلہ وکفنہ	اور فرمایا اے علی جاؤ اور ابوطالب کو غسل دو
ودفنہ غفر اللہ لہ و	کفن پہناؤ اور قبر مین دفن کرو خدا نے اُن کو
رحمہ	بخشدیا ہے۔ اور اُن پر رحم کیا۔

اِس خبر کو ابوداؤد و نسائی اور ابوالجارود ابن حنفیہ نے بھی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ تذکرۃ الائمہ مین نبیرہ ابن جوزی۔ ابن سعد اور واقدی۔ سے روایت ہے:۔

قال لہ العباس یا	یعنی تغسیل اور تدفین ابوطالب کے بعد عباس
رسول اللہ انک لترجو لہ	نے جناب ختمی مآب روحی فداہ سے کہا کیا آپ
فقال صلعم ای واللہ لارجو	نجات ابوطالب کی امید رکھتے ہین پیغمبر صلعم نے ارشاد
لہ وجعل رسول اللہ صلعم	فرمایا کہ ہان قسم خدا کی مین امید کرتا ہون کہ ابوطالب
یستغفر لہ ایاما لایخرج من	ناجی ہی پس کئی دن تک جناب پیغمبر صلعم انکے لیے استغفا
بیتہ	کرتے رہے اور مکان سے باہر نہین نکلے۔

نبیرہ جوزی نے واقدی اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عارض رسول اللہ صلعم جنازۃ	یعنی جب پیغمبر صلعم جنازہ ابوطالب پر
ابی طالب فقال صلت الرحم جزاک	آئے تو فرمایا اے چچا! تمنے صلۂ رحم کیا خدا تم کو
اللہ یا عم خیرا	جزائے خیر دے۔

اسی طرح مناقب مین رازی نے ذخایر العقبی مین محب الدین طبری اور زینی او

برزنجی اور ابو نعیم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلعم — یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قیامت کے روز

اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی — مین شفاعت کرونگا اپنے باپ ماں اور چچا

وامی وعمی ابی طالب واخ لی — ابو طالب کی اور زمانۂ جاہلیت مین جو میرا

الجاہلیۃ — بھائی تھا۔

ابو نعیم نے توضیح کی ہے کہ وہ بھائی زمانہ جاہلیت کا رضاعی بھائی تھا خود ابو طالب کے اشعار کثرت سے ہین جو اُن کے مسلمان و موحد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ زینی اور برزنجی نے لکھا ہے کہ شعب ابو طالب کو قریش کے ناصرہ کرنے کے وقت ابو طالب نے ایک طویل خطبہ مخاطبت قریش مین انشاء کیا اور یہ شعر ان کے عقیدۂ حقہ اور اسلام پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔

الم تعلموا انا وجدنا محمدا — رسولا کموسی خط فی اول الکتب

آیا تم نہین جانتے ہو کہ ہم نے محمد صلعم کو رسول پایا موسی کی طرح جسکی صحت کتابون مین موجود ہے۔

دوسرا شعر ان کا یہ ہے۔

وخیر بنی ہاشم احمد — رسول الالٰہ علی فترۃ

یعنی بنی ہاشم مین سب سے بہتر احمد ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کا رسول ہے بعد زمانۂ فطرت کے

تیسرا شعر بھی ملاحظہ فرمائین۔

نبی اتی بالدین من عند ربہ — بصدق وحق لا تکن حمز کافرا

یعنی محمد صلعم ایسا پیغمبر ہے جو دین کو اپنے پروردگار سے لایا ہے وہ سچا اور دین حق ہے پس ای حمزہ تم کافر نہ ہو

پھر اقرار توحید مین فرمایا ہے۔

ورب الناس لیس لہ شریک — یعنی وہی ایک خدا ہی جو سب کا مالک ہے اسکا شریک کوئی نہین

ھوالوھاب والمبدی المعید — وہی بڑا بخشنے والا ہے اور ابتداءً پیدا کرنے والا قیامت کے روز پھر زندہ کرنے والا ہے۔

اب ایک محقق کے لئے میرے خیال مین تسلیم اسلام ابوطالب کے متعلق اسقدر کافی ہے کسی ناقد بصیر کو اسکے بعد اسلام ابوطالب کے متعلق شک و شبہ باقی نہین رہ سکتا کیونکہ صاحب ماینطق عن الھوی کی یہ شہادت کہ خدا نے اُن کو بخش دیا ہے اور اُن پر رحم کیا ہے ابوطالب کے اسلام و ایمان کے لئے کافی ہے تم خود انصاف کرو کہ مشرک بھی کبھی بخشا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ ان اللہ لایغفران یشرك بہ۔ پھر ابوطالب بھی معاذاللہ اگر مشرک ہوتے تو پیغمبر صلعم کا اُن کے حق مین یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کو بخش دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر کہو کہ یہ کلمہ حضرت نے دعائیہ اُن کے حق مین ارشاد فرمایا ہے تو یہ بھی غلط ہے اور قابل تسلیم نہین کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ مومنین کبھی کافرون کے واسطے دعائے مغفرت نہ کرین پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ پیغمبر صلعم ابوطالب کے حق مین (اگر وہ کافر ہوتے) دعاے مغفرت کرتے

حاشیۂ شفاے عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علی جمھوری اور تلمسانی سے نقل کیا گیا ہے :۔

ان بغض ابی طالب کفر لانہ کان حامی النبی و ناصرہ و مربیہ، فذمہ ذم النبی وایذائہ ایذاء النبی ومن یذمہ فھو کافر وجب قتلہ وعند المالکیۃ وان تاب — یعنی بغض رکھنا ابوطالب سے کفر ہے کیونکہ وہ حمایت و نصرت اور تربیت کرنے والے پیغمبر صلعم کے تھے پس اُن کی مذمت و ایذا پیغمبر صلعم کی مذمت کرنا ہے اور ایذا دینا ہے اور جو مذمت کرے انکی پس وہ کافر ہے اسکا قتل کرنا واجب ہے اور مالکیون کے نزدیک ایسا شخص توبہ کے بعد بھی

یجب قتلہ　　　　واجب القتل رہتا ہو

ان سب باتون کے علاوہ ابوطالب کا اپنے بیٹون کو پیغمبر کا ساتھ دینے کی تاکید شدید کرنا اور اپنے بھائیون عباسؓ و حمزہ وغیرہ کو اسلام لانے کی بیحد رغبت دلانا یہ سب باتین نتیجہ ظاہر کر رہی ہین کہ ابوطالب اسلام کو صرف اچھا ہی نہین سمجھتے تھے بلکہ ایسا حق جانتے تھے کہ لوگون کو بت پرستی سے روکتے تھے اور پیغمبر صلعم و نیز دین اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے حضور ختمی مآب صلعم کو حقیقی فرزندون سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے تھے

پانچوین روایت　جناب شمس العلما شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :-

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابوطالب کے ہونٹھ ہل رہے تھے حضرت عباس نے جو اُس وقت تک کافر تھے کان لگا کر سُنا تو آنحضرت سے کہا کہ تمنے جس کلمہ کے لئے کہا تھا ابوطالب وہی کہہ رہے ہین　　(ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۶)

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے لئے جو جان نثاریان کین اُس سے کون انکار کرسکتا ہے وہ اپنے جگر گوشون تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت مین تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کی خاطر محصور ہوئے فاقے کئے شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت۔ یہ جوش یہ جان نثاریان سب ضایع ہو جاینگی

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ نامی پریس کانپور)

چھٹی روایت　شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

آنحضرت کا جنازہ کے ہمراہ ہونا اور دعا فرمانا　"چون ابوطالب وفات یافت سید عالم ہمراہ جنازۂ ابوطالب میرفت و می گفت اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نکردی خدا ترا جزا خیر دہد　(مدارج النبوۃ)

اب خود آپ انصاف فرمائین کہ جس طرح حضرت ابوطالب نے کفار و مشرکین کے ہاتھون سے

بمعاونت خدا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچائی اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جس صدق دل سے اعانت اور حمایت کی ۔ کیا کوئی کافر مشرک یعنے خدا و رسول ؐ کا دشمن اس طرح عملی محبت کا ثبوت دیا کرتا ہے ۔ اگر بزعم اہلسنت حضرت ابو طالب درحقیقت منکر توحید و رسالت ہوتے تو کیا یہ بات کسی صاحب فہم کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ وہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یون سینہ سپر رہتے اور ایسے سخت دشمنون کا سامنا کرکے اسلام اور ہادی اسلام کی حمایت اور نصرت کرتے ۔ اگر آپ آنحضرت کے دشمن ہوتے تو ابو جہل کی طرح ایذائین دیتے ۔ شمع رسالت کے بجھا دینے کی فکر مین رہتے ۔ نہ کہ حمایت اور اعانت مین خود وہ تکلیفین جھیلتے ۔ جو پیغمبر خدا کی زبانی قابل ستائش ہین ۔ اگر آنحضرت کو ابو طالب کی اسلامی حمایت اور ایمانی محبت پر اطمینان نہ ہوتا تو کیون آپ کی وفات پر محزون و غمگین ہوتے اور کیون خلاف آیہ کریمہ :۔

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان	جب کہ نبی اور مومنین پر ظاہر ہوچکا کہ
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی	مشرکین جہنمی ہین تو اس کے بعد مناسب نہین
قربی من بعد ما تبین لھم انھم	کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگین گو وہ
اصحاب الجحیم ۔	مشرکین ان کے قرابت دار ہی کیون
(پ ۱۱ ۔ س توبہ ع ۱۴)	نہ ہون ۔

دعاء مغفرت فرماتے ۔

حضرت ابوطالب وصحاب ثلاثہ کے ایمان کا تقابل

بھائیو ! جو حالات و واقعات ابو طالب کے ہم نے خود تمھاری مستند کتب سے لکھے ہین ان کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرو اور مہربانی فرما کر ذرا اپنے خلفاء کے سچے اسلام اور پکے ایمان سے تقابل کرو جو کہ اپنا ایمان و اسلام مین عمر بھر مذبذب رہے ۔ چنانچہ مسند احمد حنبل مین ہے ۔

ان الشیخان ھربا یوم احد و	بتحقیق حضرت شیخین جنگ احد مین بھاگے تو حضرت عمرؓ انپے آنسو
رجع عمر ینشف دموعہ ویسئل	پونچھتے ہوے واپس آئے اور حضرت علی سے معافی کے خواستگار ہوے۔
علیا العفو فقال علی الست المنادی	آپنے فرمایا اے عمرؓ کیا تمنے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمدؐ قتل ہوے بس
قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم	اے لوگو تم اپنے دین سابقہ کیطرف لوٹ جاؤ۔ انھون نے کہا کہ
فقال انما قالھا ابوبکرؓ	مین نے نہین کہا بلکہ ابوبکرؓ نے کہا تھا۔

اور یہ تو خود حضرت ابوبکرؓ سے جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگون مین شرک اثر کر گیا ہے۔ جیسا کہ درمنثور مین ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

اخرج البخاری فی الادب	بخاری نے ادب مفرد مین معقل بن یسار
المفرد عن معقل بن یسارؓ قال	سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر
انطلقت مع ابی بکر الصدیقؓ	صدیقؓ کے ساتھ حاضر خدمت رسول صلعم ہوا تو
الی رسول اللہ صلعم فقال یا ابا بکر	آپنے فرمایا ابوبکر تم مین شرک چیونٹی کی چال سے
الشرک فیکم اخفی من دبیب	بھی زیادہ خفی موجود ہے پس ابوبکر نے کہا کیا آخر شرک یہی تو ہے کہ
النمل فقال ابوبکرؓ وھل الشرک	آدمی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے
الا من جعل مع اللہ الھا اخر	(پھر ہم کب ایسا کرتے ہین جو ہم مین شرک موجود
فقال النبی صلعم والذی نفسی	ہو گا) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم اُس خدا کی جسکے
بیدہ الشرک فیکم اخفی من	ہاتھ مین میری جان ہے ضرور تم لوگون مین شرک
دبیب النمل	چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی موجود ہے۔

(تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۵۳)

سبحان اللہ صد آفرین اِس سچے مذہب پر اور ہزار تحسین ان عقائد پر کہ حضرت ابوطالب

جنھون نے ابتداے اِسلام مین اسلام اور بانیِ اِسلام کی ہرطرح سے حمایت اور اعانت کی جن کی وفات کلمۂ شہادت پر ہوئی جس کی خود آنحضرت صلعم نے الحمد للہ الذی ھداک یا عم ھکذا فرما کر تصدیق کی اور جنازہ پر فرمایا۔

"اے عم امن صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خداے تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد"

اُن کو تو آپ حضرات کافر و مشرک کہین۔ نعوذ باللہ۔ اور جو اصحاب اسلام لانے کے بعد بھی رسالت و نبوت مین شبہہ کرتے رہے۔ جو نماز اور جہاد سے فرار کرتے رہے۔ جنھون نے مصحف ناطق کے فرمان کو ہذیان بتایا۔ جو ہمیشہ سرتابی کرتے رہے جنھون نے تا وقت رحلت اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی اور ایذا دی۔ جن کو وقت اخیر آنحضرتؐ نے خشمناک ہوکر اپنے نزدیک سے ہٹا دیا جن کے نقص ایمان پر پیغمبر خداؐ شہادت دین کہ "شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ سرایت کرگیا ہے" اُن لوگون کو آپ تمام اُمّت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اِسلام مین سب سے بہتر اور کامل سمجھین اور کچھ بھی حق و باطل مین امتیاز نہ کرین۔

هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ	هُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ	هُمْ لَا يَتَذَكَّرُوْنَ	هُمْ لَا يَتَفَكَّرُوْنَ	هُمْ لَا يَتَدَبَّرُوْنَ
وہ نہین جانتے	وہ عقل نہین رکھتے	وہ نہین سوچتے	وہ نہین فکر کرتے	وہ نہین غور کرتے

حضرت خدیجۃ الکبرےٰ علیہا السلام کی سابق الاسلامی تو خود بخاری شریف سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضہ کا آنحضرت صلعم پر اپنا مال نثار کرنا

"جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدیجہ مجھ پر اسوقت ایمان لائین جبکہ لوگون نے میری رسالت سے انکار کیا۔ میری رسالت کی اُسوقت تصدیق کی جب لوگون نے مجھے جھوٹا کہا

اور اپنا مال مجھ پر اس وقت صرف کیا جب کہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔ اور ...

(ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۱۰۱۹ کتاب المناقب)

دوم | خداوند کریم اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ووجدك عائلا فاغنى — اے رسول ہم نے تم کو تنگدست دیکھا غنی کر دیا

مفسرین اہلسنت اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ

"خدائے پاک کے اس ارشاد سے وہ مال مراد ہے جو حضرت خدیجۃ الکبرےٰ علیہا السلام

نے آنحضرت پر صرف کیا تھا۔ (دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۹۲)

سوم | جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ولادت سے پہلے والد کا انتقال ہو جانے سے پیغمبر صاحب تہیدست رہ گئے دادا

اور چچا نے پرورش کیا جو کچھ ان کا احسان تھا۔ پیغمبر صاحب کی توانگری جس کی منت خدا

ان پر رکھتا ہے اس طرح شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبرےٰ بڑی مالدار تھیں۔ ملک شام میں ان کی

تجارت ہوا کرتی تھی۔ انھوں نے پیغمبر صاحب کی راستی اور دیانت داری کا شہرہ سنا اور

ان کو سردار قافلہ بنا کر شام کو بھیجا۔ تجارت میں خدا نے برکت دی اور خدیجۃ الکبریٰ نے

پیغمبر صاحب سے نکاح کر لیا۔ پیغمبر صاحب کی پہلی سی بے سروسامانی دور ہو گئی یہی ان کی

توانگری تھی۔

چہارم | ان الله تعالى اغناه بتربية — پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے آں حضرت کو

ابی طالب ولما اختلف احوال — ابو طالب کے تربیت کرنے سے اور بعد انتقال

ابی طالب غناه بمال خديجة — ان کے خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا

(تفسیر کبیر صفحہ ۴۱۲)

پنجم " ویافت ترا در ویشے عیالدار پس تونگری ساخت ترا بمال خدیجہ۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۴۶۶

اسی طرح حضرت امیر حمزہ عم آن حضرت صلعم کے ایمان لانے کا حال رسالۂ ذکر مبارک متذکرہ بالا مین ہے کہ

ابوجہل کا ایذا دینا اور حضرت حمزہ کا انتقام لینا اور ایمان لانا

" ایکدن رسول اللہ ص کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے اودھر سے ابوجہل نکلا آپ کو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اٹھا کر مارا جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ آپ صبر کرکے گھر چلے آئے۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ شکار سے واپس آ رہے تھے ایک عورت نے ان سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تمھارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج زخمی کیا۔ حضرت حمزہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہین ہوے تھے لیکن آخر چچا تھے۔ یہ سنکر خون نے جوش کیا حضرت حمزہ نے غصہ مین آکر کہا خدا کی قسم جب تک اس شخص سے بدلہ نہ لے لونگا جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے مجھ پر کھانا پینا حرام ہے اسی حال مین رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا تمھارا چچا تمھارے دشمن سے بدلہ لینے آگیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجیے جسکا نہ باپ ہے نہ چچا نہ مان سوا خدا کے کوئی مددگار نہین حضرت حمزہ نے قسم کھا کر کہا مین تمھاری ضرور مدد کرون گا آپ نے جواب دیا اگر آپ میری مدد مین مشرکون کو اتنا قتل کرین کہ ان کے خون مین نہا جائین تو بھی آپ میرے عزیز نہین ہوسکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ کے دل پر آپ کی باتون کا بڑا اثر ہوا اور ان کو آپ کی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ ص نے خوش ہوکر حضرت حمزہ کی پیشانی چوم لی۔ حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور سب پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا انتہی

دوسری یہی ذکر مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۷ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے :-

"ابوجہل کی اس حرکت پر حضرت امیر حمزہ غضبناک ہوکر اسکے پاس گئے اور اسکے سر پر اپنی کمان اس زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو محمد مصطفٰے کو اذیت اور دشنام دیتا ہے حالانکہ مین انھین کے دین پر ہون۔

تیسری — حضرت جعفر ابن ابیطالب کا ایمان لانا بھی علمار اہلسنت قبول کرتے ہین جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :۔

فلم یزل علی مع رسول	حضرت علیؑ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ
اللہ وجعفر عند العباس حتی بعثہ	رہتے تھے اور حضرت جعفر حضرت عباس کے
اللہ نبیا فاتبعہ علی فآمن بہ	ساتھ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت
وصدقہ ولم یزل جعفر حتی	کیا تو علیؑ نے آپ کی پیروی اور تصدیق
اسلم واتبعوا	کی اور شرف بایمان ہوے اور حضرت جعفر بھی
(ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۲ مطبع صدیقی	آنحضرتؐ کا اتباع کرتے رہے یہان تک کہ اسلام قبول کیا۔

معونت نمبر ۲۰ — اصحاب کا ہجرت کرنا اور حضرت جعفر کے وعظ سے شاہ حبش کا اسلام قبول کرنا

چوتھی — جب چند صحابہ جنمین حضرت جعفر بھی تھے حبش کو ہجرت کر گئے اور وہان امن سے رہنے لگے تو کفار قریش نے بادشاہ حبش کے پاس ان مہاجرین کو واپس کرنے کے لئے اپنے کچھ لوگ مع تحائف کے بھیجے مگر بادشاہ نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان مہاجرین کو اپنے دربار مین یاد فرماکر استفسار حال کیا۔ اِسکے متعلق رسالۂ ذکر مبارک مین جو درج ہے اُسکا خلاصہ سنیے۔

" نجاشی نے ان سے پوچھا تمھارا کیا دین ہے۔ حضرت جعفر کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم سے تھے۔ بتون کو پوجتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے خدا نے

ہم مین ایک نبی پیدا کیا اُسنے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اُسی کی عبادت کرین اور کسی کو اُسکا شریک نہ کرین۔ ہمنے اُس کی سچائی پر یقین کیا اور جو کچھ اُسکے پاس خدا کی طرف سے آیا اُس کی ہم نے پیروی کی۔ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اُسکا شریک نہین کرتے۔ اِس تقریر سے نجاشی اور اُسکے درباریون پر اچھا اثر پڑا نجاشی نے کہا تمھارے رسول پر جو کچھ خدا کی طرف سے اترا ہے وہ سُناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے بڑی خوش الحانی سے سورہ مریم کی تلاوت کی خدا کا کلام سُنکر نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور اُس نے درباریون کیطرف دیکھ کر کہا خدا کی قسم مین تصدیق کرتا ہون کہ یہ وہی محمد رسول اللہ ہین جن کی بشارت حضرت عیسٰی نے دی تھی"۔ (صفحہ ۲۷ تا ۲۹) اور

اور صفحہ ۶۵ مین ہے۔

"ہجرت کے ساتوین سال رسول اللہ نے بادشاہون کے نام اِسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا خط سر پر رکھا اور ایمان لے آیا۔"

پانچوین | اسمٰعیل مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ قرآن (مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ) کے صفحہ (۱۶۰) مین رقمطراز ہین:۔

"یہ آیتین نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے درباریون کے حق مین نازل ہوئی ہین جو نصاریٰ تھے بات یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے اسلام کی منادی شروع کی تو قریش جو پیغمبر صاحب کے قبیلے کے لوگ تھے سخت برہم ہوے اسلئے کہ اسلام کی منادی سے ان کے دین آبائی مین خلل پڑتا تھا پہلے تو اُنھون نے ڈرانے دھمکانے سے چاہا کہ یہ بات دب دبا جائے مگر پیغمبر صاحب برابر وعظ فرماتے رہے اور لوگ بھی ایک ایک دو دو کرکے اسلام لانے لگے تو قریش نے دوسرے قبیلون کو اُبھارا اُسکایا اور مسلمانون کو سب نے ملکر طرح طرح کی ایذائین

دینی شروع کین پیغمبر صاحب تو اپنے چچا ابوطالب کی حمایت مین تھے اور ازبسکہ ابوطالب رؤسائے قریش مین تھے مخالفین پیغمبر صاحب کا تو کچھ نہ کر سکے مگر دوسرے مسلمانون کو بڑی مشکل تھی اور پیغمبر صاحب اتنی قوت نہین رکھتے تھے کہ ان کی بھی حفاظت کرین ناچار آپنے مسلمانون کو اجازت دی کہ نجاشی بادشاہ حبش نیک دل منصف مزاج اور رعیت پرور ہے اُس کی عملداری مین چلے جاؤ۔ چنانچہ اول بار گیارہ مردون اور چار عورتون نے حبش مین جاکر پناہ لی اور یہ پہلی ہجرت کہلائی اس گروہ مین جناب پیغمبر صاحب کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلعم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے پھر دوسرے دفعہ مین پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی جعفر طیار بن ابی طالب دوسرے مسلمان مردون اور عورتون کے ساتھ حبش کو پہونچے یہانتک کہ بچون اور عورتون کے علاوہ بیاسی مہاجر حبش مین جمع ہوگئے وہان بھی قریش نے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نجاشی سے جا چغلیان لگائین کہ یہ بیدین ہین اور تمھارے ملک مین فساد برپا کرنے کو آئے ہین اور تمھارے حضرت عیسیٰ کے بھی قائل نہین ہین۔ اس پر نجاشی نے مسلمانون کو بلایا جعفرؓ سب کے وکیل بنے اور اُنھون نے قرآن کی سورتین اور خاص کر سورۂ مریم سناکر اپنے عقائد نجاشی پر ظاہر کئے اور وہ اور اوسکے درباری قرآن سنکر روئے اور اسلام کی صداقت کے معتقد ہوگئے اور نجاشی آخر مین اسلام لے آیا۔

احادیث بابت القاب سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام

اِس موقع پر چند احادیث نبوی نقل کی جاتی ہین جن سے ثابت ہوگا کہ جناب امیر المومنین خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین سید الصادقین۔ یعسوب المسلمین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سابق الایمان والاسلام ہین۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم آپ ہی کے القاب ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

پہلی

عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم قال علی یا رسول الله هل نقدر علی ان نزورك فی الجنة قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امته فنزلت هذه الایه اولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فقال ان الله تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلك رفیقی لانك اول من اسلم وانت صدیق الاکبر۔ (تفسیر ابن الحجام ص۲۲)

(ارجح المطالب)

ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے؟ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اس کی امت میں سب سے پہلے اسلام لاتا ہے، ویسے یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدائے تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

دوسری

عن علی قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس فی القیامة رکبان غیرنا اربعة وقام رجل من الانصار

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوائے اور کوئی شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھکر

فقال فداك ابي وامي من هم	عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر
یا رسول الله قال انا علی البراق	فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا
واخی صالح علی ناقة الله التی عقرت	کہ ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا اور
وعمی حمزة علی ناقتی العضباء واخی علی	میرا بھائی صالح نبی ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جسکے
علی ناقة من نوق الجنة بیده لواء	پاؤں کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضبا پر
الحمد ینادی لا اله الا الله محمد	سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیوں
رسول الله فیقول الآدمیون ما هذا	میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور اُن کے
الا ملك مقربا او نبیا مرسلا	ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ
او حامل العرش فیجیبهم ملك من	محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا۔ تمام آدمی
بطنان العرش یا معشر الآدمیین	کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل
لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا	یا حامل عرش ہے۔ پھر اُن کے جواب میں ایک
مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق	ملک عرش سے ان سے کہیگا کہ یہ نہ تو کوئی مقرب
الاکبر علی بن ابیطالب	فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے
(اخرجه ابو جعفر العقیلی)	بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابیطالب ہے
تیسری — عن عباد بن عبد الله ایضا قال	عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر
علی انا عبد الله واخو رسول الله	فرماتے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول
صلی الله علیه وسلم وانا الصدیق الاکبر	صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر
لا یقولها ذلك غیری الا کاذب	ہوں۔ یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا
صلیت قبل الناس سبع سنین	مگر جھوٹ بولنے والا۔ میں نے سات برس

اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی	سب سے پہلے نماز پڑھی ہے
فی الخصائص والحاکم فی المستدرک و	
حاکم ابوزید بن عثمان ابن ابی شیبہ	
فی سنہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ	
ابونعیم فی الحلیۃ والعقیلی)	
چوتھی — عن سلمان الفارسی وابی ذر	سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ
الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلعم	عنہما روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
بید علی فقال ان ھذا اول من	وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکر فرمایا
امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ	بہ تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا
وھذا یعسوب المومنین وھذا من	ہے۔ اور یہ اس امت مین حق و باطل کے درمیان
یصافحنی یوم القیمۃ وھذا صدیق	فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنون کا امیر ہے
الاکبر (اخرجہ الطبری الدیلمی	اور یہ وہ ہے جو قیامت کے دن مجھ سے
والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان	ملاقات کرے گا۔ اور یہ صدیق اکبر
ایضا صفحہ ۲۱	ہے۔
پانچوین — عن ابن عباس وابی لیلی قالا	ابن عباس اور ابولیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہین اول
الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار	حبیب النجار مومن الیاسین (یعنی جناب عیسی علیہ السلام
مومن الیاسین الذی قال یاقوم	کے حوارین) پر ایمان لانے والا جس نے کہ یہ کہا تھا
اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن	کہ اے میری قوم کے لوگو نبیون کی متابعت کرو۔ اور

آل فرعون الذی قال اتقتلون	فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جسنے
رجلا ان یقول ربی الله وعلی بن ابیطالب	یہ کہا تھا کہ اے لوگون تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو
وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس	جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن
واحمد عن ابن لیلی) (ایضا صفحہ ۲۲)	ابی طالب کہ وہ اُن سے افضل ہین۔
بیسٹی | عن ابی لیلی قال قال رسول	ابو لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم
الله صلعم سیکون من بعدی فتنۃ	نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم
فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ	لوگ علی سے جدا نہ ہونا کیونکہ وہ فاروق ہے حق
الفاروق بین الحق والباطل	و باطل مین تفرقہ کرے گا۔
(اخرجہ ابن عدی ... ابی لیلی الغفاری)	(ارجح المطالب صفحہ ۲۵)
| عن ابی رافع قال صلی النبی صلی	ابی رافع سے منقول ہے کہ آنحضرت
الله علیہ وسلم اول یوم الاثنین	نے ابتداے روز دوشنبہ نماز پڑھی اور
وصلت خدیجۃ آخر یوم الاثنین	حضرت خدیجہ نے آخر روز دوشنبہ مین
وصلی علی یوم الثلثاء من الغد	اور حضرت علی علیہ السلام نے سہ شنبہ
صلوا مستخفیا قبل الناس	کے روز اور سات برس تک اور لوگون سے
سبع سنین	قبل مخفی طور پر نماز پڑھتے رہے
آٹھوین | عن ابی ایوب الانصاری قال	ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ
قال رسول الله صلعم ان الملئکۃ	آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر اور علی پر سات
صلت علی وعلی علی سبع سنین قبل	برس تک ملائکہ نے درود بھیجا قبل اس کے کہ کوئی شخص
ان یسلم بشر (ایضا صفحہ ۵)	مشرف باسلام ہو۔

نویں

عن انس بن مالك قال رسول الله صلعم صلت الملئكة علی و علی علی سبع سنین وذلك انه لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الی السماء الا منی ومن علی ۔ ایضًا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک ملائکہ درود بھیجتے رہے اور سوا میری اور علی کی آواز اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے کسی کی آواز آسمان تک نہیں پہونچی ۔

دسویں

عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ السابقون الاولون الخ قال سبق یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسی وسبق علی بن ابیطالب الی محمد بن عبد الله صلعم (اخرجه الثعلبی والطبرانی وابن مردویه) ارجح المطالب

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیۂ شریفہ السابقون الخ سے مراد یہ ہے کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور حضرت علی نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اسلام میں سبقت کی ۔

گیارھویں

عن عفیف قال جئت فی الجاهلیة الی مكة فنزلت علی العباس بن عبد المطلب رض فلما ارتفعت الشمس وحلقت فی السماء وانا انظر الی الكعبة اقبل شاب فرمی ببصره الی السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم یلبث حتی جاء غلام

عفیف کہتا ہے کہ میں ایام جاہلیت میں مکہ آیا اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس مقیم ہوا جب آفتاب بلند ہوا اور آسمان کی پوری بلندی پر پہونچا اسوقت میری نظر کعبہ کی طرف تھی کہ ایک جوان شخص آیا اور آنکھیں اُٹھا کر آسمان کیطرف دیکھا اسکے بعد کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک صاحبزادہ آیا اور وہ اُس جوان کے

فقام عن يمينه فلم يلبث حتى
جاءت امرأة فقامت خلفهما
فركع الشاب فركع الغلام والمرأة
فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة
فخر الشاب ساجدا فسجدا معه
فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من
هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري
من هذا الغلام فقلت لا فقال
هذا علی ابن ابی طالب بن
عبد المطلب هذا ابن اخي
هل تدري من هذه المرأة
التي خلفهما فقلت لا فقال
هذه خديجة بنت خويلد
زوجة ابن اخي هذا حدثني
ان ربه رب السموات والارض
امره بهذا الدين الذي هو عليه والله
ما على الارض كلها احد
على هذا الدين غير هولاء الثلثة[ف]

اپنی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ عرصہ نہ گذرا
تھا کہ ایک خاتون آئی اور وہ ان دونوں کے
پیچھے کھڑی ہو گئی اسکے بعد اُس جوان نے
رکوع کیا وہ دونوں بھی رکوع میں گئے پھر وہ
جوان کھڑا ہو گیا ان دونوں نے بھی ایسا ہی کیا
اسکے بعد وہ جوان سجدہ میں گیا اور وہ دونوں بھی اُسکے ہمراہ
سجدہ میں گئے میں نے عباس سے پوچھا یہ کیا امر کر رہے ہیں
عباس نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون جوان ہے میں نے کہا نہیں
عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے محمد صلعم ہیں اسکے بعد کہا کہ تم
اس لڑکے کو جانتے ہو کہ کون ہے میں نے کہا نہیں عباس نے کہا یہ میرے
بھائی کے بیٹے علی بن ابیطالب ہیں پھر پوچھا اس خاتون کو
جانتے ہو جو دونوں جوانوں کے پیچھے کھڑی
ہے میں نے کہا نہیں۔ عباس نے کہا یہ خدیجہ
میرے بھتیجے کی بیوی ہیں۔ محمد بن عبد اللہ میرے
بھتیجے کا قول ہے کہ وہ خدا جو زمین و آسمان
کا بنانے والا ہے اُسنے اُسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ
اُس دین پر قائم رہے جسپر وہ ثابت قدم ہے
خدا کی قسم تمام عالم میں بجز ان تین آدمیوں کے
کسی نے اس دین کو اختیار نہیں کیا۔

[ف] خصائص نسائی صفحہ ۳-۴ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۲ میں باختلاف الفاظ و تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۶۱ میں بھی یہ حدیث درج ہے

بارھوین

عن عمر بن الخطاب قال اشهد علی رسول الله سمعته هو یقول لو ان السموات السبع والارضین السبع وضعن فی کفة میزان و وضع ایمان علی بن ابی طالب فی میزان لیرجح ایمان علی (مناقب اخطب خوارزم فصل ۱۲)

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ مین شہادت دیتا ہون کہ مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک ترازو کے پلے مین رکھے جائین اور علی کا ایمان ایک پلہ مین تو علی کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

تیرھوین

عن عمر قال کنت انا وابو عبیدة وابوبکر وجماعة من اصحابه اذ ضرب رسول الله علی منکب علی فقال یا علی انت اول المومنین ایمانا و اول المسلمین اسلاما وانت منی بمنزلة هارون من موسی (اخرجه ابن السمان)

انھین حضرت سے روایت ہے کہ مین اور ابو عبیدہ وابوبکر اور ایک جماعت ان کے اصحاب سے موجود تھی کہ اتنے مین رسول اللہ نے دوش علی پر ہاتھ مار کر فرمایا یا علی! تم ہر مومن سے پہلے ایمان لانے والے ہو اور ہر مسلمان سے پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی

چودھوین

مدارج النبوة مین شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے :-

"تسمیہ کرد اورا ابوطالب بہ علی۔ وتسمیہ نمود پیغمبر خدا بہ صدیق ولقب کرد بہ امین وشریف وہادی ومہدی ویعسوب الائمہ وغیرہ وغیرہ"

پندرھوین

اسی طرح جناب شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوائے عزیزی کی جلد دوم صفحہ ۸۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی مین رقم طراز ہین :-

"ولقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ مرتضی در احادیث دیدہ نہ شدہ ونہ در صدر اول این لقب مستعمل بود

دراحادیث صحیحہ کنیت شان بہ ابوتراب وابوالریحانین وتلقیب ایشان بہ ذی القرنین ویعسوب الدین وصدیق وفاروق وسابق یعسوب الامۃ۔ ویعسوب قریش۔ وبیضۃ البلد۔ وامین۔ وشریف وہادی و مہدی وغیرہ مروی وثابت ست۔

سولھوین

فذھب صاحب السیرۃ وکثیر من اھل العلم ان اول الناس اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و عمرہ تسع سنین وقیل احدی عشر سنۃ وکان فی حجر رسول اللہ صلعم قبل الاسلام فلم یزل علی مع النبی حتی بعثہ اللہ نبیا فصدقہ علی (تاریخ ابوالفدا جلد اول)	صاحب السیرۃ اور اکثر علما اس امر مین متفق ہین کہ علی بن ابی طالب کل مسلمانون سے سابق الاسلام ہین اور وقت قبول اسلام آپکے سن شریف مختلف اقوال سے نو۔ اور گیارہ سال کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت کے آغوش مبارک مین تربیت پائی اور وقت بعثت سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے ہین۔

سترھوین تفسیر درمنثور جلد پنجم صفحہ (۳۲۸) مین آیۂ کریمہ "والذی جاء بالصدق الخ" کی تفسیر مین مروی ہے۔

واخرج ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلعم و صدق بہ قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ ہین اور صدق بہ سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین۔

اٹھارھوین آیہ شریفہ:۔

والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم (پ ۲۷۔ س حدید۔ ع ۲)	جو لوگ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقون اور شہیدون کے درجہ مین ہونگے۔

امام احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا کہ مین صدیق اکبر ہون اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح مین روایت نقل کی ہے کہ قیامت مین سب سے پہلے آپ ہی آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرینگے اور آپ ہی صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہین ۔

وعن ابن عباس قال انها نزلت فی علی	ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ آیت
اخرجہ احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیرہ و ابن	جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی
المغازلی فی المناقب)	ہے ۔
(۱) ؟؟ فی علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ	علی بن ابی طالب کے اسلام کے بارہ مین
واسلامہ فذھب کثیر من الناس الی انہ	اکثر محققین اہلسنت متفق ہین کہ آپ کبھی مشرک
لم یشرک باللہ شیئا فیستانف الاسلام بل	تھے ہی نہین اور اسلام کی ابتدا آپ ہی سے
کان تابعا للنبی فی جمیع افعالہ مقتدیا بہ	ہوئی ہے اسلئے کہ آپ نے آغوش رسول مین پرورش
وبلغ وھو علی ذالک ان اللہ عصمہ وسددہ	و تربیت پائی تھی اور جملہ امور مین آنحضرت کے
ووفقہ بالتبعیۃ لنبیہ علیہ السلام لانہ	قدم بقدم تھے اور خدا نے آپ کو معصوم کیا تھا
کان غیر مضطرین ولا مجبورین علی فعل	اور رسول کی پیروی کی توفیق عطا کی تھی
الطاعات بل مختارین قادرین فاختار	آپ برضا و رغبت تابع احکام خدا و رسول تھے اور
اطاعۃ الرب موافقۃ امرہ واجتناب	جملہ منہیات اور لغزشات سے آپ کی ذات گرامی صفات
منھیاتہ (مروج الذہب جلد اول ص۳۰۶ مصر)	پاک و صاف تھی ۔

بیسوین اکثر مورخین اہل نصاریٰ نے جو اسلامی کتب تواریخ لکھی ہین اُن مین مولائے کونین کے سابق الاسلام ہونے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اُس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائین :۔

"مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اِس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کی بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے شکم مادر ہی مین دین اسلام قبول کیا تھا اور جب تک حمل مین رہے اپنی مان کو بُت کے سامنے جھکنے نہین دیا اِسی واسطے جب مسلمان نام علی کا لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے (خدا نے اُن کے چہرہ کو بزرگی اور عظمت بخشی ہے) کہ اُنھون نے نہ خود کبھی بتون کو سجدہ کیا اور نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا حالانکہ اور کوئی صحابی ایسا نہین ہوا جس نے بتون کو کبھی سجدہ نہ کیا ہو۔ اس واسطے علی اِن معانی کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون کا موسٰے سے تھا۔ مین ایک شہر ہون جس مین تمام علوم بند ہین اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ اگر شجاعت و خوش طینتی و زہد و پارسائی و عقل و دانائی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو علی ہی ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین جس سے بڑھکر کوئی پیدا نہین ہوا۔

(ترجمہ تاریخ اسلام مولفہ مسٹر اوگلی صفحہ ۲۳۰)

جناب امیر ع کی سابق الایمانی پر اعتراض اور اسکی تردید

افسوس! کہ غیر ملت و مذہب کے اصحاب تو جناب امیر علیہ السلام کا سابق الایمان و الاسلام ہونا قبول کرین مگر اکثر اہلسنت مسلمان ہوکر اسکو نہ مانین۔ ملاحظہ ہو عروج الاسلام کہ اُس مین جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نے جناب مولائے کونین کی سابق الایمانی پر کس طرح نیش زنی فرمائی ہے وہ یہ ہے :-

"اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علی ہی سب سے پہلے مسلمان ہوے تھے تو بھی سمجھنا چاہیے کہ گھر کے ایک نادان بچے کا ایمان لانا اور نہ لانا کیا چیز ہے، اور اسلام کو کیا مدد ملسکتی ہے"

حالانکہ امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین۔ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضی وہ شیر خدا ہین جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کفر کے جلتے چراغ گل کیئے ہین۔ کرار غیر فرار کے دشمن بھی اس امر سے انکار نہین کر سکتے کہ ؎

ہوتا نہ اگر مصقلۂ تیغ قضا رنگ — آئینہ اسلام سے جاتا نہ کبھی زنگ
تھا ضیغم یزدان کی لڑائی کا نیا ڈھنگ — دو کر دیا دم مین حق و باطل کو دمِ جنگ

دینداروں کی بستی ہوئی ویرانہ جہان تھا
وان خانۂ حق بنگیا بتخانہ جہان تھا

حق کو نہ سمجھتا تھا کوئی خلق مین مطلق — ہر بت کو خدا جانتے تھے جاہل و احمق
جاری یہ ہوا خلق مین فیض اسد حق — آگے کبھی تھی چمن دین کی یہ رونق

مردود جدا ہوگئے، مقبول جدا ہین
دیکھو تمھین کانٹے ہین جدا پھول جدا ہین

لیکن صغر سنی کے اعتراض سے صرف نفس رسول ہی کے فضائل پر حملے کیئے جاتے ہین ورنہ اپنے اصحاب کی اسی صغر سنی مین اسلام لانے سے عرش پر چڑھاتے ہین جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے اسلام لانے پر الفاروق مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

"عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر ہی کے ساتھ اسلام لائے بہرحال ان کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل ان کو بچپن ہی کے زمانہ مین گنجینۂ مراد ملا۔"

حالانکہ ان کے حالات "امنوا وعملوا الصلحت" کا اندازہ حضرت مولوی خواجہ نظامی صاحب کے اس کلام سے بخوبی ہوتا ہے جو صاحب ممدوح نے مجلس شورے کے احوال مین آپ کی نسبت

لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

"ایک شخص (حضرت عمر سے مخاطب ہوکر) بولا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیوں نہین دیتے؟ آپنے فرمایا چپ خدا تجھے غارت کرے تونے یہ مشورہ خدا کے واسطے نہین دیا اور مسلمانون کے فائدے کے لئے جو شخص (یعنی عبداللہ بن عمر) اپنی بیوی کو طلاق دینے مین ٹھیک فیصلہ نہ کرسکتا ہو وہ مسلمانون کا کیا خاک فیصلہ کرے گا"۔

(منقول از محرم نامہ صفحہ ۱۴)

اسیر شبلی صاحب "الندوہ" مین ان کے ایمان واعمال حسنہ کی بہت کچھ ثنا وصفت کرتے ہین۔ اور کیون نہ کرین۔ اسلئے کہ آل رسول کے ساتھ جو طرز عمل آپکے والد ماجد کا تھا وُہی آپکا بھی تھا۔ چنانچہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلیفہ ہوے تو آپنے اُن جناب کی تو بیعت نہ کی مگر یزید کی خلافت کے اسقدر حامی تھے کہ جب بعد واقعہ کربلا لوگون نے یزید سے نکث بیعت کرنی چاہی تو آپ مانع ہوے اور اِس کا رخیر مین اسقدر حصہ لیا کہ ایک من گھڑت حدیث لوگون کے سامنے پیش کردی جس سے لوگ صراط مستقیم سے باز رہے"۔ اسی طرح عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت مین حجاج بن یوسف ثقفی کی بیعت کیلئے آدھی رات کو پہنچے۔ اور جب اس نے کہا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کرلینا تو یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص امام وقت کی بیعت کئے بغیر مرجائے تو وہ حالت کفر مین مرتا ہے۔ حجاج نے جو کہ دشمن اسلام تھا یہ اعتراض کیا کہ علی ابن ابیطالب کے وقت یہ حدیث تمکو یاد نہ رہی تھی۔ اسوقت میرا ہاتھ خالی نہین ہے۔ اگر تمھین ضرورت ہے تو میرے پاٴون سے بیعت کرلو۔ چنانچہ اسکے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ کامل۔ تاریخ طبری اور روضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ مین موجود ہین (دیکھو مقبول ترجمہ ۱۴۳)

الغرض روایات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا کہ نفس رسول ہی سب سے اول ایمان لائے اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کے القاب عطا فرمائے لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے باوجود یکہ بعض احادیث کے وہ خود بھی راوی ہین خلافت کی طرح یہ القاب بھی چھین لئے۔ پھر ان کے ہواخواہون نے وضعی روایتین وضع کر کے اسکو شہرت دی جن کا بطلان خود انھین کے بیانات اور تحریرات سے ہوتا ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ

"صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا تھا"

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے۔ اس کی نقل یہ ہے:۔

محمد بن شعبی کاتب واقدی از زہری	محمد بن شعبی نے زہری سے روایت کی
روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب	ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اہل کتاب یعنی
اول بار فاروق خواندند مسلمانان متابعت	یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے مسلمان
ایشان کردند و از پیغمبر صلعم چیزے در این باب	بھی وہی کہنے لگے حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے اس بارے
بما نرسیدہ جلد دوم صفحہ ۶۵	مین مطلقاً کچھ نہین فرمایا۔

یہی ابن جریر طبری کا قول ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ

عن صالح بن کیسان قال قال	یعنی اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو
ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول	فاروق کہا۔ اسکے بعد مسلمان بھی یہی کہنے لگے
من قال عمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون	لیکن یہ خبر کسی سے ہم کو نہین ملی کہ رسول اللہؐ
ذلک من قولہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئاً	نے ان کو فاروق کہا ہو۔

اب مین ناظرین کی توجہ مولائے کونین یعنے ابوالحسنین علیہ السلام کے ذاتی وصفاتی حالات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون جو علماء اہلسنت نے بتوضیح وتصریح لکھے ہین۔ ازانجملہ

یہ ہے :۔

"خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علے مرتضیٰ ؑ کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے۔"

اور جبکہ علمائے اہلسنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ مردون مین علیؑ اور عورتون مین خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے ایمان لائے تو ایسی صورت مین اُن جناب کی سابق الاسلامی کے متعلق بحث کرنا ایک فضول امر ہے۔ ہان اگر آپ کا پہلا مذہب دین محمدی کے خلاف ہوتا تو اُس وقت آپ کے مقابلہ مین دوسرون کا ایمان و اسلام پیش کرکے بحث ومباحثہ ہوسکتا تھا علے مرتضیٰ ؑ نے تو رسول اللہ ؐ کی گود ہی مین مثل فرزند کے پرورش پائی ہمیشہ آنحضرت کی صحبت مین رہے اور وہ جناب عہد طفولیت ہی سے اِس دین پر تھے جس دین پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کے رگ و ریشہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم۔ تربیت اور صحبت کا اثر تھا۔ وہ جناب اُن جمیع صفات سے بجز نبوت و رسالت متصف تھے جو آنحضرت صلعم مین تھے۔ آپ نے ایک پل بھی کفر اختیار نہین کیا۔ جب آپ بطن مادر مین تھے تو آپ نے اپنی مان کو بھی بتون کے سامنے جھکنے نہین دیا جیسا کہ تذکرۂ خواص الامہ مین ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل تسجد لہ وھے حامل بہ علیؑ علے بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علیاً	عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام حمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے کیلئے جاتین اور سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ ان کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور ان کو سجدہ کرنے سے روکے رکھتے لہذا علی نام رکھا گیا۔

از ارجح المطالب
صفحہ (۱۰)

غرض کہان بت پرست اور کجا بت شکن۔ بھلا بت پرستون کے اسلام کو بت شکن کے اسلام

وایمان سے کیا نسبت ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کفر کو ایمان سے۔ ذرہ کو آفتاب سے۔ خار کو گل سے۔ قطرہ کو دریا سے ظلمت کو نور سے کیا مناسبت ؎

چہ نسبت ست بہ رندے صلاح و تقویٰ را　　سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا،

قولہٗ تعالیٰ

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا　　اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہین ہو سکتا

الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور　　اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات　پ۲۲ فاطر ع۳　　اور نہ زندے اور مرے برابر ہوتے ہین۔

اس صورت مین محض آپ کے کہنے سے وہ حضرات نہ صدیق اکبر تسلیم کئے جا سکتے ہین نہ فاروق اعظم ؎

سامان سے کوئی صاحب ایمان نہین ہوتا　　آئینہ گر اسکندر دوران نہین ہوتا

ہر اہل عصا موسیٰ عمران نہین ہوتا　　پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہین ہوتا

لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہین جاتا

بت سجدہ کا فر سے خدا ہو نہین جاتا

یہ چند روایتین جو ہم نے نقل کی ہین وہ مفہوماً جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سابق الایمانی پر دال ہین اور بوقت جہاد پیغمبر خدا صلعم کی اعانت و رفاقت پر۔ بدر۔ حنین۔ خیبر خندق وغیرہ وغیرہ مین کفار و مشرکین کے خون کی ندیون کا بہانا شاہد ہے ؎

فرق اعدا پر مثال اژدہا　　ذوالفقار شاہ بل کھاتی رہی

بھائیو! جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی و جان نثاری کا ذرا اپنے افضل الصحابہ سے

جو سن و سال مین مسن تھے تقابل کرو کہ یار غار بنکر رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ گئے تو کف رکو بر سر غار دیکھکر جزع و فزع کرنے لگے ہر چند پیغمبر اطمینان دلاتے تھے مگر آپ کی تسلی کسی طرح نہین ہوتی تھی اور بجائے اسکے کہ آنحضرت صلعم کیلئے باعث اطمینان ہوتے خود آنحضرت صلعم کو بار بار اطمینان دلانا پڑا۔ یہی وہ رفاقت ہے جسکا شہرہ آجتک زبان زد خاص و عام ہے ؎

بس کن حدیث غار کہ ننگ ست نزد عقل — آن حزن و بیقراری شیخ معمرم

اور ادھر نفس رسول اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرش رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلاخوف و خطر سوتے ہین۔ باوجودیکہ اسکا یقین تھا کہ مشرکین و کفار آج کی شب بقصد ہلاکت جناب رسول خدا آنے والے ہین اور مجھے رسول اللہ سمجھ کر ہلاک کردینگے مگر اپنی جان عزیز کی مطلق پرواہ نہین کرتے ؎

شب ہجرت شدہ آمادہ ایثار حیات — جز علی کیست کہ این طرز وفا می داند

اللہ رے ولی خدا کا مرتبہ کہ اللہ جلشانہ اپنے ملائکہ مقربین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کے مقابل نفس رسول پر فخر و مباہات کرتا ہے جیسا کہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء الخ کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:۔

بخ بخ من مثلک یا علی بن ابیطالب یباھی اللہ بک الملائکۃ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳)

اے علی! مبارک ہو کون تمھارا مثل ہے کہ خداوند جلیل اپنے ملائکہ کے مقابل مین تم پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

یہ حال شب ہجرت کا ہے جو مفصل جلد دوم مین تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا

ولادت جناب امیر کعبہ مین

اس مرتبہ عظمیٰ کے سوا ولی خدا کی منزلت بھی سب پر روشن ہے کہ ؎

علی کو حق نے اُتارا تھا عین کعبہ مین — کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

اِس مرتبت کو خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک دلچسپ رباعی مین کیا خوب نظم فرمایا ہے۔

رباعی

وقتیکہ بکعبہ مرتضےٰ شد پیدا　　دراَرض و سما جلوہ نما شد پیدا

جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت　　فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

علامہ ابن صباغ مالکی جو اعاظم اہلسنت سے ہین اپنی کتاب فصول المہمہ مین رقمطراز ہین

ولد علی بمکۃ المشرفۃ داخل البیت　　یعنی حضرت علی مکہ مشرفہ مین اندرون خانۂ

الحرام فی یوم الجمعۃ الثالث عشرۃ　　کعبہ تیرھوین ماہ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ

من شہر اللہ الاصم رجب الفرد　　متولد ہوے اور آپ کے سوا کوئی خانۂ کعبہ مین

ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام　　پیدا نہین ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت ہے کہ خدا نے

احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بہا　　محض اظہار جلالت قدر و علو مرتبت کیلئے

اجلالالہ واعلاء الرتبۃ واظہار التکرمۃ　　کرامت خاص آپ ہی کو عطا کی تھی۔

اور علامہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے ایک طولانی روایت کتاب کفایۃ الطالب مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ کے صفحہ (۲۶۹) پر جناب علی بن ابیطالب کی ولادت و فضیلت کے بارے مین تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

"جابر بن عبداللہ انصاری صحابی راوی ہین کہ ایک روز مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے جناب امیر کی ولادت کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہترین مولود کے بارے مین سوال کیا جو بمشابہت حضرت مسیح پیدا ہوا خدا نے علی کو ہمارے نور سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور سے اور ہم ہونون ایک نور سے تھے پھر خدا نے ہم دونون کو صلب آدم سے طرف اصلاب طاہرہ کے منتقل کیا اور پھر نقل مین علی ہمارے ساتھ تھے یہان تک کہ ہم بہترین رحم حضرت آمنہ مین آئے اور علی کو

اُس رحم کی سپرد کیا جو بہترین رحم تھا یعنے رحم فاطمہ بنت اسد۔ حضرت فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایک مرد زاہد و عابد تھا اس نے ایک سو ستر سال خدا کی عبادت کی تھی اور ایک حاجت بھی خدا سے نہین چاہی تھی خداوندعالم نے ایک روز ابو طالب کو اس کے پاس پہونچادیا اُس نے اپنے پاس بٹھایا اور بعد استفسار سکونت و حسب و نسب سر پر بوسہ دیکر فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ جب جناب امیر پیدا ہوے تو تمام زمین منور ہوگی اور ابوطالب کہنے لگے ایہا الناس! آج ولی خدا خانہ کعبہ مین پیدا ہوا صبح کو داخل خانہ کعبہ ہوے تو کہا اے خداوندعالم اپنے امر مخفی کو جو اس طفل کے بارے مین ہے ظاہر فرما۔ اس پر ایک ہاتف کی آواز آئی۔ اے اہلبیت نبی مصطفےٰ خدا نے تم کو خاص کیا ہے ولد ذکی سے اُسکا نام علی ہے مشتق ہے جو کہ علی اعلےٰ ہے۔

حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد کی فضیلت مین

اس موقع پر ہم آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی ایک روایت تذکرہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مدونہ مولوی محمد نظام الدین حسن خان صاحب جی اللہ ہی سابق جج مجلس عالیہ عدالت دولت آصفیہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو کے صفحہ ۷۴ سے نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ وہ خاتون کس مرتبے اور درجے کی تھین۔ وہ یہ ہے:-

"جب حضرت فاطمہ بنت اسد خوشدامن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلعم نے اپنی قمیص اُن کو پہنائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ دعاے خیر مانگی اور قبر مین رکھنے کے قبل آپ خود قبر مین لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نکلکر حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ آپکا بالکل نیا ہے آپنے کبھی ایسا نہین کیا آپنے فرمایا کہ قمیص اسلئے پہنائی کہ اللہ رحمت کرے اور قبر مین اسلئے لیٹا کہ خداوندتعالیٰ جل شانہ اُس مین وسعت دے اور فرمایا کہ یہ میری دوسری مان ہین۔ ابوطالب کے بعد یہ میرے ساتھ

بہت محبت فرماتی تھین اور بہت خلق سے مپیش آتی تھین۔ حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ
یہ عورت اہل جنت سے ہے اور ستر ہزار فرشتون نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ جس ولی خدا نے ایام طفولیت مین رسالت اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تصدیق کی جو بطن مادر مین بھی کفر و شرک سے پاک رہا۔ جس کو اوائل عمر مین ہی وصی و خلیفۂ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو ابتداء بعثت سے تا وقت رحلت مصیبت و سختی کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معاون و مددگار رہا۔ جس ضرغام الٰہی نے دین خدا کی اشاعت مین نامی گرامی کفار کو تہ تیغ کیا۔ جس کی ہمت و شجاعت پر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

"چون علی کرم اللہ وجہہ بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ صلعم فرمود اے علی می شنوی
بے خود را کہ ملک رضوان بر آسمان مے گوید لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

جسکے خدا اور رسول مداح و ثناخوان ہون۔ اس کے ایمان اور جان نثاری پر تو اہلسنت پردہ ڈالین اور جو لوگ اسلام اور ہادی اسلام کے پکے دشمن ہون اور اسلام لانے کے بعد بھی پیغمبر خدا کی حیات و ممات مین کینۂ دیرینہ کا اظہار اپنی رفتار و گفتار۔ اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے رسول اور آل رسول کے ساتھ کرتے رہے اُن کو سابق الاسلام یار وفادار۔ اور جان نثار رسول بتائین چنانچہ کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نازک وقت مین آپ اصحاب کو جان نثار رسول صلعم بتاتے ہین اسوقت مین کوئی شخص اتنا دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نہ تھا جتنے کہ حضرت عمر تھے یہان تک کہ ایک روز تلوار گلے مین حمائل کر کے آنحضرت کے قتل کرنے کو چلے چنانچہ اب ہم اُن کے اسلام لانے کا سال جس کو جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

حضرت عمر کا خاتم کے قتل کو آنا اور اسلام لانا

حضرت عمر ابھی تک اسلام سے بالکل بیگانہ تھے ان کے کانون مین جب یہ صدا پہونچی تو سخت برہم ہوے یہان تک کہ قبیلے مین جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن بن گئے لبینہ ان کے خاندان مین ایک کنیز تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اسکو بے تحاشا مارتے اور مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے ذرا دم لیلون پھر مارونگا لبینہ کے سوا اور جس جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے آخر مجبور ہو کر فیصلہ کیا کہ نعوذ باللہ خود بانی اسلام کا قصہ پاک کردون۔ تلوار کرسے لگا سیدھے رسول اللہ کی جانب چلے۔ کارکنان قضا نے کہا ع آمدان ا یے کہ ما میخواستیم راہ مین اتفاقاً نعیم بن عبداللہ مل گئے ان کے تیور دیکھکر پوچھا خیر تو ہے بولے محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہون انھون نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو کہ خود تمھارے بہن بہنوئی اسلام لا چکے مین فوراً پلٹے اور بہن کے یہان پہونچے وہ قرآن پڑھ رہی تھین ان کی آہٹ پا کر چپ ہو گئین اور قرآن کے اجزا چھپا لیے لیکن آواز ان کے کانون مین پہونچ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیا آواز تھی بہن نے کہا کچھ نہین بولے کہ مین سن چکا ہون کہ تم دونون مرتد ہو گئے یہ کہکر بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے اور جب اُن کی بہن بچانے کو آئین تو ان کی بھی خبر لی یہان تک کہ ان کا بدن لہولہان ہو گیا اسی حالت مین ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہین سکتا فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لا کر سامنے رکھدئے جب اس آیت پر پہونچے۔ "آمنوا باللہ و رسولہ" تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ جہان رسول اللہ پناہ گزین تھے حضرت عمر نے آستانۂ مبارک پر جو پکڑ دستک دی چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اس لیے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ آنے دو

اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا حضرت عمر نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کے فرمایا کیون عمر کس ارادے سے آیا ہے نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے۔ آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ تمام پہاڑیان گونج اٹھین حضرت عمر کے اسلام لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا۔ (الفاروق حصۂ اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

اسی طرح جناب خان صاحب رامپوری اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ مین کرتے ہین کہ:-

"ابتدائے اسلام کی تاریخ مین ان (حضرت عمرؓ) کا مسلمان ہونا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے بلکہ محققین کے نزدیک تو وہ ایسا امر ہے کہ بعثت کے بعد اسلام کی عزت و جلال کے لئے جو دوسرا امر ہے وہ یہی ہے (عروج اسلام جلد ششم صفحہ ۱۴)

جناب شبلی صاحب کے اس ارشاد سے کہ "حضرت عمر کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا ہے" ہم کو بھی اتفاق ہے۔ بلا شبہہ یہی تو وہ دور ہے جس کی نسبت ہم عبدالکریم شہرستانی کا قول حدیث قرطاس کے متعلق مسئلہ فضیلت صحابہ کے جواب مین نقل کر آئے ہین کہ "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی تھی اور پہلی نزاع اسلام مین حضرت عمر سے قائم ہوئی" لاریب محققین کے نزدیک اسی دور مین شجر فتنہ و فساد کا تخم سقیفہ مین بویا گیا جو ایسے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ ایک دین حق کے تہتر ٹکڑے ہوگئے۔ جس کی وجہ سے آل نبی و اولاد علی کی قربانیان مثل گوسفند کی گئین واحسرتاہ وا اسفاہ ؏

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے
کی تھی ریاضت اسپہ علی و بتول نے

پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے
تینون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین
پامال ظلم ہوگیا فصل بہار مین

پس یہ دور جس طرح تیرہ سو برس سے یادگار چلا آتا ہے اسی طرح تا دور شمس و قمر اسلامی دنیا مین یادگار رہے گا۔

چھپاؤن مین لاکھ سوز غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب تلک جلے گا یہ آگ کیونکر نہان رہے گی

حضرت عمرؓ کے اسلام کے متعلق آپنے بھی جو روایت اسی آیات بینات مین درج کی ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیش بہا انعام کی طمع پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے تھے اُس روایت کی نقل یہ ہے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرا ابو جہل نہایت مغرور مشہور و نامور تھے اور اُن کو سب سے زیادہ عداوت بھی پیغمبر صاحب کے ساتھ تھی شب و روز اسلام معدوم ہوجانے کی فکر مین رہتے تھے۔ ابو جہل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتھ دلی عداوت تھی اپنے بھائیون سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لانے ہکو ہزار اشتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار صلہ مین دونگا چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادے سے چلے جب دولت سرا پر پہونچے کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھا مگر حضرت امیر حمزہؓ چچا پیغمبر صاحب کے یہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک آدمی ہے اگر اطاعت کے ارادہ پر آتا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر۔ چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوے جناب پیغمبر صاحب بنفس نفیس اُٹھے اور اُن کو ایسا دابا کہ اُنکی آنکھین نکل پڑین" (آیات بینات صفحہ ۰۰ مطبع مصطفائی)

پس جبکہ ان تمام روایتون سے حضرت عمرؓ کی دشمنی و عداوت اور طمع و حرص خود محققین اہلسنت کے بیان سے ثابت ہے تو اب مابین ہمارے اور اہلسنت کے اختلاف اس امر مین ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ ان کی اِس عداوت اور طمع کو ان کے کمال ایمان اور جان نثاری سے مبدّل کر کے اُن کو تمام اُمت سے ایمان مین اکمل اور مرتبہ مین اعلے اور افضل و رفلکِ اِسلام کا مہر و ماہ سمجھتے ہین اور ہم اُن کو اِسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اِسلام اور آنحضرت صلعم کا مخالف جانتے ہین اسلئے کہ گو اس وقت اُن کو بسبب شوکت نبوت و جلالت رسالت آنحضرت صلعم پر تلوار اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن وہ عداوت جو پنہان تھی آخر کار آنحضرت صلعم کے حج آخری کے وقت سے عیان ہونے لگی۔ چنانچہ بعد برخاست جلسۂ غدیر خم جناب امیر المومنینؑ سے حسد کرنا۔ ہر بات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف کرنا۔ فرمان مصحف ناطق کو ہذیان بتانا۔ محبوب خدا کا دفن و کفن چھوڑ کر حصول حکومت کی غرض سے خلافت پر قابض ہو جانا۔ بنی ہاشم سے خاص عداوت و عناد رکھنا۔ شاہ ولایتؑ اور اہلبیت نبویؐ کے حقوق تلف کرنا۔ بھائی اور وصی رسول اللہ پر بیعت کے لئے جبر کرنا بصورت انکار قتل کی دھمکی دینا۔ ایوان نبوت و رسالت کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑی لے جانا جگر گوشۂ رسول اللہؐ کو میراث پدری سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کر لینا آل رسولؐ پر خمس کو بند کرنا مجلس شورے قائم کر کے آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ کی حقارت اور ہلاکت کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات ان کی اس مخالفت پر مثل آفتاب روز روشن شاہد ہین۔ بھائیو! یہ جلوے اور ان کے افعال و کردار ایسے نہین ہین جو کسیکے چھپائے چھپ سکین

پاس احمدؐ کا بھی ہو ظلم کا اقدام بھی ہو شیوۂ کفر بھی ہو دعوئ اسلام بھی ہو

اب ہم حضرت عمرؓ کے اِسلام لانے کی روایتون کی نسبت جن پر اہل سنت کو بہت کچھ

نازہے یہ عرض کرتے ہین کہ اگر حضرت عمرؓ فی الحقیقت بقول شبلی صاحب اپنی بہن سے آیۂ کریمہ "امنوا باللہ ورسولہ" سنکر صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو جو تلوار گلے مین حمائل کرکے پیغمبر خدا صلعم کے قتل کو چلے تھے اُسکو وہین پھینک دیتے ۔ حالانکہ یہ تلوار آستانہ رسالت تک آپ کی گردن مین حمائل تھی بلکہ یہ امر تو آپ کی بدنیتی پر دلالت کرتا ہے ۔

ﮯ اس واقعہ مین حضرت عمر کی بدنیتی پر دلالت کرنے والے بہت سے روایات ہین جنمین سے بعض کو ہم انسان العیون حلبی سے نقل کرتے ہین ۔ راوی کہتا ہے ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تمھارے خداؤن کو بُرا کہا اور تمھارے عقول کی تسفیہ کی اور گمان کیا کہ جو لوگ تمھارے اسلاف سے گذرے ہین وہ آگ مین گرا دیے جائینگے آگاہ ہو کہ جو شخص محمد کو قتل کرے گا اوسکو مین سو ناقہ سُرخ اور سیاہ رنگ کے دونگا اور ہزار وقیہ چاندی دونگا ۔ اور بنا بر قول دیگر یہ قرار دیا تھا کہ جو قتل کرے گا اوسکو اتنے اتنے وقیہ سونا اور اتنے اتنے وقیہ چاندی اور اتنے اتنے مشک نافے اور اتنے اتنے حلے وغیرہ دیئے جائینگے ۔ عمر نے کہا کہ مین اس کام کو انجام دونگا لوگون نے کہا کہ اے عمر ضرور تم اس کام کے قابل ہو اور اسپر عہد اُن سے کرلیا عمر کہتے ہین کہ مین تلوار حمائل کرے اور پہلو مین ترکش لگا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے نکلا تھا کہ گذر میرا ایک گوسالہ کی طرف سے ہوا جو ذبح کیا جا رہا تھا مین نے اُس گوسالہ کے شکم سے آواز سنی کہ اے آل ذریح ایک پکارنے والا بزبان فصیح پکار رہا ہے ۔ دعوت کر رہا ہے شہادت ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ کی طرف مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس امر سے سوائے تمھارے اور کوئی مراد نہین ہے اور ذریح نام تھا اُس گوسالہ کا جو ذبح کیا جا رہا تھا اور ذریح اُسکو خون کے رنگت کے سبب سے کہتے تھے کہ وہ سُرخ رنگ کا تھا اور عرب مین احمر ذریحی اوس سُرخ رنگ کو کہتے ہین جس مین سُرخی تیز ہو ۔ راوی کہتا ہے کہ عمر پھر ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوکر گذرے جو اسلام لا چکا تھا اور اپنا اسلام اپنی قوم کی ڈر سے چھپاتا تھا اُسکو نعیم کہتے تھے یہی جسبا ابن نحام کا بیٹا جیسا کہ گذرا اُسنے پوچھا کہ اے ابن خطاب ! کہان چلے ؟ عمر نے کہا کہ (معاذ اللہ) اس بیدین کی طرف جاتا ہون جسنے قریش کے امر کو متفرق کردیا ہے اور اُن کے عقول کی تسفیہ کی ہے اور اُن کے خداؤن کا بد کہا ہے مین اُسے قتل کرونگا ۔ نعیم نے ان سے کہا کہ تجکو تیرے نفس نے فریب دیا ہے کیا تجکو یہ خیال ہے کہ بنی عبد مناف زمین پر چلتا ہوا تجکو چھوڑ دینگے حالانکہ تو نے محمدؐ کو قتل کیا ہو ۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھر والون مین جا تاکہ اُن کے امر کا سرپرست ہو ۔ عمر نے کہا کہ میرے اہلبیت کون ؟ اُسنے کہا کہ تیرے بہنوئی اور ابن عم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن کہ یہ دونون اسلام لا چکے ہین ۔

بہرکیف اگر حضرت عمرؓ صدق دل اور خلوص ایمان سے جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت مین حاضر و موجود ہوے ہوتے اور اُن کا اسلام لانا بسبب برکت دعاء آنحضرت صلعم ہوتا تو جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نبوت سے آپکے اسلام لانے اور آمد آمد کا علم ہوجاتا اور اُنکے حاضر ہونے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو اُن کے اسلام لانے کا مژدہ سُنا کر اُن کے استقبال کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرط طرب مین یہ ارشاد فرماتے ع

"آمد آن یارے کہ مامی خواستیم"

اور حضرت عمرؓ کو دیکھکر آنحضرت صلعم اور کل اصحاب خوش ہو ہو کر اُن سے بغلگیر ہوتے مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) تجکو لازم ہے کہ جاکر اُن کا حال دریافت کر نعیم نے یہ جو کچھ کہا تھا اِس غرض سے کہا تھا تاکہ عمر کو رسول اللہ کے قتل سے باز رکھے اور بقول بعض حضرت عمرؓ کو ملا تھا وہ سعد بن ابی وقاص تھا اُسنے کہا کہ "کہان کا ارادہ ہے؟ اے عمر!" جواب دیا کہ "مین چاہتا ہون کہ محمد کو قتل کرون"۔ سعد نے کہا کہ "تمھاری یہ طاقت نہین ہے چاہتے ہو کہ محمد کو قتل کرو بنی عبد مناف تم کو زمین پر چلتا ہوا چھوڑ دین عمرؓ نے کہا کہ تو اسلام کی طرف مائل ہوگیا ہے مین تجھی سے پہل کرتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون سعد نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ۔ عمرؓ نے اپنی تلوار کھینچی ادھر سعد نے اپنی تلوار کھینچی اور قریب تھا کہ چل جائے پھر سعد نے عمر سے کہا کہ کیا ہوگیا ہے تجکو اے عمر اپنی بہن اور بہنوئی کو پہلے تجھے قتل کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دونون بھی اسلام کی طرف مائل ہوگئے سعد نے کہا ہان۔ عمرؓ نے سعد کو چھوڑ دیا اور اپنی بہن کے مکان پر آئے خباب بن ارت بھی اُن لوگون کے پاس پائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک صحیفہ تھا اسمین سورہ طہٰ لکھا تھا۔ اُن لوگون کے سامنے پڑھ رہے تھے کہ عمر نے اُن لوگون کے دروازے پر آکر دستک دی۔ جب آہٹ عمر کی سُنی اُن لوگون نے تو خباب تو غائب ہوگئے اور وہ صحیفہ چھوڑ گئے جب مکان مین عمر آئے تو اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی مین سُن رہا تھا بہن نے اُن کی کہا کہ کچھ نہین ہم لوگ آپسمین باتین کر رہے تھے وہی تم نے سُنی۔ تب عمر نے کہا کہ قسم بخدا مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونون (اپنے بہن بہنوئی کو کہا) نے محمد سے بیعت کرلی ہے اُن کے دین پر ہو اور اپنے بہنوئی پر حملہ کیا اور زمین پر پچھاڑ دیا اور اُنکے سینہ پر بیٹھکر اُنکی ڈاڑھی پکڑ لی۔ بہن اُن کی اپنے شوہر کو چھڑانے کی غرض سے اٹھین انھین بھی مارا کہ پیشانی اُنکی زخمی ہوگئی جب خون بہتے دیکھا

برعکس اسکے جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آنا گران گذرا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے دق الباب کیا اور ایک صحابی نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور ان کا حال حضورؐ مین عرض کیا تو کل اصحاب اُن کے آنے سے متردد ہوے کہ کوئی دروازہ کھولنے کو بھی نہ اٹھا آخر بقول شبلی صاحب :۔

"چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسکا سر قلم کر دیا جائے گا۔"

غرض جب حضرت عمرؓ حضورؐ کے سامنے حاضر کئے گئے تو اُس وقت تک آپ اُن کی طرف سے ویسے ہی بدگمان تھے اور اُن کو اپنا اور اسلام کا دشمن جانتے تھے۔ جیسا کہ ابن اثیر جزری کا قول ہے کہ :۔

حضرت نبی صلعم خود ہی حضرت عمر کی طرف تشریف لائے اور اُن کے پاس آ کر چادر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۲) کہنے لگیں اے دشمن خدا! تو مجکو اسپر مارتا ہے کہ مین خدا کی توحید کرتی ہون مین ضرور تیری ناک زمین پر گھسنے کیلئے اسلام لائی۔ تجکو جو کرنا ہو کر۔ جب بہن کی یہ حالت دیکھی اپنے بہنوئی پر جو ظلم کیا تھا اُسپر نادم ہوے بہن سے کہا کہ یہ صحیفہ مجھے دو دیکھون تو کیا لائے ہین محمدؐ اور عمر لکھنا جانتے تھے بہن نے اُن کی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین تم ضایع نہ کردو عمر نے قسم کھائی کہ ضرور پڑھنے کے بعد پھیر دینگے۔ بہن نے اُن کی کہا کہ تو نجس ہے اور اسکو سواے طاہر کے کوئی چھو نہین سکتا۔ اور حلبی نے ایک روایت یہ لکھی ہے کہ عمر کہتے ہین کہ مین نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب شب مین کیا۔ حضرت نے کہا کون ہے؟ مین نے کہا کہ عمر۔ حضرتؐ نے فرمایا تو مجھ کو نہ شب مین چین لینے دیتا ہے نہ دن مین۔ پس مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر بددعا نہ کرین۔ لہذا مین نے کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا۔ علاوہ اِس کے حلبی نے بہت سے عجیب وغریب حالات لکھے ہین جنکو دیکھکر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ دل کا عمر کے کیا حال تھا ۱۲ منہ

کے کنارے سب طرف سے پکڑ لئے اور نہایت زور سے اُسے کھینچکر پوچھا کہ تو کیوں آیا ہے ابھی تک تو اپنی شرارت سے باز نہیں آیا کیا خدا ے تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا چاہتا ہے۔"

(دیکھو عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۴)

اور بقول صاحب ابوالفدا مندرجہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ چھاپہ مصر:-

"آنحضرت صلعم نے نہایت خشمناک ہوکر فرمایا۔

ما انت بمنتہ حتی تنزل بک	کہ جب تک تو رسوا اور ذلیل نہوگا ہمیشہ تو
القارعۃ	اپنے کفر و لعاق ہی پر جا رہیگا۔"

آخر کار جب حضرت عمرؓ نے جناب حمزہؓ کا کلام سُنا اور ادھر آنحضرت صلعم کو بھی غیظ و جلال میں دیکھا تو گھبرائے اور سوچے کہ میں تو رسول اللہ کا سر لینے آیا تھا مگر یہاں تو میرا ہی سر کٹتا ہے۔ پس ہیبت نبوت وجلالت رسالت نے بقول شبلی صاحب (نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا) اور حسب بیان آپکے (ان کی آنکھیں نکل پڑیں)، لہذا کششِ نے ایسا اثر کیا کہ تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا اور مجبور ہوکر کلمہ پڑھ لینے ہی میں اپنی جان کی امان ان کو نظر آئی چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶ میں آپ کے اسلام لانے کا یہی سبب لکھا ہے۔ اس روایت کی نقل یہ ہے:-

فخرج الیہ فاخذ رسول اللہ	پھر جب حضرت عمرؓ کی آمد آنحضرت نے
بجامع ثیابہ و حمائل سیفہ نشرہ	سُنی تو آپ باہر آئے اور ان کا کپڑا پکڑکر
فما تمالک عمران وقع علی	ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بھل گر پڑے
رکبتیہ فقال ما انت بمنتہ یا عمر	اور فرمایا کہ اے عمر! تو باز نہ آئے گا

فقال اشهدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ — جبکہ عمرؓ نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

پس یہ ایمان وہ ایمان ہے جسکی مذمت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے :۔

قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم (سورۃ المائدۃ) — منھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین لیکن اُن کے دل ایمان نہین لائے۔

اور اسی وجہ سے شیعون کا ان حضرت کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ (اصحاب ثلٰثہ از امر اول از ایمان بہرہ نداشتند)۔

افسوس! کہ ہمارے سنی بھائی بمصداق ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد محض اصحاب ثلٰثہ کی خاطر حالات اور واقعات پر کیسا پردہ ڈالتے ہین کہ حضرت ابوطالب سے جان نثار جنھون نے آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ اور دشمنون سے دس سال تک حفاظت رسالت ونبوت کی تصدیق اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ہر طرح کی حمایت واعانت کی اسلام کی خاطر کُل بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تین سال تک آب ودانہ اور ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین۔ اور حضرت خدیجہؓ سی خاتون جنھون نے اپنا مال آپ پر نثار کیا اور مژدہ بعثت سنتی ہی آنحضرتؐ پر ایمان لائین۔ حضرت جعفرؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم سے وفادار اقربا جو ہمہ وقت آپ کے سینہ سپر رہے اور راہ خدا مین ہجرت کی اور یہان تک جہاد کیا کہ خدا ورسولؐ پر اپنی جانین نثار کردین جن کی شہادت مین خود خداے عزّوجل فرماتا ہے :۔

فالذین ھاجروا واخرجوا من	جن لوگون نے ہمارے لئے وطن چھوڑے
دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا	اور اپنے گھرون سے نکالے اور ستائے گئے
وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم	اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم ان کی خطاون کو

ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا	اُن سے ضرور محو کر دینگے اور اُن کو ایسے باغون
الانھر ثوابا من عنداللہ واللہ	مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین بہ رہی
عندہ حسن الثواب	ہونگی اللہ کے یہان سے یہ بدلہ ہے اور اچھا
پ ۴ - س - ال عمران ع ۱۹	بدلہ اللہ ہی کے نزدیک ہے۔

ایسے وفادار اور جان نثار ایمان والون کو تو اسلام اور ہادی اسلام کے دشمن بتائین اور جن حضرات نے دنیا حاصل ہونے کی غرض سے اسلام قبول کیا تھا اور جو اس نازک وقت مین اپنی قوم کی پناہ مین رہ کر امن وامان مین رہے۔ جو ہمیشہ جہاد مین فرار اور رسالت و نبوت مین شک وشبہہ کرتے رہے۔ تازیست خدا و رسولؐ کی عدول حکمی کو اپنا شعار سمجھتے رہے دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کے دفن وکفن اور نماز جنازہ مین بھی شریک نہوے اُن کو اسلام اور ہادی اسلام کا سچا فدائی اور حقیقی جان نثار سمجھین اور حق کو باطل اور باطل کو حق بتائین۔ واہ۔ واہ۔ واہ شعر

جفا کی تم نے اور ہم نے وفا کی تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی

قال

دولہ
سولہ نعمت مین
صحابہ کے ایمان ۔
کا کوئی قوی سبب
ہوا

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول اول ہی آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑھا اور بلا صلاح و مشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر اور اپنے بھائی بندون سے علحدہ ہو کر آپ کا دامن پکڑا اور اپنے دوست اور آشناؤن سے مخالفت کر کے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہوے مون کوئی نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش و آرام کو ترک کرنا اور مصیبت و ایذائین اور تکلیفین اُٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا۔

(آیات بینات)

اقول

جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا تھا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کہنے کو سچ جانا تھا اُن مین اگر اصحاب ثلثہ شامل ہین تو آپ کو یہ امر کتب امامیہ سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اُن کا ایمان شیعون کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب مین تحریر فرماتے ہین :۔ ایمان و اسلام مین فرق

کہ اول ایمان اصحاب ثلثہ با ثبات	پہلے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت کرنا چاہیئے
باید رسانید بعد ازین باین افسانہ بیہودہ ترنم	بعد اسکے یہ بیہودہ افسانہ گانا چاہیئے اسلئے
باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسالک امامیہ درین	کہ انکے ایمان کے بارے مین امامیہ کا یہ مقولہ
باب آن ست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان	ہے کہ اصحاب اول ہی سے ایمان سے بہرہ
بہرہ نہ داشتند	نہ رکھتے تھے ۔

البتہ ان کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہین لیکن اسلام اور ایمان مین فرق ہے اور یہ تفریق کچھ شیعون نے ہی نہین کی ہے بلکہ اسکا فرق قول باری تعالیٰ سے روشن ہی :۔

وقالت الاعراب اٰمنا قل لم	اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے اے رسول
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل	انسے کہو کہ تم ایمان تو نہین لائے ہان یہ کہو کہ اسلام
الایمان فی قلوبکم	لائے ایمان تو تمھارے دلون مین بیٹھا ہی نہین ۔

اور اصحاب ثلثہ کا تو ابتداے دعوت مین اسلام لانا بھی کتب اہلسنت سے ثابت نہین ہی کیونکہ حضرت عمر رض کا مسلمان ہونا تو خود حسب روایات اہلسنت بعثت نبوی سے چھہ برس کے بعد ابتدائے بعثت میں اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید

معلوم ہوتا ہے اور اُسوقت تک متعدد اشخاص دائرہ اسلام مین داخل ہو چکے تھے جن کی تعداد خود آپ نے قریب چالیس آدمیون کے بتائی ہے پس اس زمانہ کو ابتدائی زمانہ کون کہتا ہے۔ ہان اگر اہلسنت نے انھین کے اسلام لانے کی تاریخ سے یہ حساب لگایا ہو اور اُس تاریخ سے دعوت اسلام کی ابتدا شروع کی ہو تو وہ اور بات ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی سابق الاسلامی بھی پایہ ثبوت کو نہین پہونچی اسلئے کہ خود محققین اہلسنت کو اس مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دس پانچ آدمیون کے اسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور کسی کا بیان ہے کہ پچاس آدمیون کے بعد اسلام لائے تھے اور وہ روایتین یہ ہین :۔

پہلی	اخرج ابن عساکر بسند جید	بسند معتبر ابن عساکر نے محمد بن ابی وقاص
	عن محمد بن ابی وقاص انہ	سے روایت کی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سعد
	قال لابیہ سعد وکان ابوبکر	سے پوچھا کہ کیا ابوبکر سابق الاسلام تھے؟
	الصدیق اولکم اسلاما قال	تو اُسنے کہا نہین بلکہ اُن سے پہلے پانچ
	ولکنہ اسلم قبلہ اکثر من	آدمیون سے زیادہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن
	خمسۃ ولکن کان خیرنا اسلاما (تاریخ الخلفا)	اسلام اُن کا بہتر تھا۔
دوسری	حدثنا ابن حمید کنانہ	ابن حمید نے محمد بن موسیٰ سے
	بن جبلہ عن ابراہیم بن طہمان	روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے
	عن الحجاج بن الحجاج عن قتادہ	اپنے باپ سے پوچھا کیا ابوبکر تم لوگون
	عن ثعالب بن الجعد عن محمد	سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُس نے
	بن موسیٰ قال قلت لابی کان	کہا کہ نہین بلکہ اُن سے قبل پچاس آدمی
	ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا	سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکرؓ

واسلم قبلہ اکثر من خمسین لکن کان — کا اسلام لانا ہم سے افضل تھا۔

افضلنا اسلاما۔ (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مصر)

بیان موجب میں اصحاب متقین کے اسلام لانے کے اسباب

اِن روایتون سے اُن کی سابق الاسلامی باطل ہوگئی۔ اب رہا یہ کہ جو لوگ نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون تو ان کے اسلام لانے کا کوئی قوی سبب ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو اصحاب متقین اور صالحین تھے اُن کے ایمان لانے کا قوی سبب رستگاری آخرت تھی ان لوگون مین سے بعض تو آنحضرت صلعم کے عزیز تھے۔ جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور اکثر مومنین صالحین مثل حضرت عمار حضرت یاسر حضرت بلال رض وغیرہ وغیرہ کے جو مثل عزیزون کے تھے اُن کے ایمان کا یہ حال تھا کہ نہ کبھی اُنھون نے بعد لانے ایمان کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت مین شبہہ کیا اور نہ کسی امر مین اپنے پیغمبر کی مخالفت کی۔ اور بعض تو اسی نازک زمانے مین اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کر گئے جیساکہ حضرت عمار رض کے والدین یعنی حضرت یاسر و حضرت سمیہ کا کفار مشرکین کے ہاتھون سے اذیت اُٹھانا اور شہید ہوجانا کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے ہم بعض روایات کی نقل اس جگہ کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

پہلی روایت — عمار بن یاسر اور اُن کے باپ اور ماں سلمان ہوگئے تھے یہ قدیمی سلمانون مین ہین۔ بنی مخزوم۔ عمار اور ان کے ماں باپ کو مکہ کی کھاٹیون مین اس وقت لے جاتے تھے جب کہ پتھر نہایت گرم ہوجاتے تھے اور وہاں انھین گرمی کی شدت سے ایذا دیتے تھے ایک مرتبہ نبی صلعم ان پر سے ہوکر گذرے اور فرمایا آل یاسر تمہارا اور ہمارا موعد جنت ہے۔ اسکے بعد یاسر اسی عذاب سے مرگئے۔ عمار کی ماں سمیہ کو ابوجہل نے نیزہ مارا اس سے وہ مرگئی۔ یہی عورت اسلام مین سب سے اول شہید ہوئی۔

عمار کو بھی بڑا عذاب دیتے تھے کبھی تو ان کو گرمی کی سختی سے ستاتے تھے اور کبھی

سُرخ گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیتے تھے اور کبھی پانی مین غرق کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک محمدؐ کو گالیان نہ دے گا اور لات و عزّےٰ کی تعریف نہ کرے گا تب تک تجھے ہم نہ چھوڑینگے۔"

آیات در باب نسبت جواز تقیہ

ایک بار عمار نبی صلعم کے پاس روتے ہوے آئے آپ نے پوچھا خیر تو ہے عمار نے کہا یا رسول اللہ بُری حالت ہے اس طرح لوگ مجھ سے پیش آتے ہین آپ نے فرمایا پھر تمھارا دل کیا کہتا ہے عمار نے کہا میرے دل کو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین تو تم سے جو کچھ وہ کہلائین کہہ دینا۔ چنانچہ اُسیوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

من کفر باللہ من بعد	جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُس کا
ایمانہٖ الا من اکرہ و قلبہ	دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ
مطمئن بالایمان ولکن من	مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن ایمان لانیکے بعد خدا کے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیمٌ	تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور اُن کے لئے
(سورۂ نحل)	سخت عذاب ہے۔

یہ عمار رسول اللہ کے ساتھ تمام معرکون مین شریک رہے ہین صفین مین حضرت علی کی طرفداری مین شہید ہوے ان کی عمر ترانوے چورانوے سال سے متجاوز تھی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

دوسری

اخرج ابن مسعود عن محمد بن	ابن مسعود نے محمد بن سیرین سے روایت
سیرین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عمارا	کی کہ آنحضرتؐ نے عمار سے ملاقات کی

وھو یبکی فجعل یمسح عینہ یقول	وہ حضرت کو دیکھکر رونے لگے حضرت اپنے دست
اخذك الكفار فغطوك فی	مبارک سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے اور
الماء فقلت كذا وكذا فان	فرماتے تھے کہ تم کو کفار نے پکڑ کے پانی مین
عادوا فقل ذالك لهم	غوطہ دیا اور ڈبویا اُس وقت تم نے جان بچونکہ
(تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)	یہ باتین کہی تھین اگر دوبارہ کھلائین تو بھی کہدو

تیسری — ایک دفعہ کافرون نے حضرت عمار اور اُن کے ماں باپ کو جو مسلمان ہو گئے تھے اور دھوپ مین تپتی ہوئی ریت پر ڈالدیا کہین اُدھر سے رسول اللہ صلعم تشریف لاتے تھے آپنے دیکھکر فرمایا اے یاسر کے خاندان کے لوگو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت یاسر کا اس سختی مین انتقال ہوا اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابوجہل سے سختی کے ساتھ گفتگو کی ابوجہل نے اُن کو اُسی وقت شہید کر دیا۔ اسلام مین سب سے قبل حضرت سمیہ ہی نے شہادت کا درجہ پایا۔ (رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۲۵)

تاریخ کامل کی جو روایت اوپر نقل ہو چکی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمۂ من کفر باللہ الخ حضرت عمارؓ ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہی بیان دیگر مفسرین اہلسنت کا بھی ہے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی تفسیر کرتے ہین :-

در اخبار آمدہ کہ قریش بعد از تعرض	مورخین و مفسرین نے نقل کیا ہے کہ
حضرت بآلہہ باطلہ ایشان بایذا و آزار درویشان	جب آنحضرت صلعم بتون کی برائی ظاہر کرنے لگے
صحابہ کہ حامیئے نداشتند چون بلال و خباب	تو کفار قریش ان غریب اصحاب کو جن کا کوئی
عمار و پدر او یاسر و مادر او سمیہ مشغول شدند	حامی اور مددگار نہ تھا مثل بلال و عمار و یاسر وغیرہ
وایشان را در رجوع بکفر اکراہ کردند	کے ایذا مین دینے لگے اور اُنکو کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے

آنجماعت درطریق خود ثبات قدم ورزیده
برجفاے قوم شکیبائی نمودند تا حدیکه
والدین عمار شربت شہادت چشیدند عمار
از بے طاقتی وضعف بدن که تحمل ایذا نداشت
کلمہ رضاے قوم دران بود بگفت " بل
'امنت بالجبت والطاغوت" خبر بحضرت
پیغمبر رسید که عمار کیش کفر اختیار کرده از دین
خود بیزار شد حضرت فرمود نه چنین ست از
سرتاقدم عمار از ایمان پُرست وایمان
بگوشت وخون او برآمیخته است یعنی ایمان
در باطن او چنان متمکن نشده که به گفتگوے
ہرزه گوئی تفاوت پذیرد۔ عمار گریہ کنان
بجناب نبوت مآب آمد آنحضرت بدست مبارک
اشک او پاک میکرد ومی فرمود تراچیست
ان عادوالك فعد لهم یعنی اگر باز گوئم
بتو اکراه باز گردید ایشان بهمان کلمه وحقسبحانه
این آیه فرستاد که من کفر بالله
من بعد ایمانهم هر که کافر شود بخداے
پس از ایمان خویش مرتد گردد چون ابن خطل

مگروہ لوگ اپنے دین و ایمان پر مستقل اور ثابت قدم
رہے اور مصائب جھیلتے اور صبر کرتے رہے یہانتک کہ
حضرت عمار کے والد حضرت یاسر اور انکی مان سمیہ نے
ان ظالموں سے شربت شہادت نوش کیا اور حضرت عمار
بوجہ ضعف اور کم طاقتی کے ان مصائب کے تحمل نہو سکے
تو مجبور ہو کر حسب خواہش کفار یہ کلمہ زبان پر لائے
'امنت بالجبت والطاغوت یہ خبر نبی صلعم کو پہونچی
کہ عمار نے کفر اختیار کر لیا اور دین اسلام سے پھر گئے
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں اس امر کو ہرگز باور نہیں
کرتا کہ عمار اپنے ایمان سے پھر گیا ہو اسلئے کہ وہ سر
پاؤن تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اُسکے
گوشت اور خون میں سرایت کئے ہوے ہے یعنی ایمان
اُسکے قلب و جگر میں اسقدر سرایت کر گیا ہے کہ ممکن نہیں
ہے کہ ہر کس و ناکس جاہل و احمق کے بہکانے پر پھر جاے
اسی اثنا میں عمار بھی روتے ہوے آنحضرت کی خدمت میں
حاضر ہوے آنحضرت اپنے دست مبارک سے انکے آنسو پونچھتے
تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ہوا اگر کفار کفر کی باتین
تم سے کہلائین تو تم زبان سے کہدو پس خداے پاک نے یہ
آیت نازل فرمائی من کفر الخ یعنی جو کوئی ایمان لانیکے بعد

وطعمہ ومقیس وامثال ایشان درمعرض سخط
الٰہی باشد الامن اکرہ مگر کسیکہ اکراہ کردہ شود
وقلب او مطمئن باشد بالایمان ارمیدہ باشد
بایمان وعقیدہ او متغیر نگردد چون عمار بن
یاسر۔
(تفسیر حسینی صفحہ ۲۷۰ مطبع نولکشور)

پھر جی سے کفر اختیار کرے جیسا کہ ابن خطل اور طعمہ
اور مقیس وغیرہ نے کفر اختیار کیا تو وہ مستوجب
غضب الٰہی ہوگا لیکن جو کوئی کفر اختیار کرنے پر
مجبور کیا جائے اور دل سے اپنے ایمان پر ثابت قدم
ہو مثل عمار یاسر کے تو وہ قابل مواخذہ
نہین ہے۔

پس مومنین کے ایمان لانے کا قوی سبب تو نجات آخرت تھا۔ ہان جو لوگ منافق تھے وہ اسلام لانیکے بعد زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کہتے تھے لیکن دِل مین اٰمنت بالجبت والطاغوت کے قائل تھے جس پر آیۂ کریمہ من کفر باللہ الخ شاہد ہے اور اصحاب ممدوحین مقبولہ اہلسنت کے ایمان لانے کا قوی سبب محض طلب دنیا تھی چنانچہ اُس زمانہ جاہلیت مین لوگ کاہنون اور نجومیون کے بہت معتقد تھے اور اُن کی بات پر فوراً یقین لے آتے تھے انھون نے حکم لگایا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہون گے جن کو بہت قوت اور غلبہ حاصل ہوگا اور تمام ملک ان کے تسلط مین آئیگا اس نبی کے اصحاب حکومت اور سلطنت سے بہت متمتع ہون گے چنانچہ علما راکابر اہل سنت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو کاہن و نجومیون نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر عرب مین مبعوث ہونگے اُن کی حیات مین تم اُن کے مصاحب ہوگے اور بعد وفات اُن کے خلیفہ بن بیٹھو گے"۔ چنانچہ اُن کی پیشین گوئی راست آئی کہ حضرت ابوبکر کو وزارت بھی ملی اور خلافت بھی۔

اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا قوی سبب خود آپ ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت "ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار" کی طمع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو قتل کرنے کے لئے تلوار گلے مین حمائل کر کے چلے تھے۔ مگر جب امیر حمزہؓ کا یہ کلام سُنا "اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُس کا سر" نیز حضرت امیر حمزہ کو تیغ بکف اپنے سر پر دیکھا اور ادھر آنحضرت صلعم کو نہایت غیظ و جلال مین پایا تو خوف زدہ ہو کر بفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد — چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بمجبوری کلمۂ شہادت پڑھا۔

اور حضرت عثمانؓ کے اسلام لانے کا سبب علامہ سیوطی خصائص الکبریٰ کے صفحہ ۱۳۱ جلد اول مین خود حضرت عثمان کی زبانی جو تحریر فرماتے ہین اُس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال	حضرت عثمان کہتے ہین کہ ہم نسوان
کنت رجلا مستهترا بالنساء فانی ذات لیلة	کو محبوب رکھتے تھے۔ ایک روز ہم خانۂ کعبہ
بفناء الکعبة قاعد فی رهط من قریش اذ اتینا	کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا محمدؐ نے
فقیل لنا ان محمدا قد انکح عتبة بن	اپنی بیٹی (رقیہ) کا عقد عتبہ بن ابو لہب
ابی لهب رقیة ابنته وکانت رقیة ذات جمال	سے کر دیا یہ سنکر ہمارے دل مین حسرت ہوئی
رائع فدخلتنی الحسرة لما لا اکون سبقت الی	کہ کیون ہم نے سبقت نہ کی تا کہ یہ ہم کو
ذلک فلم البث الی ان انصرفت الی منزلی فاصبت	مل جاتی جب ہم وہان سے گھر آئے تو خالہ کو
خالة لی قاعدة وکانت قد تکهنت عند قومها	موجود پایا جو کاہنہ تھی اُس نے کہا بشارت
فلما رأتنی قالت ابشر وحییت ثلاثا تترا ثم ثلاثا	ہو اور مبارک ہو قسم خدا کی تو نے نکاح کیا
وثلاثا اخری ثم باخری کی تتم عشرا اتاک خیر	حصان درخشان سے تو بھی بکر ہے اور ملاقات
ووقیت شرا انکحت والله حصانا زهراء وانت	کی بکر سے تو اُس کو ایک عظیم القدر بیٹی
بکر لقیت بکرا وافیتها بنت عظیم قدرا۔ قال عثمان	پائے گا۔ عثمان کہتے ہین کہ ہم کو اس

فعجبت من قولها وقلت یاخالہ ما تقولین	اس قول سے تعجب ہوا۔ مین نے کہا اے
فقالت عثمان لك الجمال ولك اللسان	خالہ کیا کہتی ہو تو جواب دیا کہ اے عثمان!
وھذا النبی معہ البرھان وارسلہ	یہ نبی ہین جنکے ساتھ برہان ہے جس کو
بحقہ الدیان وجاءہ التنزیل والفرقان	خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اُس کے
فاتبعہ لا تغتالك الاوثان فقلت	پاس تنزیل و فرقان آیا ہے تو اوس کی
یاخالة انك لتذکرین شیئا ما وقع	پیروی کر ایسا نہ ہو کہ بت تجھے دھوکا دین۔
ذکرہ ببلادنا فابینہ لی فقالت	عثمان نے کہا اے خالہ تم وہ بات کہتی ہو
محمد بن عبداللہ رسول من عند	جس کا ذکر ہمارے شہر مین نہین ہے صاف
اللہ جاء بتنزیل اللہ یدعوا بہ الی	بیان کرو تو کہا کہ محمد بن عبداللہ خدا
اللہ ثم قالت مصباحہ مصباح	کے رسول ہین جن کے پاس تنزیل خدا آیا ہے
ودینہ فلاح وامرہ نجاح وقرنہ نکاح	اور خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ان کا
ذلت لہ البطاح ما ینفع الصیاح	مصباح مصباح ہے اور ان کا دین فلاح اور
ولو وقع الذباح وسلت الصفاح ومدت	انکا امر رستگاری اور نسل خو انکی نکاح ہی تمام بطحا انکا تابع
الرماح قال ثم انصرفت ووقع کلامھا	ہوگا جب بیح شرف ہوگا اور تلوار کھینچ جائیگی اور نیزے
فی قلبی وجعلت افکر فیہ وکان لی مجلس	دراز کیے جائینگے تو چیخنا اور چلانا کوئی فائدہ دیگا
عند ابی بکر فاتیتہ فاخبرتہ بما سمعت	خالہ تو چلی گئین مگر انکا کلام دل مین گھر کر گیا چونکہ
من خالتی فقال ویحك یا	ابوبکر کے پاس ہم آیا جایا کرتے تھے اسلیے ہم نے اُس
عثمان انك رجل حازم ما یخفی	قصہ کو ان سے بیان کیا۔ ابوبکر نے کہا تو
علیك الحق من الباطل	مرد عاقل ہے حق و باطل تجھپر مخفی نہین ہو

ماهذه الاوثان يعبدها قومنا أليست
من حجارة صم لا تسمع ولا تنصر ولا
تضر ولا تنفع قلت بلا والله انها
كذلك فقال فقد والله صدقتك
خالتك هذا رسول الله محمد بن
عبد الله قد بعث الله تعالى
برسالته الى خلقه فهل لك ان تاتيه
فتسمع منه فقلت بلى فاتيته فقال
يا عثمان اجب الى الله الى جنته فاني
رسول الله اليك والى خلقه قال
فوالله ما تمالكت حين سمعت قوله ان
اسلمت ثم لم البث ان تزوجت رقية فكان
يقال احسن زوج رقية وعثمان

یہ بت کیا چیز ہین جن کو ہماری قوم پوجتی
ہے کیا یہ پتھر نہین ہین جو نہ کچھ نفع پہونچا
سکتے ہین نہ ضرر تو جا کر حضرت سے باتین
سُن عثمان حضرت کی خدمت مین آئے
تو آپ نے فرمایا اے عثمان خدا کی اجابت
کر اُس کی جنت کی طرف آ۔ کہ ہم تیری طرف
اور تمام خلق کی طرف رسول ہو کر آئے ہین
عثمان کہتے ہین کہ اسوقت ہم کو اپنے دل پر
قابو نہ رہا اور فوراً اسلام لائے جس کے چند
روز بعد رقیہ کا ہم سے نکاح ہوا جس پر
لوگ کہتے ہین کہ عثمان اور رقیہ کا اچھا
جوڑا ہے۔

(منقول تنقید البخاری حصۂ سوم صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

ہم اس مقام پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ولازمی سمجھتے ہین کہ حضرت رقیہ وام کلثوم اور زینب دختران آنحضرت صلعم سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر اول سے یا اُن کی ہمشیر کی بیٹیان تھین آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہ کا عقد عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ فرزندان ابولہب سے کر دیا تھا ان دونون کو ان کے شوہرون نے بحکم ابولہب طلاق دیدی تھی پھر دونون یکے بعد دیگرے زوجیت عثمان رض مین آئین۔ یہ وجہ تسمیہ آپ کے ذوالنورین ہونے کی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

یہ حدیث ہے:۔

انما الاعمال بالنیات وانما	اعمال کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے
لکل امرئ ما نوی فمن کانت	جو بغرض دنیا ہجرت کرتا ہے اُس کو دنیا
هجرته الی الدنیا یصیبها او امرأة	ملتی ہے اور جو غرض کسی عورت کے ہجرت
ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه	کرتا ہے تو جس غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے
(بخاری جلد اول صفحہ ۲)	وہی اُس کا نتیجہ ہے۔

پس یہ اسباب قوی ان حضرات کے اسلام لانے کے مین آخر جس نیت سے اسلام لائے تھے اُس مین کامیاب ہوے۔ غرض جب خاص خلفا ثلثہ کے اسلام لانے کے یہ قوی اسباب تھے تو ان کے ہواخواہون کے اسلام لانے کے وجوہ کس شمار و قطار مین ہین۔

قال

قول
اصحاب نجات آخرت
کی غرض سے اسلام
لائے اور دین سے
پھرے

اگر ہم اس بات کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تھا تو ہم کو ئ اسکے صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین ۔ یا دین کی خواہش اور نجات کی امید ۔ یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ ۔ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کیلئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم مین بھی یہ بات نہین آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت مین اس دین سے پھر گئے ہون اور کبھی انھون نے اس محبت کو جو ان کو ایمان و اسلام کے ساتھ تھی نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اسلام کو مصیبت و تکلیف کے وقت مین گوارا کیا ہو گا ۔ اور برسون اسکے پیچھے رنج اور دکھ اٹھائے ہونگے وہ کبھی اس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اس پر دل سے ہی ثابت قدم رہے ہونگے ۔ اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کرین کہ وہ لوگ دنیا کی طمع اور مال و دولت کے لالچ سے مسلمان ہوئے ہون تو یہ ایسی بات ہے کہ جس کی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہین کر سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا بھی ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہو گا وہ اس امر کو خیال کر سکتا ہے اسلئے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر ۔ جو کچھ مال و دولت کی غرض تھی وہ معلوم ۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی امید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان لانا ان کا ثابت ہوا تو پھر اس سے ان کا پھرنا غیر ممکن تھا ۔ (آیات بینات صفحہ پنجم)

اقول

تذکرہ بلا ایمان کی تردید

صحابہ کے اسلام لانے کے وجوہ کتنے ہی کیون نہون مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسلام لانے کے بعد پھر اُس سے نہ پھرے۔ اسلئے کہ ایمان بہت ہی نازک امر ہے جب تک کہ خاتمہ بخیر نہو اسپر فخر ونازکرنا بیجا ہے۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے ابلیس جو معلم الملکوت تھا گمراہ ہو گیا جس نے ہزارہا سال عبادت الٰہی کی تھی اور اسی طاعت وعبادت کی وجہ سے معلم الملکوت ہوا تھا۔ چنانچہ اُس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ تفسیر قشیری مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ:۔

"اس نے دو رکعت نماز اسقدر طول دے کر پڑھی کہ چار ہزار برس کی مدت اسمین صرف ہو گئی۔ لیکن جب خدا ے پاک نے تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب نے فوراً فرمان الٰہی کی تعمیل کی مگر اس نے براہ تکبر وغرور سجدہ کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ مین کیونکر اُس کو سجدہ کرون جسکو تو نے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری خلقت آگ سے ہے۔ آخر کار اس نافرمانی پر صدہا سال کی عبادت خاک مین مل گئی اور مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر مردود ہو گیا ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے مین   اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

اب فرمائیے کہ جس نے محض خوشنودی ورضاے معبود کے لئے سالہا سال اس قدر عبادت کی ہو کہ کوئی جگہ سجدہ کرنے سے نہ بچی ہو جس نے دو رکعت نماز چار ہزار برس مین ادا کی ہو۔ جس نے درگاہ باری تعالیٰ سے معلم الملکوت کا خطاب پایا ہو۔ وہی یک بیک نافرمانی کر کے کیون مردود ہو گیا اسی طرح بڑے بڑے طماع وحریص جو مدتون گمراہ رہے یک بیک مومن صادق بن گئے۔ مثلاً حضرت حر بن یاحی کے حال پر نظر ڈالئے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو باطلاع

ضرورت بیعت کیلئے دعوت دی اور آپ اُن کے اصرار پر مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو حُر ابن یزید ریاحی جنکا ذکر اوپر کیا گیا محض بطمع منصب و جاگیر ایک ہزار سوار کے سپہ سالار بنکر اس کام پر مامور ہوئے تھے کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو کسی طرف جانے نہ دیں چنانچہ جب وہ راہ میں سلطان کربلا نے شرف ہوئے تو حضرت نے استفسار فرمایا کہ تم ہماری مدد کے واسطے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے کو حُر نے کہا کہ میں حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے اس امر پر مامور ہوا ہوں کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لیجاؤں اور کسی دوسری جانب جانے نہ دوں حضرت نے فرمایا کہ اس طرح سے میں ہرگز نہ جاؤں گا حُر نے کہا کچھ بھی ہو میں تو آپ کو ضرور لے جاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کوفہ کی راہ چھوڑ کر دوسری سمت روانہ ہوئے تو حُر بھی اپنے لشکر کو لیکر آپ کے لشکر کے پیچھے پیچھے چلے آخر جب حضرت بحکم قضا و قدر داخل ارض کربلا ہوئے اور بروز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیز و انصار کے میدان کارزار میں رونق افروز ہوئے اور عمر سعد آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور آپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا تو حضرت حُر خوف خدا سے لرزنے لگے اور فوراً لشکر عمر سعد سے نکلکر مع اپنے بھائی اور فرزند و غلام کے سبط رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا ابن رسول اللہ میں نے بڑی خطا کی نہ راہ میں حضرت کا حائل ہوا۔ للہ میری تقصیر معاف فرمایئے اور تمام ہمت لزوم پر نثار ہونے کی مجھے اجازت دیجئے تاکہ سب سے پہلے میں ہی درجہ شہادت سے شرف حاصل کروں حضرت نے اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور روضہ رضوان کی بشارت دی اب حُر فوج خدا کی طرف سے میدان جنگ میں آئے اور لشکر شام سے خوب لڑے آخر کار امام پر نثار ہوئے جن کی رفاقت میں یہ درجہ پایا کہ جب زخمی ہو کر زمین پر گرے تو خود سبط رسول اللہ صلعم لشکر میں جاکر اُن کو خیمہ گاہ میں اُٹھا لائے اور نعش کو لٹا کر زانوے مبارک پر اُن کا سر رکھا ہنوز جان باقی تھی کہ حُر نے آنکھیں کھولکر ثواب زیارت حاصل کیا اور سبط رسول اللہ صلعم کے قدم پر اپنی جان نثار کی ؎

بجہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے   کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

یہان بھی حضرت عمرؓ اور حضرت حرؓ کے مآل کار پر غور فرمائین کہ حضرت حر کو تو وقت آخر یہ مرتبہ اور درجہ ملا اور حضرت عمر کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت رحلت ناراض ہو کر اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا دیکھو بخاری شریف مین "قوموا عنی"

اب آپ حضرت حُر کے آغاز اور انجام پر غور فرماوین کہ جو شخص صرف مال و دولت کے لالچ سے نواسہ رسول اللہ صلعم کا دشمن بنکر چلے وہی اُسی دولت و اموال سے اور اہل وعیال سے متنفر ہو کر دفعتہً محض نجات آخرت کی غرض سے سب کے اول راہ خدا مین اپنی جان فدا کرے ۔

کبھی حُسن سے بنتا نہین بگڑا ہوا کام   صبح دوزخ مین ہوئی گلشن فردوس مین شام

اگر ہم آپ کی خاطر سے مان بھی لین کہ صحابہ نے صرف اپنی نجات آخرت ہی کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جن اصحاب کا آپ محض نجات آخرت کی وجہ سے ایمان لانا بیان فرما رہے ہین انھین سچے اسلام اور پکے ایمان والے ین سے اکثر صحابہ اسی نازک وقت مین اسلام و ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ محققین اور مورخین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج سے مشرف ہو کر واپس آئے اور معراج کا ذکر اصحاب سے فرمایا تو اُس کو سنکر اکثر اصحاب نے معراج کی تکذیب کی اور اُسی وقت ایمان و اسلام سے پھر گئے ۔

دیکھو "عروج الاسلام" جلد ششم صفحہ ۵۲ جو علامہ ابن اثیر جزری کے بیان کا ترجمہ ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

" جب حضرت مکہ کو لوٹ آئے تو آپنے خیال کیا کہ اگر مین اس بات کو لوگون سے کہونگا تو وہ اُسے سچ نہین جانینگے اِس لئے آپ مسجد مین مغموم بیٹھ گئے اتفاقاً ابو جہل ادھر سے گذرا اُس نے پوچھا کہو آج رات مین کوئی نئی بات حاصل کی ہے فرمایا ہان آج رات کو مجھے

خدائے تعالیٰ بیت المقدس سے گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا تو پھر آج ہی صبح کو ہمارے پاس آ گئے کہا ہاں آ تو گیا ابوجہل نے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر میں لوگوں سے جا کر کہوں کہ محمد ایسا کہہ رہے ہیں اور جب لوگ اُن سے پوچھیں تو کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ میں نے تو ایسا نہیں کہا ہے اِس واسطے اُس نے حضرت سے پوچھا کیا تم اپنے لوگوں سے بیان کرو گے حضرت نے فرمایا ہاں ابوجہل نے کہا یا معشر بنی کعب بن لوی! ادھر آؤ۔ وہ سب آئے اور نبی صلعم نے اُن لوگوں سے اپنی معراج کا حال بیان کیا اُن میں سے کچھ لوگوں نے تو سن کر اُسے سچ جانا اور کچھ لوگوں نے اُسے جھوٹ بتایا اور کتنے لوگ جو ایمان لائے تھے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکے تھے حضرت سے پھر گئے۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۵۳)

صحابہ کے ارتداد کو شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے :۔

چون باز آمد آن حضرت از اسرا	جب آنحضرت معراج سے واپس ہوئے
صبح کرد و حدیث کرد مردم را بدان مرتد	اور صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے لوگوں سے اِس
شدند جماعت از ضعیف الایمان	واقعہ کو بیان فرمایا۔ اُس کو سُنکر
مدارج النبوۃ	بہت سے لوگ جو ضعیف الایمان تھے پھر
جلد اول صفحہ ۱۶۵)	گمراہ اور مرتد ہو گئے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ وہی اصحاب تو تھے جو بقول آپ کے اُس نازک وقت میں محض نجات آخرت کی اُمید پر ایمان لائے تھے اور خدا کی رضامندی کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ چکے تھے لیکن پھر اس دین سے پھر گئے اور ایمان و اسلام کی محبت کو دفعۃً دل سے نکال دیا۔ ہر چند کہ اس نازک وقت میں مال و دولت نہ تھا مگر کاہنوں کے بیانات سے آئندہ اُسکے حاصل

ہونے پر یقین تو تھا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وعدہ پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کا فرق مبارک لانے کو چلے تھے اور حضرت ابو بکر رض کا سن کے یہ سنکر بامید خلافت اسلام لے آئے تھے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ــ بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ حال تو اس نازک زمانے کے وقت کا تھا کہ صرف معراج کی تکذیب کرکے اسلام سے پھر گئے تھے اور جب دین اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور جہاد مین مال غنیمت ملنے لگا تو اس وقت سچے اسلام اور کچے ایمان لانے والون کے اسلام و ایمان کا یہ رنگ تھا کہ صبح ایمان لاتے تھے اور شام کو مرتد ہو جاتے تھے سامنے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور پیچھے تکذیب جس کا اہلسنت کیطرح انکار وہ نہین کرسکتے کیونکہ خود اللہ جل شانہ نے متعدد آیات مین اُنکے کفر و ارتداد کا اظہار فرمایا ہے از انجملہ بعض یہ ہین :۔

پہلی آیت	ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
	اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی
	لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	کرنے لگے اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اُن کو
	سبیلا ۵	ہدایت کی راہ ملے گی۔
دوسری آیت	یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ	جس دن بہت سے لوگون کے منہ سفید
	فاما الذین اسودت وجوھھم	ہون گے اور بہتون کے سیاہ اور سیاہ رویون
	اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	سے کہا جائے گا کہ کیا تم وہ کمبخت نہین ہو کہ
	بما کنتم تکفرون	ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اس کفر کے
	(پ ۴ سورۂ آل عمران ع ۱۱)	بدلے عذاب کے مزے چکھو۔

تیسری آیت

کیف یھدی اللہ قوماً کفروا	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے
بعد ایمانھم و شھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہین اور
واللہ لایھدی القوم الظالمین ۵	اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور خدا
(پ ۴۔ س آل عمران۔ ع ۹)	ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

قصہ مختصر جو کوئی ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کے کفر و ارتداد کا قائل نہ ہو وہ درحقیقت خدا کی کتاب کا منکر ہے ابھی تو اس کفر و ارتداد کا آغاز ہے۔ آگے چلکر ان سچے اسلام اور پکے ایمان والون کے اسلام اور ایمان کے حالات قابل ملاحظہ ہونگے

قال

دوسری دلیل

جبکہ ہم خلفاے راشدین اور مہاجرین و انصار کے حالات پر نظر کرتے ہین اور اُنکے چال چلن پر خیال کرتے ہین تو اس سے ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُسکے رسول صلعم کی رضا کے طالب رہا کرتے تھے اُنکے دشمن بھی اس سے انکار نہین کرسکتے کہ انھون نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالون کو نہایت خوشی سے حضرت پر نثار کیا۔ کونسی مصیبت رہگئی جو کفار نے ان کو نہین دی اور کونسی تکلیف باقی رہ گئی جو مشرکین نے ان کو نہین پہونچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب نبی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی۔ جب عرب عامۃً اور قریش خاصۃً حضرت صلعم کی ایذا دہی پر مستعد ہوے اُسوقت

"یاران وی خود را سپر وے ساختہ از شرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ تیغہا کہ نہ کردند بگرہ

کہ آنجناب بہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

پس اگر خدا اور اُسکے رسول کی محبت ان لوگون کو نہ تھی تو کیون جانون اور مالون کو تلف کرتے تھے اور کیون سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اُٹھاتے تھے۔ سوچنا چاہیئے کہ مہاجرین کو کس کے عشق نے گھرون سے نکالا اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر

نگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم این چنین

قولہ خلفاے راشدین و مہاجرین و انصار کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنا اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینا۔ اقول اطاعت اللہ مین اعانت کرنا

اقول

باتین بڑہ بڑہ کے نہ کیجے ہمین معلوم ہے سب — ہم بتہ کی جو کہینگے تو خجالت ہوگی

اصحاب کے کسی کام مین حرص و ہوا کو دخل نہ دینے اور جان و مال نثار کرنے کی بابت جو تحریر فرمایا ہے کاش بفحوائے آیۂ کریمہ

سابقاً ابتدا تھا اور ما حویت انصار کا قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث اصحاب کی حرص و ہوا کے بارہ مین

فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین — اگر تم اپنے قول مین سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کی ہوتی۔

اس کا کچھ ثبوت بھی دیا ہوتا۔ یہ تو آپ نے صرف ہمارے سنی بھائیون کے عقائد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ تو اس شد و مد سے اصحاب کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے اور حرص و ہوا سے پاک بتاتے ہین۔ مگر خدا اور رسول کی شہادتون اور کتب صحاح و حدیث و اخبار اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت ہی کیا کرتے اور ہر ایک کام مین حرص و ہوا ہی کو دخل دیا کرتے تھے جیسا کہ کتب صحاح کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا خود اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ جس وقت میرے بعد ابواب دنیا تم پر مفتوح ہونگے تو تم حرص و ہوا مین پھنس جاؤ گے وہ حدیث یہ ہے :۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی — ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ

قال انکم لتحرصون علی الامارۃ — صلعم نے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ امارت کی

وسیکون ندامۃ یوم القیامۃ — حرص کروگے اور یہی امر بروز حشر تمہاری خجالت

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ جلد ۱ صفحہ ۱) — کا باعث ہوگا۔

یہ تو رسول اللہ صلعم کی حدیث شریف ہے۔ اب آیت ملاحظہ فرمائیے جو خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا	قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد
فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولٓئک	اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ
الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی	نے لعنت کی اور اُن کو بہرا اور اندھا کردیا
ابصارھم (پ ۲۶ س محمد ع ۳)	

آیت وحدیث شریف کے بعد اقوال محدثین و مفسرین پر نظر ڈالئے کہ وہ اصحاب کی حرص و ہوا کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہین منجملہ اُن کے امام فخر الدین رازی کا قول ملاحظہ ہو جو تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ دلوانفقت مافی الارض الخ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ :۔

"جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوے اور اُس کے خواہان وجویان ہوے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے"۔

اس تفسیر کی پوری نقل پانچوین دلیل کے جواب مین ملاحظہ فرمائیے جو اسی جلد مین ہے جناب امام غزالی کا جو قول ہم مسئلہ تفضیلت صحابہ مین نقل کر آئے ہین اسپر غور فرمائیے جو صاف صاف فرماتے ہین کہ :۔

"حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی خلافت کو روز غدیر مان لیا ۔ مگر بعد اسکے عہد غدیر کو توڑکر راہ مخالفت اختیار کی اور غایت ہوا پرستی اور نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے ۔ اور رسول اللہ کے مخالف بن گئے جیسے کہ پہلے تھے ۔ اور تمام باتون کو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا"۔

اور جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رحلت کے وقت

مسجد مین مہاجرین اور انصار کے سامنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جسمین منجملہ دیگر ہدایتون اور نصیحتون کے اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ دنیا کی حرص کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے اس عبارت کی نقل یہ ہے :۔

آنحضرت صلعم این چنین وعظ و تذکرہ	اسطرح آنحضرت صلعم وعظ و نصیحت فرماتے
بجای آوردہ در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم	رہے پھر اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مجکا
من بر شما از شرک و لیکن می ترسم کہ از دنیا	تو مجھے اندیشہ نہین ہی کہ تم لوگ شرک کروگے
رغبت بکنید و تقابل کینہ بہدیگر	مگر اسکا خوف ضرور ہی کہ دنیا کی خواہش کروگے
(مدارج النبوۃ صفحہ مطبع مظہر العجائب)	اور اُس کے پیچھے آپس مین کٹ مروگے۔

آخرکار بموجب ارشاد مخبر صادق صلعم اصحاب کی حرص و ہوا یہ رنگ لائی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی طرف ایسے جُھک پڑے کہ بقول مشہور

چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند　　مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

اپنے پیغمبر کے دفن و کفن کا بھی انتظار نہ کیا۔ افسوس کہ ادھر تو آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کی فکر ہو رہی تھی۔ اور اُدھر سقیفہ مین مابین مہاجرین و انصار خلافت کے پیچھے ع

" این گریبان گرفت و آن دامن "

کی نوبت پہونچ گئی تھی۔ پس یہ حرص و ہوا ایسی ویسی نہین ہی کہ کسی کے چھپائے چھپ سکے۔ چنانچہ خود ہوا خواہان صحابہ اپنے خلفا کی حرص و ہوا پر طعنہ زن ہین جیسا کہ تاریخ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ مین ہی

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے۔ اسکا جواب حضرت علی نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کئے بغیر نہین رہ سکتا آپنے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبر کا جنازہ چھوڑکر گھر سے خلیفہ بننے کو چلا آتا کتنی پُر اثر تقریر ہی"

ہم اصحاب کی حرص و ہوا کی تصویر انشاء اللہ ایک خاص جلد میں کھینچیں گے جس کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ اُن کی حرص و ہوا نے تو دین خدا اور آل رسول اللہ کا خاتمہ ہی کر دیا۔

اس جگہ ہم رفقا کی رفاقت اور جان و مال نثار کرنے کا کچھ حال مجملاً عرض کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

واضح ہو کہ اصحاب رسول کلہم اجمعین مومن نہ تھے۔ بلکہ اُن مین بہت سے منافق تھے چنانچہ مومنین ہر لحظہ و ہر ساعت خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہے ایمان و اسلام کے پیچھے اُنھون نے ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جھیلین جیسا کہ ہم پہلی دلیل مین حضرت عمار اور ان کے والدین کا حال بیان کر آئے ہین کہ باوجودیکہ کفار و مشرکین اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تمازت آفتاب مین پہاڑ کی چٹان پر لٹا کر ایذائین دیتے تھے۔ مگر وہ عاشقان خدا و رسول اپنے دین سے نہ پھرے آخر کفار کی ایذا دہی سے جام شہادت پیکر داخل روضۂ رضوان ہوے اور اسلام مین سب سے پہلے شہادت کی سند حاصل کی۔ اسیطرح دیگر مومنین بھی ہمیشہ خدا و رسول کی رضا کے طالب رہے۔

اور جب جہاد کیلئے اُن کو دعوت دی گئی تو اُس خوش خبری کو سنتے ہی ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار — جس طرح کہ چھٹی ہوئی بلبل سوے گلزار

خود رکتے تھے فرق پہ جب آتی تھی تلوار — باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار

برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جس وقت پیام اجل آیا

یہی تو ہین خدا کے خالص بندے جن کی صفت و ثنا اور اپنی خوشنودی کا اظہار خود خداے پاک اسطرح فرماتا ہے:۔

لکن الرسول والذین امنوا — لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ
معہ جاھدوا باموالھم — اللہ پر ایمان لائے ہین اُن سب نے اپنے مالون

صحابہ میں بعض منافق بھی تھے

آیات الٰہی مومنین کی فضل مین

وانفسهم واولئك لهم الخيرات | اور جانوں سے (خدا کی راہ میں) جہاد کیا
واولئك هم المفلحون ٥ اعد | اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے (دنیا و آخرت
الله لهم جنت تجری من تحتها | کی) سب خوبیاں ہیں اور وہی لوگ (آخر کار)
الانهار خلدین فیها ذلك الفوز | فلاح پانے والے ہیں اللہ نے ان کے لئے
العظیم ٥ | جنتیں تیار کی ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں
پ ۱۰ س توبہ | یہ اُن میں رہنے والے ہوں گے یہی تو بڑی
ع ۱۵ | کامیابی ہے۔

آیات صحاب منافقین کی بابت

لیکن جو صحاب کہ نفاق کی صفت کے ساتھ متصف تھے وہ ہمیشہ جہاد سے جی چرایا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:۔

پہلی آیت

واذا انزلت سورة ان | اور جب کوئی سورۃ اس حکم کے ساتھ
امنوا بالله وجاهدوا مع | نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
رسوله استاذنك اولوا الطول | اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو اُن
منهم وقالوا ذرنا نكن مع | میں سے جو صاحبان مقدرت ہیں وہ تم سے
القعدین رضوا بان یکونوا | اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو چھوڑ
مع الخوالف وطبع علی قلوبهم | دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں
فهم لا یفقهون ٥ | وہ اس پر راضی ہیں کہ عورتوں کے ساتھ رہیں
پ ۱۰ س توبہ | اور اُن کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے۔ پس وہ
ع ۱۱ | کچھ سمجھتے نہیں۔

دوسری آیت

یا ایها الذین امنوا | اسے ایمان لانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ

مالکم اذا قیل لکم انفروا	جو وقت تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا مین جہاد
فی سبیل اللہ اثاقلتم الی	کے لئے نکلو تو تم لدھڑ ہو کے زمین کی طرف
الارض ط ارضیتم بالحیوۃ الدنیا	جھکے پڑتے ہو تم آخرت کے مقابلہ مین
من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ	دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو تو سمجھو) کہ دنیوی
الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ○ الا	زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ مین
تنفروا یعذبکم عذابا الیما	بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی تم نہ نکلو گے تو
ویستبدل قوما غیرکم و	خدا تم پر درد ناک عذاب نازل فرمائے گا اور خدا)
لاتضروہ شیئا ط واللہ علی کل	کچھ مجبور تو ہے نہیں تمھارے بدلے کسی دوسری
شئ قدیر ○	قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں
پ ۱۰ س توبہ ع ۶	سکتے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

تبصرہ اُن منافقون پر یہان تک عتاب فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑھنے اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع کیا ہے وہ آیات پاک یہ ہین :۔

رب پاک نے آنحضرت صلعم کو ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فرح المخلفون بمقعدھم	(جنگ تبوک مین) رسول خدا کے پیچھے
خلف رسول اللہ وکرھوا	رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھ رہنے اور (جہاد مین
ان یجاھدوا باموالھم	نہ جانے) سے خوش ہوئے اور اپنے مال و اپنی
وانفسھم فی سبیل اللہ و	جانون سے خدا کی راہ مین جہاد کرنا اُن کو مکروہ
قالوا لاتنفروا فی الحر	معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اس گرمی مین گھر سے
قل نار جھنم اشد حرا ط	نہ نکلو (اے رسول) تم کہدو کہ جہنم کی آگ جس
لو کانوا یفقھون	مین تم جلوگے اس سے کہین زیادہ گرم ہے اگر وہ

فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيراً جزاءً بما كانوا يكسبون فان رجعك الله الى طائفة منهم فاستاذنوك للخروج فقل لن تخرجوا معى ابدا و لن تقاتلوا معى عدوا انكم رضيتم بالقعود اول مرة فاقعدوا مع الخالفين ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون ○

پ ۱۰ س توبہ ع ۱۱

کچھ ہنسین جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کے بدلے اونھین چاہیئے کہ وہ بہت کم ہنسین اور بہت روئین تو (اے رسول) اگر خدا تم کہان منافقین کے کسی گروہ کی طرف جہاد سے صحیح اور سالم واپس لائے پھر تم سے جہاد کے واسطے نکلنے کی اجازت مانگین تو تم صاف کہدو کہ تم ساتھ لڑنے نہ پاؤ گے تمنے پہلی مرتبہ گھر مین بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب بھی پیچھے رہجانیوالون کے ساتھ گھر مین بیٹھے رہو اور (اے رسول) ان منافقین سے جو مرجائے تو نہ کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر جاکر کھڑے ہونا ان لوگون نے یقیناً خدا اور اُسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور بدکرداری ہی کی حالت مین مرگئے

اِس قسم کی متعدد آیتین ہین جن سے اصحاب منافقین کا احکام خدا ورسول ص سے انحراف ثابت ہے۔ چنانچہ آیہ دوم مندرجہ بالا کا اطلاق توخود آپنے صحابہ اور مہاجرین وانصار پر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

"جب پیغمبر خدا صلعم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرماکر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتون کو نازل فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم جہاد پر

مستعد نہو گے تو خدا تم کو دینا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمھارے بدلے غیر قوم کو پیدا کریگا۔

اصحاب کا وقت جان نثاری اپنی جان بچانا

الغرض اصحاب کے جو صفات آپنے تحریر فرمائے ان سے متصف وہی اصحاب ہو سکتے ہین کہ جو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور خاتمہ اُن کا ایمان پر ہوا تھا اگر ان صفات کو آپ اصحاب ثلثہ رض سے منسوب کرنا چاہتے ہین تو پہلے اُن کا ایمان تو ثابت کیجئے جس سے علماء امامیہ کو انکار ہے جیسا کہ جناب غفرانمآب فرماتے ہین (اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات باید رسانید بعد ازین باین ترنم باید سرائید زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ درین باب آنست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان بہرہ نداشتند) یون تو ہمارے سنی بھائی اپنی خوش اعتقادی سے جو چاہین فرمائین لیکن اگر اُن کے حالات کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین تو وہ بھی اِس سے انکار نہین کر سکتے کہ اُنھون نے نہ تو حضرت کی رفاقت کا حق ادا کیا اور نہ اپنی جانون اور مالون کو آنحضرت پر نثار کیا۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب مین ہم اسکا اظہار کر آئے ہین کہ جب کفار و مشرکین کی سختی اور ایذادہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابوطالب مین لے آئے جہان آپ تین سال تک محصور رہے اور عزیزون کے سوا ان رفقا مین سے کسی نے بھی اِس نازک وقت مین آپکی رفاقت نہین کی بلکہ کفار و مشرکین سے مِل جُلکر امن و امان مین رہے۔ وہان پیغمبر خدا پر تو فاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ اور یہان یہ رفقا اپنی قوم کے ساتھ عیش و آرام مین تھے۔ ان رفقا کی رفاقت کی یہ کیفیت تو اِس نازک وقت مین تھی اور جب آنحضرت صلعم جہاد پر مامور ہوے تو اُس وقت بھی اِن جان نثارون نے نہ تو اپنی جانین اپنے پیغمبر پر نثار کین اور نہ وقت اعانت وحمایت آپ کی یاری و مددگاری کی ہان تعلیان بہت کچھ کیا کرتے تھے اور وقت جان نثاری صاف جی چُرا جاتے تھے۔ چنانچہ ان پکّے مخلصون کی وفاداری اور اُن سچے جان نثارون کی جان نثاری ایک غزوۂ احد ہی مین ملاحظہ فرمائی جائے کہ جب مشرکین و کفار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوے اور حضرت مجروح ہو گئے تو یہ سب سچے جان نثار دیاران وفاشعار اپنے

محبوبؐ کو دشمنون کی تلوارون کے سایہ مین تنہا چھوڑ کر ہوا ہو گئے ؎

دگر کس نہ بد زان دلیران بجا | رسول خدا ماند و شیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند | علے ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمرو چہ زید و ولید | شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول | نہ بیم از خدا و نہ خوف از رسول

اِس کلام کی تائید مین مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمائیے کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اِن جان نثارون اور وفادارون کے فرار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

چون مسلمانان روبہزیمت آوردند رسول خدا
راتنہا گذاشتند حضرت صلعم درغضب آمد وعرق
ازپیشانی ہمایونش متقاطر گشت ومثال مروارید
ازجبین فیض شمیمش فرود وید دران حالت نظر کرد
علی بن ابی طالبؑ دید کہ در پہلوی وے استادہ است فرمود
ای علی چون ست کہ تو با برادران خود ملحق نہ گشتی
علی گفت لاکفر بعد الایمان ان لی بک
اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو
اقتدا است یعنی مرا بتو کار است با یاران و
برادران کہ در پے غنیمت رفتند و ہزیمت
نمودند چہ کار دارم۔
مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۹

جب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ
گئے تو اسوقت آنحضرتؐ اسقدر خشمناک ہوئے
کہ پسینہ پیشانی اقدس سے مثل موتیون کے
ٹپکنے لگا۔ اس حالت مین آپ نے ملاحظہ
فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ آپ کے پہلو مین
کھڑے ہین آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے
بھائیون کے ساتھ کیون نہین چلے گئے علیؑ
نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایمان لانے کے
بعد مین کافر ہو جاؤن۔ مجھے تو ہر امر مین
آپ کی پیروی مقصود ہے اور اُن بھائیون
اور دوستون سے جو کہ لوٹ مار کے پیچھے پڑ گئے
وہان جا کر بھاگ گئے کچھ سروکار نہین ت

اگرچہ ان رفقا اور جان نثارون کا جہاد سے جی چُرانا اور غزوات بدر حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ سے فرار کرنا جلد دوم مین انشاءاللہ تعالیٰ تفصیل سے بیان کیا جائے گا مگر چونکہ جناب محدث صاحب موصوف اس روایت مین مصلحتاً صرف یہ جملہ (مسلمانان رو بہزیمت آور دند) لکھکر گریز کر گئے ہین اس لئے ہم اس جگہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کون مسلمان تھے وہ یہ ہے :۔

تمام روایتوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سرسیمہ ہوے کہ اُنھون نے مدینہ سے ادھر دم نہین لیا اور کچھ لوگ جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے حضرت عمرؓ اس تیسرے گروہ مین تھے۔ علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر اور طلحہ اور چند مہاجرین اور انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ گئے ہین اُنھون نے پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو تو اُن لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی اُنھین کی طرح لڑکر مر جاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہو کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کی۔ علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو احد کے دن بھاگ گئے تھے لیکن خدا نے اُن کو معاف کردیا۔ علامہ بلاذری نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے حضرت عمر نے جو اپنی خلافت کے زمانہ مین لوگون کے روزینے مقرر کئے تو
ایک شخص کے روزینہ کی نسبت لوگون نے کہا کہ ان سے زیادہ مستحق آپکے فرزند عبداللہ ہین
حضرت عمر نے فرمایا نہین کیونکہ اسکا باپ احد کی لڑائی مین ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ
کا باپ (یعنی خود حضرت عمرؓ) نہین رہا تھا (الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۵ تا ۴۰)

سبحان اللہ جو رفقا کفار و مشرکین کی ایذادہی کے وقت اپنے پیغمبرؐ کی مطلق حمایت نہ کرین
جو جان نثار وقت جان نثاری اپنی جان بچاکر فرار ہو جائین۔ جو خود اپنی زبان سے اپنے فرار کا
اقرار کرین اور کل مورخین و محدثین اہلسنت اپنی اپنی کتابون مین ان حالات و واقعات کی تصدیق
کرین اور شاہ صاحب اُن کے فرار کو کفر بتلائین۔ واعجباہ کہ آپ ان تمام باتون پر پردہ ڈال کر
یہ فرمائین:۔

یاران وے خود را سپر وے ساختہ از شرب	رفقائے آنحضرتؐ نے اپنے کو حضرت کی
عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ مستیہا کہ نہ کردند	سپر بناکر شرب عشق سے کیا کیا جام نہین پئے
ہرگاہ کہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد	اور کیا کیا ولولے نہین کیے جبکہ وہ جناب ہجرت
صحاب وے بمقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند	و جہاد پر مامور ہوئے تو آپکے صحاب نے بمقابلہ
و چہ غمہا کہ نہ کشیدند۔ فاعتبروا یا	کفار کون سے رنج تھے جو نہین پائے اور کونسے
اولی الابصار	غم تھے جو نہین اُٹھائے۔

صحابہ کی غنیمت پر جھگڑنا اور نزول سورۂ انفال

پس علے العموم مہاجرین و انصار کا حق رفاقت ادا کرنا اور اپنی جانون اور مالون کو فدا کرنا تو
سراسر باطل اور بے اصل ہے۔ البتہ ان کا طامع اور حریص ہونا۔ مال غنیمت پر باہم جھگڑنا۔ ہر ایک گروہ
کا اپنے آپکو تنہا اس کا مستحق سمجھنا۔ بلکہ اپنے پیغمبر پر خیانت اور تقسیم مال غنیمت مین عدل نہ کرنے کا اتہام
لگانا نعوذ باللہ بلاشبہہ ثابت ہے چنانچہ اُن کی اس حرص و طمع کا اظہار مورخین اور محدثین و مفسرین نے

بہت ہی وضاحت وصراحت سے اپنی اپنی کتابون مین کیا ہے اور خداے پاک نے بھی صاف صاف فرمادیا ہے جوکہ ہواخواہان اصحاب کے چھپانے سے نہین چھپ سکتا منجملہ ان کے ہم چند روایات اور آیات اس جگہ نقل کرتے ہین :-

پہلی روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جوکچھ مال واسباب کفار غنیمت بدر کے لشکر مین تھا وہ سب جمع کیا گیا مگر اس کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہوا جنھون نے جمع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے اور جو لوگ دشمنون سے لڑتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اگر ان سے نہ لڑتے اور انہین نہ روکتے تو تم کو یہ مال کیسے ملتا۔ اُدھر جو لوگ عریش کے پاس رسول اللہ کی حفاظت کیلئے کھڑے تھے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ مال ہماری آنکھون کے سامنے پڑا تھا اور کوئی اس کا حفاظت کرنے والا نہ تھا ہم چاہتے تو اسیوقت اُسے لے سکتے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ کہین دشمن رسول اللہ پر حملہ نہ کرین اس لئے ہم آپ کی حراست پر کھڑے رہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انفال یعنی مال غنیمت کو ان کے ہاتھون سے لے لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اختیار عطا فرمایا۔

(عروج الاسلام جلد ۶ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ آگرہ)

دوسری جب رسول اللہ صلعم سبایاے ہوازن سے فارغ ہوگئے تو آپ سوار ہوکر روانہ ہوئے لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہوکر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہماری غنیمت ہم کو تقسیم کیجئے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپ کی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو! میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تم کو دینے مین بخل کرتا ہون (ایضاً جلد ۷ صفحہ ۱۸)

تیسری جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب پر ان غنائم کو تقسیم کردیا اور انصار کو کچھ حصہ نہ دیا تو وہ اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے۔ چنانچہ

ان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ اپنی قوم مین مل گئے (ایضاً جلد صفحہ)

چوتھی عباس بن مرداس کو تین اونٹ دیئے . . . سے وہ ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ اونٹ اسی لوٹ کے مین جسے مین نے اپنے گھوڑے پر بڑھ کر اور ریت مین حملہ کرکے حاصل کئے مین اور لوگ جب سو جاتے تھے تو مین ان کو بچاتا تھا اور جب نیند مین مدہوش ہوتے تھے تو اسوقت بھی مین کبھی غافل نہین رہتا تھا اب میری لوٹ اور میرے غلامون کی لوٹ کا مال عتبہ اور اقرع کو دیا جا رہا ہے حالانکہ مین نے تو دلاوری اور جوانمردی کے کام کئے ہین اور مجھے کچھ نہین دیا گیا (ایضاً صفحہ ۶۲)

جب مال غنیمت کے لئے مہاجرین اور انصار نے اس طرح حجت و تکرار کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

یسئلونك عن الانفال ط	اے رسول مسلمان سپاہی تم سے مال غنیمت
قل الانفال لله والرسول ج فاتقوا	کا حکم دریافت کرتے ہین تم کہدو کہ مال غنیمت
الله واصلحوا ذات بینکم ص و	اللہ و رسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو
اطیعوا الله ورسوله ان کنتم	اور آپس کے جھگڑون کی اصلاح کرتے رہو اور
مؤمنین ہ	اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اُس کے رسول کی
(پ ۹ س انفال ع ۱)	اطاعت کرتے رہو۔

جناب امام فخر الدین رازی اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین۔

ان یوم بدر الشبان قتلوا واسروا	بروز جنگ بدر جوانون نے قتال کیا اور
والاشیاخ وقفوا مع رسول الله ص	قید کیا اور جو بوڑھے تھے وہ لڑائی مین رسول اللہ
فی المصاف فقال الشبان الغنائم	کے ساتھ تھے۔ جوانون نے کہا مال غنیمت

لنا الا ناقتلنا وھزمنا وقال الاشیاخ | ہم کو ملنا چاہئے کیونکہ ہم نے جنگ کی اور کفار کو
کنا ردءا لکم ولو انھزمتم لانحزتم | بھگایا بوڑھون نے کہا ہم تمھاری پشتی پر تھے
الینا فلا تذھبوا بالغنا ئم دوننا | اگر تم ہزیمت پاتے تو ہمارے ہی پاس آتے اسلئے
فوقعت المخاصمۃ بھذا السبب فنزلت | تم تنہا اُسکے مستحق نہین ہوسکتے جب دونون فریق
الایۃ | مین نزاع ہوئی آیۂ انفال نازل ہوا (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۹)

یہی تفسیر طبری جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ مین بھی ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے قرآن شریف مترجم مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے سے ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہوگئی ہر ایک اپنے کو زیادہ ہی مستحق سمجھتا تھا اس واسطے کہ اس نے اپنے زعم مین زیادہ کوشش کی تھی سو خدا نے سمجھا دیا کہ یہ فتح جو تم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ تمھاری کوششون کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محض خدا کا فضل ہے اور مال غنیمت سارے کا سارا اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا جس کو جتنا دیا جائے وہ خوشدلی سے لے لے اور اسکو خدا اور اُسکے رسول کا انعام سمجھے۔

اسی طرح شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کا بیان ہے کہ:۔

"جنگ بدر مین جب فتح حاصل ہو چکی تو کچھ لوگ کفار کا تعاقب کرتے ہوے بہت دور تک چلے گئے اور کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ تعاقب کرنے والے جب واپس ہوے تو اُنھون نے دعوی کیا کہ غنیمت ہمارا حق ہے کیونکہ ہم دشمنون سے لڑکر آئے ہین۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے محافظ تھے اسلئے ہم تم سے زیادہ حقدار ہین اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الانفال (الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۰)

شبلی صاحب نے جن مہاجرین وانصار کو حاضر خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایا ہے

ان مین مورخین سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا اسم مبارک خاص طور پر درج کیا ہی اور یہ پتہ دیا ہی کہ جسوقت آنحضرت بارگاہ ایزدی مین فتحیابی کی دعا مین محو تھے تو اسوقت حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلعم کو بقول صاحب رضتہ الصفا "صدیق آن سرور را بیدار ساحت و عرض کرد یا رسول اللہ مشرکین با نزدیک رسیدند" یہ کہکر بیدار کر دیا تھا پس جب کہ بقول شبلی صاحب وغیرہ اصحاب محافظین آنحضرت ؐ نے اپنے آپ کو مال غنیمت کا مستحق بتایا اور اسکے لئے باہم جھگڑے جب آیۂ انفال نازل کی تو وہ سب حضرات آیۂ دانی ہذا یہ -

یحبون المال حبا جما (پ۳۰۔ س الفجر ع۱) تم مال کو جی بھر کے دوست رکھتے ہو۔

کے مصداق ہوے۔

آنحضرت پر خیانت کا الزام رکھنا

واضح ہو کہ مہاجرین وانصار نے صرف طلب مال غنیمت ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُنھون نے اپنے پیغمبر سے اس طرح کے گستاخانہ کلام بھی کیے کہ :-

"آپ جنگ پر تو ہمین بھیجتے ہین لیکن مال غنیمت جو ہمارا حق ہے اُسکو اپنے عزیزون پر تقسیم کر دیتے ہین اور اس تقسیم مین خدا کی مرضی کا خیال نہین کرتے"۔

چنانچہ بخاری شریف مین ایک طولانی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

اخبرنی انس بن مالك	انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین
رضی اللہ عنہ قال ناس من الانصار	کہ فتح خیبر کے بعد جب غنیمت کا مال ہوازن
حین افاء اللہ علی رسولہ صلعم	تقسیم کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اُس مین سے
ما افاء من اموال ہوازن فطفق	سو سو اونٹ قریش کو دئیے اُسپر انصار نے کہا خدا رسول
النبی صلعم یعطی رجالا المائۃ من الابل	کی مغفرت کرے کہ قریش کو دیتے ہین اور ہم کو نہین
فقالوا یغفر اللہ لرسولہ یعطی قریشا	دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے قریش کے خون
ویترکنا وسیوفنا تقطر من دمائهم	ٹپک رہے ہین۔

(صحیح بخاری جلد دوم مصحح مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری ص۶۲۳)

اُسی مین دوسری روایت اِس عنوان سے منقول ہے :۔

عن عبد اللہ قال لما قسم النبی	عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
صلعم قسم حنین قال رجل من	صلعم نے غنیمت حنین تقسیم کی تو انصار مین سے
الانصار ما اراد بها وجه الله فاتیت	ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم مین خوشنودی خدا
النبی صلعم فاخبرته فتغیر وجهه	منظور نہین ہے اس پر مین نے رسول خدا ص کو
ثم قال رحمة الله علی موسیٰ لقد	اس سے مطلع کیا یہ سنکر چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر
اوذی باکثر من هذا فصبر۔	ہوگیا اور فرمایا کہ موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو اُن کو تو
(ایضاً صفحہ ..)	اس سے بھی زیادہ تکلیفین دی گئی تھین پھر صبر کیا

صد حیف کہ مہاجرین و انصار نے مال غنیمت کے متعلق اپنے پیغمبر پر خیانت اور عدل نہ کرنے کا بھی اتہام لگایا جسپر خدائے پاک نے اپنے حبیب اور رسول کی عصمت پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

ما کان لنبی ان یغل ومن	کسی نبی کی یہ شان نہین ہے کہ خیانت کرے
یغلل یات بما غل یوم القیمة ؕ	اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز کی خیانت کی ہے
پ ۴	قیامت کے دن وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی

چنانچہ مفسرین اہلسنت نے اِس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ :۔

"مسلمانون کو یہ سمجھانا ہے حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھین۔ بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت کے مال سے گم ہوگئی تھی سو کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اسپر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمۂ قرآن مجید شاہ عبد القادر صاحب مطبوعہ میرٹھ)

اُسی طرح مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ مین ہے :۔

"جنگ بدر مین جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا تھا اور وہ جمع کیا جارہا تھا کہ آخر کار فوج مین

کیا جائے گا اُس مین سے ایک اوڑھنے کی چادر اور ایک لنگی گم ہو گئی۔ کسی بد باطن نے پیغمبر کی کی نسبت شبہہ کیا۔

نیز تفسیر حسینی مین ہے:۔

بناشد سزاوار مر پیغمبر را کہ خیانت کند	بعض صحابہ جو توی تھے اُنھون نے
در غنیمت بعضے اقویا صحابہ از پیغمبر در خواست	رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ جو غنیمت حاصل
می نمودند کہ ما را از ہر غنیمت کہ می افتد زیادہ	ہوتی ہے ہمین سے بہ نسبت ضعیف صحابہ کے ہمین
از حصۂ ضعفا حبیب بزہ۔ آیت آمد کہ خیانت	کچھ زیادہ دیا کیجئے۔ آیت آئی کہ نبی کی شان سے
پیغمبر در قسمت غنائم روا نیست۔	بعید ہے کہ خیانت کرے۔ بعض کہتے ہین کہ بدر
گویند از غنائم بدر گلیمے سرخ گم شد	کی غنیمت سے ایک کمبلی سرخ رنگ کی گم ہو گئی
و جمعے سیاہ دلان از روے نفاق نسبت آن	بعض سیاہ دلون نے نفاق کی راہ سے سید عالم
بہ سید عالم صلعم علے الاطلاق کردند حق تعالیٰ	کی طرف بدگمانی کی تب اسکی نسبت حق تعالیٰ
ذمۂ حبیب خود را خصوصًا و ذمۂ جمیع انبیا عمومًا	نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی نے بھی غنیمت مین
ازین خیانت بری گردانید و فرمود کہ ہیچ پیغمبر	خیانت نہین کی تھی اور نہ یہ (محمد صلے اللہ علیہ
در غنیمت خیانت نکرد و نہ کند	وسلم) کرتے ہین۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ و ۸۸)

نزول آیۂ شریفہ نسبت اصحاب منافقین

جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت ؐ سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نہ کرنے کی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت یہ کلام کئے تو اللہ جل شانہٗ نے آیت نازل فرمائی

ومنھم من یلمزک	اُنہین سے کچھ ایسے بھی ہین اے رسول جو لوگ کہ انکی
فی الصدقات فان اعطوا منھا	خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تم کو الزام دیتے ہین

رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ھم — پھر اگر ان میں سے انہیں حسب خواہش دیا جائے
یسخطون ٥ — تو خوش ہو گئے اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہیں
(پ ۱۰۔ س توبہ ع ۷) — دیا گیا تو پس فوری بگڑ جاتے ہیں ۔

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب مال دنیا پر بڑے حریص تھے اور وہ یہ ہے :۔

قال اہل المعانی ھذہ الاٰیۃ تدل — اہل معانی کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقین
علی رکاکۃ اخلاق اولئک المنافقین ودنائۃ — کی رکاکت اخلاق اور ان کی دنائت طبع پر دلالت
طباعھم وذلک لانہ لشدۃ شرھم — کرتی ہے کیونکہ وہ صدقات کے لینے پر بڑے
الی اخذ الصدقات عابوا الرسول فنسبوہ — حریص تھے لہذا انہوں نے رسول اللہ پر عیب لگایا
الی الجور فی القسمۃ مع انہ کان ابعد — اور حضرت کی تقسیم پر ناانصافی کے مدعی ہوئے
خلق اللہ تعالیٰ عن المیل الی الدنیا قال — حالانکہ آنحضرتؐ تمام مخلوقات میں اس سے بری
الضحاک کان رسول اللہ یقسم بینھم ما اتاہ — تھے کہ دنیا کی طرف میل کریں ضحاک کہتے
اللہ من قلیل المال وکثیرہ وکان المومنون — ہیں کہ جو کچھ قلیل وکثیر مال آتا تھا حضرت اسکو
یرضون بما اعطوا ویحمدون اللہ علیہ و — تقسیم کر دیتے تھے مومنین تو اس تقسیم سے راضی
اما المنافقون فان اعطوا کثیرا فرحوا — ہو جاتے اور شکر خدا بجا لاتے تھے ۔ مگر منافقین
وان اعطوا قلیلا سخطوا وذلک یدل — کو اگر زیادہ ملتا تو خوش ہوتے اور کم ملتا تو ناخوش
علی ان رضاھم وسخطھم بطلب النصیب — ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ ان کی رضا ورغبت
لا لاجل الدین (تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۶۶۹) — بطلب مال دنیا ہے نہ بغرض دین ۔

امام محمد اسمٰعیل بخاری رضؒ نے جب دیکھا کہ ان آیتوں سے تو اپنے اصحاب کے ایمان اور — امام بخاری کا اس آیت کو دوسرے شخص کے حق میں بتانا

طمع و حرص کی قلعی کھلتی ہے تو ان جملہ ذمایم کا سہرا ایک شخص ذو الخویصرہ تمیمی کے سر پر باندھ دیا تاکہ اپنے اصحاب کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ چنانچہ وہ روایت بخاری شریف سے نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ان اباسعید الخدری قال بینما	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم رسول
نحن عند رسول الله وهو يقسم	اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم
قسما اذا اتاه ذو الخويصره وهو رجل	فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا
من بنی تمیم فقال یارسول اعدل	آیا اور کہا یا رسول اللہ انصاف کیجیے حضرت نے
فقال ویلك ومن یعدل اذا لم	فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کرونگا تو
اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل	پھر کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کرونگا تو خائب
فقال عمر یارسول الله ائذن لی فیه	وخاسر ہونگا۔ عمر نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ
فاضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا	میں اس کو قتل کردوں حضرت نے فرمایا جانے دو کہ اسکے
یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم	ایسے اصحاب ہیں جنکے نماز روزہ کے سامنے تم اپنی
وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن	نماز کو حقیر جانوگے یہ قرآن کو پڑھتے ہونگے مگر
لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین	اُن کی سمجھ میں نہ آئے گا اور ایسی تاویل کریں گے
کما یمرق السهم من الرمیة ینظر	جو خلاف مقصود ہوگی یہ دین سے اس طرح نکل جائینگے
الی نصله فلا یوجد فیه شیئ ثم	جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے پھر جو اسکے لوہے
ینظر الی رصافه فلا یوجد فیه شیئ	میں دیکھا جاتا ہے جو تیر میں لگا رہتا ہے تو کچھ اسمیں
ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه فلا یوجد	نہیں ملتا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر جب اپنی تیزی
فیه شیئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه	سے شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے اور شکار کا کوئی حصہ بھی

شئ قد سبق الفرث والدم آيتهم رجل	اُس مین نہین رہتا اسیطرح یہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے
اسود احدى عضديه مثل ثدى المرأة	کہ کوئی اثر بھی اسلام کا اُنمین نہ رہے گا۔ سردار اس کا
او مثل البضعة تدردر ويخرجون على	ایک سیاہ مرد ہوگا جسکا ایک بازو مثل پستان زن ہوگا
حين فرقة من الناس قال ابو سعيد	یا گوشت کا ایک ٹکڑا جو حرکت کرتا ہوگا جب کہ لوگون
فاشهد انى سمعت هذا الحديث من	مین اختلاف ہوگا اُسوقت یہ لوگ ظاہر ہون گے
رسول الله واشهد ان على بن ابيطالب	ابوسعید خدری کہتے ہین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ
قاتلهم وانا معه فامر بذلك الرجل	خود مین نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا ہے اور
فالتمس فاتى به حتى نظرت اليه نعت	گواہی دیتا ہون کہ حضرت علیؑ نے ان سے قتال کیا
النبى صلعم الذى نعته ۔	اور آپنے حکم دیا اُس کو تلاش کرو جب وہ لایا گیا تو اسکو
(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر)	ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

صحابہ کا تقسیم مال مین آنحضرتؐ پر اعتراض

اِس روایت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کمال جوش ایمان کی وجہ سے ذوالخویصرہ تمیمی کی گستاخی و بے ادبی کی تاب نہ لاسکے اور اُسکے قتل کرنے پر آمادہ و مستعد ہوگئے لیکن امام بخاری کی یہ محبت اُن کے کچھ کام نہ آئی اِسلئے کہ صحیح مسلم مین ہے کہ خود حضرت عمرؓ تقسیم غنیمت مین آنحضرتؐ پر معترض ہوے تھے اور کہا تھا کہ یہ تقسیم درست نہین ہے وہ روایت یہ ہے :-

عن سلمان بن ربيعة قال قال	یعنی سلمان بن ربیعہ راوی ہین کہ خود حضرت
عمر بن الخطاب قسم رسول الله قسما	عمرؓ کہتے ہین کہ ایک دفعہ رسول خدا نے کچھ تقسیم
فقلت والله يا رسول الله لغير	کیا تو مین نے کہا بخدا یا رسول اللہؐ جن لوگون
هؤلاء كان احق به منهم قال	کو آپنے دیا ہے دوسرے لوگ اُنسے زیادہ مستحق تھے
خيرونى بين ان يسئلونى بالفحش	حضرتؐ نے فرمایا مجھے مخیر کیا ہے اسمین کچھ سوال کرو

یبخلونی ولست بباخل — ہم سے فحش و بدگوئی سے اپکو بخل سے نسبت دو

(صحیح مسلم ص۳۳۳) — حالانکہ ہم بخیل نہین ہین ۔

ان دونون حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر جو اعتراض ذوالخویصرہ کا رسول اللہ پر تھا وہی حضرت عمر کا بھی ہے پر کونسی وجہ اس امر کی داعی ہے کہ اہلسنت والجماعت ذوالخویصرہ کو تو صاف منافق کہین ۔ اور واجب القتل ٹھہرائین اور حضرت عمرؓ کو مہر و ماہ فلک اسلام کا خطاب عطا کرین ۔ حالانکہ اسکا تو صرف یہی ایک اعتراض تھا اور حضرت عمرؓ کا ایک نہین بلکہ بیسون ہین جو آیندہ اپنے موقعون پر مذکور ہون گے ۔

اس موقع پر ہم دو چار روایات کا خلاصہ سیرۃ النبی مولفہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی سے بھی نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جن مین صاحب موصوف نے اصحاب رسول کی حرص و طمع پر کافی روشنی ڈالی ہے ملاحظہ ہون ۔

"چونکہ عرب مین ابتدا ہی سے لڑائیون کی اصلی بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوتی تھی اس لئے ان کے نزدیک مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے محبوب نہ تھی اور ذرائع معاش مین سے زیادہ حلال اور طیب اسی کو سمجھتے تھے یہ خیال اس قدر دلون مین راسخ اور رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا کہ اسلام کے بعد بھی ایک مدت تک قائم رہا"

یسئلونك عن الانفال قل — جو لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہین

الانفال لله والرسول — کہدو کہ مال غنیمت خدا کا ہے

اس آیت سے یہ مقصود ہے کہ مجاہدین مال غنیمت کا خود دعویٰ نہین کر سکتے اس کی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہے جس طرح آپ چاہین تقسیم فرمائین ۔ اس سے اتنا ہوا کہ لڑائیون مین جو ہر شخص لوٹ کر جو چیز چاہتا تھا لیتا تھا بند ہوگیا لیکن میدان مین

جنگ کے علاوہ اور موقعوں پر لوٹنا مدتوں موقوف نہیں ہوا۔ سنن ابی داؤد مین ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین شریک تھے بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو اتفاقاً سامنے بکریان نظر پڑین۔ ان کو لوٹ لائے اور ذبح کر کے ہانڈیان چڑھا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کمان جو ہاتھ مین تھی اُس سے دیگچیان اُلٹ دین اور فرمایا کہ لوٹ کی چیز مردہ سے بڑھکر حلال نہین خیبر کی لڑائی ۷ھ مین ہوئی اسوقت تک یہ حال تھا کہ امن کے بعد لوگون نے یہودیون کے جانور اور پھل لوٹ لئے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو نہایت غصہ آیا آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔

ان اللہ تعالی لم یحل لکم ان — خدا نے تم لوگون کے لئے یہ جائز نہین کیا
تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن — ہے کہ اہل کتاب کے گھر مین بے اجازت گھس جاؤ
ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم — یہ اجازت دی ہے کہ ان کی عورتون کو مارو نہ
اذا اعطوکم الذی علیھم — ان کے پھل کھاؤ جبکہ وہ تم کو وہ ادا کر چکے جو
(سیرۃ النبی صفحہ ۲۲۳) — اُن پر فرض ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم چاہتے تھے کہ غنیمت کے ساتھ لوگون کا جو شغف ہے کم ہو جائے لیکن مدت تک غنیمت کی محبت اور وارفتگی نہ گئی غنیمت اس قدر محبوب تھی بعض صاحبون کو کسی کافر کے مسلمان ہونے پر اس بنا پر رنج ہوا کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا مال نہ ملے گا۔ سنن ابی داؤد مین ہے کہ ایک صحابی نے ایک سریہ مین حملہ کرنا چاہا قبیلہ والے روتے ہوئے آئے اُنھون نے کہا لا الہ الا اللہ کہو تو تمہاری جان اور مال بچ جائے گا اُنھون نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُن کو امن دیدیا گیا جب یہ اپنے ساتھیون مین

آئے تو لوگون نے اُن کو ملامت کی احرمتنا الغنیمۃ (تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کردیا۔

صفحہ ۲۲۴

سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مال غنیمت کے ساتھ لوگون کو اسقدر شغف تھا کہ لڑائیون کا بہت بڑا سبب یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح مین نہایت تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت مین تو غنیمت محبوب ترین چیز تھی تعجب یہ ہے کہ اسلام مین بھی ایک مدت تک اُسکو ثواب کی چیز سمجھتے تھے ابوداؤد مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

رجل یرید الجہاد فی سبیل	ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا
اللہ ولہ غرض من اعراض	ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپ نے
الدنیا فقال النبیؐ لا اجرلہ	فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملنے کا۔ یہ امر
فاعظم ذالک الناس وقالوا	لوگون کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگون نے اس شخص
للرجل عد الی رسول اللہ فلعلک	سے کہا پھر جا کر پوچھو شاید تم نے آنحضرت صلعم کا
لم تفہمہ	مطلب نہین سمجھا

غرض وہ لوگ دوبارہ دریافت کرنے کے لئے بھیجتے تھے اور اُن کو یقین نہین آتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوگا۔ بالآخر جب آپ نے تیسری دفعہ بھی فرمایا کہ لا اجرلہ (یعنی اُسکو کچھ ثواب نہین ملے گا) تب لوگون کو یقین آیا۔ قرآن مجید مین غنیمت کی نسبت متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اُس کی طرف انہماک اور دلفتگی پر ملامت کیجاتی تھی جنگ احد مین جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ تم سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے

جنگ بدر میں لوگوں نے جب اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کردی یا بقول بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگوں کو گرفتار کیا تو یہ آیت اُتری

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ — تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا آخرت کی۔

باوجود ان تمام تصریحات اور بار بار تاکیدات کے غزوہ حنین میں جو ۸ھ میں واقع ہوا تھا جو یہ شکست ہوئی کہ لوگ غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ صحیح بخاری غزوہ حنین کے ذکر میں ہے۔

فاقبلوا المسلمون علی الغنائم واستقبلونا بالسھام — مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافروں نے ہم کو تیروں پر رکھ لیا۔

اس بنا پر موقع بہ موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کو زیادہ تصریح سے بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کے لئے کوئی اظہار شجاعت کیلئے، جہاد کرتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا — جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا بول بالا ہو۔

بالآخر آپ نے فرمایا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن جب مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:۔

مامن غازیۃ تغزوا فی سبیل اللہ — جو غازی خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور

فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلوا ثلثی — مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا ہین
اجرھم من الاخرۃ ویبقی لھم — دوثلث لے لیتا ہے اور آخرت مین اسکا حصہ
الثلث وان لم یصیبوا غنیمۃ اتم — صرف ایک تہائی رہجاتا ہے البتہ اگر غنیمت مطلق
لھم اجرھم۔ — نہ لے تو اُس کو آخرت مین پورا اجر ملے گا۔

(ایضاً صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۶)

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہورہا ہے ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اُٹھایا پورے تین سو اوقیہ آئے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) آپ فرماتے ہین کہ مین اس سے زیادہ نفع بتاون تو بڑے شوق سے پوچھتے ہین کیا ارشاد فرمائیے تو ارشاد ہوتا ہے کہ نماز فرض کے بعد دو رکعت۔ (خلاصہ سیرۃ النبی صفحہ ۴۴۴ تا ۴۵۱)

بھائیو! ذرا اپنے علماء کے مرتبہ روایات کو علی العموم اور اُن روایات کو علی الخصوص جنمین شمس العلما شبلی نعمانی نے مہاجرین وانصار کی طمع وحرص کی پوری تصویر کھینچی ہے بنظر تعمق وغور ملاحظہ فرماؤ اور خود ہی فیصلہ کرلو کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گھرون سے نکالا۔ اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر؎

رنگین کہ کرد پنجۂ فرگانم این چنین — لعل وگہر کہ ریخت بدامانم این چنین

آب ذرا جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ حیدر کرار غیر فرار کے زہد واعراض عن الدنیا پر بھی نگاہ کیجیے جسکے معترف خود تمھارے علما ہین چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید و دیگر علمار کی دو ایک روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین:۔

نزایات الہسنت درباره زہد جناب امیر

وذكر الشعبي قال دخلت
الرحبة بالكوفة واذا انا
غلام في غلمان فاذا انا بعلي
عليه السلام قائما على صبرتين
من ذهب وفضة ومعه مخفقة
وهو يطرد الناس بمخفقة ثم
يرجع الى المال فيقسمه بين الناس
حتى لم يبق منه شئ ثم
انصرف ولم يحمل الى بيته قليلا
وكثيرا فرجعت الى ابي
فقلت له لقد رأيت اليوم
خير الناس او احمق الناس
قال من هو يا بني قلت علي
بن ابي طالب امير المؤمنين
رأيته يصنع كذا فقصصت
عليه فبكى وقال يا بني بل
رأيت خير الناس

شعبی کہتا ہے کہ بچپن میں شہر کوفہ کے محلہ
رحبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ میں گیا تو دیکھتا ہوں
کہ حضرت علی علیہ السلام سونے اور چاندی کے دو
انبار کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک دُرّہ
بھی ہے جس سے لوگوں کو ہٹا رہے ہیں۔ پھر اُن انباروں
کے پاس آکر اُن کو آدمیوں میں تقسیم کر رہے ہیں
یہاں تک کہ دونوں انبار بانٹ دیے اور اُنہیں سے
کوئی چیز باقی نہ رکھی اسکے بعد واپس چلے آئے
اس شان سے کہ اپنے گھر ایک حبہ بھی نہ لائے
یہ دیکھکر میں نے اپنے باپ سے آکے کہا کہ آج میں نے
ایسے شخص کو دیکھا ہے جو سب سے بہتر ہے یا سب سے
زیادہ بیوقوف اُنھوں نے پوچھا وہ کون ہے
میں نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب پھر
میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اُن سے بیان
کیا یہ سنکر وہ رونے لگے اور کہا یا بنی بل رأیت
خیر الناس (بیٹا! وہ تو بہترین ناس ہیں)

(ردّ التحفہ)

دوسری روایت: روى محمد بن فضيل عن هارون بن عنترة
عن زاذان قال انطلقت مع قنبر غلام علي

زاذان راوی ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام
کے غلام قنبر کے ہمراہ ایک دفعہ ہو لیا

عليه السلام فاذا هو يقول قم
يا امير المومنين فقد خبئت لك
خبيئا قال وما هو ويحك قال
قم معي فقام فانطلق به الى
بيته بغرارة مملوة من جامات ذهبا
وفضة فقال يا امير المؤمنين
رأيتك لا تترك شيئا الا قسمته
فادخرت لك هذا عن بيت المال
فقال علي عليه السلام ويحك يا قنبر
لقد احببت ان تدخل بيتي نارا عظيمة
ثم سل سيفه وضربه ضربات
كثيرة فانتثرت من بين اناء
مقصوع نصفه واخر ثلثه ونحو
ذلك ثم دعا بالناس فقال
اقسموا بالحصص ثم قام الى بيت
المال فقسم ما وجد فيه ثم رأى
في البيت ابرة ومسلا فقال
لتقسموا هذا فقالوا لا حاجة لنا
فيه وقد كان علي عليه السلام يأخذ

تو وہ حضرت علی سے آکر کہنے لگے کہ یا حضرت!
تشریف لے چلیئے یہ سن کر حضرت اٹھے اور قنبر کے گھر
آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بورہ مین بہت سے
پیالے سونے و چاندی سے بھرے ہوے رکھے
ہین۔ قنبر نے عرض کی مولا مین نے دیکھا کہ آپ
کچھ بچاتے نہین اور سب کا سب تقسیم کئے دیتے
ہین مین نے بیت المال سے آپ کے لئے اس
مال کو بچا لیا ہے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا قنبر
تم پر واے ہو۔ کیا تم کو میرے گھر مین اتنی بڑی
آگ جمع کرنا اچھا معلوم ہوا یہ کہکر حضرت نے
تلوار کھینچ لی اور اس بورہ پر کئی وار لگائے جس سے
اُس کے ظروف ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے پھر لوگون کو
فرمایا اس مال کے حصون کو تقسیم کرو اسکے بعد
بیت المال کے پاس تشریف لائے اور جو کچھ پایا
اُسکو تقسیم کردیا بلکہ اس مین ایک سوئی اور سوا دیکھا
تو فرمایا اس کو بھی تقسیم کرو اُن لوگون نے کہا کہ ہمین
اسکی ضرورت نہین ہے اور حضرت کا معمول تھا
کہ جو شخص جو چیز بناتا وہی چیز اُس سے بطور
خراج یا ٹیکس لیتے (پس یہ سوئی اور سوا بھی)

من کل عامل ما یعمل فضحک وقال	اطرح بیت المال مین آئے تھے) تو اُنکا جواب کر حضرت
لیوخذن شرہ مع خیرہ	ہنسے اور فرمایا اچھی چیزوں کے ساتھ بُری
(از ردالتحفہ ۲۶۸)	چیزیں بھی لینی پڑینگی۔

اسی طرح روضۃ الاحباب مین ہے :۔

مرویست کہ چون امیرالمومنین کرم اللہ	جب حضرت امیرالمومنین نے عمرو بن عبد وُد
وجہہ عمرو ابن عبد وُد را کشت التفات بجامہ	کو قتل کیا تو اُسکے ہتھیار اور زرہ وجامہ وغیرہ
وسلاح وے نکرد خواہر عمر بیامد و بر بالین وے	کو ویسا ہی چھوڑ دیا اور امیر مطلق التفات نہین
بنشست و دید کہ جامۂ وسلاح او بحال خود	کیا جب اسکی بہن نعش پر آئی اور اس نے زرہ جو
است گفت ماقتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ	بیش بہا تھی اُسکے جسم پر دیکھی تو اُسنے کہا کہ اس کا
است اورا الا ہمسرے گرامی آنگاہ پرسید کہ	قاتل کوئی بڑا عالی خاندان شخص ہے پھر اُس نے
قاتل وے کیست گفتند علی بن ابی طالب بن	لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا کہ علی بن ابیطالب
عبد المطلب پس این دو بیت گفت	ہین یہ سنکر اسنے دو شعر پڑھے۔
وَلَوْ كَانَ قَاتِلُ عَمْرٍو غَيْرَ قَاتِلِهِ	لَكُنْتُ أَبْكِي عَلَيْهِ آخِرَ الْأَبَدِ
اگر اسکا قاتل غیر علی ہوتا تو مین	اپنے بھائی کے مارے جانے پر مدت العمر گریہ وبکا کرتی
لَكِنَّ قَاتِلَهُ مَنْ لَا يُعَابُ بِهِ	مَنْ كَانَ يُدْعَى قَدِيمًا بَيْضَةَ الْبَلَدِ
لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے	جو رئیس القوم پکارا جاتا ہے جسکو کوئی عیب نہین لگایا جاسکتا

اے بھائیو! اب اپنے اصحاب کرامؓ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ایمان واعراض عن الدنیا کا تقابل کرکے انصاف سے کہو کہ آیۂ کریمہ :۔ تقابل مابین اصحاب وجناب امیر علیہ السلام

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا (اے اصحاب رسول) تم مین سے اکثر طالب دنیا ہین

کے مصداق کون اصحاب ہین اور

مِنۡكُم مَّن يُرِيدُ الۡاٰخِرَةَ   بعض تم مین سے طالب آخرت ہین

کس پر صادق آتا ہے۔ کن لوگون پر مال دنیا کی محبت مین آیۂ کریمہ

ان الانسان لحب الخیر لشدید   اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کس نے اپنے مالک کی ہدایت

فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ   زندگانی دنیا بمقابلۂ آخرت کے بہت ہی

الا قلیل   قلیل ہے۔

پر دنیا کو طلاق بائن دے کر خوشنودی رب جلیل حاصل کی۔

اگر آپ بفرط محبت اصحاب مومن ومنافق اور نیک وبد مین امتیاز نہین کرتے تو نہ کرین۔

خالق ارض وسما تو کر چکا اور اُن کو خوب پہچان چکا ہے قولہ تعالیٰ

ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا و   اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو

لیعلمن المنافقین (پ۔ س عنکبوت ع ۱)   ایمان لائے اور اُن کو بھی جو منافق ہین۔

اصحاب کی حرص اور لوٹ مار کے حالات تو سُن چکے اب اُن مخالفتون کا بھی حال سُنیے جو اُنھون نے

آنحضرت صلعم سے کی تھین۔

اُردو بہ تحقین صحابۂ آنحضرتؐ کی مخالفت کی

اول کتب سیر وتواریخ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنی ازواج کو

حکم دیا تھا کہ یہ تمھارا آخری حج ہے اسکے بعد اب کوئی حج کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے مگر حضرت عمرؓ

نے خلاف حکم آنحضرتؐ اُن کو حج کی اجازت دی اور نامحرمون کو اُن کے ہمراہ کردیا۔ جیسا کہ

ازالۃ الخفا مین ہے:۔

روی ان عمر اذن ازواج النبی فی   یعنی حضرت عمرؓ نے ازواج نبی ؐ کے ہمراہ

اخرجه حجته فبعث معهن عثمان بن عفان	حضرت عثمانؓ کو بھی ۔
دوم ان رسول الله قال يا ابا هريرة	ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے
واعطانی نعليه فقال اذهب بنعلي	بلوایا اور اپنے دونوں نعلین دے کر فرمایا یہ میری نعلین
هاتين فمن لقيك من وراء هذا الحائط	بطور تصدیق کے لیجاؤ پھر جس کو تم اس دیوار
ويشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه	کے باہر ملاقات ہو اور وہ توحید کی شہادت صدق
ابشره بالجنة فكان اول من لقيت عمر	دل سے دیتا ہوا سے جنت کی بشارت دو پس سب سے
فقال ما هاتان النعلان يا ابا هريرة قلت	پہلے حضرت عمرؓ ملے کہنے لگے ابوہریرہ یہ دونوں کیا ہیں
نعلا رسول بعثنی بهما من لقيت يشهد	میں نے کہا رسولؐ کی نعلین ہیں مجھے انکو دیکر اسلیے
ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه	بھیجا ہے کہ جسے توحید کا اقرار کرتے ہوئے دیکھوں
ابشره بالجنة فضرب عمر تديي	اُسے جنت کی بشارت دوں یہ سنتے ہی عمرؓ نے
فخررت لاليتي	میرے سینہ پر ایسی ضرب ماری کہ میں سرین کے بل
(صحیح مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف)	زمین پر گر پڑا ۔
سوم اخرج الفريابي وابن عساكر عن ابراهيم التيمي	امام فریابی و ابن عساکر راوی ہیں کہ ایک شخص
عن ابيه قال قال رجل لو ادركت رسول	نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر میں رسول اللہؐ کو پاتا
الله صلعم لحملت ولفعلت فقال حذيفة رايتني	تو آپ کی خدمت کرتا حذیفہ نے کہا کہ میں شب احزاب
ليلة الاحزاب ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم	رسول اللہؐ کے ساتھ تھا حضرت نماز شب نہایت
يصلي من الليل في ليلة باردة ما قبله وما بعده	سخت جاڑے میں پڑھ رہے تھے ہم لوگوں کی طرف
بردا كان اشد منه فحانت مني التفاتة فقال الا رجل	ملتفت ہو کر فرمایا کوئی ایسا ہے جو جاکر مخالفین کے لشکر
يذهب الى هؤلاء فياتينا بخبرهم جعله الله معي يوم القيامة	کی خبر لائے خدا اُسکو ہمارے ساتھ جنت میں داخل کریگا

قال فما قام منا انسان قال فسكتوا ثم عاد فسكتوا
ثم قال يا ابا بكر فقال استغفر الله ورسوله
فقال ان شئت ذهبت فقال صلعم يا عمر
فقال استغفر الله ورسوله ثم قال يا حذيفة فقلت
لبيك فقمت حتى اتيت وان جنبي يضربان
من البرد فمسح راسي ووجهي ثم قال اذهب ائت
هؤلاء القوم حتى تاتينا بخبرهم ولا تحدثن شيئا
حتى ترجع ثم قال اللهم احفظه من بين يديه
ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه
ومن تحته حتى يرجعه قال فلان اكون سالتها
كان احب الي من الدنيا وما فيها قال فانطلقت
فاخذت امشي نحوهم كاني امشي في حمام قال
فوجدتهم قد ارسل الله عليهم ريحا فقطعت
اطنابهم وابنيتهم ذهبت بخيولهم لم تدع
شيئا الا اهلكته وابو سفيان قاعد يصطلي
عند نار له قال فنظرت اليه فاخذت سهما
فوضعته في كبد قوسي قال وكان حذيفة
راميا فذكرت قول رسول الله صلعم لا تحدثن شيئا
حدثا حتى ترجع قال فرددت سهمي في كنانتي

آپنے ابو بکر کا نام لیا وہ استغفار یعنی معاف فرمایئے
کہکر رہ گئے حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو جاسکتے ہو
پھر آپنے عمر کا نام لیا وہ بھی استغفر اللہ کہکر رہ گئے
حضرت نے پھر مجھ سے فرمایا مین نے کہا لبیک اور
حاضر خدمت ہوا اسوقت سردی اس شدت کی تھی
کہ میرے دونون پہلو جاڑے سے لرز رہے تھے حضرت
نے میرے سر و چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور
فرمایا اس قوم کی طرف جاؤ اور ان کی خبر لاؤ مگر
کوئی کام نیا نہ کرنا جب مین روانہ ہوا تو معلوم
ہوتا تھا کہ مین حمام مین جارہا ہون کہان تو وہ
سردی تھی اور اب یہ برکت دعا کے اسقدر گرمی
ہے جب مین وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ ان پر ایسی
آندھی آئی ہے کہ ان کے خیمون کی کل طنابین اور
میخین اکھڑ گئین اور ان کے مویشی اور کل چیزین
برباد ہوگئین اور ابو سفیان آگ سے تاپ رہا ہے
حذیفہ بڑے نشانہ باز تھے چاہا کہ تیر کمان مین
جوڑ کر نشانہ پر ماریں مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یاد کرکے چپ رہ گئے جب وہان سے آکر
آنحضرت سے کل واقعہ عرض کیا تو حضرت نے

قال فقال رجل من القوم الا فيكم عين للقوم
فاحذ كل بيد جليسه فاخذت بيد جليسي
فقلت من انت قال سبحان الله اما تعرفني
انا فلان بن فلان فاذا رجل من هوازن
فرجعت الى رسول الله صلعم فاخبرته
الخبر فلما اخبرته ضحك حتى بدت انيابه في
سواد الليل وذهب عني الدفاء قال فادناني
رسول الله فانامني عند رجليه والقى علي
طرف ثوبه فان كنت لالزق بطني وصدري
ببطن قدميه فلما اصبحوا هزم الله الاحزاب
وهو قوله فارسلنا عليهم ريحا وجنودًا
لم تروها۔ (تفسیر در منثور صفحہ ۱۸۵)

سے مارے مسرت سے ہنس پڑے کہ اُس تاریکی
شب میں آپ کے دندان مبارک نمایاں ہوئے
حضرت نے اپنے پائے مبارک کے پاس
مجھے بٹھا لیا اور اپنی چادر کا ایک گوشہ مجھپر
ڈال دیا میں سردی کے مارے اپنے سینہ اور
پیٹ کو حضرت کے قدم مبارک سے ملا دیتا
تھا جب صبح ہوئی تو وہ لشکر بھاگ گیا۔
اسی کی طرف آیہ کریمہ "فارسلنا علیھم
ریحا وجنودا لم تروھا" اور ہم نے
ان پر ہوائے تند اور لشکر بھیجا جس کو وہ
دیکھ نہ سکے) میں اشارہ ہے

چہارم

جاء بلال بن الحارث المزني الى
رسول الله فاستقطعه ارضا طويلة
فلما ولي عمر قال لبلال انك
استقطعت رسول الله ارضا عريضة
طويلة قطعها وان رسول الله لم يكن
يمنع شيئا يسأله فانك لا تطيق
ما في يديك فقال اجل قال

یعنی بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت ﷺ
سے ایک طویل وعریض زمین کی خواہش کی
اُسکو حضرت نے اسکی معافی میں دیدیا۔ جب عمر
خلیفہ ہوئے تو بلال سے کہا تم نے آنحضرت ﷺ سے
ایک طویل وعریض زمین حاصل کی ہے اور حضرت
کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی کچھ مانگتا تھا تو آپ
انکار نہیں فرماتے تھے۔ تیری یہ حالت کہ پوری میں

فانظر ما قویت علیہ منہا فامسکہ	آباد نہین کرسکتا لہذا جس قدر آباد کرسکتا ہے
وما لم تطق علیہ فادفعہ الینا نقسمہ	اُتنی رکھ لے اور باقی ہم کو دیدے کہ ہم مسلمانون
بین المسلمین فقال لا افعل واللہ	مین تقسیم کردین اُس نے کہا واللہ مین اُس
شئ اقطعنیہ رسول اللہ فقال	مین سے کچھ نہ دون گا کیونکہ وہ مجھے آنحضرتؐ
عمر واللہ لتفعلن فاخذ ما عجز	سے معافی مین ملی ہے عمر نے کہا دینی پڑے گی
عن عمارتہ فقسمہ بین المسلمین۔	آخر تھوڑی زمین چھوڑ کر باقی سب لے لی اور
(کنز العمال)	مسلمانون مین تقسیم کردی۔

آنحضرت سے حضرت عمر کا مخالفت کرنا

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین :۔

کتب سیر اور احادیث مین تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع پیش آئے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف راے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری مین ہے کہ جب آنحضرت نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین۔

قیدیان بدر کے معاملے مین اُنکی راے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی۔

صلح حدیبیہ مین انھون نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اس طرح دبکر کیون صلح کی جائے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین۔

آنحضرتؐ نے حسان کو تُرکی بہ تُرکی جواب دینے کی اجازت دی تھی حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیدیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اُنسے پُرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین

یعنی اشعار حسان ۱۲ منہ

حج کے ارکان مین (رمل) ایک رکن ہے یعنی طواف کرتے وقت پہلے دو تین دورون مین آہستہ آہستہ دوڑتے ہین اسکی ابتدا یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو کافرون نے مشورہ کیا کہ مسلمان ایسے نحیف اور کمزور ہوگئے ہین کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کرسکتے آنحضرت صلعم نے سنکر رمل کا حکم دیدیا اس کے بعد یہ معمول ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تھا سو ان کو خدا نے ہلاک کردیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر وہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے اس کو جڑ سے کٹوادیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تھے راستہ مین ایک مسجد تھی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اسکی طرف دوڑے حضرت عمر نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اہل کتاب انھین باتون کی بدولت تباہ ہوے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادتگاہ بنالیا (صفحہ ۱۶۹)

آیات محکمات مین اپنے مقام پر جناب شمس العلما کا وہ کلام نقل ہوچکا ہے جس مین جناب ممدوح نے جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال مین تفریق کی ہے یعنی ایک منصب رسالت سے اور دوسرا انسانی حیثیت سے جناب موصوف اُسکی تصریح اسطرح کرتے ہین کہ۔

نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین اور اسلام کے زمانے مین بھی یہ سلسلہ بند نہین ہوا اکثرون کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بے شبہہ خدا کی طرف سے

آنحضرت صلعم کے اقوال مین حضرت عمر تفریق کی

ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ تشریعی اور مذہبی نہیں ہوتے اس مسئلہ کو جس قدر حضرت عمرؓ نے صاف اور واضح کر دیا کسی نے نہیں کیا۔ اس میں بڑا نکتہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے وہ اقوال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ جو تشریعی حیثیت سے ہیں باہم مختلط نہ ہونے پائیں (الفاروق جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۰۸)

اس بنا پر جناب ممدوح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتوں کو منصب رسالت سے خارج کر کے حضرت عمرؓ کو مخالفت کے الزام سے یہ فرما کر بری کرتے ہیں:۔

"ان تمام مثالوں سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت عمر رسول اللہؐ کی ان باتوں کو منصب رسالت سے الگ سمجھتے تھے"

رسول اللہؐ کے کلام پاک میں جو تفریق کی گئی وہ خلاف آیات الٰہی ہے

جناب شمس العلماء کے اس بیان پر دو امر قابل توجہ ناظرین ہیں۔

اوّل یہ کہ صاحب وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی کے کلام پاک میں جو تفریق کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

دوم نماز جنازہ عبداللہ بن ابی صلح حدیبیہ۔ فدیۂ قیدیان بدر یہ امور منصب رسالت سے متعلق ہیں یا انسانی حیثیت سے۔ یہ امر تو اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ اللہ جل شانہ نے جابجا قرآن مجید میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے دیکھو آیۂ کریمہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اسطرح متعدد آیات ہیں۔ ان آیات پاک کا مطلب یہ ہے اے لوگو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اُسنے خدا کی اطاعت کی۔

رسول اللہؐ کل افعال و اقوال میں معصوم ہیں

اس جگہ دو چار آیات کی تفسیر میں جناب امام فخر الدین رازی کی مشہور و مستند تفسیر کبیر سے نقل کیجاتی ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کا

اطلاق کس صورت مین ہوسکتا ہے۔

پہلی | تفسیر آیہ شریفہ:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ سورہ منافقون	خدا کا در بارۂ متابعت رسول حکم دینا۔
من اقوی الدلیل ان الرسول معصوم	اس امر پر قوی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کل
فی جمیع الاوامر والنواھی کل ما	اوامر و نواہی مین معصوم ہین کیونکہ جو کچھ خدا آپ پر
یبلغہ لانہ لو اخطاء فی شئ منھا	تبلیغ فرماتا ہے اگر ان مین آنحضرت کچھ خطا کرین
لم یکن طاعتہ طاعۃ اللہ	تو طاعت رسول طاعت خدا نہین ہے۔
ایضا وجب ان یکون معصوما	اور واجب ہے کہ رسول اپنے کل افعال
فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ	واقوال واحوال مین معصوم ہو۔

پس ثابت ہوا کہ کل افعال واقوال مین رسول کی فرمانبرداری خداے پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

دوم | وقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔
یوجب الاقتداء بالرسول فی کل	یعنی تمام اقوال و افعال میں رسول اللہ
افعالہ وقولہ اطیعوا الرسول یوجب	صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب
الاقتداء بہ فی جمیع اقوالہ لاشک	ہے۔اور بلاشبہہ یہی اصل شریعت
انھما اصلان معتبران فی الشریعۃ	ہے۔
سوم | ان کنتم تحبون اللہ وبالجملۃ	غرض جتنے عقلا تھے وہ اِس کے
فکل احد من فرق العقلاء ویدعی	مدعی تھے کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہین
انہ یحب اللہ ویطلب رضاہ وطاعتہ	اور اُس کی رضا کے طالب ہین۔

فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قل ان کنتم صادقین فی ادعاء محبة الله فکونوا منقادین لاوامره محترزین عن مخالفته وتقدیر الکلام ان من کان محباً لله تعالی لابد ان یکون فی غایة الحذر مما یوجب سخطه واذا ثبت الدلائل القاطعة علی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وجبت متابعته فان لم تحصل هذه المتابعة دل ذلك علی ان تلك المحبة ما حصلت

توخدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ان سے کہو اگر دعوے محبت خدا مین صادق ہو تو ہمارے اوامر و نواہی کا امتثال اور مخالفت سے پرہیز کرو۔ اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیئے کہ پورے طور پر اُن باتون سے پرہیز کرے جن سے اسکی مخالفت لازم آئے اور چونکہ دلائل قاطعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہو چکی۔ لہذا حضرت کی متابعت واجب ہوئی اگر متابعت نہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت ہی نہین ہے

[چہارم] ان اتبع الا ما یوحی الی (پ ۱۱ س یونس) معناه الا یوحی اتبع الی فهذا یدل علی انه لا یحکم الا بالوحی وهذا یدل علی انه لا یحکم قط بالاجتهاد

مین تو اُسی کا پابند ہون جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ آنحضرتؐ نے کوئی حکم بغیر وحی نہین دیا ہو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کوئی حکم آپ کا اجتہاد سے نہ تھا۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرتؐ نے کوئی عمل نہین کیا مگر وحی سے

اس آیہ شریفہ کی توثیق آیہ کریمہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے ہوتی ہے یعنی

خدا فرماتا ہے کہ رسول اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتے بلکہ جو وحی کی جاتی ہے۔

اِن تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال و احوال مطابق وحی تھے۔

جناب شمس العلماء اِس تفریق مراتب کی بابت یہ تحریر کرتے ہین کہ خود رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہو کہ رسول اللہ ؐ طبقۂ انبیاء و مرسلین مین افضل ہین

" مین بشر ہون اسلئے جب دین کی بابت کوئی حکم دون تو اسکو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون "

لہٰذا بعض حضرت عمرؓ کے دلدادہ محبت مین جناب محمد مصطفےٰ اشرف الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عامۃ الناس مین شامل کرکے حضرت کے اقوال وافعال کی قدر و منزلت عوام الناس کے اقوال وافعال کی برابر سمجھتے ہین حالانکہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ایک بشر کو بھی دوسرے بشر پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے " فضلنا بعضکم علیٰ بعض " اسی طرح طبقۂ انبیا و مرسلین مین بھی حسب آیۂ کریمہ :-

تلك الرسل فضلنا بعضهم	ہم نے رسولون مین سے بعض کو بعض پر
على بعض منهم من كلم الله	فضیلت دی ہے اُن مین سے بعض سے خدا نے
ورفع بعضهم درجات	کلام کیا۔ اور اُن مین سے بعضون کے درجات
(پ۳ - س بقر - ع۱)	بلند کئے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقہ انبیاء و مرسلین مین بھی افضل و اشرف ہین سب انبیا علیہم السلام عاشقان خدا تھے۔ لیکن خاتم الانبیا شاہ دوسرا معشوق خدا ہین ؎

نبی سب بجا ہین، بجا ہین، بجا ہین ہمارے نبی اشرف الانبیا ہین،

آپ کے اقوال کی عظمت و منزلت مین خداوند عالم فرماتا ہے :-

قل انما انا بشر مثلکم | اے رسول انسے کہدو اگرچہ مین بھی مثل تمھارے
یوحی الی۔ | بشر ہون مگر مجھ پر وحی خدا نازل ہوتی ہے

پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رض کو بحیثیت بشر برابر جاننا آپ کے اقوال وافعال کو اُن کے اقوال وافعال کے مساوی سمجھنا۔ یا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راے اور تجویز پر اُن کی راے کو فوقیت دینا جیسا کہ شبلی صاحب فرماتے ہین :۔

"بعض امور مین وحی الٰہی نے حضرت عمر رض کی راے کی تائید کی یا ان کی راے کے مطابق وحی نازل ہوئی"

کمال بے ادبی وگستاخی بلکہ در پردہ انکار نبوت وعصمت ہے ع
"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔

قال اللہ تعالیٰ

یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا | اے ایمان والو خدا اور اُسکے رسول کے
بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ | سامنے کسی بات مین آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا
ان اللہ سمیع علیم | سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑا سننے والا اور
(پ ۲۶ س حجرات) | جاننے والا ہے۔

مرحبا سید مکی، مدنی العربی | دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را | برتر از آدم وعالم تو چہ عالی نسبی
نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم | زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

سید الاصفیا۔ خاتم الانبیا۔ سید المرسلین۔ رحمۃ للعالمین۔ ایسے بشر ہین جن کو اسلامی دنیا نے خیر البشر مانا۔ جن کا وجود مسعود باعث ایجاد عالم قرار دیا گیا جسپر حدیث قدسی "لولاك

لماخلقت الافلاک شاہد ہے اللھم صلّ علی محمّد وآل محمد ؎

خرد گشت در ذات یک کس تمام | کہ باشد محمد علیہ السلام
محمدؐ کہ ایزد ثنا خوان اوست | محمد کہ لولاک در شان اوست
محمدؐ کہ مقصود اگر آن نہ بود | ملائک نہ کردے بر آدم سجود
محمد حبیب خداے جہان | محمد سرِ جملہ پیغمبران
محمد مسلم در ارض وسما | منزہ چو ایزد زچون و چرا
حبیب خدا سید المرسلین | کہ شد بہر ایجاد دنیا و دین
بسی سال از عرش برطور اوست | مہ و مہر یک ذرہ از نور اوست
اگر او نہ بودے جہانے نہ بود | زمین و سپہر و زمانے نہ بود
ز آدم نگر تا مسیح و کلیم | کہ ہر یک ز پیغمبران عظیم
چو حاجت بدرگاہ حق بردہ اند | بحق محمّد طلب کردہ اند
توسّل نہ جستند تا با نبیؐ | نہ شد مشکلِ انبیا منجلی
جہان جملہ محتاج اشفاق اوست | رضامندی خلق زاخلاق اوست

ہم اسکو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ حبیب خدا بشر ہین لیکن معمولی بشر نہین۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ ہم اُن کو افضل البشر کہتے ہین۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تبارک وتعالی اپنے بندون کو ان کے جملہ افعال واقوال وغیرہ کی تقلید کرنے کی بابت حکم فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول | اے لوگو! بیشک تمھارے لئے پیری کرنے کو اچھا نمونہ خود
الله اسوة حسنة لمن کان یرجوا | رسول اللہ موجود ہین یعنی اس شخص کیلئے جو اللہ اور قیامت
الله والیوم الاخر وذکر الله کثیرا | کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہو۔

یہ آیۂ وافی ہدایہ بطلان تفریق اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے پس اس نور کبریا اور حجت خدا کو عام اشخاص سے نسبت دنیا مساوات قرار دینا نقص ایمان کی بین دلیل ہے ؎

نسبتت با سائر خلقت خطا باشد خطا ــــ گوہر پاکیزہ جوہر راچہ نسبت با رخام

قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم	بندون کے حال پر کیا افسوس ہے کہ کوئی بھی
من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ؀	رسول ان کے پاس ایسا نہین آتا جس کی ہنسی
۱ پ ۔ س یسین ع ۲	نہ اڑاتے ہون ۔

غرض جو آیات الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ومتابعت کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اُن کا مفہوم یہی ہے کہ محبت و اطاعت خداے پاک کی یہی ہے کہ کل افعال واقوال واحوال مین آنحضرت صلعم کی پیروی اور اطاعت کیجائے اور ان باتون سے جن سے آپ کی مخالفت ہو اجتناب کیا جائے مگر حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے آخری وقت تک مخالفت ہی کرتے رہے اور اس تفریق کلام کی بنیاد بھی انھین حضرت نے ڈالی ہے۔ اِس صورت مین جو تفریق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پاک مین کی گئی ہے وہ بروے آیات الٰہی اور تفاسیر مفسرین اہلسنت باطل و نامعتبر ثابت ہوئی۔ اور ظاہر ہوا کہ جناب خلافت مآب جو اس فرق مراتب کے موجد ہین رسالت ونبوت کی انکے نزدیک کچھ شان ومنزلت ہی نہین تھی اور نہ عدم اطاعت ومخالفت رسول اللہؐ کی وجہ سے مومنین کے مرتبے و درجے کو پہونچے نیز جناب شمس العلما بھی جنھون نے اِس تفریق کلام پر جناب خلیفہ صاحب موصوف کے ہمرنگ ہو کر الفاروق کو اِس جلوہ سے۔

"نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین":

زینت دے کر اپنے اہل مذہب کو یہ ہدایت کی ہے کہ رسول اللہ بھی مثل تمھارے ایک بشر ہین لہذا حضرت کے کل افعال واقوال کو مذہبی وتشریعی نہ سمجھو۔

حضرت عمرؓ کا حضرتؐ کو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

آب ہم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ سے بحث کرتے ہین۔ اگرچہ جب مسئلہ تفریق اقوال باطل ثابت ہوا تو پھر ان امور کو منصب رسالت سے ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر بہ لحاظ رفع حجت ان کو بھی ثابت کرتے ہین کتب صحاح وغیرہ مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن مبارک پکڑ کر کھینچا اور کہا آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین حالانکہ خدا نے منع کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برہم ہوکر فرمایا "ہٹو اے عمر! خداوند تعالی نے مجھے مختار کیا ہے کہ مین منافقون کے لئے استغفار کرون یا نہ کرون۔ آخر آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھی اور حسب خواہش فرزند عبداللہ بن ابی کو اپنا قمیص بھی کفن کے لئے عطا فرمایا۔ نماز جنازہ اور قمیص مبارک کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنی حرکت پر نادم وخجل ہوے بلکہ کنز العمال مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ

"مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین ہوئی جو اس وقت ہوئی"

چونکہ جناب شبلی صاحب نے ان تمام باتون پر پردہ ڈالا ہے۔ لہذا ہم ان کے ثبوت مین خاص بخاری شریف کی روایتین ترجمہ بخاری شریف سے جس کے مترجم مولوی وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر ہین نقل کرتے ہین:۔

حدثنا عبید بن اسمعیل عن ابی اسامہ	عبید بن اسمعیل نے بسلسلہ عبداللہ
عن عبداللہ عن نافع عن عمر قال	بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ

لما توفی عبد الله جاء ابنه
عبد الله الی رسول الله صلعم
فساله يعطيه قميصه يكفن فيه
اياه فاعطاه ثم ساله يصلی
عليه فقام رسول الله يصلی
فقام عمر فاخذ بثوب رسول
الله صلعم فقال يا رسول الله
تصلی عليه وقد نهاك ربك
ان تصلی عليه فقال رسول الله
انما خيرنی الله فقال استغفر
لهم سبعين مرة سازيد من
السبعين قال انه منافق قال
فصلی عليه رسول الله صلعم
فانزل ولا تصل علی احد منهم
مات ابدا ولا تقم علی قبره

بخاری
کتاب التفسیر پارہ ۱۹
صفحہ ۹

ابن ابی بن سلول منافق مرگیا اس کے فرزند
عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو سچا مسلمان تھا
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض
کی کہ اپنا کرتا عنایت فرمائیے کہ مین اپنے باپ
کو اس سے کفن دون آپ نے کرتا دیدیا پھر
اُس نے درخواست کی کہ نماز جنازہ بھی پڑھئے
آپ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے حضرت عمرؓ نے
کھڑے ہوکر آپ کا دامن کھینچا اور عرض کرنے
لگے یا رسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے ایسے منافق لوگون پر نماز پڑھنے
سے آپ کو منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالے
نے مجھ کو منع نہیں کیا بلکہ مجکو اختیار دیا ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کر
یا نہ کر اگر تو ستر بار انکے لئے دعا کریگا جب بھی اللہ
اُنکو بخشنے والا نہیں۔ مین ستر بار سے زیادہ دعا کرونگا
حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ وہ تو منافق تھا۔ خیر
آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کا کہنا نہ مانا اُسپر نماز پڑھی
اسوقت یہ آیت اتری کہ ان منافقین سے کوئی
مرجائے تو اسپر نماز نہ پڑھو اسکی قبر پر کھڑے بھی نہو۔

اِس حال کی مسلسل تین حدیثین ہین :۔

حضرت عمر کہتے ہین اس کے بعد مجکو خود تعجب ہوا کہ تونے اللہ کے رسول پر ایسی جرأت ودلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔

قال عمر یعجب بعدی جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ترجمہ بخاری شریف پارہ ۹ صفحہ ۱۱۹)

مولوی صاحب موصوف ان روایتون کی نسبت صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین :۔

روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرا کرتا کچھ اسکی کام آنے والا نہین مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائینگے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن اُبی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھکر بہت سے مسلمان ہوگئے ایک روایت مین یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی ابھی زندہ تھا اس نے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا اور آپکے کرتا مانگا اور دعا کی درخواست کی

کنز العمال کی جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال	شعبی سے منقول ہے کہ عمر بن الخطابؓ
لقد اصبت فی اسلام هعنوة ما اصبت	نے کہا کہ مجھے اسلام مین کبھی لغزش نہین ہوئی
مثلها قط اذا اراد رسول اللہ صلعم ان	تھی جیسی کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ نے
یصلی علی عبد اللہ بن ابی فاخذت بثوبہ	ارادہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی کعب کے جنازے
فقلت واللہ ما امرك اللہ بهذا لقد استغفر	کی نماز پڑھین مین نے آپکا کپڑا کھینچ لیا اور
لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة	عرض کی خدا نے آپ کو اسکا حکم نہین دیا ہے۔
فلن یغفر اللہ لهم فقال رسول اللہ قد خیرنی	رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے

ربی فقال استغفر لھم او لا تستغفر لھم الخ   مجھے اختیار دیا ہے کہ مین ان کے لئے دُعا

(کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد اول ۲۳۰)   کرون یا نہ کرون۔

اس رُوایت کو خود جناب شبلی صاحب نے بھی سیرۃ النبی مین اس طرح لکھا ہے:۔

"۵ھ مین قریش نے مکہ سے لیکر مدینہ تک آگ لگا دی اور مدینہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردین آنحضرت صلعم مدینہ سے چار سو صحابی کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تشریف لیگئے آپ کی آمد سنکر وہ پہاڑون مین بھاگ گئے۔ اس جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ سے منافقین بھی داخل ہو گئے تھے اور فتنہ گری کی کوشش کر رہے تھے ایک دن چشمے سے پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری مین جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے مگر لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ عبد اللہ ابن ابی نے جو رئیس المنافقین تھا انصار سے کہا تم نے یہ بلا خود مول لی مہاجرین کو تم نے بلا کر آسنا کر دیا کہ اب وہ خود تم سے برابری کا مقابلہ کرتے ہین اب بھی موقع ہاتھ سے نہین گیا تم ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہان سے نکل جائینگے یہ واقعہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے آکر کہا حضرت عمرؓ بھی موجود تھے غصہ سے بیتاب ہو گئے عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اُڑا دے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے ساتھ والون کو قتل کرتے ہین یہ عجیب بات ہے کہ عبد اللہ ابن ابی جیسا منافق اور دشمن اسلام تھا اسکے صاحبزادے کہ اُن کا نام بھی عبد اللہ تھا۔ اسیقدر اسلام کے جان نثار تھے۔ آنحضرت صلعم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ یہ سنکر وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے

لہ یہ ایجاد شمس العلماء کی ہے حدیث مین تو لفظ اصحاب ہے ۱۲

اور عرض کی کہ دنیا جانتی ہے کہ مین باپ کا کسقدر خدمت گذار ہون لیکن یہ مرضی ہے تو مجھے حکم ہو مین ابھی اسکا سر کاٹ لاتا ہون ایسا نہو کہ آپ کسی اور کو حکم دین اور مین غیرت اور محبت کے جوش مین آکر قاتل کو قتل کرون آپنے اطمینان دلایا کہ قتل کے بجاے مین مہربانی کرونگا۔ یہ ارشاد اسطرح پورا ہوا کہ جب وہ مرا تو کفن کے لئے آپ نے خود پیراہن مبارک عنایت فرمایا جنازہ کی نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے دامن تھام لیا کہ آپ منافق کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہین لیکن دریاے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا۔

ان روایتون سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ اس معاملے کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے چنانچہ ان کا عبد اللہ بن ابی کے نفاق پر غصہ سے بیتاب ہونا۔ آنحضرت صلعم سے اسکی گردن اڑانے کی اجازت چاہنا۔ آنحضرت صلعم کا حالت نماز مین دامن پکڑ کر کھینچنا۔ اسکا اعتراف کرنا کہ تونے محمد کے رسول پر اتنی جرأت و دلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اُسکا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔ اسکا بھی اقبال کرنا کہ مجھے اسلام مین لغزش بھی نہین ہوئی جیسی کہ اسوقت ہوئی جب کہ رسول اللہ عبد اللہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوے یہ باتین اُن کے علم پر شاہد ہین اور یہ عین مخالفت ہے اور مخالفت رسول کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا جنازہ عبد اللہ پر صلواۃ سے منع کرنا اور فرمانا اسکو منصب رسالت سے سمجھتے تھے

کیف یھدی اللہ قوما کفروا	خدا ایسے لوگون کو کیونکر ہدایت کرے
بعد ایمانھم وشھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دیچکے تھے کہ رسول سچے ہین اور انکے
واللہ لایھدی القوم الظلمین ٥	پاس کھلی نشانیان آچکی ہین اور اللہ ظالم
(پ ۴-س- آل عمران رع ۹)	لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔
دوسری ان الذین یحادون اللہ ورسولہ	بیشک جو اللہ اور رسول سے مخالفت کرتے ہین

کبتوا کما کبت الذین من قبلھم — وہ اسیطرح ذلیل کیئے جائینگے جوان سے پہلے تھے

وقد انزلنا ایات بینات وللکافرین — اور ہم نے کھلی نشانیان آتاری ہین اور نہ ماننے

عذاب مھین — والون کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ (پ ۲۸ س مجادلہ)

جناب شمس العلماء نے صلح حدیبیہ کو بھی منصب رسالت سے جدا بتایا ہے حالانکہ یہ صلح بموجب حکم خداوند متعال کے ہوئی تھی اس صلح سے اصحاب مومنین تو خوش ہوئے مگر اصحاب منافقین ناراض ہوئے اور خدا ورسول سے بدظن ہو گئے حضرت عمر فاروق ؓ اتنے بگڑے کہ خود اُن کا قول ہے کہ مجھے کبھی رسول کی رسالت مین ایسا شبہہ نہین ہوا جیسا کہ آج ہوا۔ صلح حدیبیہ کا ذکر خود قرآن مجید مین ہے اور سورہ انا فتحنا اس بارہ مین نازل فرمایا ہے جس مین مومنین پر اظہار خوشنودی اور جنت کی بشارت۔ اور اصحاب منافقین پر عتاب فرمایا ہے بلکہ اور کچھ بھی دیکھو آیہ

المنفقین والمنافقات والمشرکین — اور منافق مرد اور منافق عورتون اور

والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء — مشرک مرد اور مشرک عورتون پر جو خدا کے حق

علیھم دائرۃ السوء ط وغضب اللہ — مین برے برے خیال رکھتے ہین عذاب نازل

علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم — کرے ان پر مصیبت کی بری گردش ہے اور خدا

وساءت مصیرا ٥ — اُن پر غضبناک ہے۔

(پ ۲۶ س فتح ع ۱)

یہ واقعہ اسلام مین بہت عظیم الشان ہے اس سے بہت شان والا تعلق ہے۔ اس صلح مین اصحاب نے بہت کچھ خدا اور رسول پر بدگمانیان کی ہین یہ صلح صاف ثبوت ہے ان کے ایمان و منافقین کے نفاق پر بین دلیل ہے چونکہ آیات بینات مین آیۂ کریمہ۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

سے اصحاب ثلثہ رض کی فضیلت کا استدلال کیا ہے اور بہت کچھ خداے پاک کی طرف سے اُنکی مدح و ثنا کی ہے جو قرآن اور واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا اس جگہ ہم نے اسکا ذکر صرف اشارۃً کردیا ہے اور مفصل حال جلد دوم مین لکھا ہے جو انشاءاللہ قابل ملاحظہ ہوگا۔

جناب شمس العلماء ان مخالفتون کا ذکر کرنے کے بعد یہ توجیہ کرتے ہین۔

رسول اللہ نے حضرت عمر کی مخالفت پر ناپسندیدگی ظاہر نہین فرمائی

"حضرت عمر کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب انھون نے دخل دیا تو آنحضرت صلعم نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی۔"

تردید قول متذکرہ بالا

سبحان اللہ! این گل دیگر شگفت حالانکہ انھین کے مذہب کی کتابون سے منکشف ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مخالفتون پر برہم ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ تقسیم غنیمت کے بارہ مین یہ روایتین نقل ہوچکی ہین جنمین یہ جملہ ہے کہ آنحضرت نے برہم ہوکر فرمایا:۔

"اے عمر اس بارہ مین ہم سے فحش اور بدگوئی نہ کرو۔"

جب حضرت عمر توریت سُنانے لگے تو آنحضرت کا چہرۂ مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا۔ نماز جنازہ عبداللہ بن اُبی کے معاملہ مین فرمایا

"ہٹو اے عمر!"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:۔

"عمر ... خطاب از جائے برجست وگفت نماز می گذاری بروے حالانکہ وے منافق بود حضرت گفت دست از من بدار" صفحہ

لشکر اسامہ سے تخلف کیا تو حسب منشاء رجہ ملل ونحل شہرستانی مجمع اصحاب مین بالاے ممبر

"لعن اللہ من تخلف عنہا"

ف یہ جملہ شرح مواقف اور مجلد سادس ابن ابی الحدید مین بھی ہے۔

فرمایا. قلم دوات کی مخالفت پر آزردہ و برہم ہو کر حسب بیان امام بخاری صاحب حجرۂ مبارک سے اٹھوا دیا
دیکھو بخاری شریف مین یہ ارشاد

"قوموا لاینبغی عندی التنازع"

قصہ مختصر اصحاب ثلٰثہ رض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیات و ممات مین اختلاف و انحراف ہی کرتے رہے اور جب خود زیب دہ مسند خلافت ہوے تو اپنی سلطنت و حکومت کے استحکام کی غرض سے بفحواے آیۂ کریمہ:-

ویفسدون فی الارض اولئک — وہ دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین اور

ھم الخسرون (پ ۱ ع ۲۵) — وہی نقصان اٹھانے والون مین سے ہین۔

مفسدین کو تقویت دی اور ظالمون کی رعایت کی مظلومون پر انواع و اقسام کے ظلم کیے جن مسلمانون نے ان کی خلافت تسلیم نہین کی اور زکوٰۃ نہ دی ان کو مرتد ٹھہرا کر قتل کرا دیا سامان میراث خمس اور فدک متروکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین احکام خدا و رسول سے انحراف کر کے اپنی راے اور مصلحت ملکی پر عمل کیا۔ بیت المال کی تقسیم مین خلاف عمل اپنے پیغمبر کے اقربا و احبا کو زیادہ اور ضعفا کو تھوڑا حصہ دیا۔ سنت رسول اللہ کو بالاے طاق رکھ کر امور شریعت مین اپنی راے اور مرضی سے احکام دیے جیسا کہ ماہ رمضان مین تراویح اور اذان فجر مین کلمہ "حی علے خیر العمل" کے بجاے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ متعۃ النساء و متعۃ الحج کا حرام ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عمر نے مخالفت رسول پر صرف اپنی حیات ہی تک قناعت نہین کی بلکہ اپنے بعد بھی تا حشر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ یعنی مجلس شوریٰ جو آپ نے اپنی وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی اور اپنے رفیق خاص عبد الرحمن بن عوف کو اس مجلس کا میر مجلس کیا تھا چنانچہ جب ان کے دفن و کفن کے بعد وہ مجلس منعقد ہوئی جس مین ایک رکن جناب امیر علیہ السلام بھی تھے تو خلیفہ کے انتخاب مین منجملہ دیگر شرائط کے سیرت شیخین

کی بھی شرط لگائی گئی۔ چنانچہ میر مجلس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ

"میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ کتاب خدا و سنت رسول و سیرت شیخین پر چلنے کا اقرار کریں۔

آپ نے سیرت شیخین کی شرط قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اس لئے حضرت عبدالرحمٰن نے آپکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر حضرت عثمان سے کہا گیا تو انھوں نے بطیب خاطر یہ شرطیں منظور فرمالیں۔ اور تاج خلافت حضرت ذی النورین کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔

آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب خدا و سنت رسول کو پس پشت ڈالدیا اور سیرت شیخین کی مطابق خلافت سرانجام پاتی رہی۔

حضرت عثمان ذوالنورین تو اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلنے میں اپنے بڑے بھائیوں سے بھی دس قدم آگے ہی رہے آپ کی بدعتوں اور مخالفت رسول کی وجہ سے جو حشر ہوا اس سے کتب خانہ اہلسنت نے بھرے ہوئے ہیں۔ اس جگہ چند سطریں رسالہ محرم نامہ سے جسکے مؤلف کٹر سنی یعنی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب ہیں نقل کیجاتی ہیں وہ یہ ہیں :-

حضرت عثمان کی مخالفت بر صحابہ ساہر تش د

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا حج کو جاتے تو منا کے مقام میں قصر کر دیتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے اور منا میں اقامت اختیار کی تو چار رکعت نماز پڑھی اسپر اصحاب برہم ہوکر بولے یہ کیا بدعت ہے رسول اللہ نے تو یہاں چار رکعتیں نہیں پڑھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تو اسقدر تیز ہوئے کہ بھرے مجمع میں کہا تیرا کیا اقرار تھا کیا تو بھول گیا کیا یہ عہد نہیں کیا تھا۔ کہ کتاب خدا و سنت رسول صلعم پر عمل کروں گا اب تو سنت پیغمبر سے انحراف کرتا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیوں ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے میں مقیم ہوں مجھے قصر نماز جائز نہیں ہے صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہ ہوا اور چند روز میں سارے ملکوں میں

دھوم مچ گئی کہ امیر المومنین سنت رسول اللہ کے خلاف کام کرتے ہین !

اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے خارج البلد کیا تھا۔ باحترام واکرام پھر مدینہ مین بلالیا اور ایک لاکھ درہم بیت المال سے عطا کیئے۔ مروان بن حکم جو آپ کا چچا زاد بھائی تھا جسپر آنحضرت صلعم نے لعنت کی تھی اور مدینہ سے نکلوادیا تھا اسکو اپنا وزیر ومشیر بنایا اور افریقہ کا پورا خمس بخشدیا اپنے بھانجے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک بڑے صوبہ مصر کا گورنر بنادیا حالانکہ یہ وہ مرتد تھا جس کے قتل کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہ جو جلیل القدر اصحاب رسول اللہ سے تھے جنکے فضائل مین خود بخاری وغیرہ مین متعدد حدیثین ہین اُن کو اس بنا پر کہ یہ لوگ آپکے نائبون کے احکام مین بوجہ مخالفت سنت رسول معترض ہوا کرتے تھے اور سنت نبوی پر چلنے کی نصیحتین کرتے تھے خارج البلد کیا اور اپنے غلامون سے پٹوایا۔

اب فرمایئے کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے معنی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہین کہ میدان جنگ مین جاؤ اور خدا کی راہ مین تکلیفین برداشت کرکے کفار (احکام رسول میں اصحاب کی مداخلت) ومشرکین سے لڑو یہ مجاہد وغازی بجائے قاتلوا وقتلوا کے میدان جنگ سے ایسے فرار ہوتے ہین کہ مدینے سے ادھر دم نہین لیتے اور بعض تو تین تین دن تک غائب رہتے ہین جناب رسول خدا صلعم حکم صادر فرماتے ہین کہ اُسامہ کے ساتھ جہاد کو جاؤ اطاعت گذار مشورہ کرتے ہین کہ ہم غلام کے ماتحت بنجائین گے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کو مکہ جانے کا حکم دیتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ کفار ومشرکین میرے دشمن ہین مجھے قتل کرڈالینگے محبوب خدا اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہین کہ ہے کوئی خدا کا دوست کہ عمرو بن عبدوُد سے مقابلہ کو میدان جنگ مین جاے اشداء علی الکفار حضرت عمر کہتے ہین کہ وہ ایسا شجاع اور بہادر ہے جس نے ایک شتر بچے کو

بجاے سپر ہاتھ مین لیکر ہزار ہا کون کو بھگا دیا فوج اسلام سے کوئی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین مین اصحاب مفرورین کو بااین الفاظ مبارک پکارتے ہین

انا رسول اللہ انا نبی اللہ فارجعوا

لیکن وہ جان نثار پلٹ کر بھی نہین دیکھتے۔ جناب رسالت مآب قرآن مجید اور اپنی عترت کو امت کا ہادی اور امام بنا کر ان کی اطاعت اور پیروی کا حکم دے کر ارشاد فرماتے ہین کہ اگر ان دونون کو پکڑے رہوگے تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ یہ فرمان بردار اہلبیت کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابتداے بعثت کے وقت اپنی رسالت و نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بھائی علیؑ کی امامت کا بھی بااین الفاظ مبارک

ھذا اخی ووصیی ووارثی	یہ میرا بھائی میرا وارث میرا وزیر اور
وخلیفتی فیکم فاسمعوا	میرا خلیفہ تم لوگون مین ہے اسکا حکم سنو اس کی
واطیعوا۔	اطاعت کرو۔

اظہار کرتے ہین یہ انکی اخوت اور اطاعت سے منھ موڑتے ہین۔ رسول الثقلین حسب ارشاد رب العزت حضرت علی کو بالاے منبر اپنے ہاتھون پر اٹھا کر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ	مین جس کا سردار ہون علی بھی اسکا سردار ہو

فرما کر اپنا جانشین کرتے ہین۔ یہ جان نثار و اطاعت گذار ایسے برہم ہوتے ہین کہ خود محبوب خدا کو ہلاک کرنے کا سامان کرتے ہین

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت رحلت ارشاد فرماتے ہین کہ مجھے دوات و کاغذ دو

ف یہ واقعہ لیلۃ العقبہ کا ہے جو دوسری جلد مین درج ہوا ہے"

تاکہ مین تم کو ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ حکم کی تعمیل نہین کرتے۔ بلکہ اِس حکم کو ہذیان بتاتے ہین اور کہتے ہین :۔

"کچھ ضرورت نہین ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے"

المختصر ان خلفا کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنے اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینے کے حالات اور واقعات ہم نے جلد سوم مین مفصل لکھے ہین۔ اُسکے ملاحظہ سے ان کی حرص و ہوا بخوبی منکشف ہوگی کہ اپنے پیغمبر کے جنازہ کو بے غسل وکفن و بے تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ مین پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کر کے مسند خلافت پر متمکن ہوگئے اور اپنے پیغمبر کی وصایا کو عموماً اور انی تارك فیکم الثقلین کو خصوصاً فراموش کر گئے۔

یوم غدیر جس ولی خدا کو خلافت کی مبارکباد دے چکے تھے اُس سے اپنے عہد کو توڑ کر منحرف ہوگئے بلکہ اس ولی خدا اور وصی رسول اللہ کو اپنی بیعت کیلئے طلب کیا جب نفس رسول نے آنے سے انکار کیا تو بیت الشرف بنت رسول اللہ کو آگ لگانے کیلئے تیار ہوگئے۔ اس نفس رسول کو بجبر و تشدد دربار خلافت مین لے گئے اور کہنے لگے اگر ہماری بیعت نہ کروگے تو تمھاری گردن کاٹین گے جب وہ جناب ان کی بیعت سے انکار کر کے دولتسرا پر واپس تشریف لے گئے تو آل رسول کی تباہی کے مشورے کرنے لگے۔ آخرکار بنت رسول اللہ سے فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ضبط کرلیا اور بنی ہاشم پر خمس بند کر دیا۔ بعد ضبطی فدک جب بنت رسول اللہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے خلیفہ اول صاحب سے ناجائز حکم کی شکایت کی تو خلیفہ صاحب نے ہبہ فدک کے متعلق شہادت طلب کی۔ جناب امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام اور ام ایمن نے اُن معصومہ کے قابض و متصرف ہونے کی شہادت دی اُس شہادت کو یہ فرما کر کہ

ام ایمن زن عجمیہ ہے اور حسنین کم سن ہین۔ رہے علی سو وہ خود فریق مقدمہ ہین ان کی

شہادت قابل قبول نہین"

دعوے خارج کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ وراثتاً بھی مجھے فدک ملنا چاہیئے اس لئے کہ وہ میرے باپ کی ملک ہے اسپر باوجود دعواے حسبنا کتاب اللہ آیۂ شریفہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ) کو پس پشت ڈالکر فرمایا کہ

"آنحضرت سے ہم نے یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ سنی ہے ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو مال ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے"۔

نیز خمس کا حصہ بھی اقربائے رسول سے ساقط کر لیا جس کی نسبت قرآن شریف مین صاف حکم ہے کہ جو کچھ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتھ آئے اُسمین پانچوان حصہ خدا اور پیغمبر اور رشتہ دارون اور یتیمون اور غریبون اور مسافرون کے لئے ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ اسی طرح ذوی القربیٰ کو حصہ تقسیم فرمایا کرتے تھے آخر کار جناب سیدہ علیہا السلام بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھہتر دن زندہ رہکران صدمات سے رحلت فرماگیئن اور تاوقت وفات ان حضرات سے ناراض رہین۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بہ حیلہ خونبہائے حضرت عثمان رضؓ اپنی شفقت مادرانہ کا اظہار علے رؤس الاشہاد اس طرح کیا کہ نفس رسول پر جس کی شان مین رسول اللہؐ نے "لحمک لحمی ودمک دمی" ارشاد فرمایا تھا ایک لشکر بغاوت اثر وضلالت نشان کی سپہ سالار بنکر چڑھائی کی اور بہ نفس نفیس خاص معرکہ جنگ کے وقت ایک شاندار شتر پر سوار اور قلب لشکر مین رونق افروز ہوکر اہل لشکر کو جوش دلارہی تھین۔ حالانکہ حضرت عثمان رضؓ کی ہلاکت کا باعث آپ ہی تھین اور ان پر اسقدر غیظ وغضب کیا کرتی تھین کہ ایک یہودی سے تشبیہ دیکر طعن فرمایا کرتی تھین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ مین ہے:۔

"عائشہ تا در مدینہ بود در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل نعثلا"

اسی طرح نواسۂ رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کی نعش مبارک اُن کے نانا کے حجرہ مین دفن ہونے دی بلکہ ایک جمعیت ہمراہ لیکر اور خچر پر سوار ہو کر جنازہ پر تیرون کا منہ برسایا۔ صحابہ ثلثہ رض نے اپنے استحکام خلافت کے لئے خاندان بنی اُمیہ کو ہر طرح کی تقویت اور عروج دیا حالانکہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین شجرۂ ملعونہ جو فرمایا ہے اُس سے مُراد بنی امیہ ہین اور اپنے حبیب کو رویاے صادقہ مین دکھا دیا کہ بنی امیہ منبر رسالت پر مثل بندرون کے کود رہے ہین اِس خواب سے آنحضرت صلعم پر اسقدر غم و ملال طاری ہوا کہ پھر اسکے بعد آپ نے تبسم نہین فرمایا۔ ہر چند کہ آیۂ شریفہ اصحاب کے سامنے نازل ہو چکی تھی۔ اُس خواب سے آپ نے اُنھین آگاہ بھی کر دیا تھا۔ با این ہمہ اپنے عہد خلافت مین محض خاندان رسالت کے مٹانے اور برباد کرنے کی غرض سے نہ صرف اس قوم کو رسوخ و عروج دیا بلکہ خلیفہ دوم صاحب اپنے جیتے جی خلافت بھی بنی امیہ مین منتقل کر گئے آخر ان کا مقصد حاصل ہوا کہ جناب امیر المومنین ع کے مسند نشین خلافت ہوتے ہی امیر معاویہ نے علانیہ جنگ و جدل کی اور اپنے عہد خلافت مین ان جناب پر سب و شتم کے بارے مین احکام صادر کیے جس پر اسّی سال تک علانیہ خاص مسجد الحرام و دیگر کل مساجد مین بالاے منبر جناب امیر و جناب حسنین علیہم السلام پر تبرا ہوتا رہا۔ یہ تبرا خطبہ مین پڑھا جاتا تھا۔ اسکو عمر بن عبد العزیز نے خطبہ سے خارج کر دیا اور بجاے اس کے آیت قرآنی شامل کی۔

اُنکے فرزند رشید یزید جب تخت نشین ہوے ان کے دست خزان سے تو گلستان مصطفوی و بوستان مرتضوی ایسا پامال ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تاراج ہو گیا۔

غرضکہ آل رسول کی تباہی و بربادی کا وہ مستحکم سنگ بنیاد رکھا کہ ان کے جانشین یکے بعد دیگرے بمصداق شعر "خشت اول چون نہد معمار کج   تا ثریا میرود دیوار کج"

اپنے پیشواؤن و آبا ر کے نقش قدم پر چل کر آل نبیؐ و اولاد علیؑ کا استیصال کرتے رہے ؎

رسولؐ و فاطمہ زہراؑ کا گھر تباہ کیا ۔۔۔ نہ پاس حرمت پیغمبر آکہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا ۔۔۔ شہید گیارہ امامون کو بے گناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا اک اک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ؕ

چونکہ یہ حالات اور واقعات مزید توضیح و تصریح طلب ہین اور علماء اہلسنت نے ان واقعات کی طرح طرح سے پردہ پوشی کی ہے اور جناب شاہ صاحب نے تو ان بدعتون کو اصحاب ثلثہؓ کی خاطر مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ لہذا یہ سب واقعات مفصل آگے بیان کیے جائینگے اس کے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین پر روشن ہوگا کہ حسب روایات مندرجہ کتب معتبرہ اہلسنت رسول اللہؐ کی دولت اسی خلافت کی بدولت تاراج ہوئی جس کو اہل سنت خلافت راشدہ کہتے ہین۔ ان حادثات دردانگیز اور سانحات رستخیز کا سنگ بنیاد انھین لوگون کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا جنکو وہ مہر و ماہ فلک اسلام بتاتے ہین اور ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ؎

نہ گھبراؤ بتوکل حشر مین کھل جائینگے عقدے ۔۔۔ تمھارے ظلم سب اللہ کے آگے بیان ہونگے

قولہ تعالی

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۔۔۔ اُسدن تم پیش کردیے جاؤگے اور کوئی بھید تمھارا چھپا نہ رہے گا۔

قال

قولہ صحابہ نے اسلام کے پھیلانے میں تکالیف اٹھائیں اور اپنا مال نثار کیا

مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ صحابہ کرام و مہاجرین وانصار مصیبت اور رنج کے وقت مین شریک آنحضرت ہوئے یا نہین اور مال وجان وعزت وآبرو آپ پر نثار کیا یا نہین اسلام کے پھیلانے مین انھون نے تکلیفین اور ایذائین پائین یا نہین پس ایسے بدیہیات سے انکار کیجئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کرہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اُن کی محنتون اور کوششون کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف کرین کہ جسکے پیچھے اُنھون نے تکلیفین گوارا کی ہونگی اُسکی نگاہ مین کیا کچھ قدر ومنزلت اُن کی نہ ہوگی اور جس کی خاطر اُنھون نے اپنے گھر بار کو چھوڑا ہوگا اسکے دل مین کیا کچھ اُن کی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تم کو علی مرتضیٰ ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کے وقت مین کوئی تمھارا شریک ہو اور درد ودکھ کی حالت مین کوئی تمھارا ساتھ دے اور بھائی بندون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ ہو اور اپنی جان و مال کو تمھارے پیچھے ضایع کرے تو تمھاری نگاہ مین اُسکی کچھ عزت اور تمھارے دل مین اُسکی کچھ محبت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی مہاجرین وانصار کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جس وقت لوگ چارون طرف سے یا ساحر یا مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کرکے حضرت کو بچاتے ہونگے اُن کی اِس اعانت کی کیا کچھ قدر ومنزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی۔

اقول

بلا شبہ صحابہ کرام اور مہاجرین و انصار جو مومنین سے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک حال رہے اُن بزرگون کے صدق ایمان اور اسلام مین کس کو کلام ہے۔ ان خالص مخلصون کی وفاداری اور جان نثاری کی جسقدر ثنا کی جائے کم ہے ؎ تولیقول اللہ

از وطنہا مہاجرت کردند | بر الہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند | در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو | ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانبی در شداید و اہوال | بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوئے حق | بہر ایشان بشارت مطلق

یہ حالات تو اصحاب مومنین کے ہم نے بیان کیۓ اور اصحاب ممدوحین اہلسنت کے حالات جناب شاہ عبدالحق دہلوی سے پوچھیئے جو صاف الفاظ مین اصحاب مفرورین کی شان مین فرماتے ہین کہ

"علی گفت آیا کافر شوم بعد از ایمان مرا تو کار است با یاران و برادران کہ در پی غنیمت رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار دارم"

اُن جان نثارون کا اپنے پیغمبر پر جان نثار کرنے اور سینہ سپر رہنے کا حال جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سے پوچھیئے جو ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

ان کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی غنیمت اسقدر محبوب تھی کہ ان کو کفار کے مسلمان ہوجانے پر رنج ہوتا تھا کہ انکا مال نہ ملے گا۔ آنحضرت کی خبر شہادت سنکر اصحاب ایسے

بھاگئے کہ بعضون نے تو مدینہ سے اِدھر دم نہ لیا۔ حضرت عمر و طلحہ اور دیگر مہاجرین وانصار نے
مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ اور علیحدہ جاکر بیٹھ گئے"

اب فرمایئے کیا وفادار اور جان نثار ایسے ہی ہوتے ہین۔ پس یہ اقوال اسپر شاہد ہین کہ فدائی بظاہر اپنے کو جان نثار بتاتے تھے اور باطنًا اپنے مطلب کی غرض سے سفر اور حضر مین آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے ؎

این دغل دوستان کہ می بینی مگسانند گرد شیرینی

افسوس کہ اسپر آپ انھین لوگون کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہین کہ

"یاران وے در مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند وچہ غمہا کہ نہ کشیدید"

اگرچہ خلفائے ثلثہؓ کا آنحضرتؐ پر مال نثار کرنا بڑھ بڑھکر بیان کیا جاتا ہے مگر جب ان باتون کی تصدیق خود اُن کی کتابون سے کیجاتی ہے تو اُسکے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریغ کرتے تھے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ مذہب اہلسنت مین ہے کہ

نہ جوئی مدت مناب نیزہ سے عمل کیا

کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلعم سے بہت دیر تک تخلیہ کیا کرتے تھے جس سے آپ کو تکلیف و زحمت ہوتی تھی مگر آپ بسبب اپنے حسن اخلاق ان لوگون سے کچھ نہ فرماتے تھے آخر خود حق سبحانہ تعالی نے اصحاب کے ایمان وخلوص کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا

"ہمارے پیغمبر سے تخلیہ مین راز کی باتین کرنا چاہین تو تخلیے سے پہلے صدقہ دیا کرین"

جب یہ حکم سنایا گیا تو بجز جناب امیر المومنین علی مرتضےؑ کے ان جان نثارون مین سے کسی نے بھی صدقہ نہ دیا وہ آیۂ شریفہ یہ ہے:۔

یاایھا الذین اٰمنوا اذا — اے گروہ مومنین! جس وقت تم خدا
ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی — کے رسول سے راز کہو تو کہنے سے پہلے

نجوىٰكم صدقة ط (پ ۲۸ س مجادلہ ع ۲) کچھ تصدق کرو

تفسیر بیضاوی اور دیگر تفاسیر مین ہے کہ صحاب نے اِس آیت کو سنکر دس دن تک بجز حضرت علیؑ کے کسی نے آنحضرتؐ سے راز کی باتین نہ کین یہانتک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۱۸۵ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل	مقاتل سے روایت ہے، کہ اغنیار
قال ان الاغنیاء کانوا یاتون النبیؐ	یعنی مالدار صحابہ آنحضرتؐ کے پاس آیا کرتے تھے
فیکثرون مناجاتھم ویغلبون	اور دیر تک مشورہ کیا کرتے تھے جس سے غربا
الفقراء علی المجالس حتی کرہ النبیؐ	تنگ آجاتے تھے حضرت کو انکی یہ حالت اور
طول جلوسھم ومناجاتھم فامر	دیر تک بیٹھنا نہایت ناگوار گذرتا تھا اسپر
اللہ بالصدقۃ عند المناجاۃ	یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین یہ حکم ہوا کہ راز
فاما اھل العسرۃ فلم یجدوا شیئا	کی باتیں سننے کے قبل ان سے کچھ صدقہ
وکان ذلک عشر لیال واما اھل	لیا جائے نادار فقرا کو کچھ نہ ملا اور دس شب
المیسرۃ فمنع بعضہم مالہ وحبس	تک اس سے محروم رہے لیکن جو مالدار تھے
نفسہ الا طوائف منھم جعلوا	انھون نے اپنا مال روکا اور بعض نے اپنے نفس کو مگر
یقدمون الصدقۃ بین یدی نجوٰیہ	بعض نے صدقہ دیا اور وہ ایک ہی شخص تھا مہاجرین اور
ویزعمون انہ لم یفعل ذلک غیر رجل من	اہل بدر سے جس پر آیہ ءاشفقتم نازل ہوئی
المھاجرین من اھل بدر فانزل اللہ ءاشفقتم الآیہ	

اس ایک شخص کی تصریح جس کو راوی نے مہاجرین واہل بدر سے تبلایا ہے دوسری روایت مین اسم مبارک مولائے کونین علی مرتضیٰؑ سے کی گئی ہے۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے :-

واخرج سعید بن منصور وابن راھویہ	سعید بن منصور ابن راھویہ ابن ابی شیبہ
وابن شیبہ وعبد بن حمید وابن المنذر	عبد بن حمید المنذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ
وابن ابی حاتم ابن مردویہ والحاکم و	امام حاکم نے بصحت حضرت علی سے روایت
صححہ عن علی ان فی کتاب اللہ لاٰیۃ ما عمل	کی ہے کہ کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت
بھا احد قبلی ولا یعمل بھا احد بعدی	ہے کہ مجھ سے قبل کسی نے اُس پر عمل نہیں کیا اور
آیۃ النجوی یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم	نہ میرے بعد کرے گا اور وہ آیۂ نجوی ہے
الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ	کہ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو خوردہ
کان عندی دینار فبعتہ بعشر دراھم فکنت	کرکے دس درہم کیئے اور جب مجھے رسول اللہؐ
کلما ناجیت النبی قدمت بین یدی	سے مشورہ کرنا ہوتا تو ایک درہم پیش کرتا
درھما ثم نسخت فلم یعمل بھا احد فنزلت	تھا اُسکے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور
ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم	کسی نے اسپر عمل نہ کیا
صدقات الایۃ	

یہی حال تفسیر حسینی میں بھی ہے :-

در خبر ست کہ این منع دہ شبانہ روز	حدیث میں ہے کہ یہ ممانعت دس روز
بودہ است مرتضے علی را دینارے از زر	تک قائم رہی حضرت علی مرتضےؑ کے پاس ایک
بود۔ آنرا بہ دہ درم صرف کرد و ہر روز یکدرم	دینار تھا اُس کو خوردہ کرکے ایک درہم صدقہ
صدقہ دادی و با رسول اللہ راز گفتی۔	دیا کرتے تھے اور رسول اللہؐ سے راز کہتے تھے
امام زاہد فرمودہ کہ حکمے نازل شد و جز	امام زاہد کا قول ہے کہ ایک حکم ایسا نازل
مرتضی علی کسے بدان کار نہ کرد این ہم از	ہوا کہ اُس کی تعمیل بجز علی مرتضےؑ کے

جملہ مناسبہ دست دگویند این حکم یک ساعت
در بیش نبود مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دران
ساعت این کار کرد پس آیت نسخ آمد
ماراہ شد

کسی نے نہیں کی اور پیام حضرت علی کے خاص
مناقب میں سے ہی منقول ہے کہ یہ حکم ایک دن
میں ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں رہا اور علی مرتضیٰ
نے اس گھنٹہ میں اسپر عمل کیا پس آیت منسوخ
نازل ہوئی

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۰۷)

غرض مصیبت و رنج کے وقت اول تو آپکے عزیز و اقربا ہی نے آپکا ساتھ دیا جنکے سردار ابوطالب تھے دوسرے جب آپ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو حضرت علی، جعفر رض، حمزہ رض، بوذر غفاری رض، عمار یاسر وغیرہ وغیرہ نے آپ کی تصدیق کی اور راہ خدا میں نہ صرف مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں بلکہ اپنی جانیں اپنے پیغمبر کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کیں۔ ان انصار خدا کے سردار صاحب ذوالفقار قاتل کفار حیدر کرار غیر فرار تھے جن کا راہ خدا میں مصائب جھیلنا خلق خدا سے پوشیدہ نہیں ہے۔ شعر

گر نہ بودے دست حیدر ذوالفقار ۔۔۔ کے شدی اللہ اکبر آشکار

رباعی

کس جنگ میں سینہ کو سپر کر کے نہ آئے ۔۔۔ کس مرحلہ صعب کو سر کر کے نہ آئے
کس فوج کی صف زیر و زبر کر کے نہ آئے ۔۔۔ کونسی شب جسکو سحر کر کے نہ آئے
تھا کون جو ایمان تہ صمصام نہ لایا
اس شخص کا سر لائے جو اسلام نہ لایا

اصحاب خدا و رسول کی مخالفت کی انہیں

افسوس کہ جناب بھائی صاحب رحلت فرما گئے ورنہ میں دست بستہ پوچھتا کہ وہ اصحاب جنکو آپ خون لگا کے شہیدوں میں داخل کرتے ہیں اور زبردستی اشداء علی الکفار کا مصداق بتانا چاہتے ہیں

احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ سے ہمیشہ فرار ہوتے رہے یا نہین؟ بیعت رضوان مین جب ان سے اس امر پر بیعت لی گئی تھی کہ آیندہ جہاد سے نہ بھاگین اور اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو یہ حضرات نکث بیعت کرکے فرار ہوے تھے یا نہین۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کو مکہ جانے کا حکم دیا تھا تو ان اشداء علی الکفار نے یہ عذر کہ

"کفار و مشرکین میرے دشمن ہین مجھے مار ڈالین گے"

پیش کیا تھا یا نہین۔ اور مہر و ماہ فلک اسلام (حضرت عمرؓ) نے صلح حدیبیہ پر اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت مین شبہہ عظیم کیا تھا یا نہین۔ جناب رسول اللہ کو ابی بن کعب کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے دامن پکڑ کر کھینچا تھا یا نہین؟

اے بھائیو! سچ کہو کہ پیغمبر خدا نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی استخلاف شاہ ولایت کا بھی اظہار ان الفاظ پاک مین کہ

"یہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر اور میرا وصی ہے اس کی اطاعت کرو"

کیا اور قریب زمانۂ رحلت بمقام غدیر خم حسب فرمان الٰہی (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرما کر امیر المومنین کی خلافت اور اطاعت و پیروی کا حکم دیا تھا یا نہین؟ اور اس امامت پر آیۂ کریمۂ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی ہے یا نہین؟ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکرؓ سے یہ ارشاد

"تم لوگوں کی طرف سے مجھے اس امر کا خوف نہین ہے کہ بعد میرے شرک اختیار کروگے لیکن اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور اس کے سبب سے باہم جدال و قتال کروگے"

فرمایا تھا یا نہین؟ آنحضرت صلعم نے شہداے احد کے لئے مغفرت کی دعا کی تو حضرت ابو بکرؓ اس التماس پر کہ یا رسول اللہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے تھے اسی طرح ہم بھی ایمان لائے جہان یہ لوگ گئے

و من تم کو بھی جانا ہے، پھر ان کو ہم پر کیا ... یا ... ت سب" تو آنحضرت صلعم نے ... بات یہ لوگ میرے سامنے باایمان دنیا سے اٹھ گئے تم لوگ میرے بعد احداث کروگے" دیا تھا ... آنحضرت صلعم نے اپنی وفات سے تین چار دن قبل اصحاب ثلاثہ وغیرہ کا لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو ان حضرات نے تعمیل امر میں یہ کہکر کہ

"ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا"

اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی تھی یا نہین؟ جب رسول مقبولؐ نے وقت رحلت اپنی عزیز امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھنے کو دوات و قلم طلب کیا تو حضرت عمرؓ گستاخانہ هذا الرجل لیھجر کہکر مانع و مزاحم ہوے تھے یا نہین؟ اور بخلاف وصیت رسول صلعم صرف حسبنا کتاب اللہ" کہکر عترت رسول کو چھوڑ چکے تھے یا نہین جب نور الٰہی سے دنیا تاریک ہوگئی تو اصحاب فادار و جان نثار دفن و کفن چھوڑ کے خلافت پر قبضہ کرنے کیلئے سقیفہ چلے گئے تھے یا نہین۔

اے یارو! سچ کہو کہ خانۂ زہرا کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیان لے جانا۔ وصی رسول کو دربار خلافت مین لیجا کر کھڑا کرنا۔ بنت رسول اللہؐ کو میراث سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کرنا۔ اپنے بیٹیون کو بارہ بارہ ہزار دینار دینا اور قرابا پیغمبر خداؐ پر خمس بند کرنا وغیرہ وغیرہ مظالم آل رسول انھین لوگون کے ہاتھ سے جن کو تم مہر و ماہ فلک اسلام سمجھتے ہو پہونچے تھے یا نہین حضرت عثمانؓ جامع القرآن نے اصحاب رسول اللہؐ سے قرآن مجید کے نسخے لیکر جلوائے تھے یا نہین؟

ام المومنین حضرت عائشہؓ بخلاف فرمان الٰہیؐ وقرن فی بیوتکن، بنفس نفیس یہ لاری اہل بغاوت و شقاوت کر کے نفس رسول سے لڑی تھین یا نہین۔ اور جناب امام حسن علیہ السلام کی لاش پر تیر چلائے گئے یا نہین۔ سورہ احزاب و سورۂ تحریم مین جو آیات دربارۂ افشا راز رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ و حفصہ کی مذمت و عتاب مین ہین اُن مین اللہ جل شانہ نے ان کی نسبت یہ ارشاد

رائے پیغمبر کی دونون بیبیو! اس حرکت سے خدا کی جناب مین توبہ کرو تو تمھارے حق مین بہتر ہے کیونکہ تم دونون نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف سازشین کرو گی تو اُن کا حامی و مددگار اللہ اور جبریل اور صالح المومنین مین اور ان کے علاوہ فرشتے پیغمبر کے حامی و مددگار ہین، فرمایا ہے یا نہین۔ آنحضرت صلعم نے بالائے منبر حضرت عائشہؓ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے

الاان الفتنۃ ھھنا ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان

اسکو جائے فتنہ بتایا ہے یا نہین۔

مجلس شوریٰ سے جب امیرالمومنینؑ و وصی ختم المرسلین اُٹھ کر چلے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے

"کہان چلے آیئے عثمان کی بیعت کیجئے ورنہ حسب وصیت عمرؓ تم قتل کیے جاؤ گے"

کہا تھا یا نہین؟

پس ایسی بدیہیات سے انکار کیجئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اگر ان کے ظلم و جور اور کفر و نفاق کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف بھی کرین، کہ جن لوگون نے رسول اللہ صلعم کو یہ تکلیفین اور اذیتین پہونچائین اور آپ کی آل پاک کا قلع و قمع کیا ان سے آنحضرت صلعم کو کیسا صدمہ و غم پہونچا ہوگا۔

اے بھائیو! تم کو اپنے حضرت عمرؓ ہی کی قسم ہے کہ اگر کوئی تمھارے نقاے تم کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑ کر فرار کر جائے اور جب تم اپنے دشمنون سے بچنے کی غرض سے کسی غار تنگ و تار مین جاکر اپنے یار غار کے ساتھ مخفی ہو جاؤ اور تمھارے دشمن تلوار تولے ہوئے تمھارے سر پر آ کھڑے ہون تو اُن کو دیکھکر وہ یار غار زور زور سے چلانا اور رونا شروع کرے تو تم اُسکو اپنا دوست سمجھو گے یا دشمن؟

اے یارو! جن لوگون پر تمھارے انعامات و احسانات کثیر ہون وہی لوگ تمھارے آل و اولاد کو طرح طرح کی ایذائین و تکلیفین دین اور اُن کے قتل و ہلاکت کا سامان کرین تو تم کو اُن یاران وفا شعار

سے عداوت و نفرت ہو گی یا نہیں اگر ہو تو وہی تم اپنے اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت جناب رسول مقبول صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جب اصحاب مانع تحریر وصیت نامہ ہوئے ہونگے اور حضرت عمرؓ نے "ھذا الرجل لیھجر" کہا ہوگا اور آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی آپ کی دختر کو محروم کیا ہوگا اور جب آپ کی دختر کا گھر جلانے آئے ہونگے۔ اور دربار خلافت سے پہلی پہل ضبطی فدک اور منع خمس و میراث کے فرمان جاری کیے ہونگے اور جب بنت رسولؐ اُن کے جور و ستم سے متاذی ہو کر اپنے باپ کی لحد مبارک پر سر رکھ کر بصد نالہ و آہ با چشم گریان و سینہ بریان اس طرح نوحہ خوان ہوئی ہوں گی

چو زہرا بہ نزدیک مرقد رسید | شد از آب دیدہ زخش ناپدید
بیفتاد در پاے قبر پدر | ہمی گفت گریان ز سوز جگر
کجائی تو اے دین و ایمان ما | کجائی ز اعدا نگہبان ما
کجائی تو اے شمع شبہاے تار | کجائی بروز سیہ غمگسار
تو در شان ما گفتۂ از کرم | بود فاطمہ بضعۂ از تنم
کسے کو اذیت رساند باو | در ایذاے ما کردہ باشد غلو
کہ حق را رسد جور و ایذاے او | جہنم بود جاے ماواے او
کنون دارد این بضعت اے پدر | دل پارہ پارہ ز دست عمر
پسر عم تو آن کہ با تیغ کین | جہان را بپرداخت از مشرکین
تو دستش گرفتی بہ خم غدیر | بحکم خداے علیم و قدیر
نمودی امیرش بر اُمت تمام | کہ دانند بعد از تو او را امام
کنون امتت دشمنان وے اند | ہمہ تشنۂ خون و جان وے اند

نه رحمے بر احوال سبطین تو | که بودند انوار عینین تو
نظر کن بر احوال ریحانتین | بحالِ حسن بین و حال حسین
همین ست منظور این پیروان | که از ما نماند به گیتی نشان
بعالم نماند ز آلِ تو کس | باصحابِ اُمت ثنا سد و بس
بجز ما همه وارثِ حق شدند | چه وارث که مختارِ مطلق شدند
نمودند هم خمس بر ما حرام | که نه چاشت یابند اینان نه شام
بگفتند دعواے تو بهرِ چیست | حقِ مسلمین ست حق تو نیست
الم ریخت برجان ما تا حدے | که بر روز اگر ریختے شب شدے
یکے از پدر از فراقت دگر | ز جَورِ ابو بکر و ظلم عمر
طلب کن مرا نزدِ خود اے پدر | که طاقت نه دارم ازین بیشتر
چو در پیش قبرِ رسولِ خدا | باین درد نالید خیر النسا
دران دم شده وحشتے آشکار | که دارد ز شرحش قلم اعتذار
چه محراب و ممبر چه مسجد تمام | چه آن مرقد پاک خیر الانام
چه دیوار و چه صحن و چه آستان | بلرزید آمد ز دورش چنان
که از پاے دیوار برخاست گرد | ز بس هول شد رنگ خورشید زرد
برآن حال سلمان نظر چون فگند | خروشے کشید از دل درد مند
که اے بضعه مصطفے الحذر | کنون می شود دهر زیر و زبر
بد انسان که فرمود خیر البشر | بجز صبر نبود علاج دگر
چو زهرا نمود آن سخن استماع | چنان خسته دل از پدر شد وداع

تو اس وقت روح اقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا اور جب کہ اس نوحۂ جان گداز کی صدا گوش مبارک مین پہونچی ہوگی تو کیسا رنج و ملال آپ پر طاری ہوا ہوگا اور قدسیان ملاء اعلےٰ مین حشر مچا ہوگا اور عرش وکرسی کو کیسا زلزلہ ہوا ہوگا

شعر

گذر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین　　کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

قال

قولہ صحابہ کے مرتبون کی انتہا نہین ہے

اے یارو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحابۂ کرام کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے کون شخص اِس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون پر پہونچے اور اُن کا سا درجہ پاسکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور اُن کے قبیلے کے لوگ اُن کو جھٹلا دین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت یا رسول اللہ کہکر آپ کے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت جو پیغمبر خدا ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اُسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلا دے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراء مہاجرین کو لے کر حضرت مدینہ کو پہونچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت کو گوارا کر کے اُن کو اپنے گھرون مین ٹھیرائین اور انصار کہلائین۔

کیا وہ دن پھر آسکتے ہین کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہوین اور ہماری مدد کیلئے خدا تعالیٰ ملائکہ کو بھیجے۔ اور لقد رضی اللہ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی اُن کو مل گئی جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی ہوچکی جو مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوچکے۔ اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے "السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ" کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹاوے مگر اصحاب بدر و یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا اُن دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے۔ شعر

حریفان بادہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

اقول

تدبیر اتراف اصحاب بچتن

پہلی دلیل کے جواب مین ہم بخوبی ثابت کر آئے ہین کہ اس نازک وقت مین سچے دوست اور حقیقی جان نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے عزیز واقربا ہی تھے نہ کہ وہ حضرات جو جناب رسول اللہ صلعم کا فرق مبارک تن سے جدا کرنے کیلئے تلوار گلے مین حمائل کر کے چلے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ حقیقتہً صدقت یا رسول اللہ کہتے تو غزوہ احد سے فرار کرتے ہوے

قد قتل محمدؐ فارجعوا الی دینکم — اے قوم! محمد قتل ہوگئے تم اپنے دین پر پلٹ جاؤ

فرماتے جاتے تھے۔ پس ان کا صدقت یا رسول اللہ کہنا "یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم" مین داخل ہے اصحاب منافقین جناب رسول اللہؐ کے سامنے تو بہت کچھ اپنے ایمان اور خلوص کا اظہار کرتے تھے لیکن پیچھے آنحضرت صلعم کے خلاف سازشین کرتے تھے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اُن کی چالون سے آگاہ فرماتا ہے۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا — یہ لوگ منھ سے تو کہہ دیتے ہین کہ آپ کا ارشاد

من عندک بیّت طائفۃ منھم — قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے

غیر الذی تقول ط واللہ یکتب — جاتے ہین تو بعض لوگ رات کو تمھاری بات

ما یبیتون ج فاعرض عنھم وتوکل — کے خلاف مشورے کرتے ہین خدا اُن کے نامۂ

علی اللہ وکفی باللہ وکیلا — اعمال مین لکھ لیتا ہے تم اس کا کچھ خیال نہ کرو اور

پ ۵ - س نساء (ترجمہ مقبول) — خدا پر توکل کرو خدا ہی تمھارا وکیل ہے

اور یار غار کی رفاقت اور ایمان تو اسی سے ظاہر ہے کہ باوجود علامات نصرت الٰہی یعنی خشک درخت کے سرسبز ہو جانے درخت کا غار کے مُنھ کو گھیر لینے کبوتر کے جوڑے کا آشیانہ بنانے۔ اسی وقت

انڈا دینے۔ اور مکڑی کا درِ غار پر جالا تننے پر بھی ان یارِ غار نے خداے پاک کی اعانت و حفاظت پر بھروسہ نہ کیا بلکہ جب اعدا دین بر سر غار آپہونچے تو اُن کو دیکھ غار کے اندر زور زور سے رونے اور چلانے لگے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو طفلِ کتب تک کی زبان پر ہے۔ اور اصحاب بدر مین شریک ہونے سے بھی ان کو کچھ فضیلت نہین ملی اس لئے کہ اصحاب بدر سے مراد وہ غازی ہین کہ جو کفار و مشرکین سے لڑکر قاتلوا و قتلوا کے مصداق اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت سے مستفیض ہوے حضرات ثلثہ مین سے حضرت عثمان ذو النورین تو اس جہاد مین اپنی بیوی کی علالت کا عذر کر کے غیر حاضر تھے۔

اب رہے شیخین ان کی شجاعت و مردانگی کا یہ حال تھا کہ جب یلان مشرکین و کفار نے میدان جنگ مین آکر آواز دی کہ یا محمد! ہمارے بھائی بندون کو ہمارے مقابلے مین بھیجو تو ایسے شجاعون نے قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور طعن آمیز باتین کین۔ پس یہ حضرات بوجہ اس مشورہ کے جو اس سفر مین اُنھون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیا تھا خدا و رسول کے عتاب مین داخل ہین (یہ واقعہ تیسری جلد مین ہم نے لکھا ہے جو بتفصیلہ قابل ملاحظہ ہے) اور بیعت الرضوان کی شرکت تو ان کی عدم فضیلت کی دلیل بیّن ہے اس لئے کہ یہ بیعت کل اصحاب سے اس اقرار پر لی گئی تھی کہ آیندہ لڑائی سے نہ بھاگیں مگر اس کے بعد جنگ خیبر و حنین پیش آئی تو وہان بھی میدان جنگ مین نہ ٹکے بلکہ حنین کے جہاد سے بھاگتے ہوے کہ آنحضرت صلعم بنفس نفیس یہ فرماکر یا انصار اللہ یا انصار رسول اللہ انا عبد اللہ و انا النبی پکارتے تھے لیکن بقول صاحب روضۃ الصفا بھاگنے والون کا یہ حال تھا۔

ہر چند حضرت اشارت بسبز ثبات میفرمود مگر از غایت دہشت کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود

له ترا اژدہا گر بود یار غار — ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار (سعدی)

ہیچکس روے باز پس نہ میکرد۔

اور یہی صورت والسابقون کی فضیلت مین ہے اس لئے کہ ہجرت کے لئے ایمان کی شرط ہے جس کی ان حضرات کو ہوا بھی نہین لگی تھی اور نہ پہلے ایمان لانے والون اور پہلے ہجرت کرنے والون مین ان کا شمار ہے۔ اِس لئے کہ حضرت افضل اصحابہ تو پچاس اشخاص کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت عمر چھ برس کے بعد جیسا کہ دلیل اول مین بخوبی ثابت کر آئے ہین۔ چونکہ آپ نے پانچ آیات الٰہی سے اِستدلال فضیلت صحابۂ ثلثہ کیا ہے اِس لئے ہم نے بھی دوسری اور چوتھی جلد آیات محکمات مین ان فضیلتون اور علما اہل سنت کی تحریفات اور توجیہات کی قلعی کھولی ہے وہ مجلدات انشاء اللہ نظر سے گذرین گی۔

صحابۂ مومنین کے مراتب

اے بھائیو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو اصحاب مومنین کے مرتبون کی کوئی اِنتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون کو پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور مشرکین و کفار اُن کو ستائین اور ایذائین دین اور ہم مین سے کوئی حضرت ابو طالب جیسا مربی و شفیق چچا کی طرح آپ کی اعانت اور حفاظت اور اعلاے کلمۃ اللہ مین آپ کی حمایت و نصرت کرے۔ کہان ہین رسول خدا کہ کوئی دشمن ابو جہل سا آپ کو دشنام دے اور ہم مین سے کوئی مثل حضرت حمزہؓ اُس کے سر پر اس زور سے کمان مارے کہ اُس کا سر پھٹ جائے کہان ہین محبوب خدا کہ کوئی عدو حضرت عمرؓ کی طرح تلوار گلے مین حمائل کرکے آپ کا فرق مبارک کاٹنے کو چلے اور ہم مین سے کوئی حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ کی طرح یہ کہکر اُٹھے کہ

”اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر“

کیا وہ دن پھر اب مل سکتے ہین کہ جب اعداے دین رسول اللہ صلعم کو آپ کے فرش پر قتل کرنے کے ارادہ سے آئین تو ہم مین سے کوئی علی مرتضیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے فرش مبارک پر سو کر

اپنی جان آنحضرت پر نثار کرے اور خداوند متعال آیۂ کریمۂ :-

"مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللهِ"

نازل فرماکر خاص توقیر و منزلت عطا فرمائے۔ کیا وہ وقت پھر آسکتا ہے کہ پیغمبر خدا۔ بدر کی لڑائی مین جائین اور ہم لوگ مثل حضرت مقدادؓ وعمارؓ وغیرہ وغیرہ ہمراہ رکاب ہون اور ہماری مدد کے لئے خدا ملائکہ بھیجے اور لقد رضی اللہ کہہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ مبارک زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جبکہ وہ نعمتین ملنے والی تھین مل گئین جن کو یہ دولتین حاصل ہونے والی تھین حاصل ہوچکین جو لوگ سچے مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ خدا کی راہ مین ہجرت کرکے اور اپنے ایمان پر قائم رہکر داخل مہاجرین ہوگئے۔ اور جو لوگ انصار مین شامل ہونے والے تھے خدا کی خوشنودی کے لئے رسول اللہؐ کی نصرت کرکے اور اعدلی یا محمد کہنے والون کے گروہ کو چھوڑ کر انصار مین شامل ہوگئے اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے مگر مثل نفس رسول علی مرتضےٰ و دیگر اصحاب حضرت جعفرؓ۔ عمارؓ۔ مقدادؓ وغیرہ کی طرح۔ والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار کی فضیلت نہین پا سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے لیکن اصحاب مومنین بدر اور مومنین بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا۔ اور اپنے خدا سے لقد رضی اللہ عن المومنین کی سند پانہین سکتا۔ خوشا نصیب کہ ان دولتون کو لینے والے لیگئے اور ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے ؎

حریفاں بادہا خوردند و رفتند　　تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

مرحبا اُن اصحاب مومنین پر جو خدا اور رسول کی اطاعت اور حمایت کرکے ایمان کے ساتھ اِس دارِ فانی سے اُٹھ گئے اور وائے ان اصحاب منافقین پر جو بحالت کفر و نفاق خدا کے سامنے گئے اور جس روز یہ دونون خدا کے سامنے حاضر کئے جائینگے تو اصحاب مومنین کے چہرے بفحوائے آیۂ شریفہ

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ
اور بہت سے چہرے اُسدن خندان و شادان و درخشان ہونگے۔

رشک قمر ہونگے۔ اور منافقین کے چہرے حسب آیۂ کریمہ

ووجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ
اور کتنے لوگون کے منہ اسدن ایسے ہونگے کہ اُن پر گرد پڑی ہوگی اور گرد کے علاوہ سیاہی چھائی ہوگی وہی لوگ بدکار منکرین ہین۔

سیاہ اور گرد آلود ہونگے۔ انجام کار حسب فرمان ذوالجلال والاکرام

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر
ایک گروہ اسدن جنت مین اور ایک گروہ بھڑکتی آگ مین ہوگا۔

مومنین بہشت مین داخل ہونگے اور منافقین دوزخ مین جھونکے جائینگے اور مومنین اپنی کامیابی پر منافقین سے یہ سوال کرینگے

ونادی اصحب الجنۃ اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کافرون
اور جنتی لوگ جہنم والون سے پکار کر کہینگے بیشک جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہمنے ٹھیک ٹھیک پالیا۔ کیا تمنے بھی جو تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پالیا وہ جواب دینگے کہ ہان پالیا تب ایک منادی انکے درمیان ندا کریگا کہ ان ظالمون پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے لوگون کو روکتے تھے اور اسمین کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور روز آخرت کے منکر تھے۔

قال

قولہ صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا نبوت پر داغ لگانا ہے

اے یارو! جن لوگون نے پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اُن کی محبت اور تمھاری نظر مین اُنکی قدر و منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اِس کو قبول کرتی ہے کہ ان ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو برسون پیغمبر صاحب کی صحبت مین رہے کسی کے دل پر ایمان کا اثر نہ ہوا اور اُن بے شمار آدمیون مین جو نمازون مین حضرت کے شریک رہے کوئی اسلام پر ثابت نہ رہا با وجودیکہ حضر و سفر مین آپکے ہمراہ رہے شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے لیکن اپنے کفر و نفاق سے عیاذاً باللہ باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُنکو دکھلائے اور انواع و اقسام کی دعائین اُنکے حق مین فرمائین لیکن نہ معجزے کا اثر اُن پر ہوا نہ کوئی دعا اُن کے حق مین مقبول ہوئی. بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور اپنے پیغمبر کی شان مین داغ لگائے گا اور اُس کے شاگردون اور کل مریدون کو کافر و مرتد کہے گا. ذرا تو سوچو اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہین اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق و فاجر ہون تو کیا اُس سے کچھ بدظنی اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولی کی نسبت لوگون کو نہ ہو گی بیشک ضرور ہو گی پس تمام صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا درپردہ حضرت کی نبوت مین داغ لگانا ہے

نعوذ باللہ من ذالک

اقول

تردید قول رد ایات نسبت اصحاب ثلاثہ علم قرآن حدیث

جو اصحاب کبار صدق دل سے ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی منزلت و مرتبت ہماری آنکھون مین اور اُن کی محبت و مودت ہمارے دل مین بہت کچھ ہے جیسا کہ علمائے کرام امامیہ کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہین کہ امامیہ جمیع اصحاب را مجروح و مقدوح نمی دانند بلکہ بسیارے را از اولیائے کرام و مستحق رضوان الٰہی می پندارند۔ البتہ اُن اصحاب کی محبت شیعون کے دلون مین نہین ہے جو رسول اللہ اور آل رسول اللہ ص کے مخالف و دشمن تھے اور دنیا حاصل کرنے کے لئے بظاہر اسلام لائے تھے اور اپنے مقاصد حاصل ہونے کی غرض سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے انھون نے نہ تو پیغمبر خدا سے تعلیم حاصل کی اور نہ صاحب شریعت سے ہدایت ہی پائی بلکہ حرص دنیا اور لہو و لعب مین مصروف رہا کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ علم قرآن اور علم حدیث سے کورے رہے چنانچہ خلفائے ثلثہ کے علم و فضل کی نسبت دو چار روایات کتب اہلسنت سے اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

اوّل	عن ابی جریح عن عمرو بن	ایک لڑکے کو عمر ابن الخطاب نے دیکھا کہ
	دینار قال سمعت بجالة التمیمی	اُس کی گود مین قرآن ہے اور اس مین یہ آیت
	قال وجد عمر ابن الخطاب مصحفا	لکھی ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم
	فی حجر غلام فیہ النبی اولی	وھو ابو ھم (یعنی لفظ ابو ھم قرآن متداول سے
	بالمومنین من انفسہم وھو ابو ھم	زیادہ ہے) عمر نے اُس لڑکے سے کہا کہ اس لفظ
	فقال حکھا یا غلام فقال واللہ لا احکھا	کو چھیل ڈال اُس نے جواب دیا واللہ مین چھیلونگا
	وھی فی مصحف ابی ابن کعب	اس لئے کہ یہ آیت ابی بن کعب کے قرآن مین
	فانطلقوا الی ابی بن کعب فقال	اسی طرح سے ہے پس عمر ابی ابن کعب کے پاس آئے

فقال انی شغلنی القرآن و	تو انہوں نے کہا میں قرآن کے پڑھنے میں مصروف
شغلك الصفق بالاسواق اذ	رہتا تھا اور تم بازاروں میں سیر کیا کرتے تھے اور
تعرض ردائك على عنقك بباب	چادر کاندھے پر ڈال کر ... کے دروازہ پر
ابن العجماء	جایا کرتے تھے ... علم قرآن سے جاہل
(کنز العمال صفحہ ...)	ہے۔

دوم قال اراد عمر بن الخطاب	روایت ہے کہ جب عمر ابن الخطاب
ان يجمع القرآن فقام في الناس	نے جمع قرآن کا قصد کیا تو کھڑے ہو کر تمام
فقال من تلقى من رسول الله	لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کسی نے رسول اللہ
شيئا من القرآن فليأتنا به	سے جسقدر قرآن لیا ہے وہ ہمارے پاس لیکر
(الى ان قال) وكان لا يقبل من	آئے ... اور جب تک دو گواہی نہ دیتے تھے
احد شيئا حتى يشهد شهيدان	تو وہ آیت نہ لی جاتی تھی اتنے میں حضرت عمر
فقتل	قتل ہو گئے۔

(تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۵۶)

سوم اس روایت کو شمس العلماء شبلی صاحب نے الفاروق حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:-

"... نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی حصہ رسول اللہ سے لیا ہو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخص ... کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت کے عہد میں لکھا ہوا دیکھا تھا غرض اس طرح جب تمام سورتیں جمع ہو گئیں تو چند آدمی مامور ہوئے کہ ان کی نگرانی میں پورا قرآن ایک مجموعہ میں لکھا جائے۔"

(الفاروق ...)

ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ علم قرآن سے بے نصیب محروم تھے اور اسپر ان کا حسبنا کتاب اللہ کا دعوے بھی تھا اور یہی سبب ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی یاد سے کوئی آیت قرآن مین نہین لکھی گئی۔

چہارم — علم قرآن کے بعد علم حدیث کا مرتبہ اور درجہ ہے اس مین بھی آپ اور آپکے احباب کورے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔۔

عن ابی هريرة ان اخواننا من	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے
المهاجرين يشغلهم الصفق	برادر مہاجرین بازار کے کاروبار مین مشغول رہا
بالاسواق وان اخواننا من الانصار	کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
كان يشغلهم العمل فی اموالهم	تھے اور ابوہریرہ صحبت رسول کو ایکدم نہ چھوڑتے
وان اباهريرة كان يلزم رسول	تھے اور اپنے پیٹ کو بھرتے تھے جو حدیثین مہاجرین
الله بشبع بطنه ويحضر مالا يحضرون	وانصار کو معلوم نہ ہوتی تھین وہ سب ابوہریرہ
ويحفظ مالا يحفظون (دو القاریہ ۱۱)	کے پاس محفوظ رہتی تھین۔

پنجم — اسی طرح شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۲۲۶) مین تحریر فرماتے ہین:۔

صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استیذان کی لاعلمی کا حضرت عمرؓ نے بھی عذر کیا کہ مین خرید و فروخت مین مشغول رہنے کی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تھا

ششم — علامہ جلال الدین سیوطی (اتقان فی علم القرآن) مین تحریر فرماتے ہین:۔

فاما الخلفاء فاكثر من روی عنه	خلفاء مین سب سے زیادہ روایات دربارہ تفسیر
منهم علی بن ابی طالب كرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہین
والرواية عن الثلثة نزرة	اور اصحاب ثلثہ سے تو بہت ہی کم ہین۔

ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا اثار اقلیلۃ جدا الا تکاد تجاوز العشرۃ
اور ابو بکر سے تو ہمارے خیال مین دس حدیثون سے زیادہ نہین ہین۔
(ایضاً صفحہ ۱۰۲)

چنانچہ ان حضرات کا قرآن وحدیث سے لاعلم رہنا اسی سے ثابت ہے کہ بقول شبلی صاحب :-

حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کین لیکن پھر انکو آگ مین جلا دیا اور کہا ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اسکے ذریعے سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو۔ اور حضرت عمر خود فرماتے ہین کہ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کے روایت کرنے مین مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

اسپر شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۱۸۴) یہ تحریر فرما کر ان کو عرش پر چڑھاتے ہین کہ :-

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

ع "ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا"

اور پھر اپنی بگڑی بات یون بناتے ہین کہ :-

" اس موقع پر ایک دقیق نکتہ خیال رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ عام خیال یہ ہے کہ حضرت عمر نے حدیث کی اشاعت مین گو بہت کچھ اہتمام کیا لیکن خود بہت کم حدیثین روایت کین چنانچہ کل احادیث جوان سے بروایت صحیح مروی ہین ستر سے زیادہ نہین ہین یہ خیال بظاہر صحیح ہے لیکن واقع مین یہان ایک غلط فہمی ہے محدثین کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس مین رائے اور اجتہاد کو دخل نہین تو گو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اسنے رسول اللہ سے سنا ہے"

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین

مضمون احادیث در خطبہ خود ارشاد	مضمون احادیث اپنے خطبہ مین بیان فرمایا
فرمایند، اصل حدیث بان موقوف خلیفہ قوت	ہے کہ اصل احادیث جو کہ موقوف خلیفہ ہین انکو
باید یا اینکہ بغور سخن نمیرسند در بن آنکہ در متفق علیہ	تقویت حاصل ہو جو ابوبکر سے احادیث مروی
از حضرت صدیق صحیح نشد مگر شش حدیث و	ہین وہ چھہ سے زیادہ نہین ہین اور فاروق اعظم
از فاروق اعظم بصحت نرسید مگر قریب بہفتاد حدیث	سے ستر سے زیادہ نہین ہین لوگ اُس کو نہین
این رائی فہمند ونمی دانند کہ حضرت فاروق تمام	سمجھتے اور نہین جانتے کہ حضرت فاروق نے
علم حدیث را اجمالاً تقویت دادہ واعلان نمودہ	تمام علم حدیث کو تقویت دی ہے اور اعلان

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۰۶) کیا ہے۔

ہر چند کہ روایات مذکورہ اور نیز شمس العلما شبلی صاحب کے بیان سے حضرت عمر کا علم قرآن و حدیث سے لاعلم و ناواقف ہونا بخوبی ثابت ہے لیکن اسپر بھی شبلی صاحب حضرت عمر کو علم قرآن و حدیث مین سارے عرب پر جو ترجیح و فوقیت دیتے ہین تو اس سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اس مدح و ثنا سے ممدوح کی فضیلت و قابلیت تو مطلقاً ظاہر نہین ہوتی ہان البستہ مداح کا راسخ الاعتقاد ہونا منکشف ہوتا ہے۔

خرقۂ زہد و جام مے گرچہ نہ درخور ہمست   این ہمہ نقش میزنم درطلب فاے تو

غرض اصحاب ثلثہ کا صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کرنے اور تعلیم پانے کا یہ حال ہے کہ گو ہمیشہ سفر و حضر مین رسول مقبول صلعم کے ہمراہ رہے اور شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے لیکن جیسے تھے ویسے ہی رہے اور جب اپنے مطلب حاصل ہونے کا وقت دیکھا تو وحی الٰہی کو صاف ہذیان کہکر اُڑا دیا اور بقول امام غزالی صاحب اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے پس اگر یہ بھی مثل

دیگر مومنین صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ کلام زبان سے نہ نکالتے اور ان مظالم کے مرتکب ہوتے جو آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ ہی آل رسول پر کئے اس لئے کہ تعلیم و ہدایت کے یہ اثرات نہیں ہوتے کہ جس کی بدولت عزت و توقیر پائیں جس کی بدولت سلطنت پائیں اسی کی آل پر ہاتھ صاف کریں ؎

کس نیاموخت علم تیر از من　　　　که مرا عاقبت نشانہ نکرد

اگر وہ حضرات سزاوار عزت و منزلت ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مخالفت کرتے اور انصار آمادہ جدال و قتال نہ ہوتے۔ اگر حضرت عمرؓ کی وقعت اصحاب کرام کی نظر میں ہوتی تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرتے وقت اُن کے منھ پر یہ نہ کہتے کہ

"آپ خدا کے پاس جارہے ہیں اتنا سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی توقیر اصحاب رسول اللہؐ کی نظروں میں یہ تھی کہ جب ممبر نبوی پر خطبہ پڑھنے کو بیٹھے تو لوگ کہنے لگے کہ (عثمان) تو بہ کرو سب لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیر المومنین کوئی بھی نہ کہتا تھا۔

اور جناب ام المومنین عائشہ رضنے تو خاص خطاب (نعثل) دیا تھا۔

پس آپ پہلے کتب صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے وہ تمام روایتیں اور حدیثیں جو ان حضرات کے ایمان اور منزلت کے خلاف میں ہیں نکال ڈالیں تب شیعوں سے ان کے اچھا نہ سمجھنے کا گلہ کریں۔ بہرحال شاگرد وہی رشید اور مرید وہی سعید تسلیم کیا جاسکتا ہے جو اپنے استاد اور پیر کے قدم بقدم چلے اور اُن کی جانشینی کے لئے اپنے کو اس کا اہل ثابت کردے۔ شعر

تکیہ برجائے بزرگان نتوان زد بگزاف　　　　مگر اسباب بزرگاں ہمہ آمادہ کنی

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"

۱۳ھ

پس جن لوگون نے پیغمبر خدا صلعم سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی وہ خاص لوگ تھے جن کے سردار غالب کل غالب علی بن ابیطالبؑ تھے جنکے حق مین خود صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا — مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اسکا دروازہ ہے

اور جس کی شان مین

علی مع القرآن والقرآن مع علی — علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے

فرمایا۔ پس اُس کی اور دیگر صحابہ مومنین کی عزت و حرمت اور اُن کی الفت و محبت جو شیعون کو ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہین ہے البتہ اہل سنت کی نگاہون مین اس باب علوم کی یہ قدر و منزلت ہے کہ بقول شبلی صاحب

"حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیاجاتا تھا"

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول ہے کہ

"و ہیچ فنونے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضوی بظہور نیامدہ"

چنانچہ مسئلہ فضیلت صحابہ مین ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہین کہ جن کو پیغمبر خدا صلعم کل امت پر ہادی و پیشوا کر گئے تھے اہل سنت ان سے منحرف ہین۔ اور اپنے خلفاء کی پیروی کرکے آل رسولؑ کی توہین و تحجین کو عین ایمان سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ پر انکے مٹائے سے کیا ہوتا ہے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو بُرا لگے

اب رہا یہ امر کہ ان ہزارون اور لاکھون آدمیون مین سے جو دن رات آنحضرت صلعم کی

اصحاب کی عدم ہدایت سے نبوت پر داغ نہین لگتا

صحبت مین رہے اور نمازون اور جہادون مین شریک ہوے اگر ان مین سے اکثر پر عموماً اور اصحاب ثلثہ پر خصوصاً آپ کی ہدایت اور وعظ کا اثر نہوا تو اس سے رسالت و نبوت پر کوئی داغ نہین آتا کیونکہ انبیا و مرسلین کا فرض صرف امت کو ہدایت اور نصیحت کرنے کا ہے جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے:۔

فذکر انما انت مذکر لست (اے رسول) تم اُن لوگون کو سمجھاتے

علیھم بمصیطر اور ہدایت کرتے رہو کہ تمھارا کام سمجھانے ہی کا

(پارہ عم سورۃ الغاشیہ) ہے تم ان پر داروغہ تو نہین ہو

نیز اور ارشاد فرماتا ہے:۔

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر پس جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو جو

من یخشی ویتجنبھا الاشقی الذی خوف رکھتا ہو وہ فوری سمجھ جائیگا۔ اور بدبخت اُس سے

یصلی النار الکبری پہلو تہی کریگا جو (قیامت مین) بڑی تیز آگ مین داخل ہوگا

چونکہ اصحاب مین روشن ضمیر بھی تھے اور سیاہ قلب بھی لہذا جنکے دل صاف تھے اُنھون نے تو آپ کی تعلیم وعظ و نصیحت سے ہدایت پائی اور خاتمہ ایمان پر ہوا۔ جو سیاہ قلب تھے زبان سے تو توحید و رسالت کا اقرار کرتے رہے لیکن دل سے منکر رہے۔ انھین کو منافق کہتے ہین اور وہی آنحضرت صلعم کے دشمن تھے جیسا کہ خداے پاک سورہ منافقون مین فرماتا ہے۔

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم اللہ وہی تمھارے دشمن ہین اُنسے پرہیز کرو خدا

انی یوفکون اُن کو قتل کریگا کدھر بہکے جاتے ہین۔

غرض ؎

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست

پس صاحب شریعت کی تعلیم و ہدایت تو فی نفسہ ایک ہی سی تھی مگر جس کا جیسا مادہ تھا

اُسنے ویسا ہی اُس سے فیض پایا یعنی جو متقی تھے اُن کے دل تعلیم و ہدایت سے روشن ہو گئے اور جو خبیث باطن تھے بمصداق مصرع ” سیاہی زمو رفت وازرو نرفت ،، ایمان واسلام لانے کے بعد بھی وہ سیاہی نہ گئی قطعہ

سیہ بخت پر ہدایت و تعلیم کا اثر نہیں ہوتا

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔

عمدہ زمین پروردگار کے حکم سے سبزہ اچھا ہوتا ہے اور جو زمین بری ہے اسکی پیداوار بھی خراب ہوتی ہے۔

ہدایت اور وعظ و نصیحت کا اثر اُس دل پر نہیں ہوتا جو زنگ آلود ہو ؎

درختے کہ تلخ ست ویرا سرشت ورش گر نشانی بباغِ بہشت،

ور از جوے خلدش بہنگام آب بنیخ انگبین ریزی وشہد ناب

ہمان میوۂ تلخ بار آورد سرانجام گوہر بکار آورد

اسی مضمون کو ایک اور لائق شاعر نے بھی خوب نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

اگر بیضہ زاغ ظلمت سرشت، نہی زیر طاؤس باغ بہشت

اگر وقت ان بیضہ پروردنش زانجیر جنت دہی ارزنش

دہی آبش از چشمۂ سلسبیل، دران بیضہ گر دم دمد جبرئیل

شود عاقبت بیضۂ زاغ زاغ برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

جو لوگ متاع دنیا کے والہ و شیدا ہین اُن پر نہ واعظ کے وعظ و پند کا کوئی اثر ہوتا ہے اور

نہ ہادی کی ہدایت کا رگر ہوئی۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل　　کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

یہی سبب تھا کہ جو سعید و رشید تھے وہ تو دولت ایمان سے متمتع ہوے اور جو شقی ازلی تھے پیغمبر خدا کی ہدایت و نصیحت پر بھی کورے کے کورے ہی رہے۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض،　　ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

بلکہ اُس تعلیم و ہدایت پر مثل امتہاے سلف کے تمسخر کرتے رہے قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من　　یعنی حسرت ہے ان بندون پر کہ وہ کون سا

رسول الا کانوا بہ یستھزؤن　　رسول ہے جس سے انھون نے ٹھٹھا اور تمسخر نہین کیا

حضرت نوحؑ و حضرت لوطؑ کی ہدایت پر بجز معدودے چند ایمان نہین لائے

اگر کوئی غور و تعمق سے خدا کی کتاب دیکھے تو معلوم ہو گا کہ اگرچہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے اپنی امتون کو ہر طرح سے ہدایت و نصیحت کی اور وعظ و پند سُنایا مگر اسپر بھی مخصوص لوگ اُنپر ایمان لائے ورنہ عام طور پر اُن کی تکذیب اور نافرمانی ہی کرتے رہے۔ چنانچہ جب حضرت نوح و صالح و لوط و شعیب و دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتون کو اپنی نبوت کی نشانیان دکھلا کر پند و نصیحت کی اور فرمایا:۔

وما اسئلکم علیہ من اجر ان　　اور مین تم سے اپنی پیغمبری کا کچھ اجر نہین

اجری الا علی رب العالمین فاتقوا　　چاہتا میرا اجر تو اللہ پر ہے مگر تم اللہ سے ڈرو

اللہ واطیعون　　اور میری اطاعت کرو۔

اس ہدایت پر بجز معدودے چند کے ایمان نہ لائے جس پر خدا کا یہ کلام شاہد ہے:۔

وما کان اکثرھم مومنین ہ　　سوا چند لوگون کے اور لوگ ایمان

(سورہ شعرا۔ رکوع ۱۵)　　نہ لائے۔

بلکہ ان کا مسخرہ کرتے رہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اُمت نے جواب دیا:۔

قالوا انومن لك واتبعك الارذلون — اُنھون نے کہا کہ جب کمینون نے تمھاری پیروی کرلی ہے تو ہم تم پر کیا ایمان لائین۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا حال تھا کہ سیکڑون اور ہزارون گھر مین سے صرف ایک ہی گھر کے لوگ ایمان لائے جیسا کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین خبر دیتا ہے:۔

قال فما خطبکم ایھا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیھم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربك للمسرفین فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین (پ ۲۷۔ س ذاریات)

حضرت ابراہیم نے پوچھا اے خدا کے بھیجے ہوے فرشتو! آخر تمھین کیا مہم در پیش ہے وہ بولے ہم تو گنہگاران (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہین تاکہ ان پر مٹی کے پتھر پکے کھرنجے برسائین جن پر حد سے بڑھ جانے والون کے لئے تمھارے پروردگار کیطرف سے نشان لگا دیے گئے ہین۔ غرض وہان جتنے لوگ مومنین سے تھے اُنکو ہمنے نکالدیا اور وہان تو ہم نے بجز مسلمانون کے ایک گھر کے کوئی گھر پایا ہی نہین

اس آیہ وافی ہدایہ مین جس ایک گھر کے ایمان لانے والون کا ذکر ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کے گھر والے تھے حاصل کلام یہ کہ خود بعثت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پچھلی امتون کے شرک وکفر اور غوایت وضلالت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

اب اہل سنت یا تو ان امتون کے کفر وشرک سے انکار کرین یا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین گذرے ہین سب پر داغ لگائین نعوذ باللہ من ذلك۔

الحاصل شیعون کے اس اعتقاد سے جو اصحاب ثلثہ کی خلافت اور فضیلت کے بارہ مین ہے آنحضرت صلعم کی نبوت پر تو کوئی دھبہ نہین لگتا۔ ہان حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلعم کے فرمان مبارک کو ہذیان کہنا اور ان کی خاطر سے علماے اہلسنت کا یہ فیصلہ کرنا کہ (نبی و رسول سے بھی ہذیان ہوسکتا ہے) اور وحی خدا کی یہ تفسیر کرنی کہ (جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی) اور شبلی صاحب کا یہ کلام کہ (اگر کوئی صاحب شریعت ایسا حکم دے کہ خمس قیامت تک اسکی آل و اولاد کو ملتا رہے تو اسمین اور ایک خودغرض برہمن مین کیا فرق ہے) وغیرہ وغیرہ اقوال سے البتہ رسالت و نبوت پر طرح طرح کے داغ لگے ہین اور بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی فرضی حدیثون سے جو خلاف شان رسالت و نبوت ہین مخالفین و منکرین اسلام کو آپ کی نبوت اور رسالت تسلیم کرنے مین عذر و انکار ہوا۔ شعر

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بینی
که در یمین و یسارت چه بیقرار انند

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد و من یہدی اللہ فما لہ من مضل

پ ۔ س

(تمت)

قال

تیسری دلیل

قولہ
کمالات ومعجزات
رسالت اور صداقت
قرآن مجید دیگر
ذرائع سے لوگ
ایمان لائے

اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین مبعوث ہوے کہ لوگ توحید سے منکر ہوگئے تھے عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے عبادت کے طریقون کو بھول گئے تھے دین ابراہیم مین تحریفین کرنے لگے تھے جانورون کیطرح آپس مین لڑتے اور وحشیون کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم وحکمت سے بے بہرہ ہوگئے تھے اخلاق حسنہ کو چھوڑکر جاہلانہ رسمون کے پابند ہوگئے تھے چنانچہ اللہ جل شانہ نے توحید کے پھیلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیم کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لئے حضرت صلعم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپکی ذات پر ختم کرنا منظور تھا۔ اسلئے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جداجدا اور انبیا علیہم السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیے گئے تھے اور جو طریقے ہدایت وتعلیم کے علحدہ علحدہ اور پیغمبرون کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپکے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپکی ہدایت وتعلیم مثل بعض اور نبیون کے بے اثر نہ ہوجائے اور کسی کو کوئی عذر ایمان واسلام لانے پر باقی نہ رہے اور کسی کو موقع آپ کی نبوت کے انکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرت صلعم کو دیے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دیے گئے اور اُن باتون کی اجازت آپکو دیگئی کہ کسی اور پیغمبر کو نہین دیگئی اسیواسطے آپ کی ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو فصحا وبلغا مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہوگئے اور جو لوگ علم وحکمت کا دعوے کرتے تھے وہ آپکی حکیمانہ تعلیم دیکھکر معتقد ہوگئے جو شخص معجزے کے طالب تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت ومردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے آخر مغلوب ہوکر مطیع بنگئے

اقول

حضرت کی وجہ سے اور قرآن مجید کی فصاحت پر وہی لوگ ایمان لائے جو متقی تھے

یہ جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا ہے اس سے تو صفات ختم الانبیاء علیہ الاف التحیۃ والثنا ظاہر ہوتے ہیں اور اسکے اظہار کی ضرورت اُسوقت تھی اگر معاذ اللہ کوئی شیعہ آنحضرت صلعم کے فضائل و کمالات کا منکر ہوتا۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے :-

"آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

لیکن کمالات رسالت و نبوت مستلزم افضلیت صحابہ کرامؓ نہیں ہیں

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع فصحا اور بلغا اس کی فصاحت پر ایمان لائیں کیونکہ قرآن مجید سے صرف اُنھیں لوگوں نے ہدایت پائی جو متقی تھے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

الٓمٓ ۝ ذلك الكتاب لاريب	اس کتاب میں شبہہ نہیں ہے کہ ہدایت کرتی
فيه هدى للمتقين الذين	ہے متقیوں کو متقی وہی اشخاص ہیں جو ایمان لائے
يومنون بالغيب	غیب پر یعنی بغیر دیکھے ہوئے
(۱) ويقيمون الصلوة ومما رزقنهم	اور جو لوگ قائم کرتے ہیں نماز کو اور ہمارا
ينفقون ۝ والذين يومنون بما انزل	دیا ہوا خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں
اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة	اُسپر جو کچھ ہمنے (اے رسول) نازل کیا تم پر اور
هم يوقنون ۝ اولئك	جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا اور آخرت کا بھی یقین
على هدى من ربهم	رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھوں نے بفضل الٰہی ہدایت پائی

واولئك هم المفلحون ○ ان الذين — اور یہی لوگ ہین جو مراد کو پہونچے اور وہ لوگ جو کافر

کفروا سواء علیهم ءانذرتهم ام لم — ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ

تنذرهم لا یؤمنون ○ — وہ ایمان نہ لاوینگے۔

(٢) هذا بیان للناس وهدی و — یہ ہے بیان آدمیون کے لئے اور ہدایت و

موعظة للمتقین — نصیحت متقیون کے لئے۔

چنانچہ مومنین کے قلوب مین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ آیات الٰہی کے پڑھنے اور سننے سے اُنکے ایمان کو اور ترقی ہوتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(٣) انما المؤمنون الذین اذا ذکر — ایمان والے وہی ہین کہ جب اُن کے سامنے

الله وجلت قلوبهم واذا تلیت — اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے قلوب خوف زدہ

علیهم ایاته زادتهم ایمانا وعلی — ہو جاتے ہین اور جب اُن پر آیات پڑھے جاتے ہین

ربهم یتوکلون — تو اُن کا ایمان ترقی کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر

(سورہ انفال رکوع اول) توکل رکھتے ہین۔

(٤) فاما الذین امنوا فزادتهم — جو لوگ ایمان لائے ہین اُن کے ایمان کو بڑھا دیا

ایمانا وهم یستبشرون — ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین

اور جو لوگ سیاہ قلب تھے اُن پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کچھ بھی اثر نہوا جیسا کہ آیہ کریمہ

ان الذین کفروا سواء علیهم — اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے

ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون ○ — ان کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر ان پر جو ہوتا تھا اُس پر یہ آیت شاہد ہے:۔

واما الذین فی قلوبهم مرض — لیکن جن لوگون کے دلون مین بیماری ہے

فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا — اُن کی خباثت پر اور خباثت بڑھ جاتی ہے یہ لوگ

وھم کافرون — (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۰) کفر کی حالت مین مرگئے۔

اور وہ لوگ اسکی فصاحت وبلاغت سُنکر ہنستے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسکو تو خود پیغمبر نے بنالیا ہے، جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ — جو کچھ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا اگر تم کو اسمین

عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ — شبہہ ہے تو مثل اسکے کوئی سورہ بنا لاؤ

اور خدائے پاک نے ایسے لوگون کے سامنے اسکے پڑہنے سے بھی اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ

واذا رأیت الذین یخوضون فی — (اے نبی) جب تم دیکھو یہ لوگ ہماری آیتون مین

اٰیٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی — بیہودہ بکتے ہین تو اُن سے کنارہ کرو جب تک کہ

حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطٰن — وہ کسی اور بات مین مشغول ہون اور اگر کبھی شیطان

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم — تم کو بھلا دے تو یاد نصیحت کے بے انصاف قوم

الظّٰلمین — (سورہ انعام رکوع ۸) کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور اگر ہم سب کا اسلام لانا فصاحت قرآن پر تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ جب قرآن پر اسلام لائے تھے اکثر لوگ پھر کفر وارتداد کی طرف عود کر گئے جیسا کہ اسی قرآن سے ظاہر ہے۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم — یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے

اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا — اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور کفر مین

کفرا — ترقی کرتے رہے

اور آنحضرت کی تعلیم حکیمانہ کا ذکر تو ہم دلیل دوم مین تفصیل کے ساتھ کر آئے ہین کہ اپنے پیغمبر کی اس تعلیم سے انھین لوگون نے ہدایت وتعلیم پائی جو متقین وصالحین سے تھے اور جو طاغین وضالین

سے نفعے وہ گمراہ کے گمراہ رہے

گوہر پاک ببابد کہ شود قابل فیض ورنہ ہر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

یہی معجزات کی تاثیر کا بھی حال ہے کہ اسپر بھی وہی لوگ ایمان لائے جو اسکو معجزہ سمجھے اور جنھون نے اسکو سحر جانا وہ ہرگز ایمان نہ لائے دیکھیے ع معجزات کا اثر صرف منحصر اشخاص پر ہوا

جاہل و منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

اگر مطالب قرآن مجید پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر بارہ ہزار ساحر جن کو فرعون و ہامان نے تمام ممالک سے طلب کرکے جمع کیا تھا وہ تو سب کے سب ایمان لے آئے مگر فرعون و ہامان وغیرہ اس معجزہ کو جادو ہی سمجھتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ یہی حال ان لوگون کا ہے چنانچہ آپ خود پہلی دلیل مین اس صفت کے اثر کو صرف چالیس سے کم آدمیون پر باین الفاظ

"باوجود اظہار معجزات صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے"

محدود کر آئے ہین۔

اصحاب ثلثہ کو شجاعان عرب مین شمار کرنا خلاف واقعہ ہے اور باعث ننگ و عار انکی شجاعت کا حال ذرا اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ کرلین کہ جنگ خندق مین جب مشرکین و کفار کے لشکر سے عمرو بن عبدود میدان جنگ مین آیا اور فوج اسلام سے مبارز طلب ہوا تو اصحاب ممدوح اسکی آمد سنکر ایسے سراسیمہ و خائف ہوگئے کہ گویا کسی کے تن مین روح باقی ہی نہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اصحاب کے خوف و دہشت کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ آیا تم مین ایسا کوئی خدا کا دوست ہے جو اس دشمن خدا سے مقابلہ کرے اس فرمان پر حضرت عمرؓ جو اہلسنت مین اشداء علی الکفار کہلائے جاتے ہین اُٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ ایک دفعہ مین طائفہ قریش کے ہمراہ مال تجارت لیکر ملک شام کو گیا تھا اُس وقت عمرو بن عبدود ہمارے طائفہ مین تھا ایک مقام پر اثناء راہ مین ہزار ڈاکوؤن نے ہم کو گھیر لیا اصحاب کا خوف عمرو عبدود سے

ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ دھوے عمرو ابن عبدوُد نے جب ہم لوگون کا یہ خوف وہراس دیکھا تو فوراً اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور مثل سیل دمان وشیر ژیان ڈاکوون پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ وہ سب فرار ہوگئے اور ہمارا قافلہ اُس کی بدولت صحیح وسلامت رہا۔ بھلا ایسے شجاع ودلاور کے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے۔"

جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا

آخر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ آنحضرت صلعم سے اذن لیکر اُسکے مقابل آئے اور ایک ہی وار مین اُسکو داخل جہنم کیا ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم ۔ ردکر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم
تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب وروم ۔ جھپٹا اسد آہو یہ ہوا سب کو یہ معلوم
اک ضرب مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سرکش ادھر تھا

اس فتحیابی پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

ضربۃ علی یوم الخندق	علی کا ایک وار روز خندق کا دونون
افضل من عبادۃ الثقلین الی	جہان کی عبادت سے بہتر ہے جو قیامت تک
یوم القیٰمۃ	کی جائے گی۔

یہ حال تو ہم نے تذکرۃً بیان کیا ہے ان مجاہدون کے حالات قاتلوا وقتلوا کے جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ قابل ملاحظہ ہونگے کہ ان شجاعون نے جو کچھ غزوات احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ مین اپنی شجاعت ظاہر کی ہے۔ اور خداے پاک نے کیسے کیسی آیتین مذمت وعتاب کی ان لوگون کی نسبت نازل فرمائی ہین۔

اب رہے وہ لوگ کہ جو مقابلہ کی تاب لاکر اسلام لائے تھے ان کا اسلام قابل شمار نہین ہے

اِسلئے کہ جب جان کے خوف کا وقت نکل گیا تو پھر اپنے دین پر پلٹ گئے۔

الغرض کمالات آنحضرت صلعم کسی طرح صحابہ کی فضیلت کی دلیل نہین ہو سکتے کیونکہ کلام تو شاگرد کے جہل سے ہے اور صفت و ثنا استاد کے علم و فضل کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ جو مختلف ذرائع سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کا ایمان قبول کرنا بتاتے ہین وہ ایمان نہ تھا بلکہ اِسلام تھا اور ایمان اور اِسلام مین جو فرق خداے پاک نے بتا دیا ہے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ایمان شے دیگر ہے اور اسلام چیزے دیگر اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت ہے اِسمین نشہ اور وہ رکھتا ہے اثر اور

چنانچہ اُنھین سچے اسلام لانے والون مین سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کربلا مین اپنے رسول کے نواسہ کے قتل مین شریک تھی جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار مورخین اہلسنت نے بتائی ہے

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك كثرة الخبيث فاتقوا الله يا اولی الالباب لعلکم تفلحون

(اے رسول، کہدے کہ ناپاک اور پاک برابر نہین ہو سکتا۔ اگرچہ تمھین ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو! خداسے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔)

پ (۷) س مائدہ

قال

قولہ
فائدہ بعثت
نبوی سے
صرف اہلسنت
ہوتی

جو غرض اللہ جل شانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہوئی. لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔ اور موافق مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اُن کی نسبت یہ اعتقاد کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہوگئی مگر جب کہ اُن لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذاً باللہ کافر یا حضرت کے بعد مرتد ہوگئے۔ تو کس کے منہ سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا۔

اقوال

اللہ جل شانہ نے بعثت انبیا و مرسلین و تنزیل کتب و تقرر اوصیا سے اپنی حجت پوری کی چنانچہ یہ بعثت ختمی مآب ہی کا طفیل تھا کہ جو تاریکی شرک و کفر کی کل عالم پر چھائی ہوئی تھی وہ نور ایمان کی شعاعون سے کافور ہوگئی اور یہ بڑا احسان ہے خداے پاک کا جس کو اتنانا خود فرماتا ہے:۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث	بیشک اللہ نے مسلمانون پر بڑا احسان
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم	کیا جبکہ ایک رسول انھین مین سے مبعوث کیا جو
ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب	اپنی خدا کی آیتین پڑھاتا ہے اور ان کو پاک کرتا
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی	ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
ضلال مبین (پ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۷)	بلاشبہ اس سے پہلے وہ گمراہ تھے۔

اگرچہ اللہ جل شانہ نے نبوت آپکی ذات پاک پر ختم کردی ہے۔ مگر اُس نے اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ صلعم کے بعد بھی دین کی حفاظت کا انتظام فرما دیا یعنے جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرتؐ کا وصی اور خلیفہ کیا۔ اور آپ کی اولاد سے گیارہ اوصیا جانشین کئے۔ تاکہ جو ہدایت و تعلیم رسول خدا صلعم نے کی ہے وہ بعد آپ کے بے اثر نہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ہی امیرالمومنین علیہ السّلام کی وصایت کا بھی اعلان صاف الفاظ مین فرمادیا تھا کہ "یہی میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ تم سب اسکی اطاعت کرو" اور قبل رحلت بمقام غدیر خم اپنا جانشین بھی کر دیا (یہ حال تیسری جلد مین ملاحظہ ہو) نیز وقت مرض الموت بھی عام و خاص کو ہدایت فرمائی تھی کہ

"مین اپنے بعد تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی آل ان دونون کو پکڑے رہو اگر چھوڑ دوگے تو گمراہ ہوجاؤ گے۔"

چنانچہ اصحاب مومنین حسب احکام خدا و رسولؐ وصی رسول کو اپنا ہادی اور امام سمجھ کر قرآن و آل سے متمسک رہے۔ الحمدللہ کہ باتباع اصحاب مومنین شیعیان علی ابن ابیطالب بھی حدیث حوض اور حدیث سفینہ سے متمسک ہیں اور اپنے کو ناجی سمجھتے ہیں۔ لاریب فیہ

کشتی آل محمد میں جو بیٹھے ہیں وُہی　　لینگے پروانے جنان کے مصطفٰے کے ہاتھ سے

گو قلیل ہیں مگر بفحوائے آیہ کریمہ :-

وقلیل من عبادی الشکور　　اور میرے بندوں میں سے شکر گذار بہت تھوڑے ہیں

کل فرقوں پر غالب ہیں۔ قولہ تعالی

ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من　　یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

یشآء واللہ ذوالفضل العظیم　　عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

(پ ۲۸ سورہ جمعہ)

ہر چند کہ پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے ساتھ ہی اصحاب اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت اور وصیت کے خلاف وصی رسول سے منحرف ہو گئے۔ اور خود ہادی و پیشوائے اُمت بن بیٹھے۔ سنت رسول اللہؐ کے خلاف عمل کیا۔ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اُمور شریعت میں اپنے گمان اور قیاس کو دخل دیا اس وصی رسول کے مرتبہ قرآن کے لینے سے انکار کیا جس کی شان میں رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن علیؑ کے ساتھ"

دیگر اصحاب کے ذریعہ سے قرآن مرتب کرایا گیا اس کو رکھ کر باقی اور اصحاب سے لیکر جلوا دیئے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ کتاب خدا میں تحریفات کی گئیں۔ رسول اللہ کی حدیثیں جلائی گئیں، رسول پاک کی تعلیم مٹائی گئی۔ احادیث رسولؐ کے مٹانے میں اس درجہ اہتمام و انصرام کیا گیا کہ جو صحابی قال الرسول کہتا تھا وہ درے کھاتا تھا۔ قید کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان بدعتوں سے

دین خدا مین بہت کچھ زوال آیا مگر پھر بھی وصی رسول کی وجہ سے آفتاب اسلام بالکل منکسف نہونے پایا

جیسا کہ خود جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے۔

لولا انت یا علی لما عرف المومنون بعدی — اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ہمارے بعد مومن کی شناخت نہ ہوتی۔

چنانچہ اسکے تو خود علمائے اہلسنت بھی معترف ہین کہ:۔

"جن امور مین خلفائے ثلثہ غلطی کر جاتے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ صلاح فرماتے تھے"

منجملہ دیگر اسباب تنزل اسلام قوی سبب اُس کے ضعف کا یہ ہوا کہ بنی امیہ جن کو جناب رسول اللہ صلعم نے سلسل دس سال کی کوششون سے سرنگون کیا تھا جن کو خدائے پاک نے شجرۂ ملعونہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ جیسا کہ بر الہ تفسیر ابن جریر و تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف تاریخ الخلفا مین ہے کہ

"آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر بندر اچک رہے ہین۔ جب حضرت بیدار ہوئے تو اس خواب سے بہت ہی محزون و مغموم ہوئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی"

ما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن — (اے رسول!) جو خواب ہم نے تمکو دکھلایا ہے وہ لوگون کے لیے امتحان ہے اور شجرۂ ملعونہ کو قرآن مین ہمنے لوگون کے واسطے محل امتحان قرار دیا ہے۔

جسوقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لیکر نازل ہوئے تو یہ عرض کی "یا رسول اللہ! آپ کی امت مین فتنہ برپا ہوگا اور وہ شجرۂ ملعونہ بنی امیہ ہین۔ جو آپ کے منبر پر جاینگے اور لوگون کو دین حق سے پھرائینگے"۔ اس خواب کے بعد تا وقت رحلت آنحضرت کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا"

اگرچہ اصحاب ان حالات سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔ ابو سفیان وغیرہ نے جو مزاحمتین اعلاء کلمۃ اللہ مین کی تھین اور رسول اللہ صلعم کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی تھین۔ وہ سب کچھ اپنی

آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ با این ہمہ خلافت اول ہی سے بنی اُمیہ کو فروغ ہونے لگا۔ ملک شام میں اعلیٰ عہدوں پر مامور کیے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وفات کے وقت مجلس شوریٰ قائم کرکے جو باعث فتنہ و فساد ثابت ہوئی۔

چنانچہ حسب رائے مجلس شوریٰ حضرت عثمانؓ کے سر پر جو بنی امیہ کے معزز رکن تھے تاج خلافت رکھا گیا جناب خواجہ حسن نظامی صاحب رسالہ محرم نامہ میں مجلس شوریٰ کی کارروائیوں پر یہ جملہ تحریر فرماتے ہیں کہ

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہو گئے تو حضرت علیؓ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے، مکر، مکر! فریب، فریب!

دور خلافت حضرت عثمانؓ میں تو بنی امیہ کے ستارے ایسے چمکے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے فرزند رشید یزید مالک تخت و تاج بن گئے۔ حالانکہ ابوسفیان کو جو عداوت اسلام سے اور حضرت معاویہ کو جو دشمنی علیؑ اور اولاد علیؑ سے تھی وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی | کہ ازو و سہ کس او بہ پیمبر چہ رسید
پدر او در دندان پیمبر بشکست | مادر او جگر عم پیمبر بمکید
خود بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت | پسر او سر فرزند پیمبر ببرید

اس دور میں حیلہ و تزویر اور مکر و فریب۔ فتنہ و فساد اور آل محمد سے بغض و عناد اس حد کو پہونچا کہ مسجدوں میں بالائے منبر علیؑ اور اولاد علیؑ پر بالاعلان تبرے ہوتے رہے۔ اسکو اصل ایمان سمجھ کر خطبہ میں داخل کیا معاویہ صاحب کے عہد خلافت میں بیشمار شیعیان علیؑ نہایت بیرحمی سے ہلاک کیے گئے۔ کسی کی زبانیں کھنچوائی گئیں۔ کسی کی آنکھیں نکلوائی گئیں۔ بہتیرے سولی چڑھائے گئے۔ اور بہتیرے جلاوطن کیے گئے۔ عہد خلافت یزید بن معاویہ میں تو اسلام کی یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ عام طور پر شرک و کفر فسق و فجور پھیل گیا تھا۔ چنانچہ خود یزید کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ سے

اس کا کفر و شرک۔ نفاق و شقاق اور فسق و فجور ظاہر ہوتا ہے۔ اس نے جمیع منہیات شرعیہ کو بالاعلان رواج دیدیا تھا۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے سرالشہادتین مین ان خلیفہ صاحب کا ایمان و اسلام ان الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے۔

لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر ظالما — وہ فاسق۔ فاجر۔ اور ظالم و شرابی تھا

مکہ و مدینہ جو مقدس مقامات اور خدا و رسول کے گھر ہین جن کو خداے پاک نے عرش و کرسی کے برابر درجہ و مرتبہ دیا انھین پاک مقامات کے اصحاب بلکہ کل عرب کے مسلمانون نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو خلیفہ رسول مانا۔ اور اسکی بیعت کی حضرت عبد اللہ بن عمر تو اسقدر اُسکے حامی اور معین تھے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے اخبار الحدیث مین لکھا ہے کہ:۔

"جب لوگون نے عبد الملک بن مروان کی بیعت کی تو عبد اللہ بن عمر نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے مین بھی اس خیر مین داخل ہوتا ہون جس مین مسلمان داخل ہوئے ہین اور یزید بن معاویہ کی جب خبر پہونچی تو اُنھون نے لکھا کہ اگر خیر ہے تو ہم اسپر راضی ہین۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہین"

غرض ایسے نازک وقت مین جبکہ جہاز اسلام سخت طوفان مین آگیا تھا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے اور اپنے بھائی بھتیجون اور بیٹون حتی کہ ایک چھ مہینے کے معصوم بچے کی بھی قربانی کرکے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ بلاشبہہ ؎

تباہی مین سفینہ آچکا تھا اُمت جد کا — یہ کشتی بحر خون مین ڈوبکر شہ نے نکالی ہے

المختصر جو چشم بینا و گوش شنوا رکھتا ہے وہ ان روایتون کو دیکھ کر انصاف سے کہے گا کہ اسلام پھیلانے مین شیر خدا علی مرتضی و دیگر بنی ہاشم مثل حضرت حمزہ وغیرہ اور دیگر اصحاب مومنین نے خدا و رسول کی مدد کی۔ بعد رسول مقبول صلعم ایسے پُرآشوب زمانہ مین اصحاب نبوی نے دین اسلام قائم رکھا یا

یا سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے چنانچہ ایک بزرگ فرما گئے ہین کہ۔

سر در سر راہِ حق نثارے کردی　　تنہا بہ لکوک کارزارے کردی

اے فدیۂ اُمتی! ولم بر تو فدا　　واللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام اِس مظلومیت اور مصیبت سے شہید نہ ہوتے تو اِسلام دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہین۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسین　　دین است حسینؑ و دین پناہ است حسین

سر داد و نداد دست۔ در دست یزید　　حقا کہ بنا ء لاالٰہ است حسین

یہ بھی واضح ہو کہ آخر زمانہ مین اسی دین کو حسب ارشاد جناب سرور کائنات صلعم بعد جناب حضرت صاحب العصر علیہ السلام وہ عروج ہوگا کہ تمام عالم مین از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال ایک ہی مذہب رہے گا۔ اور یہ عروج دین حق کا محض بنا بر عقائد مذہب اہل تشیع ہی نہین ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اِسکے قائل و معتقد ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ کے صفحہ ۶۲ مین رقمطراز ہین :۔

مقابلہ کند بر سنت و ترک نہ ہیچ سنت را　　وہ سنت پر جہاد کرے گا اور کسی سنت کو

مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ　　متروک نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ کہ اسکو قائم

بر آرد آن را و قائم شود دین اسلام در آخر زمان　　کرے گا۔ اور کسی بدعت کو باقی نہ رکھے گا۔

بزمان او۔ چنانکہ بود در اول زمان بعہد　　جو حالت اسلام کی آنحضرتؐ کے عہد مبارک

سعادت آنحضرتؐ　　مین تھی پھر وہی قائم ہو جائے گی۔

پس حسب عقیدۂ امامیہ اللہ جل شانہ کا مقصود بعثت نبوی سے بخوبی حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ع :۔

"عالم ہمہ پُر نور ز انوار محمدؐ"

اور اُسکا یہ وعدہ :۔

هوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ — وہی (خدا) تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و — اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اُس کو تمام ادیان پر

لوکرہ المشرکون — (پ ۱۰ س توبہ ع ۵) غالب کردے گو مشرکون کو برا لگے"

پورا ہوگیا۔ اگر حسب عقیدہ اہلسنت خدا کی غرض بعثت نبوی سے یہ تھی کہ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے ایمان و اسلام لا چکے تھے وہ سب کے سب اپنی حیات تک اُسپر قائم رہتے تو مطلق حاصل نہین ہوئی اِس لئے کہ کتب اہلسنت کے مطالعے سے منکشف ہوتا ہے کہ ان مین سے گروہ کے گروہ اور فوج کی فوج پھر کافر و مرتد ہوگئی جیسا کہ پہلی دلیل مین ہم ثابت کر آئے ہین کہ ابتدا عہد بعثت آنحضرت صلعم مین جو لوگ اِسلام لے آئے تھے انہین سے اکثر لوگ آنحضرت صلعم کی معراج سے منکر ہوکر اُسیوقت اپنے پچھلے دین پر پلٹ گئے تھے اور بعد وفات آنحضرتؐ ان کے کفر وارتداد پر خود کلام الٰہی اور اقوال علما اہلسنت شاہد ہین چنانچہ دو چار آیات و روایات پیش کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

آیات و تفاسیر وغیرہ در بارۂ کفر و ارتداد اصحاب

پہلی — ذٰلک بانھم امنوا ثم کفروا — ایمان لائے پھر اسلام سے پھر گئے یہان تک

فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون — کہ ان لوگون کے دلون پر مہر کردی گئی ہے جسکی وجہ

سے وہ سمجھتے نہین ہین۔ (پارہ ۲۸) سورہ منافقون)

دوسری — اِن الذین کفروا بعد ایمانھم — جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو بیٹھے پھر کفر مین

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم — ترقی کرتے گئے۔ تو ان کی توبہ ہرگز نہ قبول

واولٰئک ھم الضالون — کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہین

پ ۳۔ س آل عمران۔ ع ۸

تیسری — یاایھا الذین امنوا من یرتد — اے ایمان لانے والو! تم مین سے جو اپنے

منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ — دین سے پھر جائے گا تو خدا عنقریب

بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی ایسے لوگوں کو لائے گا جن کو دوست رکھتا ہے اور
المؤمنین اعزۃ علی الکافرین اُس کو وہ دوست رکھتے ہیں مومنوں کے لئے وہ
یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون رحمدل ہیں اور کافروں کے لئے سخت اور راہ خدا
لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے
من یشآء واللہ واسع علیم کی ملامت سے نہیں ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو
پارہ ۶ سورۃ مائدہ ع ۸ چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالی صاحب وسعت
وعلیم ہے۔

مفسرین اہلسنت اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں :۔

"حضرت کی وفات کے بعد عرب دین سے پھر گئے تھے حضرت صدیق نے یمن سے لوگ
بلائے اور اُن سے جہاد کرایا پھر تمام عرب مسلمان ہوئے یہ اُن کے حق میں بشارت ہے"

(دیکھو قرآن مجید صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ میرٹھ بخط حقانی)

اور تفسیر حسینی میں یہ ہے :۔

"بعد از رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ" .... صفحہ ۱۴۹

چوتھی

وما محمد الا رسول قد خلت اور محمدؐ تو صرف رسول ہیں ان سے پہلے
من قبلہ الرسل افائن مات او قتل اور بھی بہت پیغمبر گذر چکے ہیں پھر کیا اگر محمدؐ
انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب مرجائیں یا مارڈالے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں اپنے
علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا کفر کی طرف پلٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤں پھرےگا
وسیجزی اللہ الشاکرین تو سمجھ لو ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب
(پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۵) خدا شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیگا۔

اس آیہ شریفہ کی تفسیر یہ ہے :-

" اس سے بشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد لوگ پھر جائینگے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہو گئے حضرت صدیق نے پھر اُن کو مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا "

پانچوین تفسیر نیشاپوری مین ہے :-

" زمانہ خلیفہ اول مین ساٹھ قبیلے مرتد ہو گئے تھے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین "

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ :-

" سوائے مسجد مکہ و مدینہ و قریہ جواسا کے سب لوگ مرتد ہو گئے تھے "

چھٹے شمس العلما شبلی نعمانی فرماتے ہین کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات ہی مین تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا وہ یہ ہے :-

ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جس وقت وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ صلعم کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پامال کردین (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۸ مطبوعہ دہلی)

ساتوین جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر کرتے ہین کہ :-

" ما انکار نمی کنیم کہ در عصر اول مسلمانان خوشے فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت بسیارے مرتد گشتند (قرۃ العینین صفحہ ۱۶۳)

آٹھوین " درحقیقت مدینہ مین منافقون کا بیج جو پہلے سے عبد اللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلا کر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پڑ ڈالی ہے (دیکھو لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۱۰) (منقول از ارجح المطالب صفحہ ۵۳۹)

نوین | مولوی عبید اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ :-

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی اب باہر کی حالت سنو کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کی ابتدا سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پرخاش تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کیلئے آنحضرت صلعم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ چونکہ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام برگشتہ ہوگئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہ تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۵)

دسوین | مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء تحریر فرماتے ہین کہ :-

"حکومت اسلام کے بغلی گھونسے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتین اسکو ہر وقت آنکھین دکھاتی رہتی تھین کہ پیغمبر صاحب کی آنکھ بند ہو جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

گیارھوین | تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم صفحہ ۱۴۵ مین ہے کہ :-

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر نے اسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو تمام عرب مرتد ہوگئے اور ملک مین فساد کی آگ چارون طرف پھیل گئی اور قریش کے سوا ہر ایک قبیلہ بالکل مرتد ہوگیا۔ حضرت ابوبکر کے پاس ہر طرف سے نبی صلعم کے امیرون کے خط آئے کہ عرب مرتد ہوگئے اور عموماً سب قبیلون مین بغاوت پھیل گئی۔

بارھوین | ان تمام روایتون کے ساتھ صحاح کی یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو :-

وانہ یجاء رجال من امتی آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہین کہ آگاہ ہو میری امت مین کچھ کو

فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب | میرے سامنے ذات الشمال لائے جائینگے پھر انکو شمال
اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا | کی جانب لیجائینگے مین کہونگا کہ اے پروردگار یہ تو
بعدک فاقول کما قال العبد الصالح کنت | میرے اصحاب ہین تو کہا جائیگا کہ کیا تم نہین جانتے کہ انہون نے
علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما | تمھارے بعد کیا کیا بدعتین حادث کین پس مین کہونگا
توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم فیقال | جس طرح عیسیٰ نے کہا تھا کہ اے پروردگار جبتک
اما ھؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ | کہ مین ان مین تھا ان کا نگران رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے
فارقتھم | اٹھالیا تو تو خود ہی انکا نگہبان تھا پس خدا فرمائیگا کہ یہ لوگ

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۳۴۹) | جب سے تم انسے جدا ہوئے برابر مرتد ہوتے رہے۔

اب فرمائیے کہ جو غرض حسب عقیدۂ اہلسنت اللہ جل شانہ کی آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ بروے اصول مذہب اہلسنت کہان حاصل ہوئی۔ اس لئے کہ اُنکے اصول سے تو اسوقت حاصل ہوتی کہ جس قدر مخلوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایمان لاچکی تھی ان کی نسبت اگر اہلسنت یہ اعتقاد رکھتے کہ وہ کلھم اجمعین اپنے ایمان و اسلام مین قائم اور دل سے آنحضرتؐ کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اوسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض خدا کی تھی وہ حاصل ہوگئی تھی مگر جب کہ ان سب اسلام لانیوالون پر اور سب ایمان والون کی نسبت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جسوقت رسول اللہؐ نے وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جب کہ اُن کے کفر و ارتداد کو ان الفاظ مین تشہیر کرتے ہین کہ

"یعنی کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیارے مرتد گشتند۔"

تو پھر اہلسنت کے مُنھ سے کیونکر یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا ؎

نازم کہ بار قیبان دامن کشان گذشتی | گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

قال

شیعون کے اصول سے رسالت پر الزام آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو اعتقاد صحابہ کی نسبت شیعون کا ہے اس سے الزام آپ کی نبوت پر آتا ہے اور سننے والے کو مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اُن کے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا وہ صرف ظاہر مین مسلمان اور عیاذاً باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا' اور کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی تھے تو کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے ان پر ایمان لایا ہوتا اور منجملہ ہزارون لاکھون آدمیون کے جو ان پر ایمان لائے سو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہتے۔

اقول

شیعون کے اعتقاد سے تو رسالت اور نبوت پر مطلق کوئی داغ نہین آتا اسلئے کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے تھے اُن کے دلون پر آنحضرتؐ کی ہدایت کا یہ اثر رہا کہ آخر عمر تک اپنے ایمان پر قائم رہے ہان جو لوگ بظاہر رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور دل مین اُس کی تکذیب ان مین سے بہت خود آنحضرتؐ کے سامنے ہی ایمان سے پھر گئے اور گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت بعد وفات آنحضرت صلعم مرتد ہو گئی جیسا ہم کہ آیات الٰہی و احادیث و مفسرین و محدثین اہلسنت کے اقوال سے ثابت کر آئے ہین۔ پس انبیا و مرسلین کا کام ہدایت و نصیحت اور وعظ و پند کا ہے نہ کہ کل امت کو صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور کرنے کا۔ اگر بعد ایمان لانیکے کوئی اُس سے پھر جائے تو ان پر کیون الزام آنے لگا جیسا کہ خداوند تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

اول — قل یایہا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ من ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل پ۱۱ سورہ یونس ع۱۲ — تم کہدو اے لوگو بیشک تمھارے ربکیطرف سے حق تمھارے پاس آیا ہے اب جو شخص راہ راست اختیار کریگا اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا جو گمراہی اختیار کرے گا سوائے اسکے نہین ہے کہ اسکا وبال اسی پر رہے گا اور مین کچھ تمھارا نگران نہین ہون۔

دوم — اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین پ۲۸ سورہ تغابن ع۲ — اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو ہمارے رسول پر صرف پیام پہونچا دینا واجب ہے۔

سوم	فذکر انما انت مذکر	پس نصیحت کرو تم تو فقط نصیحت کرنے والے ہو
	لست علیهم بمصیطر (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ)	ان پر کوئی داروغہ نہین ہو۔
چہارم	افانت تکرہ الناس حتی یکونوا	پھر کیا تم لوگون کو ایمان لانے پر مجبور
	مؤمنین (پ سورہ یونس۔ ع)	کروگے۔
پنجم	فعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم	پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائین تو
	ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا	شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان
	(پ سورہ الکھف ع)	ہلاک کر ڈالوگے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائیون کے عقائد سے جو صحاب کی نسبت ہین اُن کی فضیلت و خلافت راشدہ دونون رخصت ہوتے ہین چنانچہ آپ اُن کے آمنوا وعملوا الصالحات کی صفات مین اس طرح رطب اللسان ہین کہ :۔

آنحضرت صلعم کی ہدایت سے عرب کی حالت مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی قرآن مجید مین لوگون کے دلون کی تسخیر اور روحانی اور اخلاقی تعلیم کی وہ قوت تھی جس نے حیرت انگیز ربانی کرشمہ دکھائے اور دائم الاثر حقانی نتیجہ پیدا کئے اور اُس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جس کلام کے ایسے عظیم الشان اور قوی اور قائم نتیجہ ہون وہ بلا شبہہ خدا کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے زمانہ مین پیدا ہوے جب کہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتہ کی حالت مین تھی۔ اور آپ ایسے ملک مین مبعوث ہوے جہان اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا۔ ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سواے اوہام اور فاسد عقیدون اور باطل خیالات اور غلط رایون اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی نفاق و جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے ایسا عجیب و غریب

تاثیر کی کہ اُس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتین بدل گئین. برسون کے بہکے ہوے خدا کی راہ پر چل نکلے اور مدتون کے سوئے ہوے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہوگئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہی بت شکن بنگئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھلانے لگے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا اُن مین نام نہ رہا۔ خانگی جھگڑے اور پشتینی عداوتین جاتی رہین۔ دماغ غرور اور نخوت سے خالی ہوگئے اور اُن کے دل صبر و توکل حلم و بردباری۔ زہد و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست۔ پاک طبیعت۔ راستباز۔ نیکدل لوگون کا قائم کردیا جن کی کوششون سے شرک اور بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نماے عرب مین گونج رہی تھین بند ہوگئین اور اُسکے بدلے ایک بیچون و بیچگون بے شبہہ بے نمو۔ خدا کی منادی پھر گئی۔ بتون نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانون کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا۔ اوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہوگیا

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع۹)

آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا ہے۔

اور اس سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ حقیقت مین سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور اخلاقی حالت مین پیدا کردیتا اور ایسے جنگجو ستم پیشہ لوگون کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اخوت کے ایک رشتہ مین باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتون اور کینون سے اُن کے دلون کو ایسا صاف کردیتا کہ اُس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا بلکہ دنیا مین اُن کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا

(آیات بینات جلد دوسری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ صفحہ ۷۵۶)

پس آپ تو اس شد و مد سے اصحاب ثلثہ وغیرہ کے صفات بیان فرما رہے ہین لیکن کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے انتقال فرماتے ہی مہاجرین وانصار نے اپنی حرص وہوا کو دخل دیکر ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا تھا۔ چنانچہ جو کچھ واقعات کتاب ارجح المطالب مین درج ہین ہم اُسکا اقتباس اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال پرملال کو چند ساعتین گذری تھین اور صحابہ کرام تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے کہ اُن کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر وخلیفہ بنالین درحقیقت یہ بیج منافقانہ جوش کا ہے۔ عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار سے ایک خفیف سی تکرار ہوجانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلاکر اور شہر مین بساکر اپنے سر پر ڈالی ہے لائف آف محمدؐ مؤلفہ سر ولیم میور ص۲۰۰

انصار کو جلدی نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ مین نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والون کے زیر حکومت رہنا کسیقدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے وطن سے بھاگے ہوئے لوگون کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور اُن کی اعانت کی ہے ہمارے انپر احسان ہین یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئین نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائین وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکت ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل وجان سے کرتے تھے اب اُن کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگون پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ نہایت الامر ہم ایک کو اپنے مین سے جداگانہ امیر بنالین چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کرلیا تھا۔

غرضکہ بقول (سر ولیم میور) وقت نہایت نازک ہوگیا تھا اور اسلام کا آئندہ اتفاق

معرض خطر مین تھا۔ دیکھو کتاب لس آف اسلام صفحہ ۲۱

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے۔ حضرت ابوعبیدہ راستہ مین اُن کے ساتھ ہولئے۔ یہ تینون اصحاب انصار کے مجمع مین جا پہونچے اور دقت کے بعد اُن کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ مین سے جو اس وقت حاضر ہین ایک کو منتخب کر لو حضرت عمر نے عجلت کر کے کہ مبادا انصار مین سے کوئی برگشتہ نہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس جو کہ انصار مین سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب ہوسکا۔

(دیکھو لائف آف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴)

حضرت علی علیہ السلام اُسوقت موجود نہین تھے اور نہ اُن سے راے لینے کی مہلت ملی جب حضرت ابوبکرؓ وہان سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہو چکے تھے اس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اور باہر کی حالت یہ کہ عرب مین جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اوسکی اشاعت کے پہلے ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پرخاش تھے جن کی تنبیہ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ سرداری اُسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔

خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جنکے دلپر خدا نے

سکینہ اُتارا تھا۔ اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہین تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جبکہ ان تھوڑے سے لوگون مین بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہی تھی اگر عجالتہً حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہوجاتی اور مہاجرین و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر و انصار ہی مین تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ مین نہ پہونچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظار مین بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ اُمتِ محمدیؐ مین پیدا ہوجاتا پھر جس کی اصلاح غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہوجاتی۔

(دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالبؑ صفحہ ۵۴۰)

اسی طرح شمس العلما شبلی نعمانی مہاجرین کی کدورت و مخالفت کا حال جو انصار سے ان کو تھی اس طرح لکھتے ہین کہ

ایسے نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ وزاری مین مصروف رہین یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑ کر حالت کو اور نازک کر دیا تھا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اسقدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر مین جب انصار اُن کے مقابلہ کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے کہا کہ محمدؐ ہم ناجنسون سے نہین لڑ سکتے کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہین کر سکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار ہوتا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ مین جو خطبہ دیا اُس مین صاف اس خیال کو ظاہر کیا اور کہا وان العرب لا تعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش۔ اسکے علاوہ انصار مین دو گروہ

اوس و خزرج ان مین باہم نفاق نہ تھا۔ اس حالت مین ضرور تھا کہ انصار کے دعوی خلافت کو دبا دیا جا ے اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کر لیا جائے ۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۶)

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ

"اگر کہین خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوتی کہ ایک تختہ کا بھی پتہ نہ ملتا"

پس ان اقوال سے ظاہر ہے کہ جن اصحاب کے ایمان اور اسلام کی تعریف شد و مد سے آیات بینات مین کی گئی ہے انجام کار ان کے ایمان و اسلام کے یہ جوہر کھلے ۔ اور تیئیس برس تک جو ہدایت اور تعلیم آنحضرت صلعم سے حاصل کی اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتقال کرتے ہی اُس سے پھر گئے ۔ ان کے دلون سے اخلاقی تعلیم بالکل محو ہوگئی ۔ لوگ اوہام فاسد عقیدون ۔ باطل خیالات ۔ غلط رایون ۔ وحشیانہ اعمال ۔ بد اخلاقی جنگجوئی اور نفاق و شقاق کی طرف پھر پلٹ گئے ۔ پس اگر صحابہ کے ارتداد و کفر کا اعتقاد رکھنے سے رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے تو اہلسنت ہی کے عقاید سے الزام آتا ہے معاذ اللہ اور انھین کو ہادی اسلام کی ہدایت پر شبہہ ہو سکتا ہے اور وہی لوگ نبوت کی تصدیق کر نہین سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر سچے نبی تھے تو آپ کی ہدایت و نبوت کے یہ نتیجے نہ نکلتے کہ :-

"جس وقت حضرت نے وفات پائی تو تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا اور مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجرین کی عداوت و مخالفت پر تلے ہوے تھے اگر ایسے نازک وقت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت نہ کر دیے جاتے تو جہاز اسلام کا جو ایک سخت طوفان کے تلاطم مین آگیا تھا غرق ہو جاتا ۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

الغرض شیعون کے عقائد سے تو مطلق الزام آنحضرت صلعم کی رسالت پر نہین آتا ۔ البتہ اہلسنت کے

اِن عقیدون سے کہ :۔

"نزول وحی حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوتا تھا"

اور جناب شاہ صاحب کے اِس کلام سے کہ :۔

صد ہزار تحسین و آفرین بر دقت نظر عمر	عمرؓ کی اس باریک بینی پر ہزار تحسین و آفرین ہے کہ
است کہ اگر آنحضرت درین حالت کہ چیزے جدید	اگر آنحضرت صلعم ایسی حالت مین کوئی ایسی نئی بات لکھواتے
کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساندموجب	کہ اس سے قبل کتاب و شریعت مین نہو تو حضرت کی تحریر
تکذیب آیہ خواہد بود	باعث تکذیب آیت ہوتی

البتہ رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے۔ معاذاللہ

علیٰ ہذاالقیاس بخاری شریف مین تو ایسی ایسی رکیک و بے بنیاد احادیث منافی شان رسالت درج ہین جن سے سراسر خاتم الانبیا علیہ الاف التحیتہ والثنا کی توہین ہوتی ہے چنانچہ انھین شرمناک حدیثون اور روایتون سے جن کی نقل کرنے سے ہم کو حیا اور شرم آتی ہے منکرین و مخالفین اسلام کو رسالت و نبوت کی تکذیب اور مضحکہ کرنے کا موقع ملا اور یہی سبب ہے کہ نصارا وغیرہ اسلام اور ہادی اِسلام کی رسالت و نبوت سے منکر ہو گئے۔

فائدہ

اگر صحابہ کرام تمہارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کون سے تھے جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اور وہ لوگ کتنے تھے جن کو حضرت کی نبوت سے فائدہ ہوا۔ اگر اصحاب نبیؐ سوائے معدودے چند بقول تمہارے سب کے سب عیاذاً باللہ منافق و مرتد تھے تو دین اسلام کو کس نے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کی تعلیم و تلقین سے کس کو نفع پہونچا اور کن لوگون نے حضرت کے کہنے سے شرک چھوڑ کر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقون کو سیکھا اور کس گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔

ہدایت پائی اور سے ایمان صحابہ

اقوال

نفوس رسول و اصحاب حسین

جولوگ صحابۂ کرام سے تھے وہ کُلّھُم اجمعین اپنے اسلام و ایمان مین کامل تھے اور وہ معدودے چند نہ تھے جیسا کہ "نزہۂ اثنا عشریہ" مین ہے :-

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت جعفر صادق	ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام
علیہ السلام روایت کردہ است کہ اصحاب رسول صلعم	سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول بارہ ہزار تھے
دوازدہ ہزار نفر بودند و در دین خدا بجز سخن حق	جو بجز سخن حق دین خدا مین کلام نہین کرتے تھے اور
نمی گفتند و شب و روز گریہ می کردند و می گفتند	خدا سے رات دن روتے رہتے تھے اور مناجات
خدایا روح ہمارا قبض کن پیش از آنکہ نان	کرتے تھے خداوندا قبل اسکے کہ ہم میدے کی روٹی کھائین
میدہ بخوریم	ہم کو موت دے۔

انھین برگزیدگان خدا پر حضرت کی ہدایت و وعظ کا اثر ہوا ان لوگون نے خود بھی ہدایت حاصل کی اور گمراہون کو بھی راہ ہدایت دکھائی۔ نفوس پاک ایسے ہادی اور واعظ تھے کہ ہدایت کے پیچھے اپنا جان و مال کیا اپنے خدا و رسول کے عشق مین ایسے دیوانے اور اپنے دین مین ایسے متوالے تھے کہ جب خلفائے ثلثہ خدا و رسول کے خلاف اپنی حرص و ہوا سے اور دین رسولؐ مین احکام صادر فرماتے تھے تو یہ عاشقان خدا و رسول اُن کو سر دربار ٹوک دیا کرتے تھے اپنے مالک کے اس فرمان کو :-

"فلاتخشوا الناس واخشون" "آدمیون سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو"

پیش نظر رکھ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہدایت کرتے تھے اس ہدایت کی خاطر انکو خلافت و حکومت کا پرمگس کے بھی برابر خوف نہ ہوتا تھا

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ ان کی بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی

فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی	شریعت کے قبضہ مین تھی باگ اُن کی

جہان کردیا نرم نرما گئے وہ

جہان کردیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت	سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت

بچی اور تُلی دشمنی اور محبت	نہ بیوجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو۔ جھک گئے اُس سے وہ بھی

رُکا حق سے جو۔ رُک گئے اُس سے وہ بھی

اوران خلفاے وقت کا یہ حال تھا کہ ان کی ہدایت و نصیحت پر شعلہ بھبوکا ہوتے تھے ان عاشقان خدا و رسول کو انواع و اقسام کی تکلیفین اور ایذائین پہونچاتے تھے از انجملہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو بڑے پایہ و مرتبہ کے صحابی تھے اسی ہدایت و نصیحت کے پیچھے جناب خلیفہ صاحب سوم نے جو سلوک کئے، وہ اہلسنت کی کل کتب عربی و فارسی و اُردو مین درج ہین چنانچہ اس جگہ چند سطرین "محرم نامہ" خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے صفحہ (۲۰) سے نقل کی جاتی ہین ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ کیا تحریر فرماتے ہین:۔

حضرت ابوذر غفاری ایک بڑے مرتبے کے صحابی تھے حضرت رسول خدا سے اُن کو عشق تھا اور حضرت صلعم بھی ان کے ناز اُٹھایا کرتے تھے۔ حدیثون اور تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذر بہت کھرے اور منھ پر صاف بات کہنے والے آدمی تھے۔ خدا کے حکم کے بموجب حق بات کہنے مین کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا۔ برا کام کرتے ہوے دیکھتے تو کھلم کھلا ٹوک دیتے تھے ایک جہاد مین فوج کی برکت کے خیال سے خدمت ابوذر کے نام سے کی گئی یہ ستلنے او تنکل رسول اللہ کے پروانے تھے۔ اللہ اللہ کرنے کے سوا لڑائی کی تدبیرون سے نہین کچھ سروکار نہ تھا۔ اسواسطے ان کے ساتھ معاویہ کو کردیا گیا کہ فوج کو لڑائین تو معاویہ مگر نام افسری مین

عہ ... ان' ... سا سلے ... عماری ... ا ... معاو ... ب ... بار ... ہ

حضرت ابوذر کا رہے کہ بزرگ کی برکت اور مقرب رسول کی عزت سے فتح نصیب ہو معاویہ حکمرانی
اور عیش زندگانی کے آدمی تھے ممکن ہے کہ ان مین وہ کچھ کمزوریان ہون جو دنیاوی امرا مین عموما
ہوا کرتی ہے حضرت ابوذر نے ان کو نصیحت کرنی شروع کی۔ امیر معاویہ کی عزت ملک شام مین
بہت زیادہ تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اور مجمع عام مین حضرت ابوذر معاویہ کو ٹوک دیتے تھے
اور لوگون کی نگاہون مین معاویہ کی خفت ہوتی تھی کہ ایک معمولی سا آدمی اتنے بڑے افسر کو مذہبی
مسائل کی نصیحت کرتا ہے مگر معاویہ بے بس تھے فوج کی سرداری بوذر کے نام تھی اور معاویہ پر ان کی
اطاعت فرض تھی منھ سے تو کچھ نہ کہتے مگر دل ہی دل مین چرمراتے حضرت ابوذر کا یہ عالم تھا کہ
معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے جہان کوئی گناہ کرتے دیکھا
اور یہ چیخے کیا کرتا ہے؟ شرم نہین آتی! اسلام کے حکم کو بھول گیا۔ توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔
ہوتے ہوتے معاویہ عاجز ہوگئے اور ان کا ناک مین دم آگیا تو انھون نے حضرت عثمان کی خدمت مین
عرضی بھیجی کہ یہ ملک شام ہے۔ یہان میری بڑی عزت ہے ابوذر اس کا خیال نہین کرتے۔
حضرت عثمان بجائے اسکے کہ ایک طرف تو ابوذر کو نصیحت لکھتے کہ عام لوگون کے سامنے نہ کہا کرو تخلیہ
مین سمجھا دیا کرو اور دوسری طرف معاویہ کو سمجھاتے کہ ابوذر کی یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔
حضرت رسول خدا صلعم کے روبرو بھی انکا یہی حال تھا کہ وہ کوئی بات جو دین و مذہب کے خلاف ہو
دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے صبر برداشت نہین کرسکتا تم ایسا کام ہی کیون کرو کہ جو ابوذر کو موقع ملے
مگر حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ حضرت ابوذر یہ سمجھتے تھے کہ اب بھی
رسول صلعم کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ
تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین جا بسے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج داری کرتے ہو۔ امیر معاویہ
نے چاہا کہ حضرت ابوذر کو مدینہ جانے کے لئے سواری اور خرچ راہ دین مگر ابوذر ایسے خفا تھے کہ پیدل

چل کھڑے ہوے اور بات کے ایسے پورے کہ پیدل ہی مدینہ پہونچے یہ سمجھ کر کہ حضرت عثمان نے
میرے اور رسول اللہ کے راز و نیاز دیکھے ہین اگر سامنے جاؤنگا میرے پیدل آنے پر افسوس
ہوگا اور وہ مجھ سے عذر کرینگے مگر وہ جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سُنا کہ تم نے کیون
معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی اور عرض کیا کہ حضرت رسول خدا ص سے
مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا۔ لہذا مجکو اجازت دیجئے کہ مین کسی
تنہا مقام مین جا کر رہون حضرت عثمان نے فرمایا اچھا جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے ایک معمولی
بستی مین جا کر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول مقبول
کے اصحاب کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ تو رسول کی محبت کے دیوانے تھے جس سے آنحضرت ص کو
محبت کرتے دیکھا تھا اُسکے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے جب ابوذر کے ساتھ یہ بے مہری
دیکھی حضرت عثمان سے بگڑ گئے: انتہی

اگرچہ یہ بیان مطابق روایات مندرجہ کتب اہل سنت ہے مگر اسپر بھی خواجہ صاحب نے حضرت عثمان کی
خاطر بچا بچا کر لکھا ہے اور ان مظالم کا ذکر نہین کیا جو خلیفہ صاحب نے حضرت ابوذرؓ پر کئے تھے یعنی
"خلیفہ صاحب نے معاویہ کو یہ حکم دیا تھا کہ ابوذر کو ایک شتر بدرفتار ربلا کجاوہ پر سوار کرا کے ایک درشت مزاج
رہبر کے ساتھ جو اونٹ کو رات دن بھگاتا لائے مدینہ بھیجدو"

معاویہ صاحب نے حسب تعمیل کی ابوذر ضعیف العمر ہو چکے تھے ان تکلیفون اور صدمون سے زانوؤن کا
گوشت چھل چھلکر جدا ہو گیا تھا جب وہ دربار خلافت مین حاضر کئے گئے تو جناب خلیفہ صاحب کلمات سخت
و درشت حضرت ابوذر کی شان مین زبان مبارک پر لائے اور مدینہ سے اخراج کرا دیا اور مروان کو حکم دیا کہ
اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکالدے اور کسی کو اُن کے ساتھ جانیکی اجازت نہ دے۔ رملاحظہ ہو تاریخ اعثم کوفی وغیرہ)
اس جگہ چند جملے حضرت ابوذرؓ کی نسبت تاریخ "روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۲" سے نقل کئے جاتے ہین

اور وہ یہ ہیں :-

ذوالنورین بعد از وقوف بر مضمون
مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابوذر در شام ندید
وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت و بعد از
ردو قدح بسیار و قیل و قال بیشمار ابوذر را از
افتا منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا اجازت
دہ تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم
چرا از انجا می طلبیدم صبح اشتہار تو دیگر از افق
شام طالع نشود گفت پس بگذار تا بعراق روم
فرمود میخواہی کہ در عراق فرقۂ خبیثہ را متحرک
گردانیدہ اہل آن مملکت را در اغرائے بر من
غریق سازی ابوذر گفت پس ہر جا فرمائی بروم
امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع
ترا ابغض ست گفت ربذہ و آن موضعے ست
در ربذہ عثمان گفت بآن موضع می باید رفت ابوذر
گفت خوش باشید اما بدانکہ اگر شمشیر تیز بر رقبہ
من نہید امر معروف و نہی منکر در رسانیدن انچہ از
پیغمبر صلعم شنیدہ ام از خود ممتنع نخواہم گردانید و
کلمہ حق را ہر جا کہ بشنوم خواہم رسانید

معاویہ کی تحریر پر عثمان نے ابوذر کا شام میں
رکھنا خلاف مصلحت خیال کیا اور مدینے میں بلالیا
اور غصہ کیا اور بہت تکرار کے بعد ابوذر کو
فتوی دینے سے منع کیا اور مدینہ سے اخراج کا حکم
دیا۔ ابوذر نے کہا مجھے شام میں رہنے کی اجازت دیجئے
جواب ملا کہ اگر شام میں تم کو جانے کا اذن دیتا تو
وہاں سے میں تم کو بلاتا ہی کیوں تیری اشتہار کی
صبح شام کے افق سے طلوع نہ ہو۔ انھوں نے کہا
اچھا عراق جانے دو فرمایا کہ عراق کے فرقہ خبیث
کو دغلا کر وہاں کے لوگوں کو مجھ سے باغی
کروگے ابوذر نے کہا اچھا جہاں کہئے حکم ہو میں
جاؤں عثمان نے کہا کہ حجاز کے اطراف میں کونسا
مقام تم کو ناپسند ہو کہا ربذہ عثمان نے کہا اچھا وہاں چلے جائیے
ابوذر نے کہا آپ خوش رہیں مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر میری
گردن پر تلوار بھی رکھ دی گے تب بھی میں نیک باتوں کو منع کرنے اور اچھی
باتوں کی تعلیم سے خاموش نہ ہونگا جیسا کہ میں نے رسول صلعم
سے سنا ہے ۔

مثل اسکے انواع واقسام کی اذیتیں دیگر اصحاب مومنین کو دین۔ جن کا ذکر ہم نے دوسری جلد مین کیا ہے اب اگر حضرت اہلسنت تعصب چھوڑ کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اِس نکتہ پر کہ (حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی مگر یہ نجانتے تھے کہ اُٹھارے ناز اُٹھانے والے تو قبر مین جا بسے اب کس کے بل پر مزاجداری کرتے ہو) تو یہی نکتہ اُن کے اصلاح مذہب کے لئے کافی و وافی ہے۔

اے یارو! چشم انصاف سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے ایمان و اسلام مین تقابل کرو کہ پیغمبر صاحب کی تعلیم اور تلقین سے کس نے فائدہ اُٹھایا۔ کس نے خدا و رسول کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا۔ کس نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت و تعلیم سے انحراف کر کے امورِ دین مین اپنی حرص و ہوا کو دخل دیا۔ کس پر اللہ جل شانہ کا فرمان:۔

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ط	حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور منع کرتے ہو بری باتون سے

صادق آتا ہے اور کس پر

يأمرون بالمنكر وينهون عن المعروف ط	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے

کا اطلاق ہوتا ہے

اے حضرات جن اصحاب پر تم شیفتہ و فریفتہ ہو۔ جن کو تم مرتبہ مین افضل و اعلے سمجھے ہوے ہو اور جنکی نسبت تم نے اچھے خیالات قائم کر لئے ہین ذرا اُن کے کارنامون پر تو غور کرو تا کہ تم کو معلوم ہو کہ وہ کیسے قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے۔ اور حرص و ہوا کو ہر کام مین کیسا دخل دیتے تھے آفرین ہے تمھاری اس عقیدت و مودت پر۔

بوے بنفشہ می دہد طرۂ مشک سائے تو ۔۔۔ پردۂ غنچہ می درد خندہ دلکشائے تو

اس ذات مقدس کے علاوہ اور بہت سے اصحاب کبار ایسے ہین جو دین خدا مین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرتے تھے جو شب و روز خوف خدا سے گریہ و بکا کرتے تھے اور اپنے خدا کی خوشنودی و رضا کے لئے نفس کشی اُن کا شعار تھا۔

حمایت پر حضرت رسول صلعم کی۔ لئے علی پیدا ہوئے

پس اسی گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور اسی فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔ انھین مومنین کے راس و رئیس جناب امیرالمومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کی تائید و نصرت کیلئے خلق فرمایا تھا۔ جسپر یہ حدیث شاہد ہے

عن ابی حمراء رضی اللہ عنہ قال قال	ابو حمراء سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا
رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسریٰ بی الی السماء	نے فرمایا کہ شب معراج مجکو آسمانون کی طرف لے گئے
نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت	مین نے عرش مجید کے داہنے ساق پر یہ لکھا ہوا دیکھا
کتابا فہمتہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی	کہ محمد خدا کے رسول ہین اور اُن کی مدد کے واسطے
ونصرتہ بہ۔ اخرجہ الاعلاقی۔	مین نے علی کو خلق کیا ہے۔ (درج المطالب صفحہ ۴۹۶)

اُسی کتاب کے صفحہ ۹۸ مین یہ حدیث بھی قابل ملاحظہ ہے :-

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول	کعب بن عجرہ کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم
اللہ صلعم لاتسبوا علیا فانہ ممسوس فی	نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو تحقیق کہ وہ خدا
ذات اللہ۔	کی ذات مین مس ہے

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

ضرب علی سے ... دیا

چنانچہ جناب حیدر کرار غیر فرار نے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو اعانت و نصرت کی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش رہے۔ کونسا جہاد رسول اللہ صلعم کے زمانے مین ایسا ہوا جو ید اللہ کے ہاتھ پر فتح نہ ہوا ہو جس خانہ خدا مین تین سو ساٹھ بتون کی پرستش ہوتی تھی اور ہر قبیلہ کا بت جدا جدا ایک رب سمجھا جاتا تھا۔ اُس گھر کو مولائے کونین ہی نے

پاک و صاف کیا تھا اور یہ فضیلت و منزلت خدائے پاک نے اپنے ولی ہی کو عطا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے خانۂ خدا کو اصنام سے پاک کرایا اور جبرئیل علیہ السلام نے بازو تھام کے آثار اجن کا ذکر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ) مین باین الفاظ کرتے ہین :-

بتے چند در موقع بلند نہادہ بودند کہ دست	چند بت ایک بلند مقام پر رکھے ہوے تھے کہ
علے بآنہا نمی رسید و در بعضی روایات آمدہ۔	وہان حضرت علی کا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا اور بموجب
بتی چند بلند ایشان ہبل نام می داشت علی کرم اللہ	بعضے روایات کے سب سے بڑا بت جس کا نام ہبل تھا وہ
وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ پاے مبارک	ایک اونچے مقام پر رکھا تھا حضرت علی نے جناب
بر کتف من بنہ و این اصنام را فرود آر آن سرور	رسول اللہ صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک
فرمود یا علی تو پاے خود بہ کتف من بنہ و این کار کن	میرے کاندھے پر رکھکر ان بتون کو نیچے گرا دیجیے رسول اللہ
علی رض آہستہ لا پاے بر کتف رسول اللہ صلعم نہادہ بتہا	نے فرمایا کہ یا علی تم اپنے قدم میرے کاندھے پر رکھکر کام کرو
را فرو گرفت در آن حالت حضرت از وے پرسید کہ	حضرت علی نے بہ تعمیل فرمان مبارک اپنے قدم نبی کے دوش انور
خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان ہستم	پر رکھ کر ان بتون کو گرا دیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا کہ اس وقت تم
کہ حجب مکشوف شد و گویا سر من بساق عرش	اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو علی نے کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہون
رسیدہ است و ہر چہ دست دراز می کنم بدست من آید	کہ پردے حجاب کے کھل گئے اور گویا کہ میرا سر ساق عرش پر ہے
حضرت فرمودا اے علی خوشا وقت کہ کار حق می کنی	جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہون میرے ہاتھ مین آجاتی
چون علے بتان را بر زمین انداخت و قطعہ قطعہ	ہے حضرت نے فرمایا یا علی بڑی خوشی کا وقت ہے کہ تم کار نیک
ساخت و خود را از دوش آنحضرت بر زمین زد تبسم	کرتے ہو جب علی نے بتون کو گرا دیا اور انکو توڑ ڈالا دوش مبارک
فرمود رسول اللہ صلعم از وے پرسید چہ چیز ترا بخندانید	رسول اللہ سے کود کر زمین پر آگئے تو مسکرائے رسول اللہ نے
گفت آنکہ خود را از چنین جاے بلند انداختم	مسکرانے کا سبب پوچھا علی نے عرض کی مین اتنی بلند جگہ سے کودا

وہیچ الم نہ رسید آنحضرت فرمود چگونہ بتو الم رسد	حالانکہ مگر کچھ بھی مجھے تکلیف نہین پہونچی حضرت نے فرمایا
برادر زندہ تو رسول اللہ باشد و فرود آرندہ تو	کیونکر پہونچتی جب کہ تم کو اُٹھانے والا خدا کا رسول
جبرئیل۔	اور اُتارنے والا جبرئیل ہو۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

چنانچہ ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

علی بر دوش احمد چشم بد دور — عیان شد معنی نور علی نور

اس حدیث کے مضمون کو میر انیس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جس لطف سے نظم کیا ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمائیے ؎

زنار گردنون پہ تمھارے سوار تھی، — شرک جلی یہ تھا کہ پرستش مین نار تھی

اسلام کے چمن مین کبھی یہ بہار تھی — حق حق کی مسجدن مین یہ کس دن پکار تھی

چرچا تھا کفر و فسق و فجور و گناہ کا

یہ شور کب تھا "اشھدان لاالہ" کا

خالی کیا علی نے بتون سے خدا کا گھر — سُنی کہان ہے لات و ہبل آج ہین کدھر

غل تھا علی ہین دوش محمد پہ جلوہ گر — مصحف پہ مصحف آج ہے اور نور نور پر

سب سے علی کا مرتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو

نیسر خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو"

۱۱۱ صدمت صحابہ کا فرار اور ثانی حیدر کا ثبات

جب جنگ احد مین اصحاب ممدوحین اشداء علی الکفار اپنے پیغمبر کو زخمی چھوڑکر فرار ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے بعد افاقہ غشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! گروہ مشرکین و کفار پر حملہ کرو اس موقع پر محدث موصوف کرار غیر فرار ضرغام الٰہی بازوئے نبیؐ کے حملون کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین

"حیدر کرار بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکان را — "مشرکین کی فوجون کو جو ثریا کی طرح مجتمع

کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و — حیدر کرار نے مثل بنات النعش متفرق اور پریشان

متفرق گردانید درین حالت جبرئیل با رسول اللہ — کر دیا۔ اسی حالت مین جبرئیل نے رسول اللہ صلعم

گفت کہ این کمال مواسات است کہ علی بدان قیام نمود — سے کہا کہ یہ کمال یاری و غمخواری ہے جو علی نے

رسول اللہ صلعم فرمود "انہ منی وانا منہ" (بدرستیکہ او از من — کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا بتحقیق کہ علی مجھ سے ہے

است و من از و ام) جبرئیل گفت کہ "انا منکما" (یعنی من — اور مین علی سے ہون۔ جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون

از شما ہر دو ہستیم)" — سے ہون"

چنانچہ جنگ خیبر مین جب سپر دست ید اللہ سے گر گئی اُسوقت کرار غیر فرار نے بکمال جوش ایمان در قلعہ کو جس کا وزن تین ہزار من کا تھا اُکھاڑ کر بجاے سپر دست مبارک مین لیا اُسوقت ؎

یون معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا — ایک ہاتھ مین تلوار تھی ایک ہاتھ مین در تھا

اللہ اکبر حیدر کرار، اشداء علی الکفار کی بہادری و دلاوری کی توصیف کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی ثنا خود خدا اور رسول نے کی ہو جیسا کہ "مدارج النبوۃ" مین ہے :-

حین کارزار شمشیر آبدار امیر المومنین شکست — علی کی تلوار قتل کفار سے ٹوٹ گئی تو رسول اللہ

رسول خدا صلعم ذو الفقار خود بوے ارزانی فرمود — صلعم نے اپنی ذو الفقار عنایت کی۔ شیر بیشہ ہیجا

ہر گاہ شیر بیشہ ہیجا علی مرتضی بقتل مشرکان مشغول — علی مرتضےٰ نے مشرکین پر ایسے حملے کئے کہ آنحضرت صلعم

شد رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی مدح خود را — نے فرمایا اے علی تم نے سنا کہ تمھاری صفت و ثنا

کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید :- — فرشتہ رضوان آسمان پر اسطرح کرتا ہے :-

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار — کوئی تلوار بجز ذو الفقار، اور کوئی شجاع سوائے علی کے نہین ہے

واضح ہو کہ جناب امیر المومنین خیر الوصیین علی مرتضےٰ علیہ السلام نے دین محمدی کو جاری کرنے مین دو طرح

اداے دین کا جانب پیغمبر کی
دینے سے حضرت بسلام
ہوئی

جہاد کیا۔ ایک جہاد بالدعوت اور ایک جہاد بالسیف۔ جہاد بالدعوت وہ ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ذریعہ وعظ و نصیحت اور حسن طلاقت لسانی سے اسطرح دُور کئے جائین کہ ان کے دل اسلام کیطرف مائل ہوجائین۔ اور یہ جہاد منشا رخدا و رسول کے مطابق ہونے کی وجہ سے افضل و اعلے ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے وعظ کی تاثیر سے اہل یمن مشرف باسلام ہوگئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے ازانجملہ دو چار روایتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

پہلی	
عن البراء بن عازب قال بعث	براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد	جناب رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو یمن کیطرف
بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام	بھیجا تاکہ وہان کے باشندون کو اسلام کی طرف
فکنت فیمن سار معہ فاقام علیہ	دعوت کرے۔ مین بھی انھین کے ہمراہ تھا وہ چھ مہینے
ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شئ فبعث	تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگون نے کوئی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم علی	بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف
بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل	علی بن ابیطالب کو روانہ کیا۔ جب آپ حدود یمن پر
الیمن بلغ الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا فلما	پہونچے سب لوگ آپ کی خدمت مین جمع ہوگئے
فرغنا صففنا صفا واحلہ تقدم بین	حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ جب ہم نماز سے
اید ینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم	فارغ ہوئے تو آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے
قرء علیھم کتاب رسول اللہ صلی اللہ	آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا
علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا	کے بعد جناب رسول اللہ صلعم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان
فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول	کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہوگئے یہ خبر
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء کتابہ	آنحضرت صلعم کے حضور مین لکھ بھیجی گئی تو

خرساجدا (اخرجا ابو عمر و حافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) آپ سجدۂ شکر بجالائے (ارجح المطالب ۱۳۲)

دوسری | رسالہ موسومہ ذکر مبارک متذکرہ دلیل اول کے صفحہ ۸۹ مین درج ہے کہ :-

"ہجرت کے دسوین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اسلام کا وعظ کہنے کیلئے یمن کے صوبہ میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اے علی! اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ پر ایمان لائے تو یہ اُن تمام چیزون سے بہتر ہے کہ جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے حضرت علی کے وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ یمن کے ہزارون آدمی ایک ساتھ مسلمان ہوگئے۔

تیسری | روضۃ الاحباب مین ہے کہ :-

از علی کرم اللہ وجہہ مروی ست کہ مرا پیغمبر خدا صلعم	حضرت علی سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم
بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول اللہ مرا بدیار جماعتے	نے مجھے یمن بھیجا مین نے عرض کی آپ مجھے
از اہل کتاب میفرستی وحالانکہ من جوانم وعلم قضایا	اہل کتاب کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مین جوان
نیکو نمی دانم حضرت دست مبارک را بر سینہ من نہاد	ہون اور علم قضایا اچھی طرح نہین جانتا حضرت
و فرمود اللہم ثبت لسانہ واہد قلبہ رفر مود رودیا شتہ	اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ
کہ اللہ تعالیٰ قلب ترا کمال بخشد و زبان ترا راست و راست گرداند	تمہارے دل کو کمال ہدایت بخشے اور تیری زبان کو راست ثابت کرے
علی گوید کہ دیگر ہرگز در ہیچ قضیہ مرا شک واقع نشد	حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر مجھے کسی فیصلہ مین شک واقع
لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشتم کہ زبان معجز بیان	نہین ہوا علی الخصوص علم قضایا مین تو مجھ کو یہانتک وقعت
محمدی در وصف او فرمود کہ اقضاکم علی	ہوئی جسکی صفت مین آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین فیصلہ کرنیوالا تم مین علی ہے
از براء ابن عازب مرویست کہ گفت من در آن	براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین اُس لشکر مین
لشکر ہمراہ علی بودم چون نزدیک باہل یمن رسیدیم	حضرت علی کے ہمراہ تھا جب ہم اہل یمن کے قریب پہنچے

بیرون آمد علی ما را امام شد و نماز گذارد آنگاہ صف	تو وہ باہر آئے حضرت علیؑ کی امامت کے ساتھ ہمنے
لشکر خویش بیاراست و در میدان آمد و کتاب	نماز ادا کی پھر آپ لشکر کی صف بندی کر کے میدان
رسول اللہ صلعم بر ایشان خواند و ایشان را باسلام	مین تشریف لائے اور اُنہیں پیغام رسول خدا کا پہنچایا
دعوت نمود قبیلہ ہمدان از اہل یمن یکبار مسلمان شد	اور اسلام کی دعوت دی کل قبیلہ ہمدان اہل یمن
علی مکتوبے بہ پیغمبر صلعم نوشت و از اسلام آن قبیلہ	دفعۃً مسلمان ہو گیا حضرت علی نے آنحضرت صلعم کو
آن سرور را اعلام کرد چون حضرت بر مضمون مکتوب	بذریعہ عریضہ انکے مشرف باسلام ہونے پر اطلاع دی
علی وقوف یافت خوش وقت شد و سجدہ شکر	جب آنحضرت صلعم مضمون عریضہ پر مطلع ہوئے تو سجدۂ
بجا آورد و آنگاہ سر برداشت و گفت السلام	شکر بجا لائے اور سر مبارک سجدے سے اُٹھا کر فرمایا کہ
علی ہمدان (جلد اول صفحہ ۴۴ و ۴۵)	ہمدان پر میرا سلام ہو۔

غرض بدر۔ اُحد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ وغیرہ کونسا جہاد ہے جو بغیر امیر المومنین علیؑ کے فتحیاب ہوا اور وہ کونسا سرِ الٰہی ہے جو اُس محرم اسرار خفی و جلی سے پنہان رہا ؎

امین سرِّ الٰہی معین ختم رُسل شگفتہ گلشن عدل و نہیب و داد کا گل
شجاع وہ کہ ہے غزوون کا جسکی ہر مین غل کہ جس نے کفر کے جلتے چراغ کر دیئے گل
دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرت النبی مین آیۂ شریف

وانذر عشیرتک الاقربین اپنے خاندان والون کو خدا سے ڈراؤ

کے حال مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا کہ تمام خاندان عبد المطلب جمع کیا گیا۔ حمزہ۔ ابوطالب۔ عباس

سب شریک تھے حضرتؐ نے کھانے کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے اس بارگران کے اُٹھانے مین کون میرا ساتھ دے گا تمام مجلس مین سناٹا تھا دفعتہ حضرت علی نے اٹھ کر کہا گو مجھ کو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگین پتلی ہین۔ اور گو مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کیلئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص محمد، علی، دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سرا پا سچ تھا (صفحہ ۱۵۱)

جس طرح شیر خدا، شاہ لافتیٰ ہر غزوہ مین ثابت قدم رہے اوسی طرح اصحاب محمد جن جن کو اشدّاء علی الکفار بتاتے ہین ہر جنگ سے فرار ہوے اے یارو! ذرا توخدا لگتی بات کہو کہ اشدّاء علی الکفار حضرت علی علیہ السّلام ہین یا حضرت عمر جن کی کفار پر شدّت و صلابت کا اظہار جناب شبلی صاحب نے ان الفاظ مین کیا ہے۔ | صحابہ جن پر لفظ مومنان نہین آتی

"علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمران لوگون مین تھے جو جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے۔"

پس یہ فرار اُن کے عدم ایمان پر شاہد ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مومن اوسکو بتایا ہے جو خدا و رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لائے یعنی اُس ایمان مین کبھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ ہو اور خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہو ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون

یعنی ایسے مومنین جو اللہ ورسول پر ایمان لائے ہین پھر انھون نے شک و شبہہ نہین کیا۔ اور خدا کی راہ مین اپنی جان ومال سے جہاد کیا وہی لوگ سچے (ایمان والے) ہین۔

اب فرمائیے کیا خدائے پاک نے یہ تعریف اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ جہاد سے فرار ہوتے رہے۔ جو عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے اور صلح حدیبیہ میں اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کرتے رہے حالانکہ مجاہدین کو خداوند عالم نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ

یاایھاالذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو جب تم کافرون سے جنگ
کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ؕ ومن	مین آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور جو
یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال	جو پیٹھ دکھائے گا سوا اسکے کہ لڑائی کے لئے مڑتا
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من	جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
اللہ وماوٰہ جہنم وبئس المصیر	وہ یقینا غضب خدا میں گرفتا رہوگا اور اسکا ٹھکانا
(پ ۹ سورہ انفال ع ۲)	جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

غرض ان حضرات نے اپنے پیغمبر سے ایسی تعلیم و تلقین حاصل کی کہ ہمیشہ اپنے ایمان میں مذبذبین بین ذلک لاالی ھؤلاء ولاالی ھؤلاء ڈانوا ڈول رہے بمواعظ و نصائح کا اثر اُن کے دلون پر نقش برآب کی طرح ہوتا تھا کہ ادھر مجلس وعظ سے اٹھے اور اُدھر اپنے گھرون میں پہونچنے تک سنا سنایا سب بھول جاتے تھے یہ حال آیات محکمات کی دوسری جلد مین لکھا ہے دیکھو (شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین) جو قابل ملاحظہ ہے۔

اب ان حضرات کے صدق و ایمان کے بارے مین ایک دو حدیث ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

روایت و اقوال درباره نقص ایمان صحابہ حدیثیں

(ترجمہ)	عن حذیفۃ بن الیمان عن	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ ابوبکر نے
	ابی بکر عن النبی قال لشرک فیکم	بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شرک تم لوگون
	اخفی من دبیب النمل فقال ابوبکر	مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے مین نے
	یارسول اللہ ھل الشرک الامن عبد	عرض کیا یا رسول اللہ شرک تو یہی ہے کہ غیر خدا کی
	من دون اللہ او من دعی مع اللہ	پرستش کی جائے یا خدا کے ساتھ دوسرا شریک ٹھہرایا

قال ثكلتك امك الشرك فيكم اخفى	آپ نے فرمایا تمہاری ماں تمہارے غم مین روئے
من دبيب النمل	شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے زیادہ تر
(ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۹)	مخفی ہے۔

اسی طرح جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عائشہ سے یہی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۴ مین ہے :۔

عن عائشة قالت سمعت رسول الله	حضرت عائشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہین کہ
يقول لا يذهب الليل والنهار حتى	سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ نے دنیا تمام ہوگی جبتک
تعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله	کہ تم لات وعزیٰ کو نہ پوجو ام المومنین نے کہا یا رسول اللہ
ان كنت لاظن حين انزل الله هو الذى	جبکہ آیۂ ہو الذی ارسل رسولہ الخ نازل فرمائے پس
ارسل رسوله بالهدى ودين الحق	گمان تھا کہ جو مشرف باسلام ہوا وہ ضرور رستگار
الى قوله ولو كره المشركون ان ذلك	ہوگا۔ فرمایا حضرت نے عنقریب میرے کہنے کے موافق
تاما قال انه سيكون من ذلك ما شاء	واقع ہوگا پھر اللہ ریح طیبہ کو بھیجے گا پس مرے گا
ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل	وہ شخص کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو
من فى قلبه مثقال من خردل من	اور باقی رہ جائے گا وہ شخص کہ جسمین بالکل خیر نہین پس
ايمان فيبقى من لا خير فيهم فيرجعون	لوگ لوٹ جائین گے اپنے آبا کے دین
الى دين ابائهم (از جمع الفوائد صفحہ ۴۱۵)	کی طرف۔

پس یہ شہادتین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ یہ حضرات صحابہ بظاہر اسلام لائے تھے، ایمان کی جھلک تو ان پر پڑی ہی نہ تھی اب ان صحابہ کی عبادت اور زہد وتقویٰ کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے زاہد و متقی تھے کہ قبل از ہجرت عین نماز جماعت مین مستورات کو گھورا کرتے تھے جیسا کہ صاحب جامع الاصول نے محدث ترمذی و امام نسائی

اصحاب کا حالت نماز مین مستورات پر نظر ڈالنا

اور محدث طیالسی سعد بن منصور امام احمد۔ ترمذی۔ امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ابن ماجہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی سے اور حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امرأۃ	یعنی ایک دن زن حسینہ جناب رسول اللہ صلعم
تصلی خلف رسول اللہ حسناء من	کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی کچھ صحابہ اوس کی وجہ سے
احسن الناس فکان بعض القوم یتقدم	پہلی صف مین کھڑے ہوگئے تاکہ اوس پر نظر
حتی یکون فی الصف الاول لئلا یراھا	نہ پڑے لیکن بعض صحابہ پچھلی صف مین قصدا
ویستاخر حتی یکون فی الصف المؤخر	کھڑے ہوے اور جب رکوع کرتے تھے تو
فاذا رکع نظر من تحت ابطہ فانزل اللہ تع	اوسپر نظر ڈالتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل
ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا	ہوئی۔
المستاخرین	(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

صحابہ کا نماز جمعہ مین داڑھو نا

اور نماز جمعہ مین اصحاب کا نماز توڑکر شغال دنیا مین مشغول ہونا تو خود کلام مجید سے ثابت ہے چنانچہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین جمعہ کے دن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین مع اصحاب نماز پڑھ رہے تھے کہ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور لوگون کو خبر کرنے کیلئے دف اور تالیان بجاتا ہوا مسجد سے گذرا اوسکی آواز پر بجز بارہ صحابہ کے سب کے سب نماز توڑ کر غلہ خریدنے اور تماشہ دیکھنے چلے گئے جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

واذا رأو تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا	اور انکی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ
وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من	ہوتا دیکھین تو اسکی طرف لوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین
اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین	اے رسول تم کہدو جو چیز خدا کے یہان ہے وہ تماشہ اور سودے
(سورہ جمعہ۔ پ ۲۸)	سے کہین بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد نے اس آیہ کی یہ تفسیر کی ہے۔

پیغمبر صاحب کے عہد مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ملک شام کا ٹانڈا تجارت کا غلہ لیکر آیا اور اُسنے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے نقارہ بجایا جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے اُس ٹانڈے کی سیر دیکھنے اور کچھ خرید و فروخت کیلئے کھسک گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے اُسپر یہ عتاب نازل ہوا (ترجمہ قرآن مجید نذیر احمد صفحہ ۷۰۲)

اور یہی ذکر سب تفسیرون مین ہے۔

واضح ہو کہ مفسرین نے بجاے نماز خطبہ کا لفظ محض صحابہ کی خاطر لکھا ہے ورنہ امام بخاری صاحب نے تو جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے:۔

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم	یعنی جب کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز
اذ اقبلت عیر تحمل طعام فالتفتوا	پڑھ رہے تھے کہ قافلہ تجارت غلہ کا آیا سب لوگ اسکی
الیھا حتی ما بقی مع النبی صلعم الا	طرف دوڑے اور آنحضرت کے پاس سواے بارہ آدمی
اثنا عشر رجلا واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا	کے کوئی نہین رہا اُسپر یہ آیت نازل ہوئی واذا
الیھا وترکوک قائما	راوا تجارۃ تا آخر

اگرچہ بارہ اصحاب کا نماز مین حاضر رہنا بتلایا ہے مگر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ

لم یبق مع النبی صلعم الا رجلان	یعنی رسول اللہ کے ساتھ صحابہ مین سے صرف
وامرأۃ۔	دو مرد اور ایک عورت نماز مین باقی رہ گئے تھے۔

الحاصل جو لوگ نماز چھوڑ کر چلے گئے یہ وہی اصحاب ہون گے جن کا پیشہ تجارت تھا جیسا کہ کتب اہلسنت مین حضرت ابوبکر کا واسطے تجارت غلہ کے ملک شام مین جانا اور حضرت عمر کا خرید و فروخت

کے لئے بازار مین گشت لگانا اور اسوجہ سے قرآن و احادیث سے بیخبر رہنا درج ہے

اور سنیئے کہ جناب شاہ صاحب صحابہ کے اِس فعل کی یہ توجیہ کرتے ہین کہ قحط کے دن تھے اِس لیے اصحاب مضطربانہ خطبہ چھوڑ کر سودا خریدنے کو چلے گئے اور اصحاب سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کچھ بعید نہین ہے جب کہ خود انبیا و مرسلین سے ایسی امور سرزد ہوئے ہین اور اُنپر خدا نے عتاب شدید کیا ہے۔ ہم اِس عبارت کی نقل تحفہ سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے :۔

این قصہ در ابتدائے زمان ہجرت واقع شدہ و ہنوز از آداب شریعت واقف نہ شدہ بودند و ایام قحط بود و رغبت مردم بخرید غلہ زیادہ از حد می داشتند کہ اگر کاروان بگذرد و باز نرخ گران خواہد شد باین جہات اضطراراً از مسجد برآمدند و صدور زلت از صحابہ و متقیان چہ بعید ست حالانکہ از انبیاء و رسل زلات صادر شدہ باشد و برآنہا عتاب شدید از حضور الٰہی رسیدہ باشد۔ (از تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۳۴۲)

یہ قصہ ہجرت کے ابتدائے زمانہ کا ہے ہوقت تک آداب شریعت سے لوگ واقف نہ تھے اور قحط کے دن تھے اِس وجہ سے لوگون کو غلہ خریدنے کی طرف رغبت زیادہ تھی اور جانتے تھے کہ اگر کاروان نکل گیا تو نرخ گران ہوجائے گا ان وجوہ سے مضطربانہ مسجد سے نکل کر چلے گئے اور صحابہ اور متقیون سے اِس قسم کی لغزشین صادر ہونا بعید نہین ہے جبکہ انبیاء اور مرسلین سے بھی صادر ہوئی ہین اور خدا کی طرف سے انپر عتاب شدید نازل ہوا ہے

خیر شاہ صاحب اپنے صحابہ کی خاطر انبیاء و مرسلین پر جو چاہین اتہام رکھین خدا کا عتاب و عذاب بھی انبیاء علیہم السلام پر اور خوشنودی و رضامندی خدا صحابہ کے لئے تجویز کرین مگر صحابہ کے فرار سے تو انکار نہین ہے اور ہمارا مطلب اسی سے حاصل ہے اس لئے کہ وہ لوگ زمرۂ مومنین مین شمار نہین کئے جاسکتے جو لہو و لعب اور مال و منال کے پیچھے نماز اور عبادت الٰہی ترک کردین جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :۔

یاایھا الذین اٰمنوا لاتلھکم اموالکم — اے ایمان والو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے مال
واولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذٰلک — اور تمھاری اولاد اللہ کے ذکر سے تم کو غافل کر دے
فاولٰئک ھم الخاسرون (سورہ منافقون ع۲) — اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

اور یہ تو خود حضرت عمرؓ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت نماز میں میرا خیال لشکر کے انتظام میں رہتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عمرؓ حالت نماز میں انتظام ملک سوچتے تھے

قال عمر انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ

چنانچہ شبلی صاحب نے بھی الفاروق میں منجملہ اور اوصاف کے یہ صفت بھی لکھی ہے کہ:۔

"یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند و موعظت فخر وادعا قدرتی واقعات کا بیان رنج وخوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پرپیچ معاملات خطبے میں نہیں ادا ہو سکتے تھے حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے پولیٹکل خطبے دیئے (الفاروق ص۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ جو مقام وحی خدا کی تفسیر کا تھا وہ اور کچھ قرار دیا گیا۔ پس یہ روایتیں اصحاب کی دنیا طلبی پر شاہد ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا دنیا کی مذمت کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

ولاتمدن عینیک الی مامتعنا — اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزوں سے ہم نے
بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ — کفار کے مختلف گروہ کو اس غرض سے نفع پہونچایا ہے
الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک — کہ ہم ان کی آزمائش کریں تم اے رسول انکی طرف
خیر وابقی — آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور تمھارے پروردگار کا
(پارہ ۱۶ - سورہ طٰہٰ ع۸) — عطیہ سب سے اچھا اور پائدار ہے۔

لیکن ان اصحاب کے زہد وتقویٰ اور عبادت واطاعت میں خضوع وخشوع کی یہ حالت تھی جس کو

کسی شاعر نے اس طرح نظم کیا ہے رباعی

آنکہ بالقلب باخدا باشد　　از سوی اللہ نہ آشنا باشد

ہرکہ بالملک وزر ہوس دارد　　بالیقین از خدا جدا باشد

حالانکہ مومن وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ مین ثابت قدم رہے نماز رجوع قلب کے ساتھ یعنی خضوع وخشوع سے ادا کرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم　　بیشک ان مومنین نے فلاح پائی جو اپنی

فی صلاتھم خاشعون۔ والذین ھم　　نمازون مین خشوع کرنے والے ہین اور جو بیہودہ باتون

عن اللغو معرضون　(سورۂ مومنون پ ۱۸)　　سے منھ پھرانے والے ہین۔

تفسیر قمی مین ہے کہ :۔

"تمہارا خشوع نماز مین یہ ہے کہ سب باتون سے آنکھ بند کرلو اور پوری توجہ فعال نماز کیطرف رکھو جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع و خشوع سے ختم کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز مین داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کے دل مین خشوع ہوتا تو جوارح پر بھی اسکا اثر ہوتا۔

جناب امیر کی نماز مین محویت

اے بھائیو! اب تمہین انصاف کرو کہ آیۂ شریفہ متذکرہ بالا کے مصداق وہ اصحاب ہین جو نماز جمعہ مین مال دنیا کے لئے دوڑین یا یہ کہ وہ خاصان خدا ہین جن کی نسبت صاحبِ وما ینطق الھوی ارشاد فرمائین کہ اے لوگو! علی ؑ کے پیر سے اُسوقت تیر نکالنا کہ وہ جب نماز مین مشغول ہوجائین جیسا کہ ثقات نعمانیہ مین ہے۔

ان علی بن ابی طالب ضرب فی بعض　　کسی جنگ مین حضرت علی علیہ السلام کے

الغزوات بسھم فبقی نصلہ فی بدنہ　　ایسا تیر لگا کہ اُس کی پیکان آپکے بدن مبارک مین رہ گئی

فخرج عنه. فصد اخرجه فصبروا — جب سے نکالنے کا قصد کیا تو آپ بہت بیقرار ہوئے جب
حتی اشتغل فی الصلوۃ فاخرجوہ و — یہ حالت دیکھی تو اپنے قصد سے باز رہے پس جب حضرت نماز
لم یحس بذلک۔ — مین مشغول ہوئے تو موقع پاکر آپکے جسم مبارک سے اُس پیکان کو
(سقالق عمانیہ) — نکال لیا اور آنجناب کو متعلق خبر نہوئی۔

علاوہ اسکے صدہا روایتیں اسی قسم کی کتب اہلسنت مین درج ہین۔ صد حیف کہ جن اصحاب کے زہد وتقویٰ اور ایمان واسلام کا یہ رنگ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ تو فلک اسلام کے مہر و ماہ ٹھہرائے جائین اور جو بسبب اوصاف ہوا ہو جس کی شان مین اللہ جل شانہ

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت — جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے
اولئک هم خیر البریه (پ ۳۰) — یہی لوگ بہترین خلائق ہین

اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینۃ العلم وعلی بابها — مین علم کا شہر ہون اور علی اسکا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین اُس بزرگوار سے جو احادیث وارد ہون اہلسنت بغیر تائید دیگر اصحاب کے انپر اعتبار نہ کرین

فاعتبروا یا اولی الابصار

واضح ہو کہ اصحاب جس طرح احکام دین و شریعت سے ناواقف تھے اسی طرح آداب رسالت سے بھی بیخبر تھے چنانچہ جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آتے تھے تو جہلا کی طرح حجرے کے باہر ہی سے آنحضرت صلعم کو آواز دیکر پکارتے تھے جبپر یہ آیت نازل ہوئی:۔ [illegible]

ان الذین ینادونک من وراء — اے رسول جو لوگ تم کو حجرون کے باہر سے آواز
الحجرات اکثرهم لا یعقلون (پ ۲۶) — دیتے ہیں ان مین اکثر بے عقل ہین۔

اسی طرح آنحضرت صلعم سے گفتگو مین بھی ادب و لحاظ بالائے طاق رکھتے تھے جبپر آیۂ کریمہ

یاایھاالذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ
اے ایمان لانے والو مت بلند کرو اپنی آوازکو نبی کی آواز پر الخ

شاہد ہے جو مسئلہ فضیلت صحابہ کے ذکر مین درج ہے۔ اس جگہ ہم ایک روایت اس آیہ کی تفسیر مین لکھتے ہین جسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ آیہ مذکورہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ابن منذر سے و ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ ایکدفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے کہا کہ ان لوگون کا حاکم قعقاع بن معبد کو بنا دیجئے اسپر حضرت عمر بولے اسکو نہین بلکہ اقرع بن حابس کو انکا امیر کیا جائے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے تمھاری مخالفت منظور نہین ہے ان باتون مین جب دونون کی آوازین بلند ہونے لگین تب اللہ جل شانہ نے انکی تنبیہ کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔
(ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور جلد ششم صفحہ ۹۲)

اسی طرح نسائی و ترمذی و بخاری مین ہے۔

فقال ابوبکر لعمر ما اردت الا خلافی قال ما اردت خلافک فارتفعت اصواتھما فی ذلک فانزل اللہ تعالیٰ یاایھاالذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (بخاری ۱۲۰)

ابوبکر نے عمر سے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو
انھون نے کہا کہ مین نے آپکے خلاف نہین کیا۔
پس دونون کی آوازین بلند ہوئین اللہ جل شانہ نے
یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو اپنی آواز
نبی کی آواز سے مت بلند کرو۔

(منقول از معیار العقائد صفحہ ۱۶۱)

مگر اس تاکیدی اور امتناعی حکم پر بھی اپنے پیغمبر سے بے ادبانہ اور گستاخانہ کلام اور شور و غل ہی کرتے رہے جیسے وقت وصیت ھذا الرجل لیھجر کہنا اور حضرت کا فرمانا کہ

”اٹھ جاؤ میرے پاس سے خدا کے رسول کے سامنے شور و غل اور لڑائی جھگڑا جائز نہین ہے“

شاہد ہے۔ غرض ہتیرے خدا کے خالص و مخلص بندے ایسے تھے جو اعلاے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی یاری و مددگاری مین سرگرم رہے اور راہِ خدا مین اپنی جانین نثار کر گئے جو زندہ رہے وہ حسب وصیت رسولؐ قرآن اور آل رسول سے متمسک رہے اور باایمان اس جہان فانی سے اُٹھ گئے اور لقد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی رہنے کی بشارت حاصل کر کے روضۂ جنان مین داخل ہو گئے۔ ہر چند کہ اصحاب معدودین اہسنت آنحضرت صلعم کے ساتھ برابر بظاہر نمازون اور جہادون مین شریک رہے اور سفر و حضر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب اور ہمیشہ وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ مگر بقول امام غزالی صاحب بعد رحلت آنحضرت صلعم اپنی حالت اصلی پر عود کر گئے اور جیسے رسول اللہ صلعم کے پہلے مخالف تھے بفحواے آیۂ شریفہ

فنبذوہ وراء ظھورھم	پھر انھون نے اُس عہد خدا کو پس پشت ڈالا
واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس	اور اُسکے بدلہ مین تھوڑی سی قیمت حاصل کری پس یہ
مایشترون (پ ۴ س آل عمران ۱۹)	کیا بُرا (سودا ہے) جو یہ لوگ خرید رہے ہین۔

پھر مخالف ہو گئے ؎

ہزارون عاشق لگا کے پڑے ہوئے دنیا سے ہو گئے پار
مگر یہ کشتی ہے بیوفا کی ہنوز لنگر لٹک رہا ہے

فائل

اے یارو! تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب کے ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار یا نسو کو تم کافر کہتے یا اُن لوگون کو جو بعد غلبہ اسلام مسلمان ہوے منافق جانتے تو بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ تم انھین کو منافق بتاتے ہو جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ان ہزارون لاکھون آدمیون سے جو حضرت پر ایمان لائے سوائے چار چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین سمجھتے بھلا کیون کر ایسے عقیدے پر تعجب نہ آئے اور کیونکر تمھاری اس گمراہی پر افسوس نہ ہو۔

اقول

شیعہ چار چھہ چند اصحاب کو اسلئے زیادہ اچھا سمجھتے ہین کہ بعد وصی رسول مقبول صلعم کل صحابہ کبار ١١
مین ہی افضل تھے جن کی فضیلت مین مخصوص آیات واحادیث نبوی وارد ہین جو جلد دوم مین ناظرین
کے ملاحظہ سے گذرینگے چونکہ وجہ اوہین بزرگوں سے سب خدا و رسول ان بزرگون کی تھی اصحاب ممدوحین
ان سے کدورت وعنا د رکھتے تھے سب سے خصوص حضرت عثمان غنی نے مثل اغیار مرتد پران بزرگون
کے ساتھ طرح طرح کے ظلم و ستم وجور کیے کہ کسی کو شتر بے کجاوہ پہ سوار کراکے شہر بدر کیا کسی کو اپنے غلامون سے
پٹوایا کسی کا حق تلف کیا۔ لہذا اصحاب اہلسنت کی نگاہون مین بڑی کھٹکتے ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب
ان بزرگون کی شان مین فرماتے ہین کہ (خوشبے کہ بنزلے خود رسیدند) ماورا ان کے دیگر اصحاب جو صدق دل سے
ایمان لائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت کے موافق کتاب خدا اور عترت رسول خدا کا ساتھ دیکر با ایمان اٹھ گئے
امامیہ انکی بزرگیون اور فضیلتون کی دل سے معتقد ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین   وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا ان سے راضی رسول ان سے خوش   علی اُن سے راضی بتول اُن سے خوش

پس خدائے پاک نے جو تعریفین اصحاب کی اپنے کلام پاک مین کی ہین اور اپنی خوشنودی ومغفرت
کی بشارت دی ہے وہ اصحاب مومنین کی شان مین ہین نہ کہ منافقین کی جن کی مذمت مین ربع قرآن مجید
بھرا پڑا ہے۔

اے بھائیو! آپ صاحبون کو البتہ اسلام کا نام لینا اور پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیئے
کاش اگر پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب مین سے آپ کسی اور کو اچھا سمجھتے تب بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر
آتا ہے کہ جنھون نے اپنے پیغمبر ع کے حکم کو ہذیان سمجھا جنھون نے حرص دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کی نماز جنازہ تک

نہ پڑھی۔ جنھون نے آل رسولؐ کے حقوق برباد کئے اور اُن کو تباہ و تاراج کیا۔ تم انھین حضرات کو کل اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین بہتر و کامل سمجھتے ہو اور فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہو اور باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ اصحاب نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور اور یہ مخالفت کفر ہے مگر تم ان کی محبت مین آیہ کریمہ۔

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ جس شخص نے خدا
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا	اور رسول کی مخالفت کی تو اسمین شک نہین کہ اسکے لئے
ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ تیار رکھی ہے جسمین وہ ہمیشہ جلتا بھنتا
(سورۂ توبہ رکوع ۸)	رہیگا۔ یہی تو بڑی رسوائی ہے۔

کو پس پشت ڈالتے ہو۔ اُن کی خاطر ان کلمات سے زسد برار آورین وتحسین بر وقت نظر عمر است اگر آنحضرت درین حالت چیزے جدیدہ کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساند موجب تکذیب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم خواہد بود" رسالت و نبوت پر داغ لگاتے ہو پھر بھلا کیونکر تمھارے اس عقیدے پر تعجب اور کیونکر آپ کی اس فہم و فراست اور ایمان و اسلام کے دعوے پر تاسف نہو قولہ تعالیٰ

ومن یعش عن ذکر الرحمان	اور جو شخص خدائے رحمٰن کی نصیحت سے آنکھین
نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین و	بند کریگا ہم اُن کیلئے شیطان مقرر کردینگے پس وہی
انھم لیصدونھم عن السبیل	اُنکا ساتھی رہیگا اور یقیناً وہی شیاطین تو راہ راست سے
ویحسبون انھم مھتدون	روکتے رہینگے اور وہ لوگ یہ گمان کرتے رہین گے
(پ ۲۵ س الزخرف ع ۴)	کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

فائدہ

چوتھی دلیل

ہم لوگ کیا شیعہ کیا سُنّی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افضل ترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور چونکہ اب زمانہ آپ کی حیات کا نہین ہے اس لئے آپ کی قبر مبارک دیکھنے اور آپکے روضہ اور کی خاک آنکھون سے لگانے کو غنیمت جانتے ہین اور اُس کو بہترین عبادت سمجھتے ہین اگر کوئی شخص خواب مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ بڑے بزرگون مین شمار کیا جاتا ہے اور درحقیقت جبتک نہایت نیک و پرہیزگار نہو وہ خواب مین بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہین ہوسکتا۔ پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اُن لوگون کی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نہ کرین جو برسون حضرت کی زیارت کرتے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکے دیدار سے مشرف اور ہمکلام ہوتے رہے

ولہ
صحابہ آنحضرت ہر
کی زیارت سے مشرف
ہوتے ہے

اقول

شاہ عبدالحق کا بھی یہی قول ہے

جس طرح آپ نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے اصحاب کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ اسی طرح دیگر علماء اہلسنت بھی نغمہ سرا ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وخود کدام دلیل بر فضیلت صحابہ واضح تر ین	اس سے بڑھ کر کونسی اور دلیل صحابہ کی
ازین باشد کہ بے واسطہ جمال مصطفےٰ را دیدہ و آو	فضیلت میں کیا ہو سکتی ہے کہ بلا واسطہ انھوں نے
صحبت داشتہ و دین و قرآن از زبان وے شنیدہ	آنحضرت کا جمال پاک دیکھا اور آپ کی صحبت
و باوجود ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بر فضیلت نظر	میں رہے اور دین و قرآن زبان مبارک سے سنا
بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد	پس آنحضرت کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسا شرف
(مدارج النبوۃ)	ہے جس کو کوئی مرتبہ اور درجہ نہیں پہونچتا

لیکن بوجوہ چند اس دلیل سے نہ تو اصحاب ثلٰثہ رضہ کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے نہ افضلیت۔

اوّل اگر شرف زیارت ہی افضل ترین سعادت اور بہترین تقربات سے ہے تو اس فضیلت میں جمیع اصحاب اور اُن کے ساتھ منافقین بھی شامل ہیں اس صورت میں اہل سنت صحابہ ثلٰثہ رضہ ہی کو کس لئے تمام اصحاب سے مرتبہ میں اعلےٰ اور افضل سمجھتے ہیں۔

بغیر دیکھے آنحضرت پر ایمان لانے والے اصحاب سے افضل ہیں۔

دوسری اگرچہ شرف زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے علماء اہلسنت صحابہ کو افضل ٹھہراتے ہیں لیکن خود ہی اس شرف سے اپنے اصحاب ممدوحین پر اُن لوگوں کو فضیلت دیتے ہیں جو آنحضرت پر بغیر دیکھے ایمان لائے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد اول صفحہ ۲۰ میں ہے:۔

پہلی اخرج البزار وابو یعلی والذہبی فی فضل العلم والحاکم وصحّحہ عن عمر	بزار اور ذہبی بسند صحیح عمر رضہ

بن الخطاب قال کنت جالسا مع النبی فقال انبئونی بافضل اهل الایمان ایمانا قالوا یا رسول الله الملئکة قال هم کذلک ویحق لهم وما یمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة التی انزلهم بها قالوا یا رسول الله الانبیاء الذی اکرمهم الله برسالاته والنبوة قال هم کذلک ویحق لهم وما یمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة التی انزلهم بها قالوا یا رسول الله الشهداء الذین استشهدوا مع الانبیاء قال هم کذلک ویحق لهم وما یمنعهم وقد اکرمهم الله بالشهادة مع الانبیاء بل غیرهم قالوا فمن یا رسول الله قال اقوام فی اصلاب الرجال یاتون من بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی یجدون الورق المعلق فیعملون بما فیه فهؤلاء افضل اهل الایمان ایمانا

ابن الخطاب سے روایت کرتے ہین کہ مین ایکروز حضرت کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت نے اصحاب سے پوچھا سب سے بڑھ کر فضل ایمان مین کون ہے لوگون نے بہ ترتیب ملائکہ انبیا وشہدا کے نام لئے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ کیون ایمان نہ لائین حالانکہ وہ سب باتین خود مشاہدہ کرتے ہین اور خدا نے ان کو یہ مدارج دیے ہین سب نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمائین حضرت نے فرمایا وہ لوگ جو کہ اصلاب الرجال مین ہین ابھی پیدا نہین ہوے ہمارے بعد آئین گے اور ہمپر بے دیکھے ایمان لائین گے۔ وہ ایک ورق لٹکا ہوا پائین گے۔ اور جو کچھ اوس مین ہوگا اُس پر عمل کرین گے پس یہ لوگ بلحاظ ایمان کل اہل ایمان سے افضل ہین۔

یہی دوسری روایت مین ہے کہ جب صحابہ نے اپنی فضیلت کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الاان اعجب الخلق الی ایمانا یکونون

سب سے زیادہ تعجب خیز ایمان ان لوگون کا ہے

من بعد کم یجدون صحیفا فیھا کتاب — جو ہمارے بعد پیدا ہون گے وہ ایک صحیفہ پائینگے

یومنون بما فیہ — اور اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان لائین گے

تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر زیارت ایمان لانے والون کو اپنا بھائی فرمایا ہے:۔

اعجب الناس ایمانا قوم یجیئون — تعجب خیز ایمان اُن لوگون کا ہے جو ہمارے بعد

بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی — ہون گے وہ بغیر ہم کو دیکھے ایمان لائین گے اور ہماری

ولم یرونی اولٓئک اخوانی (الہ ایضا) — تصدیق کرینگے اور وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے

چوتھی روایت اسماعیلی کی ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

اولٓئک اخوانی وانتم اصحابی (ایضا) — وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے صحابہ ہو

پانچوین روایت ابن شیبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یالیتنی قد لقد لقیت اخوانی — کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے

چھٹے ابن عساکر سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون — تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی۔ وہ

من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم — قوم ہین جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائین گے پھر

قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون — آیۂ "یومنون بالغیب" الخ کی تلاوت

الصلوٰۃ الخ — فرمائی۔

ساتوین یہ حدیث صواعق محرقہ کی صفحہ ۱۲۸ سے پیش کی جاتی ہے جو خاص افضل اصحابہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے:۔

واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم — انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

رسول اللہ ص نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ ہین جو بغیر دیکھے ایمان لائینگے

قال یا ابا بکر لیت انی لقیت اخوانی — حضرت ابی بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کاش کہ مین اپنے

فقال ابوبکر یا رسول اللہ صلعم نحن — بھائیون سے ملاقات کرتا ابوبکرؓ نے کہا ہم لوگ ہی تو

اخوانک قال لا انتم صحابی اخوانی — آپ کے بھائی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا نہین تم لوگ

الذین لم یرونی وصدقونی واحبونی — بھائی نہین ہو بلکہ اصحاب ہو ہمارے بھائی وہ لوگ

حتی لانی احب الی احدھم من ولدہ — ہونگے جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے

ووالدیہ قالوا یا رسول اللہ نحن — اور ہماری محبت اُن کے دلون مین اولاد اور والدین سے

اخوانک قال لا انتم صحابی — زیادہ ہوگی پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ

تو آپکے بھائی ہین فرمایا نہین تم اصحاب ہو

اگرچہ اہلسنت نے جو اپنے حسن عقیدت باطلہ سے اپنے اصحاب کو فضیلت دے رکھی ہے وہ ان روایتون سے ہوا ہوگئی لیکن بقول شاعرے

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے — جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اس فضیلت کو جس پر جناب محدث دہلوی ان الفاظ مین :-

" ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بفضیلت نظر بر جمال مصطفے صلعم نرسد "

ناز فرماتے ہین خود ان ہی کے قول مندرجہ مدارج النبوۃ سے ہبا منثا کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ :-

درحدیث آمدہ کہ پرسیدند یا رسول اللہ — اصحاب نے رسول اللہ سے پوچھا کہ ہم سے جو آپ پر

ہیچ کسے ازما کہ بتو ایمان آوردیم وہمراہ تو جہاد کردیم — ایمان لائے اور آپکے ساتھ جہاد کرتے رہے کوئی اور

بہتر ازما باشد رسول اللہ فرمود نعم قومیکہ بعد از — بہتر و برتر ہے حضرت نے فرمایا ہان وہ لوگ تم سے بہتر ہین

شما بیایند و نادیدہ بمن ایمان آرند بہتر از شما باشند — جو کہ بعد تمہارے آئینگے اور بغیر دیکھے ایمان لائینگے۔

بعض مفسرین یومنون بالغیب را ہم برین معنی تفسیر کنند — بعض مفسرین نے یومنون بالغیب کی یہی تفسیر کی ہے۔

اسمار بنت عمیس کو حضرت عمر پر فضیلت

اصحاب ثلثہ رض کی عدم فضیلت پر وہ روایت بھی شاہد ہے جو اسی معنی مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے

" ایک دن اسمار بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالب ام المومنین حضرت حفصہ رض سے ملنے آئین۔ اسمار نے حضرت جعفر کے ہمراہ حبش کو ہجرت کی تھی اُسوقت حضرت عمر رض بھی وہان موجود تھے اور حضرت حفصہ سے پوچھا یہ عورت کون ہے اُنھون نے کہا اسمار بنت عمیس ہے یہ سنکر حضرت عمر رض بولے زن حبشیہ یہی ہے۔ یہ کہہ کر اسمار سے فرمایا ہم کو ہجرت مین تم پر فضیلت ہے اسمار نے جواب دیا کیونکر ہم سے افضل ہو سکتے ہو اس لئے کہ ہم نے بحر نجاشی کے کفار حبش کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھائی ہین اور تم یہان امن و امان مین رہے یہ کہکر اسمار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان باتون کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے سنکر فرمایا کہ تم پر عمر اور اُنکے اصحاب کو میرے پاس ہرگز مرتبہ نہین ہے۔ ان کو ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ اور تم کو دو ہجرت ہین ایک مکہ سے حبش اور دوسرے حبش سے مدینہ (جلد دوم صفحہ ۲۰۵)

سبحان اللہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو اصحاب پر ان لوگون کو جو نا دیدہ ایمان لائینگے مرتبہ دین۔ اور حضرت ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر فرمائین کہ تم لوگ تو میرے اصحاب ہو بھائی نہین ہو میرے بھائی وہ لوگ ہین جو بغیر دیکھے مجھپر ایمان لائین گے اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرینگے اور مجھکو اپنے والدین سے بڑھ کر عزیز رکھین گے۔

بخلاف اسکے اہلسنت اپنے اصحاب کو فضیلت دین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

حضرت ابوبکر آنحضرت کا حلیہ مبارک نہ بتاسکے

کلام مین تحریف کر کے اپنے مذہب کا رنگ جمائین۔ کیا خوب! ہرچند کہ اہلسنت اصحاب کو زیارت کے شرف سے فضیلت دیتے ہین مگر افسوس کہ ان کے اصحاب اس شرف مین بھی پورے نہ اُترے کہ باوجود شرف زیارت و قربت رسول ان حضرات کو اپنے پیغمبر کا حلیہ مبارک بھی معلوم نہ تھا۔ جیساکہ ذخائر العقبیٰ مین ہے:-

عن ابن عمر قال ان الیھود   حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہود

جاؤا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبك — حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رسول کا حلیہ
فقال یا معشر الیهود لقد کنت معه فی — بیان کرو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ یہود اگرچہ
الغار کاصبعی هاتین ولقد صعدت معه — بیشک مین غار مین حضرت سے مثل دو انگلیون کے متصل رہا
جبل حراء وان خنصری لفی خنصره و — اور مین اُنکے ساتھ کوہ حرا پر بھی چڑھا کہ میری چھوٹی انگلی
لکن الحدیث عنه شدید وهذا — آپ کی چھوٹی انگلی مین تھی مگر حضرت رسول اللہ کا حلیہ
علی ابن ابی طالب فاتوا علیا فقالوا — بیان کرنا مشکل ہے یہ علیؓ موجود ہین اُنسے پوچھو تو وہ لوگ
یا ابا الحسن صف لنا ابن عمك — حضرت علیؓ کے پاس آئے کہا کہ اپنے بھائی کا حلیہ بیان کرو
فوصفه لهم — اُنھون نے بیان کردیا۔

الحاصل خداے پاک کے نزدیک وہی لوگ افضل واعلےٰ ہین جو سب مین زیادہ زاہد وابرار ہون جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے

ان اکرمکم عند الله اتقکم — بیشک نہین کہ خدا کے نزدیک تم سب مین بڑا عزت والا وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو

اور یہ جامہ خیاط ازل نے آل رسول ہی کے اجسام پاک پر روز ازل سے قطع کیا تھا۔ اصحاب ممدوحین کو تو اسکی ہوا بھی نہین لگی تھی لہذا اُن کو نہ تو قربت اور صحبت نبوی سے کچھ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے نہ جمال مصطفویؐ کی زیارت سے سعادت ومنزلت ؎

ہر کہ او روے بہ بہبود نداشت — دیدن روے نبیؐ سود نداشت

خار گل کے پہلو مین رہتا ہے مگر باوجود قربت وصحبت پھر بھی خار کا خار ہی رہا۔ گل کی صحبت سے اُسکو کچھ بھی توقیر نہ ملی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہر آب جہان مین آبِ حیوان نہ ہوا — بیشک خر عیسےٰ کبھی انسان نہ ہوا
نا اہل جو نیکون مین ہے کیا حاصل — دیکھو کہ ابوجہل مسلمان نہ ہوا

فائدہ

قولہ صحابہ رسول اللہ صلعم کی غم وخوشی مین شریک ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ مین معین

اور نہ صرف صحبت اور زیارت پائی سعادت پائی بلکہ حضرت کے غم وخوشی مین شریک رہے اور آپکی یاری ومددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے ؎

از وطنہا مہاجرت کردند　　برالمہا مصابرت کردند

درسفر ہمرکاب او بودند　　درحضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ ازو　　ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو

بانبی در شدائد واہوال　　بذل ارواح کردہ واموال

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

رضی اللہ عنہم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اس کو نہین پاتی نہ کہ جب اُسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ مین موجود ہون تو اُنکے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہوسکتی ہے۔

اقول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے تو ان کو کچھ فضیلت حاصل نہین ہوئی۔ ہان اہلسنت اپنی طرف سے دے رہے ہین اور یہ صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کچھ اپنے پیغمبر کی رفاقت وحمایت ان رفقا نے کی ہے وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان، جس کا کچھ ذکر پچھلے صفحات مین آچکا ہے کہ وقت نصرت ؎

گرکس نہ بزدان دلیران بجا رسُول خدا ماند وشیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند علیؑ ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر وچہ زید وچہ عمر وولید شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ

یہی حال خدا کی راہ مین ایذائین اُٹھانے اور ہجرت کرنے کا ہے جیسا کہ حسب بیان مفسرین ومحدثین ومورخین ومجتہدین اہلسنت اور حضرت اسمعیل بخاری شعب ابوطالب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین سال تک تکلیفین اُٹھانا اور ان رفقا کا اپنی قوم مین امن وامان سے رہنا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ وہ اور ہی جان نثار تھے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ مین مشرکین وکفار کے خون کے دریا بہائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل کرکے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے وہی بزرگوار ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد کار شرع ارجمند از ایشان شد

کے مصداق ہین۔ اِس لشکر خدا کے سردار شاہ ذوالفقار کرار غیر فرار غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ جن کی شجاعت وصلابت کا مخالفین بھی لوہا مانے ہوے ہین ؎

شجاع حیدر صفدر سا تھا نہ ہو کوئی اب کہ جسکی تیغ سے دہشت زدہ تھے کافر سب

ظفر جہاد مین تھی تابع امیر عرب　　　شکست دیکے پھرا جب بڑھا وہ ضیغم رب

شمار جس کا نہین کافر اتنے مارے ہین

چڑھے ہین رنیہ تو لاکھون کے سر اُتارے ہین

وہ عمرو جس کا نہ ثانی تھا کافرون کیطرف　　　زمین بھی ہلنے لگی جب بڑھا وہ تیغ بکف

پڑی جو دیو پہ اک ضربت خدیو نجف　　　تو الامان کا اُٹھا غلغلہ میان دو صف

علیؑ کے زور پہ حیران تمام لشکر تھا

فرس پہ جسم تھا۔ فتراک کے تلے سر تھا

یہی انصار اللہ، اعلاء کلمۃ اللہ میں خدا و رسولؐ کی یاری و مددگاری کرتے رہے۔ انھین خاصان خدا کی شان مین ہے ؎

رضی اللہ عنھم از سوے حق　　　بہر ایشان بشارتِ مطلق

نہ کہ ان لوگون کی شان مین ہے جو ثم ولیتم مدبرین کے مصداق ہین۔

غرض ان رفقاء کا اپنے پیغمبر کو دشمنون مین چھوڑکر فرار ہونا ہی ایک ایسی معصیت ہے کہ کوئی برائی اُسکو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگانا حدیث ثقلین سے انحراف کرنا لشکر اُسامہ سے تخلف اور تحریر وصیت مین مزاحمت کرنا حکم رسول اللہ کو ہذیان بتانا۔ جگر گوشہ رسول اللہ کو ایذائین دینا۔ آل رسول کے حقوق ضبط کرنا۔ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو پس پشت ڈالنا۔ حرص و ہوا کو دخل دے کر احکام خدا و رسول مین دخل دینا۔ اور بعض امور مین آیات واحادیث کے بجاے اپنے قیاس سے کام لینا۔ وغیرہ وغیرہ ذاتی صفات موجود ہون تو پھر ان کے مطاعن کی کیا انتہا ہوسکتی ہے۔ اور مداحون کی فرضی مدح سرائیان ان مدوحین کے کام کب آسکتی ہین ؎　گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　　بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

اس موقع پر مین اپنے بھائیون سے داد انصاف چاہتا ہون کہ جب وہ اپنے اصحاب ممدوحین کو محض جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت و زیارت کی وجہ سے تمام امت سے مرتبہ مین اعلے و افضل سمجھتے ہین تو کیا اسی دلیل سے اصدق الصادقین۔ سید المسلمین امیر المومنین۔ امام المتقین نفس رسول۔ زوج بتول علی بن ابیطالب علیہ السلام کی افضلیت اصحاب پر ثابت نہین ہوتی جو سید الوصیین نہ صرف اصحاب بلکہ نفس رسول اور برادر رسول بھی تھے جو شفقت و محبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان جناب سے تھی اسکے متعلق دو چار حدیثین اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

حضرت امیرؑ کو اصحاب پر فضیلت

پہلی — عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ
ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ	جناب امیرؑ آنحضرت صلعم کی خدمت مین تشریف لائے
وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ	حضرت ان کے لئے اٹھ کھڑے ہوے اور پیشانی پر
فقال العباس اتحب ھذا یا رسول اللہ	بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
فقال یا عم واللہ اللہ اشد حبا منی	یہ آپ کو پیارے ہین حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ
ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ	خدا کے لئے یہ مجھے نہایت پیارے ہین پروردگار
وجعل ذریتی فی صلبہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی)	نے ہر ایک نبی کی اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے
(ارجح المطالب صفحہ ۵۰۵)	اور میری اولاد اسکے صلب سے پیدا کی۔
دوسری — عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی	ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیھم فسمعت	صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع	بھیجا تھا مین سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا۔	ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی تو جب تک مجھے
(اخرجہ الترمذی ایضاً صفحہ ۵۰۵)	علی کو نہ دکھائے تب تک مجھے نہ مار

تیسری — عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا	جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے انتقال کا وقت آگیا
وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت	تو حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ مین نے حضرت
لہ ابابکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال	ابوبکرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے دیکھکر سر اقدس بالین
ادعوا لی حبیبی فدعوت لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع	پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ مین نے عمرؓ کو بلا بھیجا حضرت
راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ	صلعم نے انکو بھی دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو
علیا فواللہ ما یرید غیرہ فلما راہ اخرج	بلاؤ مین نے لوگون سے کہا افسوس ہے تمپر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے
الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل	سوا کسی دوسرے کو طلب نہین کرتے ہین جب حضرت نے علی کو دیکھا
یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (اخرجہ الدار قطنی)	تو اس چادر کو جو حضرت اوڑھے ہوے تھے اٹھایا اور علی کو اسکے اندر لیلیا
(ایضاً صفحہ ۵۰۵)	اور انتقال فرمانے تک انکو اپنے سینہ سے لگائے ہوے تھے اور آپکا ہاتھ علی پر رہا
چوتھی — عن ابن عباس قال ان رسول اللہ	ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ
صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب	ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف
الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ	فرما ہو کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ فرمایا اور
وخوف وحذر ثم بکی وقال این علی بن	لوگون کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر
ابی طالب فوثب علیؑ قائما علی قدمیہ	رونے لگے اور فرمایا علی بن ابیطالب کہان ہین جناب امیر جلدی سے اچھلکر
فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن	اپنے دونون پاؤن پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مین
منی فدنا منہ وضمہ الی صدرہ و	حاضر ہون حضرت نے ان کو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک
قبل بین عینیہ ثم بکی حتی سالت	گئے تو آپنے انکو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور
دموعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ	رونے لگے یہانتک کہ رخسار مبارک پر آنسو جاری ہو گئے پھر آواز بلند ارشاد کیا

يا معشر المسلمين هذا علی بن ابیطالب	اے گروہ اسلام یہ علی ابن ابیطالب شیخ المہاجرین
هذا شيخ المهاجرين والانصار هذا	وانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا اپنا
اخی وابن عمی ولحمی ودمی هذا ابو السبطين	اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابو السبطین یعنی امام حسن
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة هذا	اور امام حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے
مفرج الكرب عنی هذا اسد الله فی ارضه	سردار ہیں یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ
وسيفه المسلول علی اعدائه فعلی	خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں پر کھنچی
مبغضيه لعنة الله ولعنة اللاعنين	اس کی برہنہ شمشیر ہے اُسکے دشمنوں پر خدا کی لعنت
والله منه بری وانا منه بری فمن احب	کرنے والے لعنت کرتے ہیں اللہ ان سے بیزار ہے
ان يبرأ من الله ومنی فليتبرأ منه	میں اُن سے بیزار ہوں پس اگر کوئی خدا کی اور میری
فليبلغ الشاهد منكم الغائب	بیزاری کو چاہتا ہو اُس سے بیزار ہو جائے تم
(اخرجه ابو سعيد عبد الملك بن ابی عثمان	حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ غائبوں کو اس سے
محمد الواعظ الخركوشی فی شرف النبوة)	آگاہ کر دیں۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۴۹۱، ۲۹)

پانچویں | جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

ان کے حق میں پیغمبر صاحب نے دمك دمی لحمك لحمی وانت منی بمنزلة هارون من موسی فرمایا یعنی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی اور یہ بھی فرماتے تو ان کا اور پیغمبر صاحب کا گوشت پوست اور خون ایک تھا وہ پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو پیغمبر صاحب نے بچپن سے بیٹوں کی طرح پالا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ علی طفل نوزائیدہ دودھ کے لئے روتے تھے وہ کسی عورت کی چھاتی منھ میں نہ لیتے تھے پیغمبر صاحب اپنی زبان اُنکو چوساتے اور وہ سیر ہو کر سوجاتے تھے ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ پیغمبر صاحب نے اپنی لخت جگر فاطمہ زہراء کو ان سے بیاہ دیا تھا اور ان سے پیغمبر صاحب کی

نسل چلی تھی وہ اپنی ذات سے بڑے لائق تھے کہ پیغمبر صاحب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا سے انکی لیاقت کی تصدیق و توثیق کی تھی وہ شجاعت اور سخاوت اور خطابت اور زورمندی مین بےمثل تھے انکی اصابت رائے پر پیغمبر صاحب کو کلی اعتماد تھا کہ نوعمری مین ان کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا جس رات کو کفار مکہ پیغمبر صاحب کو مار ڈالنے کے ارادہ سے رات بھر پیغمبر صاحب کا گھر گھیرے پڑے رہے پیغمبر صاحب انکو اپنی جگہ لٹا کر چپکے سے باہر نکل آئے ع

"این کار از تو آید و مردان چنین کنند" (اہانۃ الامۃ)

اصحاب ثلثہ آل رسول کی غلامی پر فخر کرتے تھے

چھٹی طرفہ تر یہ امر ہے کہ اہلسنت تو اس شد و مد سے اپنے اصحاب ممدوحین کو آل رسول سے افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود اصحاب ثلثہ آل رسول کی غلامی پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور اُس کو اپنی عزت و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ جناب راجہ راجایان سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ جی سی۔ اے آئی پیشکار و سابق مدار المہام بہادر سرکار نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنی تالیف رسالہ دین حسین صفحہ ۱۸ مین یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ

ایک واقعہ یاد آیا جسکا تذکرہ ایک مرتبہ وعظ کی محفل مین سنا تھا جسمین اصحاب کبار کے اتحاد کا ذکر بھی آیا تھا وہ یہ ہے کہ کسی موقع پر حضرت عمر رض کے فرزند حضرت امام حسین سید الشہدا کے ساتھ کھیل کود مین شریک تھے ہمسنون کا مجمع تھا کسی بات پر جناب سید الشہدا نے حضرت عمر رض کے فرزند کو "غلام" کے لفظ سے منسوب کیا وہ روتے ہوئے اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اتفاق سے تینون اصحاب مسجد مین جمع تھے وجہ آزردگی دریافت کی حضرت عمر کے فرزند نے واقعہ بیان کیا سہ صاحبین نے حضرت عمر کے فرزند کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ رونے کی بات نہین ہے بلکہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے زہے نصیب ہمارے کہ حضرت امام حسین نے تجھ کو اپنے غلامون مین شریک کیا بلکہ یہ ایک سند ہمارے سب کے لئے ہے فوراً جاکر حضرت سے لکھوا لے کہین ایسا نہو کہ اس خطاب سے دوسرے

مستحق ہو جاتے ہین۔ یہ روایت ضرور صحیح ہوگی کیونکہ یہ حضرت ایک نہایت معتبر صاحب تھے جنکے متعدد موثق ہم پلہ ثابت ہوئے تھے یعنی مولوی احمد خیر الدین صاحب)

ساتوین ازالۃ الخفا۔ کنز العمال۔ تہذیب الکمال لاسماء الرجال۔ اور ضیاء العین مین ہے جسکی نقل یہ ہے کہ۔

عن حسین بن علی قال	امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایکروز
صعدت الی عمر ابن الخطاب المنبر	مین عمر بن خطاب کے پاس گیا دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہین مین بھی منبر
فقلت انزل عن منبر ابی واصعد منبر	پر چڑھ گیا اور ان سے کہا کہ میرے والد کے منبر سے اترو اور اپنے
ابیك فقال ان ابی لم یکن له منبر فاقعدنی	باپ کے منبر پر جاؤ انھون نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہین ہے
معه فلما انزل ذهب بی الی منزله فقال لی من	یہ کہکر مجھے اٹھا لیا اور اپنے پاس مجھے بٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ منبر
علمك هذا فقلت ما علمنیه احد قال ای بنی	سے اترے اور مجھے وہ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کسنے
لو جعلت تاتینا وتغشینا قال فجئت	سکھائی مین نے کہا مجھے یہ بات کسی نے نہین سکھائی یہ سنکر انھون نے
یوما وهو خال بمعویة وابن عمر	کہا کہ صاحبزادے آپ اکثر ہمارے پاس آیا کرین تو خوب تھا حضرت فرماتے
بالباب لم یوذن له فرجعت فلقینی	ہین کہ پھر مین ایکدن انکے پاس گیا اسوقت معاویہ سے خلوت کئے
بعد فقال لم ارك اتیتنا فقلت انی	ہوئے تھے انکے فرزند عبد اللہ دروازے پر کھڑے تھے انکو اندر جانیکی
جئت وانت خال بمعویة فرأیت	اجازت نملی جب مین نے یہ حال دیکھا تو واپس چلا گیا اسکے بعد
ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت	ایکمرتبہ انھون نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ پھر ہمارے پاس نہین آئے
فقال انت احق بالاذن من عبد الله	مین نے کہا آیا تو تھا مگر آپ معاویہ سے خلوت مین تھے اور آپکے فرزند
بن عمر انما انبت فی رؤسنا ما تری	عبد اللہ دروازے پر جب وہ چلے گئے مین بھی چلا گیا یہ سنکر حضرت عمر
الله عز وجل ثم انتم	نے کہا آپ اجازت پانیکے ابن عمر سے زیادہ مستحق ہین یہ بال جو ہمارے
(ضیاء العین صفحہ ۱۹۱)	سر مین ہین انکو خدا تعالی اور آپ لوگون نے ہی اگایا ہین۔

عن ابن عباس قال لما قدم بمال المدائن على	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عمر
ايام عمر امر عمر بالانطاع فبسطت في	کے عہد میں مدائن کو فتح کیا تب حضرت عمر نے چمڑے
المسجد فاول من بدء به الحسن فقال	فرش کا حکم دیا سب سے پہلے امام حسن
يا امير المؤمنين اعطني حقي مما افاء الله	علیہ السلام آئے کہ یا امیر المومنین جو خدا نے مسلمانوں
على المسلمين فقال بالرحب و	کو دیا ہے اس میں سے میرا حق دیجئے تو بصد عزت
الكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف	کے لئے پس حضرت عمر نے کہا کہ بڑی خوشی سے اور
فبدء الحسين فامر له بالف درهم	کرامت سے پس حضرت عمر نے ان کے لئے ہزار درہم
ثم انصرف فبدء عبد الله بن عمر فامر له	کا حکم دیا اس کے بعد جناب امام حسین علیہ السلام تشریف
بخمس مائة درهم فقال يا امير المؤمنين	لائے حضرت عمر نے ان کے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا انکے
انا رجل مشتد اضرب بالسيف بين	بعد عبد اللہ بن عمر آئے حضرت عمر نے انکے لئے پانسو درہم کا
يدي رسول الله صلعم والحسن والحسين	حکم دیا عبد اللہ کہنے لگے کہ یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی
طفلان يدرجان في سكك	ہوں جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے
المدينة تعطيهما الف درهم و	لڑتا تھا اور حسن و حسین اس وقت بچے تھے اور مدینے کے بازاروں میں
تعطيني خمس مائة فقال عمر نعم	کھیلا کرتے تھے آپ ان دونوں کو تو ہزار ہزار درہم دیتے ہیں اور مجھ کو پانسو درہم دیتے
اذهب فائتني باب كابيهما و	ہیں حضرت عمر نے کہا ہاں جا اور میرے پاس ان کے باپ سا
ام كامهما وجد كجدهما	باپ اور ان کی ماں سی ماں اور ان کے نانا سا نانا اور
وجدة كجدتهما وعم كعمهما	انکی نانی سی نانی اور ان کے چچا سا چچا اور انکی پھوپی
وعمة كعمتهما وخال كخالهما	پھوپی اور انکے ماموں سا ماموں اور انکی خالہ سی خالہ لے آ

فانك لا تاتيني به ابوهما فعلى المرتضى | مگر تو ہرگز نہ لا سکیگا۔ انکا باپ علی مرتضی انکی ماں فاطمہ زہرا
وامهما فاطمة الزهراء وجدهما | ہیں ان کے جد امجد محمد مصطفے صلعم ان کی جدہ کریمہ
محمد المصطفى وجدتهما خديجة | جناب خدیجۃ الکبریٰ ان کے چچا جعفر طیار ان کی
الكبرى وعمهما جعفر بن ابيطالب وعمتهما | پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ان کی خالہ رقیہ اور
ام هانى بنت ابيطالب وخالتهما رقية و | ام کلثوم (آنحضرت صلعم کی بیٹیاں) اور ابراہیم
ام كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه | علیہ السلام ان کے ماموں ہیں۔
وسلم وخالهما ابراهيم (اخرجہ ابو سعید ان ارجح المطالب صفحہ ۳۱۳)

سبحان اللہ! زبان سے تو آل رسول کی عقیدت اور مودت اس طرح ظاہر کریں اور عملا یہ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر جلانے کو آگ اور لکڑی لے کر جائیں چنانچہ ابو محمد سعید اللہ بن مسلم ابن قتیبہ کتاب الامامۃ السیاسۃ میں اس واقعہ کا تفصیلی حال یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

عمرؓ بن خطاب نے فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا گھر میں سے نکلو ورنہ میں گھر کو آگ لگا دوں گا کسی نے کہا اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت) اس گھر میں تو فاطمہؑ اور حسنینؑ ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ہوا کریں (یہ پوری روایت آیات محکمات جلد سوم بحث خلافت میں نقل کیگئی ہے)۔

اس جگہ روایتوں کے نقل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرات آل رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار جانتے تھے اور آل رسول کی غلامی پر فخر اور اسکو وسیلہ نجات سمجھتے تھے تو پھر ہمارے سنی بھائی کس بنا پر ان کو نفس رسولؐ پر خصوصاً اور آل نبیؐ پر عموماً افضلیت دیتے ہیں جو خود انھیں کے خلفاء کرام کے اقوال سے باطل ثابت ہوئی۔ واہ یہ خوب افضلیت ہے کہ خلفاء کرام تو اپنے آپ کو آل نبیؐ کا غلام بتائیں اور ان کے معتقدین و مقلدین بمصداق (مدعی سست گواہ چست) یہ خطاب افضل البشر بعد نبیتنا ابوبکر و عمر کو عطا کر کے ان کو تمام امت سے درجے اور مرتبہ میں افضل و اعلی ٹھہرائیں۔

حالانکہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :۔

(۱) عن عطاءٓ قال سئلت ام المؤمنین	عطاء ناقل ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ
عائشۃ رضی اللہ عنہا عن علیؑ فقالت	سے حضرت علیؑ کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں
ذلک من خیر البریۃ ولا یشک فیہ	کہ علیؑ تمام خلقت سے بہتر ہیں اس میں بجز کافر
الا کافر (اخرجہ احمد فی المناقب واخرجہ ابوبکر بن مردویہ)	کے کوئی شخص شک نہیں لا سکتا ۔
(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال	حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
قال رسول اللہ صلعم علی خیر البشر	رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ علیؑ تمام لوگوں سے
من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)	بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

حضرت عائشہؓ جو سب لوگوں سے بہتر سمجھے وہ کو ـ

کیا خوب اصحاب ثلٰثہؓ کو ان خاصان خدا پر فضیلت دیتے ہیں۔ جن کی عظمت و منزلت پر ثلث قرآن شاہد ہے
اور جنکی توقیر اور منزلت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ ؎

از جملہ آفرینش کون و مکان   مقصود خدا علیؑ و اولاد ولی ست

یہ مفہوم اس حدیث کا ہے :۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی	عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے
اللہ تعالیٰ آدم و نفخ فیہ من روحہ	آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی
عطس آدم فقال الحمد للہ اوحی	تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ کہا پروردگار نے
اللہ الیہ حمدنی عبدی بعزتی	فرمایا میرے بندہ نے میری ثنا کیا ہے مجھے اپنی عزت
لولا عبدان ارید ان اخلقہما	و بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو
فی دار الدنیا ما خلقتک	دنیا میں پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو میں تجھے ہرگز نہ پیدا کرتا

قال الٰہی یکونان منی قال نعم — حضرت آدم نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھسے

یا آدم ارفع راسك وانظر فرفع — پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے

اسمه فاذا مکتوب علی العرش — سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش

لا اله الا الله محمد نبی الرحمة وعلی — پر لکھا ہوا ہے لا اله الا الله محمد رحمت کا نبی ہے اور علی

مقیم الحجة (اخرجه الاخطب فی المناقب (ارجح المطالب صفحہ ۲۹) — حجۃ کا قائم کرنے والا ہے۔

مختصر آل رسول کو خدا وند تعالیٰ جل شانہ نے جو فضائل و مناقب عطا فرمائے وہ نہ ان سے پہلے کسی کو دیے اور نہ ان کے بعد کسی کو ملے چنانچہ ان کے فضائل پر خود کلام الٰہی شاہد ہے از انجملہ دو چار آیات بھی اس جگہ نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب — پس آدم کو اپنے رب کی طرف سے جو کچھ

علیه انه هو التواب الرحیم — کلمات ملے جن سے ان کی توبہ خدا نے قبول

پارہ (۱) سورہ بقرہ رکوع (۴) — کرلی بیشک وہ بڑا توبہ کرنے والا ہے

کتب تفاسیر فریقین میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ نے اپنے خدا سے استغفار اور معذرت چاہی تو منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ تم ہم سے محمدؐ اور آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگو ہم تمہاری دعا قبول کرینگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار الٰہا محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے واسطے سے میری توبہ قبول فرما۔ اسپر خدا نے حضرت آدم کی دعا قبول فرمالی۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۰ میں آیہ متذکرہ بالا کی تفسیر ان الفاظ میں ہے۔

اخرج ابن النجار عن عباس — ابن نجار نے حضرت عباس سے روایت

قال سالت رسول الله صلعم عن — کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وہ کونسے

الکلمات التی تلقاها آدم من ربه — کلمات ہیں جن سے خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کی

فتاب علیہ قال سأل بحق محمد | توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے
وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین | بواسطہ محمدؐ و علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ دعا مانگی تھی اسلیئے
فتاب علیہ | خداے پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی

یہی ینابیع المودۃ باب ۴۲ مین لکھی ہے:۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی | حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی
رحمہ اللہ علیہ مرفوعاً عن ابی ھریرۃ | کے ہنا دکو بواسطہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہین
رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ | کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ
قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ | جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کو پیدا
فیہ من روحہ التفت آدم یمین العرش | کیا اور اُن کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم
فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا | نے عرش کے داہنے طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اسمین
قال آدم یارب ھل خلقت احدا من | پانچ تن پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے
طین قبلی قال لا یا آدم قال | آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ
فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین | سے بھی پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا
اراھم فی ھیئتی وصورتی قال | کہ نہین۔ آدم نے عرض کیا پھر یہ کون اشخاص ہین جنکو مین
ھؤلاء خمسۃ من ولدک ولولاھم ما خلقتک | اپنی ہیئت وصورت مین پاتا ہون خدا تعالیٰ نے
ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ | فرمایا کہ یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین۔ اور
اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت | جن چیزون سے تجھے مین نے پیدا کیا ہے یہ اُس سے
الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی | نہین ہین انکے لئے مین نے اپنے نامون مین سے پانچ نام مشتق کیئے
ولا السماء ولا الارض ولا الملٰئکۃ | ہین اگر یہ نہ ہوتے تو مین جنت اور دوزخ اور عرش و کرسی آسمان و زمین اور فرشتے

ولا الانس ولا الجن فانا المحمود و
هذا محمد وانا العالی وهذا علی
وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا
الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن
وهذا الحسین آلیت بعزتی انه
لا یاتینی بمثقال حبة من خردل
من بغض احدهم الا ادخلته
ناری ولا ابالی یا ادم هؤلاء صفوتی
بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا
کان لک حاجة فبهؤلاء توسل فقال
النبی صلی الله علیه وسلم نحن
سفینة النجاة من تعلق بها نجی
ومن حاد عنها هلک فمن کان
له الی الله حاجة فلیسال بنا اهل
البیت (اخرجه ابو القاسم عبد الکریم
بن محمد عبد الکریم الرافعی وابراهیم
بن الحموینی)

اور انسان وجن وغیرہم کو ہرگز نہ پیدا کرتا۔ پس مین
محمود ہون اور یہ محمد ہین۔ مین عالی ہون اور یہ علی
ہے مین فاطر ہون اور یہ فاطمہ ہے مین احسان ہون
اور یہ حسن ہے مین محسن ہون اور یہ حسین ہے۔ مجھے
اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ
کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئے گا تو
مین اسکو ضرور دوزخ مین جھونکونگا اور مجھے
اُس کی کچھ بھی پرواہ نہوگی۔ اے آدم یہ میرے
برگزیدہ ہین مین انکی وجہ سے بہت سے لوگون کو
نجات بخشونگا اور اُن کی وجہ سے بہتون کو ہلاک
کرونگا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو
اُن کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر۔ پس آنحضرت صلعم
ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نجات کی کشتی ہین جس نے
اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پاگیا
اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا۔ پس جس
کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی
منظور ہو اس کو چاہیئے کہ ہم اہلبیت کے واسطے
سے سوال کرے۔

(ارجح المطالب صفحہ ۴۶۱)

اِس روایت کو ملا معین نے بھی معارج النبوۃ مین تحریر فرمایا ہے اُس کی نقل یہ ہے :-

واقعۂ ششم نیز بشارت آدم صفی اللہ ست
امام جعفر صادق علیہ السلام در تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی
ادم من ربہ کلمات می فرماید کہ آدم و حوا در حینیکہ
بر سریر جنت متمکن بودند و از زندگانی بر وفق کامرانی
غیر مشتکی حق تعالیٰ جبرئیل امین علیہ السلام را فرستاد
تا آدم علیہ السلام را بر منازل و قصور درجات جنت
سیر دہد جبرئیل دست آدم را گرفتہ بمنزلی آورد کہ
بنائے خشتی از زر و خشتی از نقرہ بود کنگرہائے آن
از زمرد اخضر درین تختی بود از یاقوت احمر بنگاشتہ
و بر بالائے آن تخت قبہ از نور برافراشتہ و دران قبہ
بر بالائے آن تخت صورتے در غایت حسن و جمال
ترتیب دادہ تاجی از نور بر سر وے نہادہ و دو گوشوارہ
از لولو در گوش در آوردہ و قلادہ از نور در گردن او
کردہ آدم از غایت صباحت و ملاحتش انگشت حیرت
در دندان گرفت و حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش ساخت پرسید یارب ماھذہ الصورۃ
خطاب آمد کہ این صورت فاطمہ زہراست دختر محمد مصطفیٰ
و آن تاج نور بر سر او نمودار پدر بزرگوار اوست علیہ الصلوٰۃ
افضلہا و آن قلادہ نور در گردن او مثال شوہر عالی قدر

چھٹا واقعہ بشارت آدم صفی اللہ کی ہے کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی ادم من ربہ کلمات مین
فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت آدم و حوا تخت جنت پر
جلوہ افروز ہوسے اور اپنی کامیابی پر کچھ شکایت
نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اُنکو جنت کے منازل
و مکانات و قصور و درجات کی سیر کرائین حضرت جبرئیل
حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے اُن کو ایک محل
مین لائے جو سونے اور چاندی کی اینٹون سے تعمیر
ہوا تھا اور جسکے کنگرے طلاے خضر کے تھے اس محل مین
ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا جسپر ایک نورانی قبہ استادہ
تھا قبہ کے اندر ایک تخت پر ایک صورت نہایت حسین
و جمیل جلوہ فرما تھی اُسکے سر پر نورانی تاج تھا کانو مین
موتیونکے دو بندے تھے اور گلے مین ایک نورانی ہیکل تھی حضرت آدم
اس صباحت و ملاحت کو دیکھکر حیرت سے انگشت بدندان ہوے
یہانتک کہ اُسکے آگے حضرت حوا کا حسن و جمال بھی بھول گئے
عرض کیا بارالٰہا یہ صورت پاکیزہ کسکی ہے جواب آیا کہ
یہ صورت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ کی ہے اور نورانی تاج
جو انکے سر پر ہے وہ انکے پدر بزرگوار ہین اور نورانی ہیکل سے مراد انکے شوہر عالی‌قدر

علی کرم اللہ وجہہ آن دو گوشوارہ چون لآلی آبدار
کنایہ از دو فرزند ان ارجمند فرمان بردار رسول اللہ
علیہما بعد ازان بر بالائے سر نظر کرد پنج در دید کشادہ
برکتابہ یک کلمہ از نور ثبت ساختہ بر بالائے یک در
نوشتہ بود انا المحمود وھذا محمد و بر فرق دیگر
رقم زدہ بود انا العلی الاعلی وھذا علی و برکتابہ
منظر سیم این کتابت کردہ بود کہ انا الفاطر وھذہ
الفاطمہ و بر عصابہ روزن دیگر این کلمہ مرقوم
ساختہ بود کہ انا المحسن وھذا الحسن و بر ایوان
منفذ پنجم این ترکیب ثبت فرمود کہ انا الاحسان
وھذا الحسین جبرئیل علیہ السلام فرمود کہ اے آدم
این کلمات بابرکات واین اسامی گرامی را بخاطر
میدار کہ روزے شاید کہ کار این کلمات محتاج گردی
بعد ازانکہ سیصد سال بجہت ارتکاب زلت گریستہ
بود بمقتضائے ندائے ہاتف غیبی این کلمات مستفید
گشت گفت یا محمود یا علی الاعلی و یا فاطر
و یا محسن و یا منان الاحسان بحق محمد
و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین ان تغفرلی
و تقبل توبتی یا غفور از جانب خداوند قدس جل و علی

علی میں اور دو گوشوارے خوش آب موتی کے
مانند ہیں ان سے اشارہ انکے دو فرزند ارجمند سے ہے
اسکے بعد حضرت آدم نے سر کے اوپر نظر کی تو پانچ
دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر ایک پر کلمات نورانی
تحریر تھے ایک دروازے پر لکھا تھا کہ میں محمود ہوں
اور یہ محمدؐ ہیں اور دوسرے پر لکھا تھا کہ میں بزرگ و
برتر ہوں اور یہ علیؑ ہے تیسرے پر تھا کہ میں فاطر ہوں
اور یہ فاطمہؑ ہیں چوتھے پر تحریر تھا کہ میں محسن ہوں اور
یہ حسنؑ ہے اور ایوان پنجم پر ثبت تھا کہ میں احسان
ہوں اور یہ حسینؑ ہے۔
جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم یہ کلمات
بابرکات اور اسماء گرامی یاد رکھو کہ شاید اکدن
تم کو ان کلمات کی حاجت پیش آئے چنانچہ جب بوجہ
ترک اولی تین سو سال تک حضرت گریہ و بکا فرماتے
رہے تو حسب ندائے غیبی ان کلمات سے مستفید
ہوئے اور کہا یا علی الاعلی یا فاطر یا محسن
یا احسان بحق محمد و علی و فاطمہ
والحسن والحسین مجھے بخش دے اور اے غفور الرحیم
میری توبہ قبول فرما خداوند جل و علا کی جانب سے

وحی آمد کہ اے آدم اگر از من بحق ایشان تمامی ذریت خود را — وحی آئی اے آدم اگر مجھ سے اپنے تمام گنہ گاروں کی

درخواست میکردی ببرکت این پنج ہمہ را مغفور — جو تمہاری ذریت سے ہیں درخواست کرتے تو میں

می ساختم فذلک قولہ فتلقی آدم من ربہ — ان پانچ ناموں کی برکت سے سب کو بخش دیتا یہ وہ

کلمات فتاب علیہ (صفحہ ۱۰ جلد دوم) — قول ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

دوسری آیت: انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — اے اہلبیت (رسول) خدا یہی چاہتا ہے کہ

اھل البیت ویطہرکم تطہیرا — تم سے کل برائیاں دور کردے اور پورے طور پر

(سورہ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۱) — تمکو پاک و پاکیزہ بنادے۔

اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر مفسرین عظام اہلسنت اس طرح کرتے ہیں:-

عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ — جناب عائشہ رض روایت فرماتی ہیں کہ

صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط — ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن — صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر

علی فادخل ثم جاء الحسین فادخل — تشریف لائے پس جناب امام حسنؑ بن علیؑ آئے حضرت نے

معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء — ان کو ہمیں داخل کرلیا پھر جناب امام حسینؑ آئے ان کو بھی

علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ الخ — آپنے داخل کرلیا پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں حضرت

(اخرجہ احمد والمسلم والترمذی وابن — ان کو بھی لے لیا پھر جناب علیؑ تشریف لائے آپنے

شیبۃ وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم — ان کو بھی اسمیں لے لیا پھر آپ نے آیہ انما

والسیوطی فی تفسیر الدر المنثور) ارجح المطالب صفحہ ۲۰ — یرید اللہ الیٰ آخرہ تلاوت فرمائی۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت ان — ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

ھذہ الایۃ "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — یہ تحقیق یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور رکھے تم کو

اهل البيت ويطهركم تطهيرا نزلت فى
بيتى وانى جالسة عند الباب فى البيت
رسول الله صلعم وعلى فاطمه والحسن و
الحسين فجللهم بكساء وقال اللهم هؤلاء
اهل بيتى وحامتى اذهب عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا فقالت وانا معهم يا رسول
الله قال انك على الخير راخرجه لمسلم
والترمذى والدارمى والبيهقى وابن جرير و
ابن المنذر والحاكم وصححه وابن مردويه والسيوطى فى الدر المنثور ايضا)

اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میرے
گھر مین نازل ہوئی ہے مین دروازے کے قریب
بیٹھی ہوئی تھی اور گھر مین جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم و علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام
تھے حضرت نے ان کو چادر اُڑھا کر فرمایا اے میرے
پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہین انسے
نجاست کو دور کر اور ان کو خوب پاک کر یس مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ مین بھی ان کے ساتھ ہون
فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی انجام تمھارا نیک ہے)

(۲) وصاحب عین المعانی فرمود که ظاهر تفسیر
دلالت بران دارد که اهلبیت ازواج باشند اما
ازعائشه وام سلمه وابوسعید خدری وانس بن مالک
نقل کرده اند که اهلبیت فاطمه وعلی وحسن وحسین اند
ودر اسباب نزول آورده که ام سلمه فرمود که پیغمبر صلعم
درخانه من بر گلیمے که براے فرش وے افگنده بودیم
نشسته بود- فاطمه درآمده وجهت حضرت صلعم
سنبوسات باگوشت پخته آورده بود حضرت
فرمود که اے فاطمه باعلی وفرزندان مرا
بخوان تا درین خوان باما همکاسه شوند

صاحب عین المعانی تحریر فرماتے ہین کہ بظاہر مراد
اہلبیت سے ازواج رسول ہین لیکن حضرت عائشہ
وام سلمہ و ابوسعید خدری وانس بن مالک سے روایت
ہے کہ مراد اہلبیت سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و
حسنین علیہم السلام ہین اور حضرت ام سلمہ نے اس
آیہ کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلعم میرے گھر مین اُس کمل پر جو اُن کے واسطے بچھایا
گیا تھا رونق افروز تھے کہ ناگہان حضرت فاطمہؑ تشریف لائین
اور گوشت کے سنبوسے جو حضرت کے واسطے لائی تھین پیش کیے حضرت نے فاطمہ
سے ارشاد فرمایا کہ اے یارہ جگر علی و حسنین علیہم السلام کو بلاؤ تاکہ ہمارے شریک طعام ہو

چون طعام خورد مصطفےٰ صلعم آن گلیم برایشان	جب حضرت کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے
پوشید وگفت خدایا این اہلبیت من اند رجس	اس کمل میں اُنکو لے لیا اور فرمایا کہ بارالہا یہ میرے
را از ایشان ببر وایشان را پاکیزہ گردان این	اہلبیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کرکے پاک و
آیت (انما یرید اللہ الخ) نازل شد من	پاکیزہ فرما۔ اس اثنا میں آیہ انما یرید اللہ
سر خود در زیر گلیم کردم وگفتم یا رسول اللہ من از	لیذھب الخ نازل ہوئی (ام سلمہؓ کہتی ہیں) کہ میں نے
اہلبیت توام فرمود کہ انک علی خیر	بھی اپنا سر کمل میں داخل کرکے کہا یا رسول اللہ
ازین جہت ست کہ آل عبا بر این پنج تن اطلاق	میں تمہارے اہلبیت میں نہیں فرمایا کہ تم خیر پر ہو
می کنند۔ شعر	اسی وجہ سے آل عبا کا اطلاق انھیں پانچ پر ہوتا ہے
آل عبا رسول اللہ وابنتہ	شعر "آل عبا رسول خدا اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہرا
والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا	اور علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام ہیں جبکہ جمع ہوئے"
وبعضی دیگر تفاسیر از انس بن مالک نقل کنند کہ	اور دیگر تفاسیر میں انسؓ بن مالک سے نقل کرتے ہیں
چون وقت نماز بر در خانہ فاطمہؓ بگذشتے و	کہ جب نماز کے وقت حضرت فاطمہ کے دروازے
الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم	پر گذر ہوتا تو آپ الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب
الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا	عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا
فرمودی۔ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۰۰)	فرماتے تھے۔

صحیح مسلم۔ ینابیع المودۃ۔ تفسیر ثعلبی۔ جذب القلوب۔ جواہر العقدین۔ صواعق محرقہ۔ مودۃ القربےٰ۔ اور تفسیر کبیر۔ ان سب میں ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک ہی کی شان میں ہے۔

تیسری — فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک	پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اسکے بعد اگر
من العلم فقل تعالوا ندع	تمسے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارہ میں حجت کرے تو کہو کہ

ابنائنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم | آ جاسیدان مین آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل | اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو بلائین تم اپنی
لعنۃ اللہ علی الکاذبین | عورتون کو اور ہم اپنی جانون کو بلائین تم اپنی جانون کو
پارہ ۳ سورۂ آل عمران | پھر ہم سب ملکر خدا کی درگاہ مین گڑگڑائین اور
ع ۱۷ | جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین۔

شان نزول اس آیہ وافی ہدایہ کا جو تحریر کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ :۔

حضرت عیسیٰ کے بارہ مین نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاکھ سمجھایا کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی بھی مثال دی مگر ان لوگون نے ایک نہ سنی آخر آپ نے حکم خدا سے تنہائی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہین اور یہ قول وقرار ہوا کہ فلان جگہ فلان وقت ہم اور تم دونون اپنے بیٹے عورتون اور جانون کو لیکر جمع ہون اور ایک دوسرے پر لعنت کرین اور خدا سے عذاب کے خواستگار ہون جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سُرخ کملی اور چار لکڑیان دیکر اُسمین ایک چھوٹا سا سائبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل مین لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھاما۔ اور جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے پیچھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اُنکے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے بیٹون کی جگہ نواسون کو اور عورتون کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہین یہ میرے اہلبیت ہین ان کو ہر برائی سے پاک وپاکیزہ رکھ۔ الغرض جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے میدان مین پہونچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب آپکی طرف دیکھکر اپنے لوگون سے کہنے لگا خدا کی قسم مین ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہون اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے

ہٹ جانے کو کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا خیریت اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ سے ایک بچہ گا آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیتا

ہم بعض مفسرین اہلسنت کے اقوال و اسناد بھی پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے قول کی صداقت پورے طور سے ہو جائے گی ملاحظہ ہو :۔

(۱)	عن سعد بن ابی وقاص قال	سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ
	لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع	جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبی! کہو اے
	ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم	نجران سے کہو آؤ! بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم
	وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل	بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو
	لعنة الله على الكاذبين دعا	اور ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو پھر دعا
	رسول الله صلى الله عليه وسلم	کریں جو جھوٹے ہیں ان پر لعنت ہو تو جناب رسول
	عليا وفاطمة وحسنا وحسينا و	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام
	قال اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد	کو بلا کر کہا کہ اے میرے پروردگار یہی میرے اہلبیت
	والمسلم والترمذی والنسائی فی الخصائص)	ہیں (ارجح المطالب صفحہ ۵۵)

(۲)	عن ابن عباس قال ان رهطا من	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران
	نجران قدموا على رسول الله صلى	چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر
	الله عليه وسلم فقالوا ما شانك	کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں آپ نے
	تذكر صاحبنا قال من هو قالوا	فرمایا کہ وہ کون ہیں وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یہ گمان کرتے
	عيسى تزعم انه عبد الله قال اجل	ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا گمان بجا ہے

قالوا فهل رأيت مثل عيسى
وانبئت به ثم خرجوا من عنده
فجاء جبرئيل فقال له قل لهم
اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله
كمثل آدم. وفي رواية انه
احدا منهم قال له المسيح ابن
الله لا اب له وقال الآخر هو الله
لانه احيى الموتى واخبر عن
الغيوب وابرء الاكمه والابرص
وخلق من الطين طيرا وتزعم
انه عبد الله فقال صلى الله
عليه وسلم هو عبد الله وكلمته
القاها الى مريم فغضبوا وقالوا
انما لا نرضى الا ان نقول هو
الله وقالوا ان كنت صادقا
فارينا عبد الله يحيى الموتى
ويشفي الاكمه والابرص
ويخلق من الطين طيرا فينفخ
فيه فيطير فسكت عنهم

وہ کہنے لگے کہ آپ نے بھی جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھا دیں
یا آپ کو اُن کے جیسے کا پتہ لگا ہے تو بتائیں یہ
کہکر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ پس حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے اور کہنے
لگے کہ جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہدیں کہ خدا
کے نزدیک عیسی بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہیں
ایک روایت میں ہے کہ نجران کے لوگوں میں سے
ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح
خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اسکے ساتھ
والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے مردے
زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے۔ و اندھے
اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو
خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا
کا بندہ اور اُس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف
القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں
راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا
تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا
کا بندہ ایسا دکھا دیں جو مردوں کو زندہ کرے
اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے

فنزل الوحي يقول له تعالى
لقد كفر الذين قالوا ان الله هو
المسيح ابن مريم وقوله تعالى
فمن حاجك فيه من بعد
ما جاءك من العلم فقل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءكم و
نساءنا ونساءكم وانفسنا
وانفسكم ثم نبتهل فنجعل
لعنة الله على الكاذبين
ثم قال لهم ان الله امرني
ان لم تنقادوا الاسلام اباهلكم
ثم انهم وعدوا الى الغد لما
اصبح رسول الله صلى الله عليه
وسلم اقبل مع علي والحسن
والحسين وفاطمه وعند
ذلك قال لهم اسقف اني
لارى وجوها لو سئل الله ان
الله ان يزيل لهم الجبل
لازاله فلا تباهلوا فتهلكوا

جانور بنائے اور پھر انہیں روح پھونکی اور وہ
اڑجائیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالی
ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ
جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ
تعالی فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے
اس کے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہدے
آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم
اپنی عورتوں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں
اور تم اپنی جانوں کو پھر بددعا کریں اور
اللہ کی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے نصاریٰ
کے گروہ سے ارشاد کیا کہ اگر تم اسلام کے مطیع نہ ہوگے
تو خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے میں تم سے مباہلہ
کروں پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا
جب صبح ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو
ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے اُن سے کہا
واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے
یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو

[illegible] خدائے تعالی [illegible] جلد سے ہلاک کرے گا [illegible]

[illegible] ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر ایک نصرانی

[illegible] باقی نہ رہے گا ایس عقب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

(ایضاً صفحہ ۵۰) وسلم سے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہین کرتے۔

۲ ایک رسالہ موسومہ [illegible] جو بتقریب سالگرۂ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند فرمان روائے بھوپال [illegible] تعلیم دینیات طبقۂ نسوان بعد ملاحظہ و اصلاح جناب مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی رئیس علی گڈھ و صدر الصدور المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ بہادر امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن مطبوعہ علیگڈھ شایع ہوا ہے اسکے صفحہ ۱۰۰ مین یہ واقعہ ان الفاظ مین لکھا ہے:۔

"نجران کے عیسائیون کے پاس جب رسول اللہ کا خط پہونچا تو اُنھون نے اپنی قوم کے چودہ آدمی مدینہ بھیجے رسول اللہ نے اُنکو سمجھایا کہ حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا ماننا بہت بری بات ہے اگر حضرت عیسی اسوجہ سے خدا کے بیٹے ہوے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے تو حضرت آدم کو ضرور خدا کا بیٹا ہونا چاہیئے یہ دلیل انکے سمجھ مین آگئی لیکن اپنے عقیدے پر قائم رہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا رسول اللہ نے خدا کے حکم سے ارشاد فرمایا اچھا یون نہین مانتے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی ہم اپنے اپنے بال بچون کو لائین اور خدا سے دعا مانگین کہ جو جھوٹا ہو وہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائے۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ مباہلہ کرنے تشریف لائے آپ امام حسن کی اونگلی پکڑے ہوے تھے گود مین امام حسین تھے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا اونکے عقب مین حضرت علی تھے ابو الحارث بن علقمہ ایک عالم بھی عیسائیون کے ساتھ تھا اُس نے آپکے اور آپکے اہلبیت کو دیکھکر اپنے لوگون سے کہا اے بھائیو! مین اسوقت ایسی صورت دیکھ رہا ہون کہ اگر وہ پہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے خبردار تم مباہلہ نہ کرو ورنہ تمھاری خیر نہین عیسائی یہ بات سنکر ڈر گئے اور رسول اللہ سے کہا ہم جزیہ دیا کرینگے۔ رسول اللہ نے انکی درخواست منظور فرمائی اور رخصت کر دیا"

صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی یعنی یہی بزرگوار اہل کسا ہین اور یہی بزرگوار مصداق آیۂ تطہیر ہین پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات کل اہل عالم سے افضل و برتر ہین اگر اور کوئی ان کے مساوی ہوتا تو وہ ضرور شریک کیا جاتا جیسا کہ مودۃ القربیٰ مین لکھا ہے

لو علم اللہ تعالیٰ ان فی	یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
الارض عباداً اکرم من علی و	ارشاد فرمایا اگر روئے زمین پر عالم الغیب کے نزدیک کوئی شخص
فاطمۃ والحسن والحسین	علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو حق سبحانہ
لامرنی ان اباھل بھم و لکن	تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ لیکر مباہلہ کرنے کیلیے مجھے حکم دیتا
امرلی بالمباھلۃ مع ھؤلاء	مگر چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہین اس لئے
وھم افضل الخلق فغلبت بھم	انکو لیکر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھے دیا
النصاری	اور انکی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔

اس مباہلہ سے چند امور ظاہر ہوے :۔

پہلے۔ حقیت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسرے۔ آل عبا علیہم السلام بزرگترین خلق تھے کہ ان کو حضرت نے اپنے ساتھ مباہلہ مین شریک کیا

تیسرے۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عزیز ترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیت کیلیئے انکو مقام دعا پر اپنے ہمراہ لائے۔

چوتھے یہ کہ حسنؑ و حسینؑ یقینی حضرت کے فرزند قرار پائے اور ان کا رتبہ باوجود صغر سنی سب صحابہ سے خدا و رسول کے نزدیک زیادہ تر ہوا۔

پانچوین یہ کہ حضرت فاطمہؑ زنان عالم سے بہترین و افضل اور سب عزیزون اور بیبیون سے آنحضرت صلعم

کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھیں اور خدا کے نزدیک جملہ عورتوں سے زیادہ عالی مرتبہ۔
چھٹے یہ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باتفاق سنی و شیعہ داخل مباہلہ تھے اور ابنا و نسا کا مصداق نہ تھے بلکہ داخل انفسنا تھے یعنی بمنزلۂ نفس و جان پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پس جو کمالات کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مجتمع تھے چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام میں بھی باستثنائے پیغمبری ہی ہوں

ملاحظہ ہو تحفۂ احمدیہ صفحہ ۴۰ مصنفہ جناب شمس العلماء مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ

الحاصل اللہ جل شانہ نے جناب امیر علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینے کے بعد اُنکی زبان مبارک میں یہ اثر عطا فرمایا کہ اگر وہ رسولخدا کی دعا کے وقت اپنی زبان مبارک سے آمین ارشاد فرمائیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کرے۔ بخلاف اسکے جب صحابۂ ثلثہ مسجد قبا کی تعمیر کیلئے رسول خدا کے ناقہ پر سوار ہوں کہ جس جگہ ناقہ خود ٹھہر جائے اُسی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی جائے تو ناقہ اپنا قدم بھی نہ اٹھائے جیسا کہ وفاء الوفا میں ہے۔

عن جابر بن سمرة قال لما سئل اهل القباء	جابر بن سمرہ راوی ہیں کہ اہل قبا نے
النبی صلعم ان یبنی لهم مسجدا قال رسول اللہ	جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگوں
صلعم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام	کے لیے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم
ابوبکرؓ فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	میں سے ناقہ پر سوار ہو۔ ابوبکر اُٹھے اور سوار ہوے
فقام عمرؓ فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	مگر ناقہ نے قدم نہ اٹھایا وہ اُتر پڑے پھر عمر سوار ہوے
فقال رسول اللہ صلعم لاصحابه لیقم	تب بھی ناقہ نے قدم نہ اٹھایا یہ بھی اُتر پڑے پھر
بعضکم فیرکب الناقة فقام علی	حضرت نے فرمایا اور کوئی سوار ہو اسپر جناب علی
فلما وضع رجلیه فی غرز الرکاب تنبعث	اُٹھے اور جب سوار ہوے اور پاے مبارک کاب میں
به فقال رسول اللہ ارخ زمامها وابتنوا	رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرت نے فرمایا اسکی مہار چھوڑ دو
علی مدارها فانها مامورة ارجح المطالب صفحہ ۴۹۰	اور اُسکے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامورہ ہے۔

پس ہر عاقل و ذی فہم اُن کے فضائل کا تقابل کرکے اس امر کا فیصلہ ضرور کریگا کہ انمین کون فاضل ہے، اور کون مفضول اور کون عند العقل قابل پیروی و اقتدا ہے اور کون لائق عدم تمسک۔

چوتھی آیت	قل لا اسئلکم علیہ اجرًا	(اے رسول) کہدو کہ مین تبلیغ رسالت کا
	الا المودۃ فی القربیٰ	تم سے کوئی صلہ اپنے اقربا اہلبیت کی محبت کے سوا
	(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۳)	نہین چاہتا۔

آیۂ مذکورہ بالا کے متعلق جو روایات و تفاسیر اہلسنت مثل مدارک۔ بیضاوی۔ کشاف۔ ثعلبی۔ درمنثور سیوطی۔ تفسیر کبیر۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ احمد بن حنبل مین مندرج ہین وہ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہین:۔

(۱)	اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم	ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس
	عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ	سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب
	الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ	یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ
	فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من	وہ کون آپ کے اہل قرابت ہین جن کی محبت
	قرابتك ھؤلاء الذین وجبت	ہم پر واجب ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ علی
	علینا مودتھم قال علی و فاطمۃ	و فاطمہ اور اُن کے دونون بیٹے یعنی حسن و
	وولدیھا	حسین ہین (علیہم السلام)
(۲)	قال ابو الحسن حدثنی ابی عن جدی	ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار
	عن امیر المومنین علی ع اجتمع المھاجرون	نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت
	والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان	لوگون کو نفقہ دیتے ہین اور اسوجہ سے آپ کو
	لك یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتك وفیمن	عسرت و تکلیف رہتی ہے آپ ہمارے جان و مال
	یاتیك من الوفود و ھذہ اموالنا	کے مالک ہین لہذا آپ ہمارے مال مین سے جسقدر

معدماءنا فاحكم فيها بارا مستجورا
اعط ما شئت وامسك ما شئت من
غير حرج فانزل الله تعالى عليه الروح
الامين فقالوا [illegible] قل لا اسئلكم
عليه اجرا الا المودة في القربى فقال
المنافقون ما حمل رسول الله على
ترك ما عرضنا عليه ليحثنا على مودة
قرابته من بعده ان هؤلاء شئ افتراه
في مجلسه فهذا بهتان عظيم فانزل
الله تعالى ام يقولون افترى على الله
كذبا فان يشاء الله يختم على قلبك
ويمحوا الله الباطل ويحق الحق بكلماته
انه عليم بذات الصدور فبعث اليهم
النبي فقال هل من حديث قالوا لقد
قال بعضنا كلاما غليظا كرهناه فتلا
عليهم هذه الاية فبكوا واشتد بكاءهم
فانزل الله تعالى وهو الذي يقبل التوبة
عن عباده ويعفوا عن السيئات و
يعلم ما تفعلون (ينابيع المودة)

چاہیں لے لیں اور بقدر چاہیں چھوڑ دیں پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ہم
اپنی رسالت کا اجر تم سے نہیں چاہتے بجز اسکے کہ
تم ہمارے قرابتداروں سے دوستی اور محبت کرو
جب رسول خدا نے یہ حکم مسلمانوں کو سنایا اور انکے
پوچھنے پر حضور نے صراحت فرمائی کہ جن قرابتداران
کی محبت اور دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علی
اور فاطمہ حسن وحسین ہیں تو جو لوگ منافق تھے
باہم کہنے لگے کہ انھوں نے یہ حکم اپنی طرف سے
ہم کو دیا ہے تاکہ ہم ان کے بعد بھی اہلبیت کی
اطاعت کرتے رہیں پس اللہ تعالی نے آنحضرت
کو خبر کر دی کہ یہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہیں اور یہ
آیۂ کریمہ ام یقولون افتری علی اللہ کذبا نازل
فرمائی جب قوم نے آیۂ کریمہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ
آپ صادق ہیں ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہیں
اسوقت یہ آیت نازل فرمائی هو الذی یقبل
التوبۃ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی
توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے
درگذر کرتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اس سے واقف ہے

(٣)

ان الله تعالی جعل اهل بیت نبیه	یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر
مطابقا له فی اشیاء کثیرة عد	محمد مصطفی صلعم اور ان کے اہلبیت کو بہت سے
فخر الدین الرازی منها خمسة اشیاء	فضائل مین مطابق و مساوی قرار دیا ہے از انجملہ
احدها فی السلام قال الله تعالی	پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت
السلام علیک ایها النبی ورحمة	کی ہے ایک تو سلام مین کہ خداوند کریم نے
الله وبرکاته وقال لاهل بیته سلام علی	اپنے نبی کی نسبت فرمایا السلام علیک
آل یسین والثانیة فی الصلوة علی	ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور
النبی وعلی اله کما فی التشهد وغیره	ان کے اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام ہے
حیث لا تکون للصلوة علیه صلعم	آل یسین پر دوسرے صلوۃ یعنی درود مین جیسا
الصلوة البترا والثالثة فی الطهارة	کہ تشہد وغیرہ مین ہے کہ بغیر آل کے شامل کیے
قال الله عزوجل طه ای طاهر ما	درود ناقص ہو۔ تیسرے طہارت مین کہ اللہ تعالی
انزلنا علیک القران لتشقی الا تذکرة	نے اپنے پیغمبر کو بخطاب طہ یعنی اے طاہر
لمن یخشی وقال لاهل بیت نبیه	یاد فرمایا اور ان کے اہلبیت کے لئے آیہ تطہیر
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس	نازل فرمائی چوتھے تحریم صدقہ مین حضرت نے
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا والرابعة	فرمایا کہ محمد و آل محمد پر صدقہ حرام ہے۔
تحریم الصدقة قال صلعم لا تحل	پانچوین محبت و مودت مین اللہ تعالی
الصدقة لمحمد ولا لآل محمد	نے فرمایا "اے پیغمبر! کہہ دو امت
والخامسة فی المودة قال الله عزوجل	سے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی	میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے

يحببكم الله وقال لاهل بيته
قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة
فى القربى لما نزلت هذه الاية
قيل يا رسول الله من قرابتك
هؤلاء الذين وجبت علينا
مودتهم فقال على وفاطمه
وابناهما فثبت هؤلاء الاربعة
اقرب النبى واذا ثبت هذا
وجب ان يكونوا مخصوصين بمزيد
التعظيم ويدل عليه وجوه
الاول قوله تعالى الا المودة
فى القربى ووجه الاستدلال
به ما سبق الثانى لاشك
ان النبى كان يحب فاطمة
عليها السلام قال فاطمة
بضعة منى يؤذينى ما
يؤذيها وثبت بالنقل المتواتر
عن محمد صلى الله عليه
واله وسلم انه كان

محبت کرے گا۔ اہلبیت کے بارے مین فرمایا ہی
اے پیغمبر کہدو اُمت سے مین تم سے رسالت
کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہین چاہتا کہ میرے
قرابتدارون یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے
دوستی و محبت کرو یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی
تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار
ہین جن کی محبت اور دوستی ہم پر واجب کیگئی
آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور
اُن کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہین
پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار
ہین جن کا ذکر اس آیہ مین ہے اور جب یہ
ثابت ہوا تو اُنکا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا
واجب ہوا اور اس امر پر چند وجوہ دلالت کرتے
ہین اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول المودة فی القربیٰ
اور وجہ استدلال اس پر وہ ہے جو سابق مین بیان
ہوچکی ہے۔ دوسری یہ کہ اس مین شک نہین ہے
کہ فاطمہ کو پیغمبر خدا دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے جو امر اسکی اذیت کا
باعث ہو اس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے یہ پیغمبر خدا کی حدیث متواتر

يحب عليًا وفاطمة والحسن
والحسين واذا ثبت ذلك وجب على
كل الامة مثله لقوله واتبعوه
لعلكم تهتدون ولقوله تعالى
فليحذر الذين يخالفون عن امره
ولقوله تعالى قل ان كنتم
تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
ولقوله سبحانه لقد كان لكم
في رسول الله اسوة حسنة. الثالث
ان الدعاء للآل منصب عظيم
ولذلك جعل هذا الدعاء خاتمة
التشهد في الصلوٰة وهو قوله
اللهم صل على محمد وعلى آل
محمد وارحم محمدا وآل محمد
وهذا التعظيم لم يوجد في حق
غير الآل فكل ذلك يدل على
ان حب آل محمد واجب

تفسیر امام فخر الدین
رازیؒ

ثابت ہوا کہ آپ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے
محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہوا تو امت کو
ان کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا تعالے
فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تفلحون یعنی
متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ تم ہدایت پا جاؤ
اور فلیحذر الذین یعنی پرہیز کرو ان لوگوں
سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں قل ان
کنتم تحبون الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے ان
لوگوں سے کہدو کہ اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری
پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور لقد
کان لکم اسوۃ حسنۃ سے فرمایا اے لوگو
رسول اللہؐ کی پیروی کرو تمہارے لئے بہتر ہے
تیسرے یہ کہ آل محمدؐ کے لئے دعا ایک مرتبہ عظیم
ہے اسی واسطے اس دعا کو نماز میں خاتمہ تشہد
قرار دیا ہے یعنی اللھم صل علی محمد و آل
محمد وارحم محمدا و آل محمد اور یہ عظمت
بجز آل محمد کے کسی اور میں پائی نہیں جاتی۔ لہذا
یہ تمام امور اسپر دلالت کرتے ہیں کہ آل محمدؐ کی محبت
واجب ہے۔

شواہد التنزیل میں ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے پاک نے دیگر انبیاء کو متفرق اشجار سے پیدا کیا لیکن میں اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوئے ہیں میں اُس درخت کی جڑ ہوں اور علیؑ اسکی شاخ ہیں اور فاطمہؑ اسکے لئے شگوفہ ہیں اور حسنؑ حسینؑ اُس کے ثمر ہیں اور شیعہ اُس کے پتے ہیں پس جو کوئی اُس کی کسی شاخ سے متعلق ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو اُس کو چھوڑ کر دوسری جانب میل کرے گا وہ جہنم میں ڈالدیا جائیگا اگر کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے تین ہزار برس خدا کی عبادت کرے یہانتک کہ شل بوسیدہ مشک کے ہوجائے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو خدا اُسکو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا یہ فرما کر آیۂ قل لا اسئلکم پڑھی۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ دیگر انبیاء و مرسلین اپنی اپنی امتوں سے طالب اجر رسالت نہیں ہوئے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا۔

ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ — اور اے قوم میں اس نصیحت کے صلہ میں تم سے کچھ مال طلب نہیں کرتا میری مزدوری تو صرف اللہ پر ہے۔ (پارہ ۱۲، سورہ ہود رکوع ۳)

اسیطرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت سے فرمایا:۔

یقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون — اے میری قوم اس نصیحت (و ہدایت) کے عوض میں تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اسکے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم نہیں سمجھتے۔ (پارہ ۱۲، سورہ ہود رکوع ۵)

لیکن اصحاب رسول ؐ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ یا رسول اللہ آپ ہم سے جس قدر مال چاہیں اجر رسالت میں لے لیں قبل اس کے کہ آپ ان کے اس سوال کا جواب دیں۔ خود

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم الخ نازل فرمائی۔ پس اس ارشاد باریتعالیٰ سے آل رسولؐ کی اس عزت ومنزلت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے جو پیش خدائے عز وجل ان خاصان خدا کی تھی لہذا جس طرح جمیع انبیا ومرسلین سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز وممتاز ہیں اسی طرح آل رسول بھی کل انبیا ومرسلین کی آل واولاد سے ممتاز ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے بجز آل محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور کسی نبیؐ ومرسل کی آل واولاد کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا نہیں فرمایا کہ اُن کی مودت مثل مودت آل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر فرض کیگئی ہو۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

پاچوین اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد — آیا گردانتے ہو تم حاجیوں کو پانی پلانا اور رہنا

الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاخر — مسجد الحرام کا مثل اُس شخص کے اعمال کے جو ایمان

وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند — لایا ہے خدا اور روز قیامت پر اور جس نے خدا کی

اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین — راہ میں جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر

(پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع) — نہیں ہیں اور خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا

مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عباسؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے اُن کا قول نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی و — یہ آیت حسب بیان ابن عباس علی اور عباس

عباس اخرجہ ابوداؤد وابو الشیخ عبد الرزاق وابن — کے حق میں نازل ہوئی (ابوحاتم ابوالشیخ عبدالرزاق

ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن مندۃ والثعلبی فی — ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن مندہ اور ثعلبی اپنی

تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمیٰ باسباب النزول — تفسیر میں۔ واحدی اسباب النزول میں اور

والقرطبی و ابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ — قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول میں نسائی سنن میں

والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابونعیم اخرجہ ابوبکر بن مردویہ — اور سیوطی درِ منثور میں اور حافظ ابونعیم

فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا و العباس | فضائل صحابہ مین روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ
وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ | اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم فخر و مباہات
انا صاحب البیت مفتاحہ بیدے و | کرنے لگے طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا متولی ہون
لوشئت کنت فیہ فقال العباس | اگر مین چاہون تو اسی مین رہا کرون۔ عباس
انا صاحب السقایۃ والقائم علیھا | رضی اللہ عنہ نے کہا مین زمزم کا متولی ہون اور
فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ | اُس پر کھڑا ہونے والا ہون۔ پس جناب امیرؑ
اشھر قبل الناس وانا صاحب الجھاد | نے فرمایا مین نہین جانتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے
فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ | چھ ماہ قبل تمام لوگون سے نماز پڑھی ہے اور
اجعلتم سقایۃ الحاج الخ | مین خدا کے راہ مین جہاد کرنے والا ہون پس
(ارجح المطالب صفحہ ۴۱۶) | خداوند تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا

اب چند احادیث نبوی بھی کتب اہلسنت سے نقل کی جاتی ہین ملاحظہ ہون

احادیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

پہلی حدیث

عن یحیی بن عوف قال انی | یحیی بن عوف کہتے ہین کہ مین ابن عباس
جالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ | کے پاس بیٹھا تھا کہ نو قبیلون کے آدمی ان کے
رھط فقالوا اما ان تقوموا معنا | پاس آئے انھون نے کہا تم ہمارے ساتھ کھڑے
واما ان تخلو بھؤلاء وھو یومئذ | ہوجاؤ یا تخلیہ مین ہوجاؤ۔ ابن عباس اُس زمانہ
صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم | تک نابینا نہ ہوئے تھے تندرست تھے ابن عباس
معکم۔ | نے کہا مین تمھارے ساتھ اُٹھتا ہون۔
فتحدثوا فلا ادری ما قالوا | پس ان لوگون نے کچھ ان سے کہا راوی کہتا ہے مین
فجاء وھو ینفض ثوبہ و | نہین جانتا کہ کیا باتین ہوئین ابن عوف کہتے ہین

يقول اف وتف لبغوث فى	آئے اور اپنے کپڑے جھٹک رہے تھے اور یہ کہتے
رجل له عز وقعوا فى	جاتے تھے کہ اف او تف ہے اُن لوگوں پر جو
رجل قال رسول الله صلعم	اُس شخص کی نسبت کلام کرتے ہیں (مراد علیؑ بن
لابعثن رجلا يحب الله	ابیطالب سے ہے) جس کے بارے میں رسول خداؐ
ورسوله ويحبه الله	نے فرمایا ہے کہ میں اس مرد کو بھیجوں گا جس کو خدا
ورسوله لايخزيه الله ابدا	و رسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا و رسول کو
فاشرف من اشرف	دوست رکھتا ہے اور اس کو خدا رسوا نہ کرے گا آسے
فقال اين علي قيل هو	من کہ جس جس کو گردن بڑھائی تھی اس نے
فى الرحى يطحن قال وما	بڑھائی (یعنی طمع منصب میں) پس رسول خداؐ صلعم
كان احدكم يطحن	نے فرمایا کہاں ہیں علی لوگوں نے کہا وہ چکی
من قبله فدعاه وهو	پیس رہے ہیں پس رسول خدا نے فرمایا کہ تم میں
ارمد ماكان ان يبصر	سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے لئے پہلے ہی سے
فنفث فى عينيه ثم هز	پیس دیتا پس حضرت کو طلب کیا حضرت کی آنکھیں
الراية ثلثا فدفعها اليه	ایسی آشوب کر آئی تھیں کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے
فجاء بصفيه بنت حي و	آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
وبعث ابا بكر بسورة التوبة	آنکھوں پر ملا۔ پس آنحضرتؐ نے تین مرتبہ علم کو
وبعث عليا خلفه	جنبش دی اور اُس کے بعد جناب امیرؑ کو
فاخذها منه وقال لا	مرحمت فرمایا پھر جناب امیرؑ وہاں سے صفیہ
يذهب بها الارجل من	بنت حی بن اخطب کو لیکر آئے (جو آنحضرت صلعم کی

اهلبيتي وهو مني وانا	ازواج سے تھیں، اور آنحضرتؐ نے ابوبکر کو سورۂ توبہ دیکر
منه ودعا رسول الله الحسن	بھیجا اور اُنکے عقب مین جناب امیر کو روانہ فرمایا اُنھون
والحسين وعليا وفاطمة	نے جاکر وہ سورۂ توبہ حضرت ابوبکر سے لیلیا آنحضرتؐ نے
ومد عليهم ثوبا فقال	فرمایا اس سورہ کو کوئی نہین لیجا سکتا مگر ہان وہ شخص
اللهم هولاء اهلبيتي وخاصتي	جو میرے اہلبیت سے ہو اور علی مجھ سے ہین اور مین علی
فاذهب عنهم الرجس وطهرهم	سے ہون حضرت رسول خدا نے امام حسن و حسین علی و فاطمہ
تطهيرا وكان اول من امن	کو طلب فرمایا اور ان لوگون کو اپنی چادر مین لے لیا
الناس بعد خديجة ولبس	بعد اُسکے فرمایا خدایا یہ لوگ میری اہلبیت اور خواص
ثوب النبي صلى الله عليه	سے ہین ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک
وسلم وهم يحسبون انه	کر جیسا کہ پاک ہونا چاہیئے علیؑ ان پہلے مردون سے
نبي الله فجاء ابوبكر	ہین کہ جو خدیجہ کبری کے بعد سب سے پہلے حضرت
فقال يا نبي الله	رسول خداؐ پر ایمان لائے علی نے ردائے مبارک حضرت
فقال علي رض ان النبي	رسول خدا اوڑھ لی اور کفار نے یہ کہا کہ یہ رسول خدا
قد ذهب نحو بئر ميمون	ہین پس حضرت ابوبکر آئے اور کہنے لگے کہ یا نبی اللہ
فاتبعه فدخل معه	جناب امیر نے جواب دیا رسول خدا چاہ میمون
الغار فكان المشركون	کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر بھی انکے پیچھے
يرمون عليا حتى اصبح	وہان گئے اور اُنکے شریک غار رہے۔ کفار رات بھر
وخرج بالناس في غزوة	جناب امیر پر پتھر برسایا کیئے یہانتک کہ سفیدی سحر
تبوك فقال علي رض	نمایان ہوئی جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو جانے لگے

اخرج معك فقال لا فبكى قال	توجناب امیر نے کہا کہ مین بھی آپکے ہمراہ چلون حضرت
اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ	نے فرمایا نہین علی رونے لگے رسول خدا صلعم نے فرمایا
هارون من موسی الا انك	کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ویسا ہو
لست بنبی انت خلیفتی علی کل	جو حضرت ہارون کا حضرت موسی کے ساتھ تھا مگر
مومن من بعدی قال وسد	فرق یہ ہے کہ وہ نبی تھے اور تم نبی نہین ہو بعد اسکے
ابواب المسجد غیر باب علی	ارشاد فرمایا کہ تمام مومنون پر تم حاکم ہو میرے بعد
قال کان یدخل المسجد وهو	حضرت ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا نے مسجد
جنب وهو طریقه ولیس له	کے تمام دروازے بند کردئے سوائے دروازہ علی
طریق غیره وقال من کنت	کے کہ وہ کھلا رہا جناب امیر حالت جنابت مین مسجد
ولیه فعلی ولیه	مین تشریف لے جاتے تھے اور جناب امیر کے لئے مسجد
خصائص امام نسائی	نبوی سے رستہ تھا اس کے سوا کوئی راہ ان کے
صفحہ ۲۲	آنے کی نہ تھی حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مین جسکا
صحیح مسلم	حاکم ہون علی بھی اسکا حاکم ہے

یہ حدیث ازالۃ الخفا اور مفتاح النجاۃ وغیرہ مین بھی ہے ۔

دوسری

عن علی علیه السلام قال قال	یعنی خود حضرت علی علیہ السلام ناقل ہین کہ
رسول الله یوم فتحت خیبر لولا ان	جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تمھارے بارہ مین
تقول طائفة من امتی ما قالت	میری امت مین لوگ وہ باتین نہ کہنے لگتے جو
النصاری فی عیسی بن مریم لقلت	نصاری حضرت عیسی بن مریم کی نسبت کرتے ہین تو
فیك الیوم مقالا لا تمر علی ملاء	آج مین تمھاری شان مین وہ بات کہتا کہ تم جدھر

من المسلمين الا اخذ والتراب من
تحت رجليك وفضل طهورك ليستشفوا
بها ولكن حسبك ان تكون مني و
انا منك ترثني وانا وارثك وانت
مني بمنزلة هارون من موسى
الا انه لا نبي بعدي يا علي
انت تؤدي دبني وتقاتل
على سنتي وانت في الآخرة
اقرب الناس مني وانك غدا
على الحوض خليفتي تذود عنه
المنافقين وانت اول من يرد
على الحوض وانت اول داخل في
الجنة من امتي وشيعتك على
منابر من نور رواء مرويين مبيضة
وجوههم حولي اشفع لهم فيكونون
غدا في الجنة جيراني وان اعدائك
غدا ظماء مظمئون مسودة وجوههم
مقمحون ومقمعون يضربون
بالمقامع وهي سياط من مقمحين

مسلمانون کی طرف سے ہو کر نکلتے لوگ تمھارے
قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوئے آب طہارت
سے شفاے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا
کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون تم میرے
وارث ہو مین تمھارا وارث ہون تم میرے بھائی
اور وزیر ایسے ہو کر جیسے ہارون موسی کے تھے لیکن
بعد میرے نبی نہو گا۔ تم میرا قرض ادا کروگے تم
میری سنت پر جہاد کروگے تم روز آخرت سب
مین سے مجھ سے قریب ہوگے تم حوض کوثر پر سب سے
پہلے میرے پاس پہونچوگے اور وہان بھی میرے
خلیفہ ہوگے تم منافقون کو وہان سے دور کروگے
تم تمام امت سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوگے
اور میری اُمت سے پہلے جنت مین جاؤگے تمھارے
شیعون کو نور کے ممبرون پر جگہ ملے گی وہ سیراب
ہون گے۔ ان کے چہرے نورانی ہون گے
وہ سب میرے گرد ہونگے مین اُن کی شفاعت
کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہون گے
اور تمھارے دشمن پیاسے ہون گے چہرے اُنکے
کالے ہونگے اور شکلین کسی ہونگی جہنم مین آتشین

حربك حربي وسلمك سلمي و	تازیانوں سے ارے باہنیں گے تم سے جنگ مجھ سے
سرك سري وعلانيتك علانيتي	جنگ ہے تمہاری صلح میری صلح ہے تمہارا راز میرا
وسريرة صدرك كسريرة صدري	راز ہے تمہارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمہارے
وانت باب علمي وان ولدك	سینے میں ہے وہ میرے سینہ میں ہو تم میرے شہر
ولدي ولحمك لحمي ودمك	علم کے دروازے ہو تمہاری اولاد میری اولاد ہے
دمي وان الحق على لسانك و	تمہارا گوشت میرا گوشت تمہارا خون میرا خون ہے
في قلبك وبين عينيك و	حق تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل میں ہے
ايمان مخالط لحمك ودمك	حق تمہاری آنکھوں میں ہے اور ایمان تمہارے گوشت
كما خالط لحمي ودمي ان الله	وخون میں اس طرح خلوط ہے جس طرح کہ میری گوشت
عز وجل امرني ان أبشرك	وخون میں ہے اے علی میں خدا کے حکم سے تمکو بشارت
انك انت وعترتك في الجنة	دیتا ہوں کہ تم اور تمہاری اولاد جنتی ہیں اور
وعدوك في النار لا يرد على	تمہارے دشمن دوزخی ہیں اور وہ کبھی حوض کوثر
الحوض مبغض لك ولا يغيب	تک پہونچ نہیں سکتے کوئی دوست تمہارا حوض
عنه محب لك قال علي فخررت	کوثر سے محروم نہیں رہ سکتا۔ جناب علی مرتضےٰ
ساجدا لله وحمدت على ما انعم	فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں سجدہ میں گر گیا
به علي من الاسلام والقرآن	اور اسپر حمد خدا کی بجا لایا کہ اس نے اسلام و
واحبني الى خاتم النبيين وسيد	قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور خاتم النبیین و
المرسلين (اثبات الصواب صفحہ نمبر ۴۷)	سید المرسلین کا مجھے محبوب قرار دیا۔
تیسری قال رسول الله صلعم لعلي	جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علی کے

وضرب بين كتفيه يا علي لك سبع	دونوں شانوں کے درمیان دست مبارک پھیر کر
خصال لا يحاجك فيهن احد	ارشاد فرمایا کہ یا علی تم میں سات صفات ایسے
يوم القيمة انت اول المومنين	ہیں کہ بروز قیامت کوئی شخص ان میں تمہاری
بالله ايمانا واوفاهم بعهد الله	برابری نہیں کرسکتا۔ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر
واقواهم بامر الله وارفقهم	ایمان لائے سب مومنین سے زیادہ خدا کا کام بجا
بالرعية واقسمهم بالسوية و	لانیوالے ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے احکام کی پابندی
اعلمهم بالقضية واعظمهم	کرنے والے ہو اور سب سے بڑھ کر امت پر مہربان ہو
رتبة يوم القيمة	اور سب سے سوا امت پر مساوی طور پر تقسیم کرنے والے ہو
	سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہو
	قیامت کے روز تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا

[چوتھی] قال رسول الله النجوم امان	یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب	نے ارشاد فرمایا کہ ستارے اہل سماوات کے لئے
اهل السماء واهل بيتي امان	باعث امن ہیں جب وہ فنا ہو جائیں گے تو
لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي	اہل سموات بھی فنا ہو جائینگے اور میرے اہلبیت
ذهب اهل الارض	اہل زمین کے لئے باعث امن ہیں جب وہ ہلاک
(مناقب امام احمد بن حنبل)	ہو جائینگے تو اہل زمین بھی ہلاک ہو جائینگے
[پانچویں] عن ابي الزبير المكي قال سمعت	ابو زبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے سنا ہے
جابر بن عبد الله يقول كان	کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم کوہ عرفات پر
رسول الله صلعم بعرفات وعلي تجاهه	رونق افروز تھے کہ جناب امیر حضرت کے سامنے

فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آرہے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کو اشارہ سے اپنے
الی علی وقال ادن منی فدنا علی	پاس بلایا جب وہ حضور مین حاضر ہوئے تو آپنے
منہ فقال خمسك فی خمسی یعنی	ارشاد کیا کہ تیرا پنجہ میرے پنجہ مین یعنی تیرا ہاتھ
کفك فی کفی یا علی خلقت انا وانت	میرے ہاتھ مین یا علی مین اور تو ایک شجر سے پیدا
من شجرة انا اصلها وانت فرعها	ہوئے ہین مین اوسکی اصل ہون اور تو اوسکی فرع
والحسن والحسین اغصانها فمن تعلق	ہے حسنؑ حسینؑ اُسکی شاخین ہین جس نے کسی شاخ
بغصن منها ادخله الله الجنة یا علی	کو پکڑا خدا نے اُسے جنت مین داخل کیا اے علی
لوان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا	اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھین کہ
وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوك	مثل کمان خمیدہ ہو جائین اور یہان تک نماز
لاکبهم الله تبارك وتعالی علی	پڑھین کہ مثل تار باریک ہو جائین پھر اگر تجھ سے
وجوههم فی النار۔ اخرجہ عبداللہ بن احمد بن حنبل وابو نعیم	بغض رکھین تو خداے تعالیٰ اُن کو منہ کے بل دوزخ
وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر (ایضاً صفحہ ۱۵۰)	کی آگ مین گرائے گا۔

چھٹے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت
قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ تعالی	کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے تھے
قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا	کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے
باربعین الف عام فجعله امام العرش	خداتعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے
حتی کان اول شعبتی فشق منه	سامنے گاڑ دی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز
نصفه فخلق منه نبیکم فالنصف الاخر	ہوا اُسی مین سے آدھی توڑ کر تمہارے نبی کو پیدا کیا
علی بن ابی طالب ع	اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالبؑ کو

(اخرجہ الخطیب البغدادی فی تاریخہ ومحمد یوسف الگنجی
الشافعی فی کفایۃ الطالب والترمذی شہاب الدین احمد
والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول یا علی
خلقت انا وانت من نور اللہ تعالی (ایضاً صفحہ ۴۹)

کو پیدا کیا۔ حموینی ابن عباس سے ناقل ہیں کہ وہ
کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت علی
سے فرماتے سُنا ہے کہ میں اور تم خدا کے نور سے
پیدا ہوئے ہیں۔

ساتویں عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ
صلعم یقول لیلۃ اسری بی الی
السماء قال لی الجلیل جل جلالہ
یا محمد من خلفت فی امتک
قلت خیرھا قال علی بن ابیطالب
قلت نعم یارب قال یا محمد
اطلعت الی اھل الارض اطلاعا
فاخترتک منھا فشققت لک اسما
من اسمائی فانا المحمود وانت محمد
ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منھا
علیا وشققت لہ اسما من اسمائی
فانا الاعلی وھو علی یا محمد
انی خلقتک وعلیا من سنخ نور
من نوری وعرضت ولایتکما
علی اھل السموات والارض فمن

جناب رسول اللہ صلعم کے گلہ بان ابو سلیمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ شب معراج میں پروردگار
جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا محمد تم اپنی
اُمت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو میں نے
عرض کیا انکے بہتر و برتر کو فرمایا کیا علی بن ابیطالب
کو میں نے عرض کیا ہاں اے پروردگار نے فرمایا
یا محمد میں نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر
تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام
سے تمہارا نام مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور تم
محمد ہو پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا
اور علیؑ ابن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اُسکے لئے
بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس میں
اعلی ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمد میں نے تم کو اور علیؑ
کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا اور تم دونوں کی

قبلها كان عندي من المؤمنين ومن جحدها كان من الكافرين	ولایت کو اہل آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا پس جسنے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جسنے اس سے انکار کیا کافرون کے گروہ مین سے بنگیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۰)
آٹھوین — عن ابن عباس قال لما اخى رسول الله صلعم من المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم اخى بين ابي بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف واخى بين طلحة وزبير واخى بين ابي ذر الغفاري والمقداد رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ولم يواخ بين علي بن ابي طالب وبين احد منهم خرج علي مغضبا حتى اتى جدولا من الارض وتوسد ذراعيه ونام فيها فسفي عليه الريح التراب فطلبه النبي صلعم فوجده على تلك الصفة فوكز برجله وقال له قم فما صلحت الا ان تكون ابا تراب اغضبت حين اخيت	ابن عباس کہتے ہین کہ جب کہ جناب رسول خدا صلعم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمنؓ بن عوف کا طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابوذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا علیؑ بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا۔ جناب امیر نہایت غصے سے جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کو تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلعم انکو ڈھونڈھنے گئے اور ان کو اس حالت مین پایا اور اپنے پاؤن سے ٹھکرا کر فرمایا تو نے ابوتراب بننے مین اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جب مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان

بین المهاجرین والانصار ولم اواخ بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی
بینك وبین احد منهم اما ترضی ان نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا۔ تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے
ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد
الّا انہ لا نبی بعدی الا من احبك کوئی نبی نہیں ہوگا آگاہ ہو کہ جو کوئی تجھ سے محبت
فقد حف بالامن والایمان ومن کرے گا وہ امن وایمان میں چھپا رہیگا اور جو شخص
ابغضك اماتہ الله میتة جاهلیة کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اُس کو کافروں کی موت
اخرجہ ابوبکر الخوارزمی) مارے گا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۴)

نوین عن ابن عباس قال کان رسول الله ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم
صلعم فی صحن الدار نائما واذا راس دحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے اپنے دولتخانہ کے
فی حجر دحیة الکلبی فدخل علی علیہ صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام
السلام فقال السلام علیك کیف اصبح تشریف لائے اور سلام علیک کرکے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول الله صلعم فقال بخیر قال دحیہ کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تمسے
انی لاحبك وان لك مدحة ازفها محبت رکھتا ہوں آپکے چند مناقب مجھے معلوم ہیں جنکو میں
الیك انت امیر المومنین وقائد الغر آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید
المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین دست و پا والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیا و مرسلین کے تمام بنی آدم
والمرسلین لواء الحمد بیدك یوم القیمة کے سردار ہیں قیامت کے دن لوا الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور
تزف انت وحزبك مع محمد صلعم آپکا گروہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور اُنکے گروہ کے ساتھ
وحزبہ الی الجنان زفا وقد افلح من جنت میں بھیجا جائیگا بہ تحقیق رستگار رہوا وہ شخص جس نے
تولاك وخسر من تخلاك محبتو آپ سے تولا رکھا اور نقصان اُٹھایا اُنے جو آپ سے علحدہ ہو گیا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوك ومبغضوك
لن ينالهم شفاعة محمد صلعم ادن مني
يا صفوة الله فاخذ راس النبی صلی الله
عليه وسلم فوضعه فی حجره فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما
هذه الهمهمة فاخبره الحديث قال
لم يكن دحية الكلبی كان
جبرئيل سماك باسم سماك الله به
وهو الذی القی محبتك فی صدور
المومنين ورهبتك فی صدور
الكافرين - (اخرجه ابو بكر بن مردويه
ارجح المطالب
صفحہ (۱۴۱)

محمد صلعم کے دوست آپ کے محب ہین اور آپ کے دشمن
جناب محمد صلعم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب
ہونگے اے برگزیدہ خدا میرے قریب تشریف لاؤ
جناب امیر جب ان کے قریب گئے تو انہوں نے
سرور عالم صلعم کا سر اقدس [illegible] لیکر ان کے
آغوش میں رکھدیا اتنے مین سرکار نے خواب سے بیدا
ہوکر پوچھا یہ آواز کیسی ہے [illegible]
[illegible] ماجرا [illegible] کیا [illegible] یہ [illegible]
تھے بلکہ جبرئیل [illegible] تھے [illegible]
[illegible] گا [illegible] ان [illegible]
کریں خدا نے تمہاری محبت کو مومنین کے [illegible]
مین الفت کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافرون کے
دل مین ڈالدیا ہے۔

دین

عن سالم مولی علی قال كنت مع علی فی
ارض له وهو يحرثها حتی جاء ابو بكر و
عمر رضی الله عنهما فقالا السلام عليك
يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته
فقيل كنتم تقولون فی حيوة
النبی صلی الله عليه وسلم

جناب امیر علیہ السلام کے غلام سالم رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہین کہ مین جناب امیر کے [illegible] تھا اور
وہ اپنی زمین کی کاشتکاری کر رہے تھے [illegible]
و عمر رضی اللہ عنہما ان کے ملنے کو آئے [illegible]
یا امیر المؤمنین [illegible] اللہ [illegible] کہ [illegible] نے
ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا [illegible]

ذلك فقال عمر هو امرنا (اخرجه ابن مردویه) — مین بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے
ارجح المطالب — جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔

گیارھوین | عن حذيفة بن اليمان قال — حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم — جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
لو علم الناس متى سمي علي — اگر لوگون کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام
امير المومنين ما انكروا فضله سمي — امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز ان کے فضائل سے
امير المومنين وادم بين الروح — انکار نہ کرتے علی کا نام اسوقت سے امیر المومنین
والجسد فقال الله تبارك وتعالى — ہوا ہے کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اسوقت
انا ربكم ومحمد نبيكم وعلي اميركم — پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ مین تمھارا
(اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) — خدا ہون اور محمد صلعم تمھارا نبی ہو اور علی تمھارا
(ایضا صفحه ۱۶) — امیر ہے۔

بارھوین | عن انس قال بينما انا عند رسول — انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین مین
الله صلى الله عليه وسلم اذ قال الان — ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
يدخل سيد المرسلين وامير المومنين — مین حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت
وخير الوصيين اذ اطلع علي فقال — مسلمانون کا سردار اور مومنون کا امیر اور اوصیا کا
صلى الله عليه وسلم اللهم والى — بہتر یہان آئیگا ناگہان جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا
والى فجلس بين يدي رسول — اے میرے پروردگار تیرا شکر ہے علی میرے پاس آؤ علی میرے
الله صلى الله عليه وسلم — پاس آئے انس کہتے ہین کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔
يمسح العرق من جبهته و — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک و جبین کا

وجهه بيمينه بروجه علي ويسح العرق من وجه علي بوجهه	عرق اُنکے چہرہ پر اور اُن کے چہرہ کا عرق اپنے چہرہ
بروجهه فقال له علي يا رسول الله انزل في	اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ
شيئ قال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة	آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے
هارون من موسى الا انه لا نبي	آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت
بعدي انت اخي ووزيري وخير	مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسی سے ہارون کی لیکن
من اخلف بعدي تقضي ديني و	کوئی نبی میرے بعد نہیں ہونے والا ہے۔ تو میرا
تنجز وعدي وتبين لهم ما اختلفوا	بھائی اور وزیر ہے جن کو کہ میں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا
من بعدي وتعلمهم تاويل	اُن سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور
القرآن ما لم يعلموا وتجاهدهم	میرے بعد وعدہ کو پورا کرنے والا جن امور میں کہ لوگ
على التاويل كما جاهدتهم على	میرے بعد اختلاف کرینگے تو اسکو رفع کرنے والا ہے
التنزيل۔ (اخرجه الديلمي و	تو انہیں قرآن کی تاویل سکھلائیگا جو وہ نہیں جانتے
ابن مردويه)	ہیں۔ اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا
(ایضا صفحہ ۱۷)	جیسے کہ میں نے تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

تیرھویں

عن عبد الله بن سعد بن ضرارة قال	عبد اللہ بن سعد ضرارہ سے روایت ہے کہ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب
ليلة اسري بي انتهيت الى ربي عزوجل	ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے
فاوحى الي في علي ثلاث انه سيد المسلمين	میری طرف علی کے تین القاب وحی فرمائے کہ مسلمانوں
وامام المتقين وقائد الغر المحجلين (اخرجه الحاكم	کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید دست و پا
وابو نعيم وابن مردويه وابن قانع) (ایضا صفحہ ۱۸)	والوں کا پیشوا ہے۔

چودھوین

عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو نی البقیع الغرقد قال والذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القران کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یشھدون لا الہ الا اللہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا علمہ کما سخط موسی امر السفینۃ وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینہ وقتل الغلام واقامۃ الجدار للہ رضی (اخرجہ الخوارزمی)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد مین تشریف فرما تھے اور مین خدمت اقدس مین حاضر تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ تم مین ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل پر لوگون سے لڑیگا جسطرح سے مین نے قرآن کی تنزیل پر مشرکون سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسلئے اُن سے جہاد کرنا لوگون پر شاق گذرے گا یہانتک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہوجائینگے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امر مین اور لڑکے کے قتل کرنے مین اور دیوار کے بنانے مین حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض تھے حالانکہ کشتی مین سوراخ کرنا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضامندی کے لئے تھا۔ (ایضاً صفحہ ۳۰)

پندرھوین

وعن جابر بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عزوجل یباھی بعلی کل یوم والملٰئکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً صفحہ ۳۰)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز مباہات کرتے ہین یہان تک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مرحبا یا علی

ولھوین

عن عثمان بن عفان قال قال عمرؓ ان الله تعالیٰ خلق ملائکۃ من نور وجہ علی بن ابی طالب

حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو علی کے منھ کے نور سے پیدا کیا ہے

(اخرجہ الاخطب الخوارزمی فی المناقب (ایضا صفحہ ۴۶۳)

ستر ھوین

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلعم وسئل بای لغت خاطبك ربك ليلة المعراج فقال خاطبنی ربی بلغۃ علی فقلت یا رب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شئی لیس کالاشیاء ولا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشباہ خلقتك من نوری وخلقت علیا من نورك فاطلعت علی سرائر قلبك فلم اجد الی قلبك احب من علی بن ابی طالب فخاطبتك بلسانہٖ کیما یطمئن قلبك (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

ایضا صفحہ (۵۰۰)

عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ لوگون نے حضرت سے پوچھا۔ یا رسول اللہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھ سے تو باتین کر رہا ہے یا علی فرمایا اے احمد۔ مین ایک ایسی چیز ہون کہ کسی چیز سے قیاس نہین کیا جاسکتا اور مین لوگون جیسا نہین اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے۔ مین نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے مین تیرے دل کے بھیدوں سے واقف ہون کہ تیرے قلب مین علی سے زیادہ کسی کی محبت نہین پس مین اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

اٹھا رھوین

عن علی قال قال رسول الله صلعم لما اسری بی رأیت علی باب

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم فرماتے تھے شب معراج ہم نے

الجنة مكتوبا بالذهب لا اله — جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا کہ نہیں

الا الله محمد حبيب الله وعلى — ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد خدا کا حبیب ہے

ولی الله وفاطمة امة الله والحسن — علی خدا کا ولی ہے فاطمہ پروردگار کی کنیز ہے

والحسين صفوة الله على باغضيهم — اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی

لعنة الله (اخرجه الدیلمی) ایضا صفحہ ۳۰ — لعنت ہے

انیسویں — عن ابی الحمراء قال قال رسول الله — ابی حمراؓ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلعم

صلی الله علیه وسلم من اراد ان — نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم اور

ينظر الى آدم فى علمه والى نوح فى فهمه — فہم میں حضرت نوح اور حلم میں جناب ابراہیم اور

والى ابراهيم فى حلمه والى يحيى بن — زہد میں حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حملہ میں حضرت

زكريا فى زهده والى موسى بن عمران فى — موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی

بطشه فلينظر الى على بن ابيطالب — ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔

(اخرجه احمد والبو الخیر القزوینی والبیهقی فی فضائل الصحابه ارجح صفحہ ۵۰۴)

بیسویں — عن الحارث الاعور صاحب راية — حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار

على قال بلغنا النبى صلى الله — ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی

عليه وسلم كان جمع من — اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز

اصحابه فقال اريكم آدم — تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ جو

فى علمه ونوحا فى فهمه وابراهيم — علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور

فى حكمته فلم يكن باسرع — حکمت میں جناب ابراہیم ہے کچھ دیر نہیں گذری

من ان اذ طلع على فقال — تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا بثلثة من الرجل بخ بخ هذا الرجل من هو یا رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لك یا ابا الحسن

(اخرجه ابوبکر بن مردویه)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ جو فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے مرحبا ہو ایسے شخص کو اچھا فرمایئے وہ کون ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہیں حضرت ابوبکر کہنے لگے مرحبا ہو تجھ کو اے ابوالحسن"۔

(ایضاً صفحہ ایضاً)

امام فخر الدین رازی کا قول علی افضل البشر ہیں

اس حدیث کے ذیل میں امام فخر الدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

هذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لهؤلاء الانبیاء فی هذه الصفات ولاشك ان هؤلاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابة والمساوی الافضل افضل فوجب ان یکون علی افضل منهم (اربعین فی اصول الدین)

یہ حدیث دال ہے کہ حضرت علیؑ ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے۔ اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء جمیع صحابہ سے افضل تھے اور افضل کا مساوی افضل ہوا کرتا ہے اس لئے حضرت علی بھی ان صحابہ سے افضل ٹھہرے۔

اسی طرح اسی کتاب میں رقم طراز ہیں۔

ثبت بالاخبار الصحیحة ان المراد من قوله تعالی وانفسنا هو علی و

اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیۂ مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں اور یہ بات بھی

معلوم انه يمتنع ان يكون نفس علي هو نفس محمد صلى الله عليه وسلم بعينه فلا بد ان يكون المراد هو المساواة بين النفسين وهذا يفيد ان كل ما حصل لمحمد صلى الله عليه وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثله لعلي ماوراء بعض النبوة ثم لاشك ان محمدا صلى الله عليه وسلم افضل الخلق في سائر الفضائل فلما كان عليا متساويا في تلك الصفات وجب ان يكون افضل الخلق۔ (ت المطالب صفحہ ۲۵۳)

معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعینہ نفس جناب علی علیہ السلام نہیں ہو سکتا پس بالضرور یہاں مساواۃ مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ آنحضرت تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول خدا کبھی افضل البشر ہیں ۔

البینہ | آیۂ وافی ہدایہ :-

ان الذين آمنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خير البرية ۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں ۔

کی یہ تفسیر کی ہے ۔

" ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیر سامنے سے نمودار ہوئے حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المراد ہوں گے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اسی دن سے جب اصحاب حضرت علی کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ آیا

اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہیں۔

(دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

اِس موقع پر ہم اُس مناظرہ کی بھی نقل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو حُرّہ بنت حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارۂ افضلیت حضرات خلفاء ثلثہ رضؓ اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے:-

مُناظرہ حُرّہ اور حجّاج

مناظرہ حرہ و حجاج بن یوسف

اورد الصدوق طاب ثراه نقلا	صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل
عن جماعة ثقاة قال لما وردت حرّة	کرتے ہیں کہ جب حرہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف
بنت حليمة السعدية رضی الله عنها	ثقفی کے پاس آئیں اور اسکے سامنے بیٹھیں تو حجاج
علی الحجاج بن يوسف الثقفی وجلست بين	نے کہا اے حرہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ
يديه فقال لها انت حرة بنت حليمه	کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر فضیلت دیتی ہے اسنے
قد قيل عنك انك تفضلين عليا على	کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے میں تو فضیلت
ابی بكر وعمر وعثمان فقالت لقد كذب	دیتی ہوں علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ
الذی قال انی افضله علی آدم ونوح	و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰؑ بن مریمؑ پر
ولوط وابراهيم وموسیٰ وداؤد و	حجاج نے کہا تجھپر وائے ہو میں تجھسے صحابہ پر
سليمان وعيسی بن مريم فقال لها ويلك اقول	فضیلت دینے کی وجہ سے بازپرس کرتا ہوں تو اُن
لك انك تفضلينه علی الصحابة فتزيدين عليهم	آٹھ انبیا کو اور زیادہ کرتی ہے اگر تو نے اپنی
ثمانية من الانبياء فان لم تاتنی ببيان ما قلت الا ضربت	حجت نہ بیان کی تو میں تیری گردن اُڑا دوں گا

عنقك فقالت ما انا فضلت علی هؤلاء	حرہ نے کہا کہ میں نے انھیں ان انبیا پر فضیلت نہیں
الانبیاء بل الله عز وجل فضله فی	دی بلکہ خدا نے قرآن میں ان پر فضیلت دی ہے
القران علیهم فی قوله فی حق آدم	خداوند عالم آدم کے حق میں فرماتا ہے جس کا حاصل
فعصی آدم ربه فغوی وقال فی	یہ ہے پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان
حق علی وکان سعیهم مشکورا	اٹھایا اور علی کے حق میں فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
فقال احسنت یا حرة فبم تفضلینه	ان کی کوشش وسعی قابل شکریہ ہے حجاج نے کہا
علی نوح ولوط قالت الله تعالی فضله	احسنت۔ مگر نوح اور لوط پر کس طرح فضیلت ہے اسنے کہا
علیهما بقوله ضرب الله مثلا للذین	کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل
کفروا امرأة نوح وامرأة لوط کانتا	یہ ہے کہ خداوند تعالی کفار کیلئے زوجۂ نوح ولوط کی تمثال
تحت عبدین من عبادنا صالحین	بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندوں کی ماتحت
فخانتاهما وعلی بن ابی طالب	تھیں اور انھوں نے ان کی خیانت کی اور علی
کانت زوجته بنت محمد فاطمة	ابن ابیطالب کی زوجہ فاطمہ زہرا ہیں جنکی رضامندی
الزهرا التی یرضی الله لرضاها و	سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا
یسخط بسخطها فقال الحجاج احسنت	ہے۔ حجاج نے کہا احسنت۔ اب ابو الانبیا ابراہیم
یا حرة فبم تفضلینه علی ابی الانبیاء	پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا انکے بارہ میں
ابراهیم خلیل الله فقالت الله	ارشاد خدائے تعالی ہے جسکا حاصل یہ ہے ابراہیم نے
یفضله بقوله قال ابراهیم رب	کہا اے پروردگار مجھے دکھادے تو کیونکر مردہ کو زندہ
ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن	کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا عرض کیا کہ
قال بلی ولکن لیطمئن قلبی	ہاں ایمان تو لایا ہوں لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں

وامیر المومنین قال قولا لم یختلف	اور امیر المومنین کا یہ ارشاد ہے جس میں کسی مسلمان نے
فیہ احد من المسلمین لو کشف الغطاء	اختلاف نہیں کیا کہ اگر پردے اٹھا دئے جائیں پھر
لما ازددت یقینا. وھذہ کلمۃ	بھی میرے یقین میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کلمہ
لم یقلہا احد قبلہ ولا بعدہ قال احسنت	وہ ہے کہ نہ آپ سے پہلے یہ کلمہ کسی نے کہا نہ ان کے بعد
یاحرۃ فبم تفضلینہ علی موسی کلیم اللہ	حجاج نے کہا احسنت۔ مگر موسیٰ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت
قالت یقول اللہ عزوجل فخرج منہا	دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ خداوند عالم موسیٰ کے بارے میں
خایفا یترقب قال رب نجنی من	بیان کرتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر سے
القوم الظلمین وعلی بن ابی طالب	خوف کھا کر نکلے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے
بات علی فراش رسول اللہ صلی اللہ	اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے ظالمین سے نجات دے
علیہ والہ لم یخف حتی انزل اللہ	اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے
فی حقہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء	اور خدا نے ان کے حق میں آیت نازل فرمائی
مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد" قال	جسکا حاصل یہ ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا
احسنت یاحرۃ قال فبم تفضلینہ علی	کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہو۔ حجاج نے کہا
داؤد قالت اللہ فضلہ علیہ بقولہ یا	احسنت یا حرہ اب داؤد پر کس طرح فضیلت دیتی ہو
داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض	اُسنے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
فاحکم بین الناس بالحق ولا	جسکا حاصل یہ ہے کہ۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر
تتبع الھوی" قال لھا فای شیئ	خلیفہ مقرر کیا ہے لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کر
کانت حکومتہ قالت فی رجلین	اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر حجاج نے کہا ان کا
احدھما کان لہ کرم	فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے ایک کا باغ

وللآخر غنم فعثت الغنم في كرم	انگورون کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریان
فرعته فاحتكما الى داؤد فقال	رات کو بکریان آکر انگور کی بیلین کھا گئین۔ یہ
تباع الغنم وينفق ثمنها على الكرم	دونون داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے اُنھون نے
حتى يعود على ما كان عليه فقال له	کہا کہ بکریان بیچ کر ان کی قیمت انگورون پر خرچ
ولده يا ابت بل ياخذ من لبنها و	کی جائے تا کہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائین اسوقت
صوفها فقال الله عز وجل ففهمناها	اُنکے بیٹے سلیمان نے کہا کہ اے پدر بزرگوار بلکہ انکے
سليمان وان مولانا امير المومنين	دودھ کی قیمت خرچ کیجائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ
عليه السلام قال سلوني عما فوق	جسکا حاصل یہ ہے کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا
العرش سلوني عما تحت الارض	اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ
سلوني قبل ان تفقدوني وانه	پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزین سوال کرو مجھسے
عليه السلام دخل على النبي صلى الله	زمین کے نیچے کی چیزون کا اور سوال کرو مجھ سے قبل
عليه وآله وسلم يوم فتح خيبر	اسکے کہ تم مجھکو گم کرو اور جس وقت کہ آپ بروز فتح خیبر
فقال النبي صلعم افضلكم	خدمت رسول اللہ مین آئے تو رسول اللہ نے
واعلمكم علي فقال لها احسنت	فرمایا کہ تم مین سب سے افضل اور اعلم علی ہے حجاج
يا حرة فبم تفضلينه على سليمان	نے کہا احسنت۔ مگر سلیمان پر فضیلت کیونکر ہو سکتی ہے
فقالت الله فضله بقوله رب	اُسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
هب لي ملكا لا ينبغي لاحد	جسکا حاصل یہ ہے سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھے
من بعدي" ومولنا	ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو اور
عليه السلام قال يا دنيا	مولانا امیر المومنین نے فرمایا کہ اے دنیا مین نے تجھے

طلقتك ثلثا الا رجعة لى فيك فعند	تین طلاق دیے ہیں میں تجھ سے رجوع نہیں کرسکتا
ذلك انزل الله عليه تلك الدار	اسوقت آپکی شان میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی
الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فى	جسکا حاصل یہ ہے۔ یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے
الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين قال	ہے جو زمین میں بلندی نہیں چاہتے اور نہ فساد
احسنت يا حرة فلم تفضلينه على عيسى	چاہتے ہیں اور حسن عاقبت متقین کے واسطے ہے۔
بن مريم قالت الله فضله اذ قال الله يا	حجاج نے کہا احسنت مگر عیسیٰ پر فضیلت کی کیا دلیل
عيسى انت قلت للناس اتخذونى و	ہے اسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ
امى الهين من دون الله قال سبحانك	فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ اے عیسیٰ کیا تو نے
الاية وعلى بن ابيطالب لما ادعوا	لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا
النصيرية فيه ما ادعوا لم يعاتبه الله	بنا لینا عیسیٰ نے کہا خداوندا تیری ذات پاک ہے الخ
سبحانه۔ فقال احسنت يا حرة	اور علی بن ابی طالب کیلئے نصیریوں کا دعوے
خرجت من جوابك ولولا ذلك	معلوم ہے مگر خدا نے علی بن ابیطالب سے اسکی پرسش
لما كان ذلك۔	نہیں کی حجاج نے کہا احسنت یا حرہ تو اپنے جواب
ثم اجازها واعطاها وسرحها	سے عہدہ برآ ہوئی اگر ایسا نہوتا (علی میں یہ صفات
سراحا جميلا۔	نہوتے) تو ایسا کلام نہ کرسکتی پھر اسے جائزہ دیا
	اور انعام دیا اور اچھی طرح سے رخصت کیا

علمائے
ل رسول پہ
وتے اور —
ملتب

صد حیف کہ جن خاصان الٰہی کے پیش خدا و رسول یہ مرتبے اور درجے۔ یہ عزت و منزلت ہو کہ اُن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جن کی مودت اجر رسالت قرار پائے اور جو باعث ایجاد دو عالم ہوں جن پر صلوٰۃ کا بھیجنا ایسا لازمی اور ضروری ہو کہ نمازوں میں تشہد کا خاتمہ قرار دیا جائے

افسوس کہ ہمارے بھائی احکام خدا و رسول کو پس پشت ڈالکر ان اصحاب کو وصی رسول اور آل رسول پر فضیلت دین - جنکے ایمان و اسلام اور اعمال و افعال پر خود طعنہ زن ہوتے ہین - واحسرتا کہ جو خاصان خدا حسب احکام خدا و رسول کل امت پر ہادی و پیشوا ہون اُن کی منزلت اور وقعت اصحاب کی بدولت ایسی گھٹے کہ عوام الناس انکو پہچان نہ سکین کہ یہ آل رسول سے ہین - چنانچہ صواعق محرقہ مین طبرانی سے روایت ہے -

جب امام زین العابدین علیہ السلام بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام اسیر ہو کر ملک شام مین آئے تو دمشق کے رستہ مین ایک شامی نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ قتل کئے گئے - آپ نے فرمایا اے شخص کیا تو نے آیۂ کریمۂ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ " نہین پڑھی - یہ سُنکر اُسنے بہت تعجب سے عرض کیا کیا وہ لوگ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ لوگ ہین - حضرت نے فرمایا ہان وہ ہم ہی ہین -

پس جبتک خلفا کا دور دورہ رہا آل محمدؐ کے نام و نشان اور عزت و منزلت مٹانے مین کوشان رہے انجام کار کے علماء اہلسنت کو جنھون نے باوجود اعتراف اس امر کے " باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت ہست کہ پیغمبر صلعم فرمود انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی - پس پیغمبر مارا باین دو چیز عظیم القدر حوالہ فرمودہ است " خدا و رسول کے احکام کو بھلا سمجھ کر دوسرون کو اپنا ہادی و پیشوا ٹھہرا لیا اور باوجود اس اقرار کے " مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ (قرآن و عترت) نماید گمراہ و خارج از دین است " اپنے مذہب کو سچا اور اُس فرقے کے مذہب کو جو اپنے رسول کی وصیت کے بموجب قرآن و عترت کو اپنا امام و مقتدا مانتا ہے جھوٹا بتاتے ہین - اور اپنے پیشواؤن کے نقش قدم پر چل کر آل محمدؐ کے درجے اور مرتبے گھٹانے مین ساعی رہتے ہین -

المختصر ہمارے سنی بھائیون کا عمل اگر خدا و رسول کے احکام کے موافق ہوتا تو آل رسول سے منحرف ہوکر غیرون کو اپنا امام و خلیفہ نہ بناتے اور ان حضرات کو شاہ ولایت خاتم الاوصیا غالب کل غالب

علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دیتے جن کی شان مین حسب اقوال مفسرین و محدثین اہلسنت تین سو آیات الٰہی نازل ہوئی ہین۔ جس کی شان مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ علی خدا کا ولی ہے۔ علی وہ ہے جس کو خداے تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ علی وہ ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ علی کرار غیر فرار اور قاسم جنت و نار ہے۔ خدا نے مجھے اور علی کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ علی میری کل امت پر ایسا آقا اور امام ہے کہ جس کی امامت پر خدا نے دین اسلام کی تکمیل کی ہے۔ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون علی مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے علی کا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا مین عبادت ہے۔ علی اور قرآن تا حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے علی روز محشر ساقی کوثر ہے۔ علی میدان حشر مین لواء حمد کا حامل ہے علی کا دوست جنتی اور دشمن اُس کا دوزخی ہے نہین پہچانا کسی نے علی کو مگر مین نے اور خدا نے۔ اور نہین پہچانا مجھے اور خدا کو کسی نے مگر علی نے۔ علی وہ ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ

وہ دست حق اسد اللہ سرور غالب | سپہر اوج امامت کے اختر ثاقب
امام دہر مددگار حاضر و غائب | ابو الائمہ و لخت دل ابو طالب

ملے علیؑ کو وہ رتبے جو مصطفےٰ کو ملے
شرف انھین کے سب اولاد مرتضےٰ کو ملے

دیگر

کس منھ سے کرین آل پیمبر کی ثنا ہم | مشکل ہے کہ اک کوزہ مین دریا ہو فراہم
جب معترف عجز ملائک ہین تو کیا ہم | وہ غیرت خورشید جہانتاب۔ سہا ہم

عاجز کی زبان اور ثنا حق کے ولی کی
ذرّے کو یہ کُن سے تو کرے مدح علی کی

چنانچہ کتب اہلسنت مین یہ حدیث ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول	ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان	صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا
البحر مدادا والاشجار اقلاما و	سیاہی اور کل درخت قلم بنجائین اور سب انسان
الانس کتابا والجن حسابا ما احصوا	کاتب اور تمام جن محاسب ہون تب بھی اے علی تمھارے
فضائلك یا ابا الحسن	فضائل کا شمار نہ کر سکین گے (ارجح المطالب صفحہ ۱۱)

بعض شعرا امام شافعی رہ کی ارادت وعقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہین :۔

لو ان المرتضی ابدی محلہ	لکان الخلق طرا سجدا لہ
اگر علی مرتضے اپنا محل ومقام ظاہر کرتے تو	عموما خلق آپ کو سجدہ کرتی
کفی فی فضل مولانا علی	وقوع الشك فیہ انہ اللہ
مولا علی کے لئے یہ فضیلت کافی ہے	انکے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہین
ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربہ ام ربہ اللہ
شافعی مرگیا مگر یہ نہ سمجھا کہ	اس کا رب اللہ ہے یا علی

اس موقع پر ہم اُس مہتم بالشان مناظرہ کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتے جو خلیفہ مامون رشید اور اسحق وغیرہ چالیس علما اکابر اہلسنت سے ایک ہی جلسہ مین ہوا تھا۔ اور یہ وہ مشہور مناظرہ ہے جو تمام وکمال کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر مین درج ہے۔ اس کتاب کا مصنف شہاب الدین احمد ہے۔

اور جناب مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صفحہ ۲۰۰ مین مامون کے اس مناظرہ کو کتاب مذکور سے نقل فرما کر مصنف کے اعتبار کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"شہاب الدین احمد کا ۱۱ امام جلیل القدر ہونا اکابر اہلسنت نے مثل ابونصر علی کے کتاب الاکمال مین اور علامہ ابن خلکان کے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین ابو الفدا کے تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین اور علامۂ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ کے تسلیم کیا ہے۔

اگر جناب ممدوح کے بیان پر اسوجہ سے کہ وہ علماء اامامیہ سے ہین اطمینان نہو تو شمس العلما مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تحریر جو الفاروق مین ہے ملاحظہ فرمائین کہ اُنھون نے اِس مناظرہ کی تصدیق اِس شدومد سے کی ہے کہ

"مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس مین اُسکا یہ دعوے تھا کہ تمام صحابہ مین حضرت علےؑ افضل ترین بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحیٰی بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اِس دعوے کے مخالف تھے اور ادھر مامون سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی صبح سے تقریبًا دوپہر تک دونون فریق مین مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر انصاف یہ ہو کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔

اِس مشہور مناظرہ کو جناب مولوی علی حیدر صاحب نے اپنے رسالۂ الکلام" ماہ شوال ۱۳۲۳ھ مین اصل کتاب سے نقل کر کے مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ ہم رسالۂ مذکور سے اُس مناظرہ کا ترجمہ اِس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

فضیلت جناب امیرؑ مین مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحیٰی بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستون کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علماء فقہ کو لیکر اُسکے دربار مین حاضر ہون۔ جو

پختہ عقل و فہم کے ہون اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دین۔

پس تم لوگ اُن علما کے نام پیش کرو جو تمھارے خیال مین مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہون" یحییٰ کے حکم کی تعمیل مین ہم لوگون نے چند علما کے نام پیش کئے اور کچھ لوگون کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علما کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہان تشریف لائین۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحییٰ کے یہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہن کر ہم لوگون کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم سب لوگ سوار ہوکر قصر مامون الرشید کے دروازے پر پہونچے جہان ایک دربان کھڑا تھا۔ جس نے ہم لوگون کو دیکھ کر کہا" ابو محمد! (یحییٰ) خلیفہ دیر سے آپ کے انتظار مین ہین" بعد ازان ہم لوگون کو مکان مین لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز مین مشغول ہوے لیکن ابھی تمام نہین کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہونچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف لے چلین۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی لباس پہنے۔ دوشالہ اُوڑھے پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوے اپنی مسند پر جلوہ افروز ہے۔ ہم لوگون نے وہان پہونچنے پر کھڑے ہوکر سلام کیا۔ جسکا جواب دیکر اُسنے بیٹھنے کو کہا۔ اور جب ہم مطمئن ہوکر بیٹھ چکے تو اپنے مسند سے اُترا۔ اور اپنے عمامہ اور دوشالہ کو اُتارکر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا" مین نے ان چیزون کو اس لئے اُتارا ہے کہ آپ حضرات بھی اپنے بدن سے اِن پُرتکلف کپڑون کو اُتار دین۔ ہان مین نے موزہ نہین اُتارا کیونکہ اس کی وجہ آپ حضرات جانتے ہین اور جس کو نہ معلوم ہو اُسے مین ابھی بتا دون"

بعد ازان مامون نے اپنے پَیرون کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا" آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی موزہ۔ اور دوشالہ اُتار کر رکھ دین اور بے تکلف ہو بیٹھین" لیکن اسمین ہم لوگون نے تامل کیا تو یحییٰ بن اکثم نے کہا" آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہین اُسکے بجالانے مین آپ لوگ کچھ بھی پس وپیش

نہ کرین" تب ہم سب نے کنارہ جا کر اپنے موزے ٹوپیان اور دوشالے اتار دیئے۔ اور مامون کی خدمت مین پھر آکر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہو گئے تو مامون نے کہا "حضرات علما! مین نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کیلئے زحمت دی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آپ حضرات سے اُس مذہب کے متعلق مناظرہ کرون جس پر مین ہون اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہون"

ہم لوگون نے یہ سنکر متفق اللفظ کہا "بہتر ہے حضور مناظرہ کرین۔ خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائے"

بعدازان اِس طرح مناظرہ شروع ہوا:۔

مامون :۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد علیؑ ابن ابیطالب سارے خلفا سے افضل۔ اور کل آدمیون مین خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

اسحٰق :۔ آپ نے حضرت علیؑ کے بارے مین جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ہم لوگون کو تو حضرت علیؑ کی ذات مین کچھ نہین معلوم ہوتی۔ اور جب مناظرہ کے لئے بلایا ہے تو اِس دعوے کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون :۔ اسحٰق! اچھا، خواہ مین تم سے سوال کرون۔ خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کرون)

اسحٰق :۔ نہین مین ہی حضور سے سوال کرتا ہون"

مامون :۔ اچھا۔ پوچھو"

اسحٰق :۔ حضور نے یہ کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علیؑ بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس۔ اور اُن سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے"؟

مامون :۔ اسحٰق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل مین بڑھ جاتے ہین اور افضل کہلاتے ہین"؟

اسحٰق :۔ اعمال صالحہ کے سبب سے"

مامون :- ہان سچ ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ مین سب سے افضل رہا ہو لیکن بعد رسول خدا صلعم کے دوسرے لوگ اُس سے زیادہ افضل اعمال بجالائین تو کیا شرف وفضل مین یہ لوگ اُس سے بڑھ جائین گے ؟

اسحٰق :- کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا۔

مامون :- "اسحٰق! تم جواب مین تو ہان کہہ ہی نہین سکتے کیونکہ پھر مین اس زمانہ مین ایسے لوگون کو بتاؤن گا جن کو اُن سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم وصلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ کے بجالانے کا موقع ملتا ہے تو چاہیئے کہ سب لوگ بھی اُنسے افضل ہوجائین !"

اسحٰق :- حضور! بیشک زمانہ رسولؐ خدا مین جو شخص افضل تھا اُسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہین ہو سکتا

مامون :- اسحٰق! اچھا۔ اب دیکھو کہ تمھارے صحابہ کرام۔ تابعین۔ محدثین۔ اور وہ علما جن کو ہم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین حضرت علیؑ بن ابیطالب کے فضائل مین کتنی اور کیسی کیسی حدیثین روایت کرتے ہین۔ پھر اُن احادیث سے مقابلہ کرو۔ اُن احادیث کا جو فضائل ابوبکرؓ مین محدثین سے تم کو ملی ہین۔ اگر وہ فضائل علیؑ کے برابر ہی ہون تو بیشک تم یہ دعوے کرو کہ ابوبکرؓ افضل تھے علیؑ سے نہین خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکر وعمر دونون کو جمع کرو۔ اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہین۔ بلکہ صرف برابر ہی نکلین فضائل علیؑ سے جب بھی تم کو حق ہوگا ابوبکرؓ وعمرؓ کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا!

نہین خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر۔ وفضائل عمرؓ وفضائل عثمانؓ کو جمع کرو۔ اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بیشک کہو کہ یہ سب افضل تھے علیؑ سے!

نہین خدا کی قسم!!! بلکہ عشرۂ مبشرہ کے فضائل کو (جنکے جنتی ہونے کی گواہی رسول خدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علیؑ بن ابیطالب کے فضائل سے زیادہ ہوگئے،

اُن کے برابر بھی ہو جائین۔ اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ میزان نہ جھکے تو بیشک تمہارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیر المومنین علیؑ سے (ورنہ اِس خیال باطل سے باز آؤ)

مامون ۔ اسحق! اچھا ان سب کو جانے دو۔ یہ بتاؤ۔ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا؟

اسحق ۔ خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا۔

مامون ۔ کیا اِسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا؟

اسحق ۔ بیشک تھا۔

مامون ۔ کلام مجید کے اِس آیہ والسابقون السابقون اولٓئک المقربون" پڑھو۔ اس مین" سابقون" سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اِسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحق ۔ حضور! علیؑ تو کمسنی مین مسلمان ہوے تھے۔ جب کہ آنحضرت اِن کو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابو بکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے۔ جب اُن سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون ۔ اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا۔

اسحق ۔ بیشک ابو بکر سے پہلے علیؑ نے اِسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ (کہ وہ کمسن تھے)۔

مامون ۔ ہان ٹھیک ہے (کہ علیؑ کمسنی مین مسلمان ہوے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علیؑ آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا بذریعہ الہام خدا؟ اتنا اسحق کا سننا تھا کہ مامون کے اِس سوال سے پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اِس صورت مین علیؑ کو آنحضرت سے بھی بڑھا دو گے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا

بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اِسلام کو جانا۔

اسحٰق :- بیشک علیؑ کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اِسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون :- تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرتؐ نے خدا کے حکم سے علیؑ کو اسلام کی دعوت دی ہو گی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہو گی (کہ علیؑ تم مسلمان ہو جاؤ ،، اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق ! رسول خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کلام کرنے کا الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارے مین فرماتا ہے " وما انا من المتکلفین" (کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانے والا نہین ہون)۔

اسحٰق :- بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرتؐ نے علیؑ کو دعوت دی تھی۔

مامون :- تو کیا خداے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جسپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق :- معاذ اللہ ہرگز نہین "

مامون :- اسحٰق ! تم نے جو کہا کہ علیؑ کمسنی مین اسلام لائے جب اُنپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اِس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دے کر ایسے امر کی تکلیف دی جو اُن کی طاقت سے باہر تھا۔ پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہین ہوتی ؟ اور کیا آنحضرت کا اُن کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا ؟ کیا تم اس امر کو آنحضرتؐ کے بارے مین کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق " معاذ اللہ ! ہرگز نہین "

مامون :- تو ثابت ہوا کہ تم اِس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دے کر تمام مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے علیؑ کو اُن سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

فضائل کو سمجھیں ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچوں کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچوں کو بھی آنحضرتؐ نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق:۔ "بیشک"

مامون:۔ "تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے اہل وعیال۔ اعزہ واقربا سے کسی اور بچہ کو بھی اسلام کی دعوت دی ہیں یہ سوال اسلئے کرتا ہوں کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق:۔ "مجھ کو معلوم نہیں لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہیں؟

مامون:۔ "اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اُسکے بارے میں قیامت میں تم سے سوال کیا جائے گا؟

اسحٰق "نہیں"

مامون:۔ "تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیوں کرتے ہو (یعنی جب تم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور بھی کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیوں کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہیں دی یہ فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق:۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنا"

مامون:۔ ہاں سچ ہے۔ تو جہاد میں جو خدمات علیؑ نے کی ہیں کیا تم اُن کو اصحاب رسولؐ سے کسی اور میں بھی پاتے ہو"؟

اسحٰق:۔ "کس جنگ میں"؟

مامون:۔ "کسی جنگ میں"

اسحٰق "۔ اچھا جنگ بدر کو لیجئے"۔

مامون "۔ خیر یہی سہی۔ کیا اِس جنگ مین بھی علیؑ کی خدمات کے مقابلہ مین دوسرون کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہین پاتے؟ بتاؤ تو اسمین کتنے آدمی قتل ہوے تھے"؟

اسحٰق "۔ کچھ اوپر ساٹھ مشرک"۔

مامون "۔ او۔ انمین تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کسقدر تھے"؟

اسحٰق "۔ یہ تو مین نہین جانتا"۔

مامون "۔ مجھ سے سنو تیئیس ۲۳ یا کم از کم بائیس ۲۲ اور چالیس ۴۰ باقی کل لشکر اسلام کے"۔

اسحٰق "۔ حضور! یہ بھی تو دیکھین کہ ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ مین تھے"۔

مامون "۔ ہان لیکن وہان بناتے کیا تھے"؟

اسحٰق "۔ تدبیر سوچ رہے تھے"۔

مامون "۔ واے ہو تم پر۔ آنحضرتؐ سے علٰحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرت کے ساتھ؟ اگر حضرت کے ساتھ تھے تو آیا حضرت نے اِن کو اپنا شریک کر لیا تھا یا اُن کی راے کے محتاج تھے اِن تین صورتون مین سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق "۔ معاذ اللہ! نہ حضرت سے علٰحدہ سوچتے تھے نہ حضرت کے شریک ہو کر اور نہ آنحضرت اِن کی راے کے محتاج تھے۔؟

مامون "۔ بھائی! تو آخر عریشہ مین بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرت کی حفاظت مین تلوار سے لڑ رہا ہو کیا وہ اِس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہو گا؟

اسحٰق "۔ حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا علیؑ کی خصوصیت کیا تھی؟

مامون "۔ ہان یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہو آنحضرت اور آپکے ساتھ

جہین سے بیٹھنے والون کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے تو ضرور ہی افضل ہے۔ کیا تم نے کلام مجید مین نہین پڑھا ہے "لایستوی القاعدون من المؤمنین الخ یعنی معذور لوگون کے سوا گھر مین بیٹھ رہنے والے اور جان ومال سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہین ہو سکتے (بلکہ جان ومال سے جہاد کرنے والون کو گھر مین بیٹھے رہنے والون پر درجہ مین خدا نے فضیلت دی ہے اور اگرچہ خدا نے سب ایمانداروں سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والون کو خانہ نشینون پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔
(سورۂ نساء آیۂ ۹۵)

اسحق :- لیکن ابو بکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ مین آئے تھے)

مامون :- تو جو لوگ اس جنگ مین آئے ہی نہین انپر ابو بکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہین ؟

اسحق :- ضرور تھی :-

مامون :- اسی طرح جس نے اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈال کر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابو بکر اور عمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے) :-

اسحق :- ہان یہ بھی درست ہے :-

مامون :- اسحق ! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہو گے ؟

اسحق :- جی ہان :-

مامون :- ذرا سورۂ ہل اتی تو مجھے سناؤ :-

اسحق کہتا ہے کہ مین نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا تک پہونچا تو مامون نے کہا۔

مامون :- ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہان یہ آیات کس کی شان مین نازل ہوئی ہین ؟

اسحق :- علیؑ بن ابیطالب کی شان مین :-

مامون "۔ کیا تم کو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا" انما نطعمکم لوجہ اللہ"، اور کیا تم نے سُنا ہے کہ جیسے خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحٰق "۔ نہ علیؑ نے" انما نطعمکم لوجہ اللہ" کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن مین نازل ہوئی"۔

مامون "۔ ہان سچ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہین کہ عشرۂ مبشرہ جنتی ہین"۔

اسحٰق ۔ ہان گواہی دیتا ہون"۔

مامون "۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین یہ حدیث صحیح ہے یا نہین یا آنحضرت نے اس کو فرمایا یا نہین تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہوجائے گا؟

اسحٰق "۔ معاذ اللہ ہرگز نہین"۔

مامون "۔ اچھا اب اگر وہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین۔ سورۂ ہل اتٰی خدا کا کلام ہے یا نہین۔ تو اس کہنے سے وہ کافر ہوجائے یا نہین؟

اسحٰق "۔ ہان ضرور ہوجائے گا"۔

مامون "۔ تو دونون قولون مین فرق کی وجہ بتاؤ! اچھا اسحٰق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "۔ جی ہان"۔

مامون "۔ تمھین حدیث طیر کا بھی پتہ ہے"۔

اسحٰق "۔ جی ہان ہے"۔

مامون "۔ بیان تو کرو"۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث طیر کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔

مامون "۔ اسحٰق! مین تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہین ہو لیکن اب حق سے تمھاری

دشمنی واضح ہوگئی۔ تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ؟

اسحٰق :۔ ہان یقین ہے کیونکہ اِس کی روایت اُن محدثین نے کی ہے جن کی حدیثین رد نہین ہوسکتین۔

مامون :۔ تو تمھاری سمجھ مین یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسولؐ مین علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُسکو تین امرین سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا یا یہ کہ آنحضرت کی دعا خدا نے قبول نہین کی (یعنے خدا نے اُس شخص کو نہیں بھیجا جس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ کہ افضل خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ اُس نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اُسی کو بھیجنا چاہیئے تھا تاکہ معلوم ہوتا خدا اسی کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو فضل و مفضول مین تمیز نہین تھی کیونکہ اُس نے علیؑ ہی کو بھیجا۔ پس تم اِن تینون باتون سے کس کے قائل ہوتے ہو؟ (اسحٰق کہتا ہے کہ یہ سنکر مین پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا)۔

"اسحٰق ! اِن تین باتون سے تو کسی کے تم قائل نہین ہوسکتے ورنہ مین تم سے توبہ کراؤن گا۔ ہان کوئی چوتھی صورت اسکی تا دیل مین ہو تو بیان کرو۔

اسحٰق :۔ اس کے جواب سے مین عاجز ہون لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے ؟

مامون :۔ بیشک کیونکہ اگر اُن مین کوئی بھی فضل نہو تو یہ کہنا ہی لغو ہوجائے کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہین اس لئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جس مین دوسرے سے زیادہ فضل ہو یعنی مفضول مین کم اور افضل مین زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اُس وقت تم کو اُن دونون مین فضیلت سوجھی۔

اسحٰق :۔ آیۂ غار جس مین ارشاد ہے " ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا " اس مین خدا نے ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا "

مامون "۔ اسحق ! مین تمھین کسی مشکل راہ کی طرف نہین لے چلون گا۔ بیشک خدا نے ابو بکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔ لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا قول یہ ہے " فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ" یعنی اُس کا ساتھی جو اُس سے باتین کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اُس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔ (سورۂ کہف آیۂ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحق ۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے ۔

مامون "۔ یہی تو مطلب ہے کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اِس سے وہ شخص افضل المومنین نہین ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہین)

اسحق "۔ حضور ! ابو بکر کی شان کا آیۂ غار نہایت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو مین کے دوسرے (پیغمبر) اُسوقت جبکہ یہ دونون غار مین تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن واندوہ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔

مامون "۔ اسحق ! جبتک مین تمھاری پوری خبر نہ لون گا تم مانو گے نہین ۔ اچھا بتاؤ ابو بکر کا حُزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب "؟

اسحق "۔ یہ حزن آنحضرت کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے مین ابو بکر کو خوف و غم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو "۔

مامون "۔ میرے سوال کا جواب یہ نہین ہے بتاؤ کہ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب "۔

اسحق "۔ خدا کی رضا تھی "۔

مامون "۔ تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگون کی طرف ایسا رسول بھیجا جو رضاے خدا سے لوگون کو منع کرتا تھا "۔

اسحق "معاذ اللہ یہ کیونکر؟

مامون "کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ ابوبکر کا حزن واندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔

اسحق "بیشک کہا ہے"

مامون "تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن میں ہے۔ رسول خدا نے فرمایا "لاتحزن" حزن نہ کرو اس طرح حزن سے منع کیا حالانکہ اس حزن کو تم رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرت مانع رضائے خدا ہوئے

اسحق "معاذ اللہ! مجھ سے کیا غلطی ہو گئی"

مامون "اسحق! میں تمہارے ساتھ نرمی و مدارات سے پیش آتا ہوں شاید تم راہ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ" (خدا نے اُنپر اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسول خدا ہیں یا ابوبکر؟

اسحق "نہیں رسول خدا صلعم مراد ہیں"

مامون "ٹھیک ہے۔ اب آیہ" ویوم حنین" (یعنی خدا نے تمہاری جنین میں بھی کی جب تم اپنی کثرت پر پھولے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہو گیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے رسول اور مومنین پر نازل کی کے متعلق بیان کرو کہ اُمین مومنین سے کون لوگ مراد ہیں؟

اسحق "مجھے نہیں معلوم"

مامون "جنگ حنین میں کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرت کے ہمراہ بنی ہاشم سے سات آدمیوں کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان میں سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرت کی حفاظت میں لڑ رہے تھے عباس حضرت کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپ کو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسول کو

ظفریاب کیا پس مومنون سے اس آیہ مین خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہین جو بنی ہاشم سے اُسوقت حاضر خدمت تھے۔ تواب بتاؤ جو اُسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہے یا وہ لوگ جو جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ اُن کو پایا ہی نہین تا کہ اپنی تسلی اُن پر بھی نازل کرے“؟

اسحق ”نہین افضل وہی شخص ہے جسپر خدا نے اپنی تسلی نازل کی“۔

مامون ”بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار مین تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا اور جس نے اپنی جان ہلاکت مین ڈال کر حضرت کو بچا دیا جس کے سبب سے آنحضرت ہجرت مین کامیاب ہو گئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونے کے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کرکے تم کو بچائین چنانچہ آنحضرت نے علیؑ سے اس کو کہا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا ”علیؑ کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو“؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اس سبب سے مین نہین روتا بلکہ آپ کے سبب سے کہ کہین مصائب مین نہ مبتلا ہون۔ اچھا مین سو رہون تو آپ کی جان بچ جائے گی؟ حضرت نے فرمایا ”ہان ضرور بچ جائے گی“۔ تب علیؑ نے خوش ہو کر کہا ”یا حضرت پھر کیا پروا ہے مین نہایت اطمینان سے سوؤن گا اور انتہاے مسرت سے اپنی جان دونگا اور آپ کو بچاؤن گا“۔ بعد ازان آنحضرت کی خوابگاہ مین تشریف لائے اور حضرت کی چادر اوڑھ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا صلعم ہین اور سب نے یہ طے کر لیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کا ایک ایک وار آنحضرتؐ پر لگائے تا کہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکین اور باوجودیکہ علیؑ مشرکین کے ان کل شورون کو سُن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی

جان لینے پر آمادہ ہین لیکن ان اُمور سے آپ کے ابرو پر ذرا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سوتے رہے حالانکہ ابوبکر ذراسی بات پر غار مین ڈر کر رونے لگے تھے۔ اسیطرح علیؑ نہایت صبر اور اطمینان سے دیر تک سوتے رہے بعد ازان خداوندعالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپ کے پاس بھیجدیا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے صبح کو جب آپ اُٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا محمدؐ کہان ہین ؟ علیؑ نے جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہان تشریف فرما ہین" تب اُن لوگون نے کہا علی معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوے ہو" (یعنی رات ہی سے یہان سوئے ہوئے تھے) پس اسیطرح مرتے وقت تک ہر واقعہ مین علیؑ لوگون سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسیوقت کسی فضیلت مین بھی کسی شخص سے کم نہین ہوے۔ اچھا اسحٰق! تم حدیث غدیر بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق :۔ حضور! ہان :۔

مامون :۔ اُس کو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! تم بھی دیکھتے ہو کہ اِس حدیث نے علیؑ کے بارے مین ابوبکر اور عمر پر اُس چیز کو واجب کیا جو ابوبکر و عمر کے بارے مین علیؑ پر واجب نہین تھی (یعنی ابوبکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ علیؑ کو اپنا مولا سمجھین اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہین ہوا کہ وہ ابوبکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھین۔

اسحٰق :۔ لوگ بیان کرتے ہین کہ اِس حدیث کا باعث زید بن حارث ہے کیونکہ اُس کے اور علی کے درمیان مین کچھ اختلاف ہوگیا تھا جس سے علیؑ کی ولایت کا وہ منکر ہوگیا ہے پس آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"

مامون :۔ تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا "کیا حجۃ الوداع" سے لوٹتے وقت خم غدیر مین نہین فرمایا تھا ؟

اسحٰق :۔ ہان اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا :۔

مامون:۔ تو اگر زید بن حارثہ اِس واقعۂ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہون تو تم کیونکر اِس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دوگے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ مین جو ۸ھ مین، ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے۔ اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے ۱۰ھ کے آخر، مین بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمھارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کا ہو کہے "جو میرا مولا ہے وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اِس بات کو یاد کر لو تو کیا تم کو یہ بُرا نہین معلوم ہوگا کہ تمھارا لڑکا ایسی لغو بات لوگون کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہین اور جس کا انکار بھی نہین کرتے۔

اسحٰق:۔ ضرور بُرا معلوم ہوگا۔

مامون:۔ تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہین کرتے اُسکو رسول خدا صلعم کیلئے پسند کرتے ہو؟ وائے ہو تم لوگون پر اپنے علمار کے بندے نہ ہو جاؤ! خداوند عالم نے کلام مجید مین فرمایا ہے "اتخذوا احبارھم الآیہ" یعنی ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور زاہدون کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورۂ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگون نے نہ علمار و زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُن کا روزہ رکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہین۔ چونکہ اُن علمار نے جو کہا اُسے مان لیا اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا۔ اچھا اسحٰق! تم اِس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی" علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسٰی سے۔

اسحٰق:۔ ہان مین نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگون کو بھی سنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہین۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہین۔

مامون:۔ تو ان دونون مین کون لوگ زیادہ معتمد ہین جنھون نے اِس کو صحیح کہا یا جنھون نے اس سے

انکار کیا؟

اسحق "وہ لوگ جنھون نے صحیح کہا ہے"

مامون "تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحق "معاذ اللہ! ہرگز نہین"

مامون "تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہین ہے [illegible]

اسحق "معاذ اللہ! یہ بھی نہین"

مامون "کیا تم نہین جانتے کہ ہارون حضرت [illegible]؟

اسحق "ہان جانتا ہون۔

مامون "تو کیا علیؑ آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے

اسحق "نہین"

مامون "اور [illegible]

اسحق "بیشک ہے:

مامون "پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے [illegible] تھے حالانکہ ہارون مین یہ دونون صفتین تھین (یعنی ان دونون صفتون مین تو علیؑ ہارون کے مشابہ ہین نہین) تو اب حضرتؐ کے قول "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" کے معنی کیا ہوئے؟

اسحق "آنحضرتؐ نے اِس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ مین اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ ان سے دل مین کچھ ناراض تھے:

مامون "تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علیؑ کو خوش کرنا چاہا؟ اسحق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا، اسحق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید مین صاحت سے موجود ہے

اسحٰق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے" قال موسیٰ لاخیہ ھارون" الایہ یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین میرے جانشین ہو اور اُن کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والون کے طریقہ پر نہ چلنا (سورہ اعراف آیہ ۱۴۲)

اسحٰق "حضور! موسےٰؑ نے ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُسوقت کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اسیطرح رسول خداصلعم نے جنگ تبوک مین جاتے وقت علیؑ کو اپنا خلیفہ اپنی حیات مین کیا تھا"

مامون "نہین نہین تم جو کہتے ہو ایسا نہین ہے۔ بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ ہارون کو خلیفہ کر کے طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "اور تمام اُمت پر اُن کو خلیفہ کیا تھا یا نہین؟

اسحٰق "ہان تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون "لیکن جب آنحضرتؐ غزوہ تبوک مین تشریف لیجانے لگے تو سواے ضعفا و عورات و اطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ مین چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰ تنہا گئے اور رسول خدا صلعم غزوہ تبوک مین مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے۔ دونون مین فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے اور جو دلیل قوی ہے اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اِس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہین کرسکتا اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ مین سمجھتا ہون کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے"

اسحٰق :۔ حضور وہ کیا؟

مامون :۔ یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ " واجعل لی وزیرا الآیہ" یعنی خداوندا!
تو میرے کنبہ والون سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اُن کے ذریعہ سے میری پشت
مضبوط کر دے اور میرے کام مین اُسے میرا شریک بنا۔ تاکہ ہم دونون کثرت سے تیری تسبیح کرین
اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے تم میرے وزیر اور وہ
بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کر دی اور جس کو میرے کام مین شریک کر دیا تاکہ
ہم دونون اُسکی کثرت سے تسبیح کرین۔ اب کیا کسی شخص مین قدرت ہے کہ اس معنی کے علاوہ اور
کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت کا قول باطل ہو نہ وہ مُہمل اور لغو
قرار پائے"؟

اسحٰق کہتا ہے کہ اسیطرح مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ بہت طول ہو گیا۔ اور دوپہر ہو گئی۔ پس یحییٰ
بن اکثم نے کہا حضور نے طالبان خیر کیلئے حق کو واضح کر کے بیان کر دیا اور اپنے دلائل سے اپنے دعوی کو
ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہین کر سکتا ہے" اسحٰق کہتا ہے یہ سنکر مامون ہم لوگون کی طرف متوجہ
ہوا اور کہا " اور تم لوگ کیا کہتے ہو"؟ پس ہم سب لوگون نے کہا " ہم لوگ بھی حضور ہی کے
ہم کلام ہین" تب مامون نے کہا " خدا کی قسم اگر آنحضرت نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ لوگون کی باتون کو
مان لیا کرو تو مین ہرگز تمھاری بات نہ مانتا کیونکہ تم دل سے اسکا اقرار نہین کرتے ہو۔ خداوندا
مین نے ان لوگون کو اچھی طرح نصیحت کر دی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کر دیا۔ خداوندا!
مین محبت و ولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا اور اسی دین کا پیرو ہون" انتہی فقط

اب اس بحث کو ہم قصیدہ مصنفہ جناب شاہ علی حسن اشرفی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار پر

ختم کرتے ہین جسمین جناب امیر علیہ السلام کے مناقب اور ان احادیث کا ترجمہ ہے جو مولائے کونین کی شان مین ہین

قصیدہ

قصیدہ عروۃ الوثقیٰ

بحمد خالق بیچون بنعت صاحب لولا　　کنم قرطاس را گلگون بوصف عروۃ الوثقیٰ
امیر المومنین حیدر سراج السالکین حیدر　　امام المتقین حیدر وصی مصطفیٰ حقا
امام المومنین مولا علی بن ابیطالب　　ان وصی حبیب کبریا و شوہر زہرا
امام المتقین یعسوب دین نام آور صفین　　ید اللہ شاہ مردان شیر یزدان افضل و اعلیٰ
علی کہف الوریٰ جامہ علی شمس الضحیٰ خامہ　　علی بدر الدجیٰ نامہ علی صدر العلا امضا
علی شوق و علی ذوق و علی فوق و علی فائق　　علی نجد و علی مجد علی زہد و علی تقویٰ
علی نبل علی فضل علی کامل علی اکمل　　علی آخر علی اول علی دنیا علی عقبیٰ
علی خیر الوریٰ شوکت محمد مصطفیٰ صولت　　شفیع المذنبین دولت امام المرسلین طغرا
علی و احمد حق گو بمعنی یک بظاہر دو　　نبی در انبیا فرد و علی در اولیا یکتا
محمد رو محمد خو محمد بو محمد جو　　محمد گیسو و ابرو محمد عارض و سیما
نبی عدل و نبی خصلت نبی فیض و نبی احسان　　نبی اصل و نبی نسل و نبی صورت نبی معنیٰ
نبی سیرت نبی خصلت نبی رفعت نبی عظمت　　نبی ہیبت نبی سطوت نبی قوت نبی یارا
نبوت را ازو نصرت ولایت را ازو رفعت　　شہادت را ازو عزت امامت را ازو مبدا
عرب پرنور از رویت عجم مسرور از رویت　　فروغ طور از رویت ہمہ یثرب ہمہ بطحا
زہے عشرت زہے شادی خوشا عرس و دامادی　　نبی منذر علی ہادی نبی اولا علی مولا
روانش حق توانش حق سنانش حق زبانش حق　　علی حق جسم و جانش حق علی یعلو و لا یعلیٰ
شہ دین شہ مردان ز یک نور اند نور افشان　　زہی این زہی آن نبی فرد و علی یکتا

به یاران گفت پیغمبر که وحی خالق اکبر — رساند من و یا حیدر ندارد دیگری یارا

نبی شهر علوم و در علی اش فاتح خیبر — اگر باشی تو خواهش گر ز باب شهر اندر آ

نبی از گفتهٔ داور همه مسدود کرده در — که دائمی شد بمسجد در مگر باب علی مولا

محب ایزد و احمد محبش احمد و ایزد — بود کرارش بیحد بود فرارش عنقی

بی هراسی و جانی به نص خاص قرآنی — خدا اول ولی ثانی نبی ثالث علی مولا

اگر پرسی ز جاه او بخوان من کنت مولاه — بیک معنی است در هر دو درین مولی در آن مولی

عبث در معنی من کنت مولا میدوی هر سو — علی مولا باین معنی که پیغمبر بود مولی

زهی مغرب زهی مطلع یکی اعلی یکی ارفع — نبوت را نبی مقطع امامت را علی مبدا

پس از احمد نبی فایق وجودت مصحف ناطق — ولایت از ازل عاشق امامت تا ابد شیدا

توئی اکرم توئی اعظم توئی عالم توئی اعلم — توئی ارحم توئی اقدم توئی حاکم توئی اقضی

توئی فاروق و هم فایق توئی صدیق و هم صادق — توئی دائم بحق ناطق توئی هر دم بحق گویا

توئی اصل توئی فرع توئی شرع و توئی قرآن — توئی ایمان توئی عرفان توئی رمز و توئی طوبی

توئی شاه و توئی سلطان توئی قیصر توئی خاقان — به بلای قیصر و خاقان ایاز و قنبرت آقا

تو آن بدری که بی نورت بود ناقص مجمع انجم — تو آن صدری که بی رای تو فاسد مجلس شوری

خطاب ای امین الله مخلص را بکن خوشدل

عتاب ای علی من عاداه دشمن را بکن رسوا

اللهم صل علی محمد و آل محمد

فال

پانچوین دلیل

مکہ و مدینہ کی ایسی بزرگی ہے کہ انمین کوئی باطل مذہب جاری نہوگا

اس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے مین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اوران دونون جگہون کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد۔ دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی قائم ہوئی اور مدینہ منورہ مین اُس کی ترقی ہوئی اوران دونون جگہ کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل پھران مین جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذران مین نہ ہوگا۔ پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرون کے رہنے والے اب تک اصحاب کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ جو کچھ اعتقاد ہو اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے۔ پس خدا کے فضل سے اِن دونون شہرون کے رہنے والے بلکہ تمام عرب کے باشندون کا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

اقول

ان مقدس مقامات کی پاکی ترویج مذاہب باطلہ نہین ہے

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متبرک مقام ہونے مین کس کو کلام ہے مگر ان مقامات کی پاکی اور برکت سے یہ لازم نہین آتا کہ اصحاب معلومین بھی تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل تھے بلکہ اسی دلیل سے ان کی فضیلت و خلافت کا بطلان ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ نیز ان مقامون کی بزرگی و پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہوسکتی۔ مکہ معظمہ کی منزلت و حرمت کی ابتدا ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے نہین ہے بلکہ وہ مقام بوجہ بیت اللہ ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے متبرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین مکہ پر وارد ہوے تو آپ کو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ زمین حرم پر ایک گھر بناؤ اور اُسکے گرد طواف کرو پس حسب الارشاد ایک گھر بنایا گیا جب وہ تیار ہوگیا تو خداوند تعالیٰ نے بہشت سے حجر اسود بھیجا۔ جو اِس گھر مین ایک مقام پر رکھا گیا حضرت آدم علیہ السلام اِس گھر کے طواف کیلئے ہر سال ہند سے جایا کرتے تھے۔ پس اگر اُس گھر کی پاکی و برتری مانع ترویج مذاہب باطلہ ہوتی تو لازم تھا کہ امم انبیاے ماسلف اُسکو پاک رکھتین۔ مگر بخلاف اسکے اُنھون نے اُس پاک گھر کو شرک و کفر اور فسق و فجور سے نجس کردیا۔

امم ماسلف کا شرک و کفر سے نجس کرنا

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے گھر مین نجاست کی یہی حالت رہی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تو بیت اللہ طرح طرح کی نجاستون سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ ہمارے گھر کو راکعین و ساجدین و طائفین کیلئے پاک کرو۔ جیسا کہ اس آیۂ وافی ہدایہ سے ظاہر ہے:۔

حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کا پاک کرنا اور پھر اس کا نجس ہونا

وعہدنا الی ابراھیم و اسمٰعیل   اور ابراہیم اور اسمٰعیل سے فرمایا کہ

ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین   ہمارے گھر کو طواف کرنے والون اعتکاف

والرکع السجود   کرنے والون اور رکوع اور سجود کرنے والون کے لئے

سورۃ البقرۃ ع ۱۵   پاک وصاف رکھو ۔

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہین :-

فرمان فرستادیم بسوے ابراہیم و اسمٰعیل کہ   ہم نے براہیم و اسمعیل کے پاس حکم بھیجا کہ ہمارے

پاک سازند خانہ مرا از اصنام و انجاس و خباثت و   گھر کو بتون اور نجاستون اور خباثت [illegible]

[illegible] و جنب و حائض برائے طواف کنندگان ۔   [illegible] طواف کر[illegible] [illegible] پاک وصاف کرو ۔

اور تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ

" حجر اسود جس وقت بہشت سے نازل ہوا تھا اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا ۔ مگر

بنی آدم کی خطاؤن کے باعث سے بوجہ تاثیر دست گنہ گاران سیاہ ہو گیا ۔

جب حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام بیت اللہ کو از [illegible] پاک وصاف [illegible] چکے تو بالقضا اسے زمانہ

حضرت اسمعیلؑ بنی آدم نے اس پاک گھر مین پھر بت پرستی شروع کر دی جب قوم جرہم کا تسلط ہوا تو

وہ بیت اللہ کے تحائف بھی چرا کر لے جاتے تھے ۔ اِن کے بعد دوسری قوم آئی اُسنے تو خانہ کعبہ کو

صنم خانہ ہی کر دیا ۔

یہ حالات تو اس پاک گھر کے قبل ولادت باسعادت حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تھے اب عہد رسالت کی کیفیت سنیئے کہ جب مہر رسالت و قمر نبوت کے نور سے عالم روشن و منور ہوا اُس وقت

تمام دنیا مین عموماً اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین خصوصاً تاریکی شرک و کفر کی پھیلی ہوئی تھی اور بنی آدم

طرح طرح کے مذہبی و اخلاقی برائیون اور خرابیون کے خوگر ہو گئے تھے اور بالخصوص اس پاک جگہ مین جہان

سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوے تھے خاص خدا کے گھر مین اس درجہ بت پرستی ہوتی تھی کہ

بعثت [illegible]
[illegible] سال [illegible]
[illegible]

کفار و مشرکین نے اس کو صنم خانہ بنا رکھا تھا جو تین سو ساٹھ بتون سے بھرا ہوا تھا جن کے نام ہبل "لات" "عزیٰ" وغیرہ وغیرہ رکھے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے بت کو معبود سمجھ کر پرستش کیا کرتا تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز تولد سے چالیس سال تک خدا کے گھر مین ان ناپاکیون کو ملاحظہ کرتے اور تنفر فرماتے رہے۔ چالیس برس کے بعد جب غار حرا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہوا یعنی خداے عز وجل نے آپ کو نبوت و رسالت کا مرتبہ و درجہ بخشا تو آپ نے پوشیدہ طور سے اپنے عزیزون و رشتہ دارون کو اسلام کی دعوت دی جب فرمان الٰہی عام طور سے اعلاء کلمۃ اللہ کیا تو مشرکین و کفار جو اپنے اپنے اصنام ہی کو معبود سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہوگئے اور یہانتک آپ کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائین کہ آخر کار آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ اور اس زمین کو اپنی سکونت سے شرف بخشا بعثت نبوی کے بعد بھی دس سال تک مکہ معظمہ مین بت پرستی کا اس قدر زور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ساتوین برس عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ مین جانا چاہا تو کفار مکہ نے باوجودیکہ چودہ سو اصحاب ہمراہ رکاب تھے جانے نہ دیا۔ چنانچہ آیہ وافی ہدایہ:۔

ومن اظلم ممن منع مساجد	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا
الله ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ	کے سجدون مین اُسکا نام لیے جانے سے (لوگون کو)
فی خرابہا اولئک ماکان لہم ان	روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہوا ایسون ہی
یدخلوہا الا خائفین پارہ اول ع	کو اس مین جانا مناسب نہین مگر سہمے ہوے۔

اسپر شاہد ہے اور اس کا ذکر سورہ فتح مین بھی ہے جس کو انشاء اللہ ہم دوسری جلد مین مفصل لکھین گے جب مکہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح پائی تو ولی خدا نے دوش پاک رسول پر معراج پاکر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک　　علی کے زور کا غل تھا زمین تا افلاک

حسام خوف سے تھے مشرکوں کے دل صد چاک　　اذان جودی تو ہوئے شاد دیدۂ لولاک

حرم میں جس طرف کو اذان کی جاتی تھی

صدائے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

واضح ہو کہ جس طرح امم سابقہ خدا کے گھر کو نجس کرتی رہیں اسی طرح ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کے بعد بھی وہ خانۂ خدا نجس کیا گیا اور کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ سچے اسلام لانے والوں اور پکے ایمان والوں اور انھیں پاک جگہ کے رہنے والوں کے ہاتھ سے ہوا جنکے عقائد کو اہل سنت اصل ایمان سمجھتے ہیں چنانچہ کتب تواریخ میں مثل تاریخ ابن قتیبہ و جذب القلوب وغیرہ منقول ہے کہ　عہد یزید میں مکہ و مدینہ کی بیحرمتی

بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام کہ مدینہ یزید بن معاویہ کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ ہر طرح کی بدعتیں اور فسق و فجور ان مقدس مقامات میں ہونے لگے۔ تین سو باکرہ لڑکیوں کی عصمت لی گئی سات سو مہاجر و انصار اور عام مقتولین جن کی تعداد دس ہزار تک ہے قتل کئے گئے۔ کعبۂ معظمہ تباہ کیا گیا بیت اللہ کو منجنیق سے مسمار کیا۔ بعد موت یزید حصین بن نمیر نے جو یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا عبداللہ بن زبیر کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمیں طواف خانہ کعبہ کی اجازت دو تو اُس نے کہا کہ کیا تم نے بجز اینٹ اور پتھر کے کچھ باقی چھوڑا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں بھی ان پاک جگہوں کی بیحرمتی ہوئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے جس کو عراق اور حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی خاص حرم کعبہ میں عبداللہ بن زبیر کو ذبح کیا کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا گیا۔ پتھروں کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا۔

(دیکھئے تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا وغیرہ)

اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے جس کی نقل یہ ہے :-

"جب عبدالملک نے مصعب بن زبیر پر فتح پائی چاہا کہ فوج عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ میں

بھیجے۔ لوگون نے غور کیا کہ حرم محترم مین جدال و قتال حرام ہے وہان جاکر کیونکر لڑین۔ آخرالامر
حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے سامنے بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ
بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہے۔ عبدالملک نے جانا کہ حجاج کہ جانے کو عبداللہ بن زبیر کے
مقابلہ مین تیار ہے اس نے جلد ایک لشکر حجاج کے باسنام کرکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج
طائف کا رہنے والا تھا وہان کے اور فوج جمع کرکے متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور وہان سرگرم قتال و
جدال ہوا اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم چھوڑ کر نہایت بے ادبی اور گستاخیون پر کمر باندھی
یہان تک کہ تمام حرم محترم کو شہیدون کے خون سے رنگین کیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا۔
(ترجمہ سرالشہادتین صفحہ ۳۹)

اب بھی ان پاک جگھون مین مذہب باطلہ جاری ہین

الغرض اعدائے دین ہمیشہ خدا کے گھر کو از عہد آدم تا ایندم نجس کرتے رہے اور جس طرح انبیائے سلف
کے زمانہ مین پاک مقامات مین مذاہب باطلہ کا رواج رہا اسیطرح بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آجتک بہت سی پاک جگھون مین مذہب حقہ امامیہ اثناعشریہ کے ساتھ دیگر مذاہب بھی مثل زیدیہ۔ وہابیہ۔
اسمٰعیلیہ۔ کیسانیہ۔ حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ صوفیہ۔ قادریہ وغیرہ وغیرہ جاری ہین بلکہ خود فرقہ اہلسنت والجماعت
کے چار مصلے مکہ معظمہ مین قائم ہین یعنی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ شافعی اور باہم ان مین جس قدر اختلاف ہے
وہ ظاہر ہے۔ پس اگر ان پاک جگھون کی پاکی و بزرگی کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب باطل ان مین جاری
نہین ہوسکتا تو یا تو ان کل فرقون اور منافقون کے نفاق اور مشرکین و کفار کے شرک و کفر کو اصل ایمان سمجھین یا
صحابہ کی فضیلت سے دست بردار ہون۔

مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر رہے

الحاصل اگر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی پاکی مستلزم ایمان ہوتی تو ان پاک جگھون مین ایک متنفس
بھی مشرک و کافر نہوتا حالانکہ یہ پاک مقامات از ابتدائے آدم تا ایندم مشرکین و کفار۔ اور منافقین
فاسقین۔ فاجرین۔ ضالین و مضلین کے معدن و مخزن رہے بلکہ ان پاک جگہ کے رہنے والے تو کفر و

نفاق مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ ہم نہین کہتے ہین بلکہ خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے:۔

الاعراب اشد کفرا و نفاقا — اعراب کفر و نفاق مین زیادہ سخت ہین۔ (سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۲)

اور منافق بھی ایسے کہ جن کا نفاق خود خدا کے رسول پر بھی نہ کھلا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان منافقون کو پہچانا جیسا کہ آیۂ کریمہ:۔

ومن حولکم من الاعراب منفقون — اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق — گنواروں سے منافق ہین اور بعضے لوگ مدینہ کے

لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین — سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا

ثم یردون الی عذاب عظیم — ان کو ہم جانتے ہین ان کو عذاب شتاب کرینگے

(ایضا رکوع ۱۳) — ہم ان کو دو بار پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرینگے

سے منکشف ہوتا ہے وہ اپنے نفاق مین ایسے پکے تھے کہ جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے ساتھ ملکر بیٹھتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین رسول سے تو ہم استہزا کرتے ہین دیکھو آیۂ کریمہ

واذا لقوا الذین امنوا قالوا — اور جب ان لوگون سے ملتے ہین جو ایمان

امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا — لاچکے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو ایمان لاچکے اور

انا معکم انما نحن مستھزءون — جب اپنے شیطانون سے تخلیہ کرتے ہین تو کہتے ہین

پ ا سورۂ بقر ع ۲ — کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین ہم مسلمانون سے ٹھٹھا کرتے ہین۔

چنانچہ خداے پاک نے ان منافقون کے نفاق و عداوت سے اپنے پیغمبر کو متعدد آیات اور خاص سورۂ المنافقین

کے ذریعے سے آگاہ فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد	اے رسول جب تمہارے پاس منافقین
انك لرسول الله والله يعلم	آتے تو کہتے ہین کہ ہم تو اقرار کرتے ہین کہ آپ
انك لرسوله والله يشهد ان	یقیناً خدا کے رسول ہین اور خدا بھی جانتا ہے
المنفقين لكذبون ٥ اتخذوا ايمانهم	کہ آپ یقینی خدا کے رسول ہین مگر خدا ظاہر کئے
جنة فصدوا عن سبيل الله ط	دیتا ہے کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ہین ان لوگون
انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك	نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے لوگون کو خدا
بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على	کی راہ سے روکتے ہین یہ لوگ جو کام کرتے ہین
قلوبهم فهم لا يفقهون ٥ واذا	برے ہین یہ اس سبب سے کہ ایمان لائے پھر کافر
رايتهم تعجبك اجسامهم ط وان	ہو گئے ان کے دلون پر مہر لگا رکھی ہے تو اب
يقولوا تسمع لقولهم ط كانهم	یہ سمجھتے ہی نہین اور جب تم ان کو دیکھو گے تو
خشب مسندة ط يحسبون كل صيحة	ان کا قد و قامت تم کو بہت بھلا معلوم ہوگا اور
عليهم هم العدو فاحذرهم	اگر گفتگو کرینگے تو ایسے کہ تم توجہ سے سنو گویا
قاتلهم الله انى يؤفكون	وہ دیوارون سے لگائی ہوئی لکڑیان ہین
سورۃ المنافقون	ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہین کہ انھین پر ہے
پارہ ۲۸	یہی لوگ تمہارے دشمن ہین تم ان سے بچتے رہو خدا
	انپر لعنت کرے یہ کہان بہکے پھرتے ہین

واہ کیا خوب عقیدہ ہمارے بھائیون کا ہے کہ جو لوگ اپنے کفر و نفاق مین شہرۂ آفاق ہین انھین کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین حالانکہ تنخانون کے رہنے والے تو شمع رسالت کی شعاعون سے

تاریکی شرک و کفر سے نکلکر اپنے دل نور ایمان سے روشن اور نور کر گئے مگر خاص ان پاک جگہون کے رہنے والے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کفر و شرک ہی پہ جمے رہے ؎

حسن ز بصرہ۔ بلال از حبش صہیب از شام   زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی

واعجباہ کہ تخا نون کے رہنے والے تو خدا کے گھر کی پاکی اور رسول اور آل رسول کی حرمت و عزت کا پاس ادب کرین مگر صد افسوس کہ خود اصحاب خاص انھین مقامات کے رہنے والے تھے۔ جو حسب اعتقاد اہلسنت شمع رسالت کے پروانے تھے جنکے اسلام لانے سے اسلام کو عزت ہوئی۔ جو فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے۔ انھون نے ہادی اسلام اور اس جگہ کی پاکی اور بزرگی کا کچھ بھی لحاظ و پاس نہ کیا۔ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کے گھر کو جس کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر درجہ دیا تھا جلا دینے پر مستعد ہوئے اسرار رسول اور نفس رسول کو باغی و مفسد ٹھہرایا۔ وصی رسول کو کشان کشان دربار خلافت مین لیگئے بیعت نہ کرنے مین قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ قریب سو برس تک آل رسول اور اولاد بتول پر مسجدون مین بالائے منبر تبرا ہوتا رہا۔ نمازون مین آل رسول کی تباہی کے مشورے کرتے رہے۔ چنانچہ انھین آئین مقدس مقامات سے جنگ جمل کی بناء ہوئی۔ انھین پاک مقامات کے رہنے والون نے بحیلہ خون بہا حضرت عثمان غنیؓ وصی رسول سے جدال و قتال کیا۔ اسی پاک جگھون مین فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کیا۔ اور خاص مسجد نبوی اور روضہ اطہر کے سامنے جنازے پر تیرون کا مینھ برسایا اور حجرہ رسول اللہؐ مین دفن نہ ہونے دیا۔ اُن پاک جگھون کے رہنے والے مخالفین رسول و آل رسول کی بیعت کرتے رہے اور ایذا رسانی و ہلاکت آل رسول مین اُن کے ممد و معاون اور اپنے خلفا کے معین رہے۔ انھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو انھین مقدس مقامات مین اُن جناب کے قتل کی تدبیر کی آخر خود اُن جناب نے بیت اللہ کی بیحرمتی کے خیال سے وہان قیام نہ فرمایا اور کوفہ روانہ ہوگئے۔ حالانکہ

لہذا رسول و آل رسول کی بیحرمتی انھین پاک جگھون مین ہوئی

خدا نے فرمایا ہے:۔

وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا جو اس گھر میں داخل ہو گا امن سے رہے گا

لیکن اُن جناب کو وہان پناہ نہ ملی بعد شہادت سید الشہدا علیہ السلام جب کچھ لوگ یزید کو خلافت سے معزول کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے جن کو بقول شبلی صاحب (ابتداء عمر میں گنجینہ مُراد مل چکا تھا) اپنے اقربا و اتباع کو جمع کر کے یہ کہا:۔

کہ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ روز قیامت ہر غادر کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا مین نہین جانتا کہ کوئی غدر اس سے زیادہ تر ہو کہ جس سے ہم نے خدا و رسول پر بیعت کی ہو اسی سے قتال و جدال کرین پس جو کوئی بیعت یزید سے خلع کرے گا تو مین اُسکے اور ہمارے جدائی ہو جائے گی۔

غرض ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" افسوس اکثر مسلمانون نے ایمان و اسلام کا جامہ پہنکر غدر۔ مکر۔ تزویر۔ دغا۔ فریب۔ نفاق۔ شقاق۔ اور حرص و ہوا کو دین خدا مین دخل دے کر اسلام کی عزت اور حرمت پر داغ لگایا ؎

بخمارخانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائے

حاصل یہ کہ جنکے دلون مین ایمان نہو اُن کو پاک جگہون مین رہنے سے کچھ عزت نہین مل سکتی۔ کفار و منافقین اگر کعبہ ہی مین رہین اور وہین مرین اور بجائے حجر اسود اُن کو رکھین تب بھی کفر و نفاق کی نجاست سے پاک نہون گے ؎

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد

اب رہا یہ امر (جو کچھ اہل مکہ و مدینہ صحابہ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہون اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے) تو یہی دلیل بطلان فضیلت صحابہ ثلثہ پر دال ہے۔ اگر اہل سنت تعصب چھوڑ کر خود صحاب کبار اور مہاجرین انصار کے

قولہ جو اعتقاد اہل مکہ و مدینہ کا صحاب کی نسبت ہو اسیکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔

اُن عقائد پر جو وہ لوگ اصحاب ثلثہ رض کی نسبت رکھتے تھے غور کرین تو روشن ہوگا کہ وہ لوگ اُن حضرات کو نہ قابل فضیلت سمجھے اور نہ مستحق خلافت جیسا کہ کتب حدیث و سیر اہلسنت مین واضح طور پر مرقوم ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ

اہل مکہ و مدینہ کے عقائد خلفاء کے بارے مین

جس وقت جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم کی رحلت کی خبر مدینہ مین پھیلی تو اس کو سنتے ہی قبائل انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوگئے اور سعد بن عبادہ کی خلافت پر اجماع کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر رض اپنے پیغمبر کو بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کی۔ اور اپنے آپ کو خلافت کا مستحق بتایا لیکن انصار نے قاطبۃً ان حضرات کی خلافت و فضیلت سے انکار کیا آخر یہ حجت و تکرار اس حد کو پہونچی کہ قریب تھا تلوارین میان سے نکل آئین آخر اس مجمع مین سے جب کسی ایک نے بھی ان حضرات کا انتخاب نہ کیا۔ تب حضرت عمر رض نے یہ رنگ دیکھ کر بقول شمس العلماء شبلی نعمانی جھٹ پٹ حضرت ابوبکر رض کو مسند خلافت پر بٹھا دیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر پہلے خود بیعت کی پھر دوسرون سے لی مگر اسپر بھی بقول صاحب روضۃ الاحباب بعض انصار یہ کہتے ہوے ؎

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است
علی و آل و اولادش تمام است

بغیر بیعت کیئے سقیفہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور خود صحیح بخاری مین موجود ہے کہ حضرت عمر نے حالات یوم سقیفہ بیان کرتے ہوے فرمایا ہے وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما یعنی علی اور زبیر اور اُنکے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی حضرت عمر کا یہ قول اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ

"ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اُٹھا لیا تو انصار نے قاطبۃ ہماری

مخالفت کی اور سقیفہ مین جمع ہوے اور علی و زبیر اور اُن کے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۴۹)

اور خالد بن سعید بن ابی العاص جو صحابہ کبار سے تھے اُن کا حال اسد الغابہ مین یہ لکھا ہے :۔

" یہ قدیم الاسلام یعنی پانچوین مسلمان ہین ان کے باپ نے اسلام کی وجہ سے ان کو بقدر مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی اور گھر سے نکال دیا مسلمانون نے جب حبش کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی چلے گئے جب مہاجرین کے ساتھ یہ مدینہ واپس آئے تو جناب رسول خدا صلعم نے ان کو مین پر صدقات وصول کرنیکے لئے مامور فرمایا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یہ مدینہ آئے تو جناب خلیفہ صاحب اول نے کہا کہ تم کیون چلے آئے۔ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے بھائی بند غیر کی بیعت نہ کرینگے

اسیطرح قبائل عرب نے بھی بیعت سے انکار کیا جن کو ارتداد کا جرم لگا کر قتل کیا۔ اور آگ مین جلادیا اور خالد بن سعید بن عاص سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ ابوالہیثم سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری وغیرہ جو اصحاب جلیل القدر تھے اُن کے کلمات مخالفت بیعت سقیفہ کے متعلق بکثرت منقول ہین جنمین بعض نے تو علانیہ کہا کہ یہ خلافت علی کا حق ہے۔ کیا تم بروز جنگ بنی قریظہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بھول گئے کہ :۔

"اے گروہ مہاجرین و انصار ہم تمکو وصیت کرتے ہین اس کو یاد رکھو کہ ہمارے بعد علی تم سب کے امیر ہین اور ہمارے خلیفہ ہین "

آل رسول اور بنی ہاشم جن سے مکہ و مدینہ کو شرف تھا اور گروہ اصحاب مین ممتاز تھے ان بزرگوارن کی بیعت نہ کرنے کا حال تو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین قمطراز ہین کہ

" بنی ہاشم اپنے ادعا پر رُکے رہے اور حضرت فاطمہ کے گھر مین وقتاً فوقتاً جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے بزور بیعت لینی چاہی لیکن بنو ہاشم حضرت علی کے سوا اور کسی کے آگے

سرنہاں جھکا سکتے تھے:-

جناب امیر کی گفتگو خلافت کے بارہ میں

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو گفتگو خلافت اور فدک و میراث کے بارے میں اُن حضرات سے کی تھی وہ من وعن کتب صحاح وغیرہ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب قنفذ غلام خلیفہ صاحب اول نے نفس رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کو امیر المومنین بلاتے ہیں تو نفس رسول نے فرمایا یہ ایسا دعوے ہے جس کا کسی طرح ان کو حق نہیں ہے اور جب وہ جناب بجبر دربار خلافت میں لائے گئے اور آپ سے بیعت کیلئے کہا گیا تو آپ نے حضرت ممدوحین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس دنیا کے پیچھے تم لوگ کس قدر جلد حق سے منحرف ہو گئے کہ خلافت کو رسول اللہؐ کے گھر سے نکالکر اپنے گھر لیگئے حالانکہ نہ تم رسول اللہ کے قرابت مند ہو نہ خلافت کے مستحق"

خود آپ نے بھی آیات بینات کے حصہ دوم میں جناب امیر علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کی نقل درج کر کے ان جناب کے خیالات کا اظہار کر دیا ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں تھے جس کی نقل یہ ہے:-

اور سب سے بڑھ کر جناب امیر المومنین کا خطبہ شقشقیہ ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جس کو امامیہ قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہیں اور اس کی صحت میں شبہہ کرنا گویا قرآن میں شبہہ کرنا خیال کرتے ہیں انہیں حضرت امیر فرماتے ہیں۔

اما واللہ لقد تقمصها فلان وانہ لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطایر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتائی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یہرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی یعنی جب کہ ابوبکرؓ نے خلافت لے لی باوجودیکہ وہ خوب جانتے تھے

کہ نظام خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور تمام علوم اور حکمتین اور تدبیرات اور تصرفات مجھ سے خلق پر ایسے نازل ہوتے ہین جس طرح کسی بلند پہاڑ پر سے پانی گرتا ہو۔ میرے کمالات کو کوئی نہین پہونچ سکتا۔ اور جب میرے اس درجے کو جان کر خلعت خلافت خود پہن لیا تو مین نے صبر کا جامہ پہنا اور اُس کی طلب سے ہاتھ کھینچا اور اُس کی طرف التفات نہ کیا کیون کہ مین نے اِس معاملہ مین خوب فکر کی اور اچھی طرح اس پر غور کیا کہ دو کامون مین سے مجھے ایک کام کرنا چاہئے یا تو کٹے ہوے ہاتھ سے حملہ کرنا یعنی بے معاون و ناصر کے ان سے مقابلہ یا صبر و شکیبائی اختیار کر کے چپ رہجانا اور بھی اُس تاریکی کی حالت پر جس مین اُمور خلافت مشتبہ ہو رہے ہون اور لوگ قعر ضلالت مین مثل اندھون کے گر رہے ہون اور نیز ایسے زمانہ تک جس مین جوان بوڑھا اور بچہ جوان ہو جاوے اور مومن رنج و مصیبت اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے خدا سے ملے۔ ان دونون رایون پر جب مین نے غور کیا تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُس شدت ظلمت مین صبر کرنا قرین قیاس ہے اِس لئے مین نے صبر کیا اور منازعت اور محاربے کو چھوڑا حالانکہ میری آنکھون مین خار کھٹکتا تھا اور یہ حالت دیکھکر میرا عیش منغص تھا۔

اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی بخلاف حضرت عمرؓ سے

کیا انھین پاک مقامات کے رہنے والون کا حضرت عمر کی نسبت یہ عقیدہ نہ تھا کہ

جب بوقت رحلت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تو اصحاب اس خبر کو سنکر حضرت صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے جو ایک تند مزاج اور مغلوب الغضب کو ہم پر خلیفہ کرتے ہین۔ آپکے سامنے ان کے ستم کیا کم تھے جبکہ خود خلیفہ ہون گے تو کیا کچھ نہ کرین گے۔

اگر ہمارے بیان مین شبہ ہو تو الفاروق کے صفحہ ۵۶ مین یہ عبارت ملاحظہ کر لو۔

"سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر پوچھا انھون نے کہا کہ عمرؓ کی قابلیت مین

کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اسلئے تھی کہ میں نرم تھا
پھر حضرت عثمانؓ کو بلاکر پوچھا تو انھوں نے کہا ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں جب اس بات کے
چرچے ہوئے تو بعضوں کو تردد ہوا چنانچہ طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جاکر کہا آپ کے موجود ہوتے
عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ
اب خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔

مجلس شوریٰ جو حضرت عمرؓ کی وصیت کے بموجب ان کے وفات کے بعد منعقد ہوئی تو حضرت
عبدالرحمن میر مجلس نے اپنا ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کی طرف بڑھا کر فرمایا۔

"اقرار کرو کہ میں امور خلافت حسب کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت ہر دو خلفاء
انجام دوں گا۔"

آپ نے سیرت شیخین پر چلنے سے قطعاً انکار فرمایا اس لئے کہ سیرت شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سیرت سے جدا تھی جب جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین منظور نہ کی تو عبدالرحمن بن عوف نے
آپ کو چھوڑ کر حضرت عثمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہی شرائط ان سے کئے حضرت عثمانؓ نے فوراً
شرطیں قبول کرلیں (دیکھو مسند امام احمد حنبل و دیگر کتب سیر وغیرہ) چنانچہ محرم نامہ صفحہ (۲۰) میں جناب خواجہ
حسن نظامی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب حضرت عثمان رضؓ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور وہ خلیفہ ہوگئے تو حضرت علی
کھڑے کے کھڑے رہے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے "مکر! مکر! فریب! فریب!"

اسی طرح بنت رسول اللہؐ کے جو عقائد و خیالات ان حضرات کی نسبت تھے وہ بھی کتب صحاح وغیرہ (بنت رسولؐ ان حضرات سے ناراض تھیں)
میں بہ تفصیل درج ہیں جو اہل سنت سے مخفی نہیں ہیں انتہا یہ کہ وہ معصومہ ان حضرات سے اس قدر
ناراض تھیں کہ وصیت فرما گئیں تھیں کہ یہ لوگ میرے جنازے پر بھی نہ آئیں اور نہ بعد قضیہ فدک ان حضرات سے

ہمکلام ہوئین جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی مین ہے کہ :۔

لم تکلمہ حتی توفیت (فاطمہ نے ابوبکر سے اپنی وفات تک بات نہین کی ۔

اہل مکہ و مدینہ کے خیالات حضرت عثمان کی نسبت

حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت ان مقدس مقامات کے رہنے والون کے عقائد جیسے کچھ تھے وہ جلد دوم مین مفصل لکھے جائین گے انشاءاللہ تاہم مجملاً جابجا حضرت کے ایمان و افعال کے صفات اوپر لکھ آئے ہین کہ وہ بسبب اُن بدعنوانیون کے جو اُمور شریعت مین حضرت سے سرزد ہوئی تھین عام و خاص اصحاب کی نظر مین عزت و توقیر سے دیکھے نہ جاتے تھے ۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ایک بڑے عالم حمید اپنی مصنفہ کتاب تاریخ الاسلام مین صفحہ ۲۷۵ پر یون رقمطراز ہین کہ

حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا ۔ میرے دشمن کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی ۔ عمرو عاصؓ بھی اُس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ عثمان خدا سے ڈرو ۔ توبہ کرو ۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم اور تائب ہو حضرت عثمان نے گردن پھیری کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر ۔ لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا ۔

اور صفحہ ۲۵۷ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنہ و فساد کے تخم اُسی وقت بوے گئے ۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش غلطیان سرزد ہوئین اگر حالات کی ایک سچی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ رائے قائم ہوگی کہ حضرت عثمان رضہ ہرگز اُس تعریف کے لائق نہین ہین جو اُنکی طرف منسوب کیجاتی ہے

حضرت عثمان کے جنازہ پر اصحاب نے نماز نہین پڑھی

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ خلافت مین جب اُن حضرت کی بدعنوانیان بڑھ گئین تو وہ قتل کر دئے گئے ۔ چنانچہ بعض علما نے تو آپ کے قتل مین حضرت امیر علیہ السلام کی بھی شرکت بتائی ہے جیسا کہ ارجح المطالب فی عد مناقب اسداللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیرالمومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مین یہ روایت ہے :۔

قال عبد الله بن مسلم بن
قتیبة فی کتاب الامامة والسیاسة
ان رجلا من همدان یقال له برد
قدم علی معاویة فسمع عمرو بن
العاص یقع فی علی فقال له یا عمرو
ان اشیاخنا سمعوا رسول الله صلی
الله علیه وسلم یقول من کنت
مولاه فعلی مولاه احق ذلک ام باطل
قال عمرو حق وانا ازیدک انه لیس
احد من صحابة رسول الله صلعم له
مناقب مثل مناقب علی الا انه شارک
فی قتل عثمان رضی الله تعالی عنه

عبد اللہ ابن مسلم بن قتیبہ کتاب الامامۃ
والسیاسۃ مین لکھتے ہین کہ قبیلہ ہمدان کا ایک
شخص جسکا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے
سنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر علیہ السلام کو برا
بھلا کہہ رہا ہے. برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے
بزرگون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ جس کا مین مولا ہون اُس کا مولا علے
ہے - آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو نے کہا مین
تجھے اس سے بڑھ کر سناؤن کہ آنحضرت کے کسی
صحابی کے مناقب اتنے نہین ہین جس قدر کہ
حضرت علی کے ہین مگر کیا کرین کہ وہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین شریک تھے ہین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تو علانیہ لوگون کو جناب خلیفہ صاحب کے قتل پر اکساتی رہتی تھین اور زبان معجز بیان سے بقول صاحب روضۃ الاحباب مندرجہ جلد سوم صفحہ ۱۵

عائشہ در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل اللہ نعثلا

فرمایا کرتی تھین. مورخین اہل سنت یہ بھی لکھتے ہین کہ قتل کئے جانے سے قبل بیس دن تک مسلمانان مصر نے حضرت عثمان کو محصور رکھا - مگر اصحاب مین سے کسی نے بھی اعانت وحمایت نہ کی. البتہ جناب امیر علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پانی بھجوادیا کرتے تھے - آپ کی لاش تین دن تک بے غسل وکفن پڑی رہی. اصحاب مین سے نہ تو کسی نے تجہیز وتکفین کی فکر کی اور نہ کسی نے نماز جنازہ پڑھی. آخر گھر کے

چار آدمی لاش ایک تختے پر ڈال کر مسلمانون کے قبرستان مین لیچلے تو بہت سے لوگ دفن کرنے مین مزاحم ہوئے ناچار یہودیون کے قبرستان مین بغیر غسل و کفن دفن کر دئے گئے۔ ملاحظہ ہون کتب سیر مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر ۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کے ملاحظہ مین زحمت ہو تو کم سے کم رسالہ محرم نامہ مین جو جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ کی تالیفات سے ہے اور خواجہ ممدوح اکابر مشائخ اہلسنت سے ہین یہ عبارت ملاحظہ فرمائین ۔

"دل لرزنے کی بات ہے کہ امیر المومنین جانشین رسول اللہ کا جنازہ تین دن تک بے گور و کفن پڑا رہا۔ آخر مین حضرت علی کی کوشش سے چار آدمیون نے جنازہ حضرت عثمان کا اُٹھایا۔ اور قبرستان لے چلے حیرت و عبرت کا مقام ہے کہ جو خلیفہ دنیا کے بڑے حصہ کا مالک ہو اُس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور اُس پر بلوائیون کا یہ حال تھا کہ جنازہ پر پتھر مارتے تھے اور بیچارے جنازہ اٹھانے والے بھاگا بھاگ جا رہے تھے جب جنت البقیع مین حضرت عثمان کو لے گئے تو بلوائیون نے سخت یورش کی اور کہا کہ ہم مسلمانون کے قبرستان مین ان کو دفن ہونے نہ دین گے۔ آخر مجبور ہو کر یہودیون کے قبرستان مین اس حامیِ اسلام مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا صفحہ (۴۵)

جناب شاہ صاحب نے بھی اصحاب کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے جب انکار کا موقع نہ دیکھا تو یہ تاویل کی کہ

"ملائکہ بر جنازہ عثمان رضعوض آدمیان حاضر شدند (تحفہ صفحہ ۲۲۴)

ملائکہ کے نماز پڑھنے کا تو علم حضرت شاہ صاحب ہی کو بذریعۂ الہام و کشف ہوا ہوگا مگر ہم کو تو اصحاب سے بحث ہے نہ کہ ملائکہ سے پس اصحاب کے نماز نہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی بدعنوانیون اور بدعتون کی وجہ سے قتل کئے گئے تو وہ کب مستحق خلافت و فضیلت ہو سکتے ہین اور کیونکر خلفاے راشدین مین انکا شمار ہو سکتا ہے۔ اگر بے قصور تھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اُن کا شعار تھا

تو ان پاک جگہون کے رہنے والے وہ اصحاب جنھون نے نہ خلیفہ برحق کی مدد کی نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ کفن و دفن مین شریک ہوے مورد طعن و تشنیع ضرور ہوتے ہین اور وہ تمام صفات جو اُن کے قرب و فضیلت مین اہل سنت بیان کرتے ہین نامعتبر و باطل ثابت ہوئے۔

الحاصل یہ عقائد اصحاب کبار بنی ہاشم اور آل رسول کے اصحاب ثلٰثہ کی نسبت تھے۔ اب اگر برادران اہلسنت چشم بینا و گوش شنوا رکھتے ہین اور طالب حق ہین تو اپنے ہی عقائد کے موافق ان پاک جگہون کے رہنے والون کے عقائد متذکرۂ بالا کو اصل ایمان سمجھ کر بقول اسے مصرع

خلافت خلفائے ثلٰثہ بعقائد اہل مکہ و مدینہ باطل

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صحابہ ثلاثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین۔ اگر ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے مخصوص انھین حضرات کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین جو بیت الشرف بنت رسول اللہ کے جلانے کو خلیفہ صاحب کے ساتھ شریک تھے جنھون نے ولی خدا سے جنگ و پیکار کی جو برسون بالائے منبر نفس رسول پر تبرا کرتے اور سنتے رہے جنھون نے فرزند رسول کے جنازہ کو تیرون سے غربال کیا۔ جنکے دست ظلم سے چمن رسول کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ تاراج ہوا تو یہ ایمان ان کو ہی مبارک ہو اہل حق کو تو ایسے ایمان کے نام سے لرزہ آتا ہے اور دل الامان الامان پکارتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد وائے گر از پس امروز بود فردائے

الحمد للہ کہ زمانہ اہل ایمان سے خالی نہین ہے۔ آج بھی باوجود تیرہ سو برس گذر جانے کے خدا کے فضل سے ان پاک جگہون کے باشندے بلکہ تمام عرب کے مومنین کا جو اعتقاد ان اصحاب کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ غرض جو فسق و فجور اور بدعات ایمان و اسلام کی آڑ مین ان پاک جگہون کے رہنے والون نے دین حنیف مین کیئے اُسکی نظیر کسی صنمخانہ مین بھی نہ ملیگی۔ اور جو ستم و جور اور تحقیر و توہین آل رسول و اولاد بتول پر ان مقدس مقامات کے رہنے والونکے دست ظلم سے ہوئے وہ کفار و مشرکین سے بھی نہو سکے ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند "

قال

اہل مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے

اگر ہم موافق اعتقاد شیعون کے یہ کہین کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور باطل اعتقاد پر اب تک قائم ہین تو اس سے مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے۔ کیون کہ خداوند تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا۔ جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اور جن جگھون کو عرش کے برابر رتبہ دیا۔ اور جہان سے اسلام جاری کیا انھین جگہ کے رہنے والون کو خدا نے اب تک باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور ان لاکھون اور کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین پیدا ہوے اور وہان رہے اُن کو گمراہ رکھا اور گمراہی پر اُن کا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا بھی وہان گذر نہ ہونے دیا اور اب تک خداے عز وجل کو وہی اصرار ہے کہ ان بداعتقادون سے مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت اب تک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اس قدر عرصۂ دراز کے کوئی مومن پاک بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے اعتقاد کو بخوف اپنی عزت وجان کے ظاہر نہین کرسکتا۔

اقول

بعد رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگون نے قرآن اور آل رسول کو چھوڑ کر اپنا دین و مذہب قائم کیا بلاشبہہ وہ گمراہ ہین۔ اور خدائے تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اُنھین جگھون کے رہنے والون کے ایمان و اسلام کے بارہ مین سورۂ منافقون اور صدہا آیتین مثل اسکے نازل فرمادین۔ اور انھین پاک جگھہ کے رہنے والون مین جو منافقانہ اسلام لاسئے تھے اُن کے ایمان و اسلام پر آیۂ کریمہ

اہل مکہ و مدینہ سب کے سب گمراہ نہ تھے

ومن حولکم من الاعراب	اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین گنوار
منافقون ومن اهل المدینة	سے منافق ہین اور بعض لوگ مدینہ کے سرکشی
مردوا علی النفاق لا تعلمهم	کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا ان کو
نحن نعلمهم الخ	ہم جانتے ہین

نازل فرماکر شہادت دیدی کہ وہ ایسے پکے منافق ہین کہ اے رسول تم ان کو نہین جانتے۔ افسوس جن جگھون کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا۔ جہان سے ایمان و اسلام جاری کیا۔ اُنھین جگھون مین ان سچے اسلام لانے والون نے قرآن اور آل رسول کی بیحرمتی کی۔

شیعون کا یہ اعتقاد نہین ہے کہ ان پاک جگھون کے رہنے والے سب کے سب گمراہ تھے۔ اگر سب کے سب نعوذ باللہ گمراہ ہوتے تو اسلام و ایمان کون پھیلاتا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے روکنا کون کرتا۔؟

الحمد للہ کہ ان پاک جگھون بلکہ کل عرب مین شیعیان علی بن ابی طالب موجود ہین اور اپنے پیغمبر کی

وصیت کے بموجب قرآن اور آل سے تمسک ہین۔ اگر گمراہون اور بداعتقادون کے وجود سے مذہب اسلام
پر کوئی الزام آتا ہے تو مطابق اعتقاد اہلسنت یہ آتا ہے کہ خداوند عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا
جن جگہون کو عرش وکرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہان سے ایمان واسلام جاری کیا انھین جگہون کے
رہنے والون مین سے سیکڑون اور ہزارون بندون کو مثل ابوجہل وامثالہ گمراہ رکھا اور گمراہی پر ان کا
خاتمہ کیا اور جو اصحاب ایمان لاچکے تھے ان مین سے بھی جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کو ایمان
کے بعد کفر کی طرف پھیر دیا اور اپنے پیغمبر کے وفات کے وقت بقول شبلی صاحب

تمام مدینہ منافقین سے بھرا ہوا جو اس کے منتظر تھے کہ آنحضرت کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین

پس جبکہ خلفائے نامدار جو تئیس برس تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہے
اور رات دن حضرت سے پند ونصیحت سنتے رہے۔ اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی لانا دیکھتے رہے
انھین پاک جگہون پر پیدا ہوئے اور وہین رہے مگر اس پر بھی ایمان وعقائد مین پاک نہ نکلے تو ان کے
معتقدین کا ایمان و اسلام کس شمار وقطار مین ہے۔

یعنی ان اہل سنت حضرات کے معتقد ہون جو ہمیشہ اپنے پیغمبر کی مخالفت اور
نافرمانی کرتے رہے جن کے احکام خلافت کا دار ومدار

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم دیتے ہین بری بات کا اور روکتے ہین اچھی باتون سے

پر رہا ان سے تو ان پاک جگہون کی حرمت ومنزلت پر نہ داغ آئے اور نہ اسلام پر کوئی الزام۔ اور
اگر امامیہ حسب احکام خدا ورسول مطابق اقوال علمائے کرام اہلسنت خلفائے ثلثہ کی خلافت اور
فضیلت کو باطل سمجھین تو اسلام پر نہ حرف آ سکتا ہے نہ رسالت ونبوت پر کبھی داغ لگے۔ اور خدا کی
بھی غرض بعثت نبوی سے فوت ہو۔ حالانکہ لوگون کے گمراہ رہنے سے نہ تو مذہب اسلام پر کوئی الزام
آتا ہے اور نہ نبوت ورسالت پر اور نہ گمراہون وبداعتقادون کی سکونت سے ان پاک جگہون کی

پاکی اور حرمت مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ یہ رسالت اور نبوت ہے جس کی تصدیق ملک وفلک شجر و حجر جن وانس سب نے کی ہے اگر ناکسون نے اس کی قدر و منزلت نہ کی اور ایمان نہ لائے یا ایمان لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تو یہ قصور خود اُن کا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی لوگون کے باب مین خدا نے فرمایا ہے:۔

ان الذین کفروا بعد ایمانھم — جو لوگ کہ کافر ہوے ایمان لانے کے بعد

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم — پھر کفر مین بڑھ گئے اُن کی توبہ قبول نہین ہے

واولئک ھم الضالون۔ — اور وہی تو بڑے گمراہ ہین۔

قولہٗ تعالیٰ

وما ارسلنٰک الا مبشرا — اور ہم نے تم کو خوش خبری دینے والا اور

ونذیرا — ڈرانے والا قرار دیکر بھیجا ہے۔

پس ایمان لانا یا ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنا عباد کا فعل ہے خدا اور رسول اسکے ہرگز ذمہ دار نہین ہین۔ قولہ تعالیٰ۔

اِنا ھدیناہ السبیل اما شاکرا — ہم نے اُس کو رستہ دکھایا اب وہ خواہ

واما کفورا — شکر گذار ہو یا ناشکر

یہ امر بھی صحیح نہین ہے کہ:۔

"ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا اور کوئی مومن بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے ایمان واعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کرسکتا"

قولہ ان پاک جگہ بغیر ایک مومن بھی مدد نہ ہوا

حالانکہ ایک مومن کیا گروہ کے گروہ مومنین سے ان پاک جگہون مین بلا تقیہ رہے اور اس وقت تک ہین

ان پاک جگہون میں مومن رہتے ہین

اور بغیر تقیہ طواف و زیارت کعبہ کا شرف حاصل کرتے رہتے ہین بلکہ انھین مومنین کو مناسک حج و
طواف بجالانے کیلئے ایک بزرگ مومن وہان متعین ہین جو انھین پاک جگھون کے رہنے والون مین
سے ہین۔ یہ بزرگ وہ ہین جن کا اسم مبارک سید ابوالفضل عباس ہے جو بعہد شاہ دکن نواب
میر محبوب علیخان بہادر غفران مکان اور نواب لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ مرحوم و مغفور کی وزارت
کے زمانہ مین حیدر آباد تشریف لائے تھے اور سرکار عالی ہی کے مہمان رہے تھے جن کی تعظیم
و تکریم اور مراعات شاہ و وزیر نے بہت کچھ کی تھی اور بارگاہ شاہی مین خود آپ ہی نے اُن
بزرگ کو باریاب کرایا تھا۔ پس ہم کو تو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین اپنی عزت اور جان کا مطلق خوف و اندیشہ
نہین ہے کیونکہ خود معبود اپنے عباد کو ہر بلا سے بچاتا ہے اور دولت برطانیہ کے اثر سے ہمکو ادائے رسوم
مذہبی مین ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

البتہ ان پاک جگھون کے رہنے والون مین سے بعضون کے ہاتھون سے بلاشبہ ہر طرح کی
تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین چنانچہ یہ حکایت تو آپنے چھوٹے عمو جان مرحوم و مغفور سے سُنی ہوگی کہ
جس زمانہ مین ہمارے خاندان کے لوگ حج بیت اللہ کی غرض سے خاص مکہ معظمہ مین مقیم تھے
ایک روز گھر مین پانی نہ رہا عمو جی صاحب گھڑا لے کر مسجد الحرام کے حوض سے پانی لینے کیلئے گئے
جب پانی بھر کر لیچلے تو ایک عرب صاحب سامنے آکر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کس کام کے واسطے لیجاتے ہو
مرحوم نے کہا کہ گھر مین پانی نہین رہا ہے اور بچے پیاسے ہین اُن کو پلانے کیلئے لیجا رہا ہون
یہ سُنکر اُس پکے ایمان والے اور سچے اسلام لانے والے نے گھڑا آپکے ہاتھ سے چھین کر سب پانی زمین
پر پھینکدیا اور کہا یہ پانی پینے کے لئے نہین ہے وضو کیلئے ہے۔

منافقین بضد ہین کہ ان جگھون کی سکونت سے فضیلت ہین ہوسکتی

غرض ان پاک جگھون مین محض سکونت سے کفار اور منافقین کو کچھ نفع نہین ہوسکتا ؎

گر طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست
نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

پاک جگہون کی سکونت اور چیز ہے اور ایمان شئے دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ	کیا تم نے حاجیون کا پانی پلانا اور مسجد حرام
المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ و	کا آباد رکھنا اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر
الیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ	اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے
لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی	راہ خدا مین جہاد کیا اللہ کے نزدیک تو یہ برابر
القوم الظالمین ۝	نہین ہے اور اللہ ظالم لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

اسی طرح اس آیہ شریفہ مین ارشاد فرماتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل	یہ کوئی نیکی ہے کہ تم اپنے منہ مشرق و
المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن	مغرب کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی تو اُس کی ہے جو
باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ	اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتون اور خدا کی
والکتب والنبیین واتی المال	کتابون اور انبیا پر ایمان لائے اور محبت خدا مین
علی حبہ ذوی القربی والیتٰمی والمسٰکین	اپنا مال رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون
وابن السبیل والسائلین وفی	اور مسافرون اور سوال کرنے والون اور بندے
الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی	آزاد کرنے مین صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ
الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا	ادا کرے اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کے پورے
عاھدوا والصابرین فی الباسآء و	کرنے والے ہون اور تنگدستی اور بیماری اور
الضرآء وحین الباس اولئك الذین	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہون یہی
صدقوا واولئك ھم المتقون ۝	وہ لوگ ہین جنھون نے سچ کہا اور یہی متقی ہین۔

پ ۲ سورۃ البقرۃ ع ۲۲

یہ صفات ایمان والون کے ہین جن سے آپ کے اصحاب کورے رہے پس آپ کے آسمان پر چڑھانے اور مہر و ماہ فلک اسلام بنانے سے اُن کو کوئی شرف حاصل نہین ہوسکتا ؎

کچھ خار مغیلان گل تر ہو نہین جاتا　　ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا　　مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا

جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے

خود صحابہ ہی کو امنوا وعملوا الصلحت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مہر و ماہ فلک اسلام بنانا چاہیئے تھا۔ آپ کی لن ترانیون سے کیا ہوتا ہے:۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قال

خدا گمراہوں سے اپنے اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا

قیامت تو قریب آگئی اس دنیا کے ختم ہونے کے دن نزدیک آ گئے لیکن خدا ان ظالمون اور بد اعتقادون سے اپنے گھر اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین سے ان شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگھون سے نہین نکالتا ۔

اگرچہ جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا اور مذہب شیعہ ترقی پاتا گیا اور اُن کے عقائد باطلہ کا رواج ہوتا گیا اور اکثر شہرون مین اور ملکون مین ان کی حکومت ہوگئی اور بادشاہت و سلطنت بھی نصیب ہوگئی ۔ باین ہمہ مکہ و مدینہ مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے ۔

اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

اقول

خدا تعالیٰ حلیم ہے کہ
فوراً سزا نہین دیتا مگر
جسکو چاہے جیسا کہ بعض
انبیاء کی امت کو عذاب دیا
امام حسینؑ کے قاتلون کو فوری ی

دنیا کے انتظامات خدائے پاک نے اپنی مصلحت وحکمت پر منحصر رکھے ہین اگر اللہ جل شانہ گنہ گارون اور ظالمون کو اُن کی بداعمالیون کی سزا فی الفور دیتا تو ایک شخص بھی دنیا مین باقی نہ رہتا۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ :۔

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم — اگر خدائے تعالیٰ آدمیون کے ظلم کے سبب

ما ترک علیھا من دابۃ ولکن — ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو

یؤخرھم الی اجل مسمّٰی — باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک وقت مقررہ تک

پ ۱۴ سورۃ النحل ع ۸ — اُنکو ڈھیل مین ڈالے ہوے ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ۔

ولو یعجل اللہ للناس الشر — اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی

استعجالھم بالخیر لقضی الیھم — کر بیٹھتے ہین اسی طرح اگر خدا اُن کی برائی مین جلدی

اجلھم فنذر الذین لا یرجون — کر بیٹھے تو اُن کی مدت بہت ہی جلد پوری کردی جائے

لقاءنا فی طغیانھم یعمھون — مگر ہم ان لوگون کو جو ہماری ملاقات کی امید نہین

پ ۱۱ سورۃ یونس — رکھتے اُن کو ان کی سرکشی مین چھوڑ دیتے ہین کہ

ع ۲ — کہ وہ آپ ہی سرگردان رہین ۔

اسپر بھی اگر سرکشون۔ ظالمون اور گنہگارون کو اُن کی خطاؤن اور نافرمانیون کی پاداش مین فوری سزا دینا قرین مصلحت جانا تو فوراً ہی عذاب ان پر نازل کردیا۔ جیسا کہ خاص عذاب کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ ۔

الم تر کیف فعل ربك بعاد — کیا تم نے نہین دیکھا کہ تمھارے پروردگار نے قوم

ارم ذات العماد التی لم یخلق — کے ساتھ جو ستونون والے ارم کے رہنے والے تھے کیا کیا

مثلها فی البلاد وثمود الذین — شہر شہرون مین بنایا ہی نہین گیا کیا اور ثمود کے ساتھ جنھون نے

جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی — میدان مین چٹانون کو تراشا اور ان کو گھر بنایا تھا

الاوتاد الذین طغوا فی البلاد — اور فرعون کے ساتھ جو سزا کے لئے میخین رکھنے والا

فاکثروا فیها الفساد فصب علیهم — تھا کیسا معاملہ کیا ان سب نے ملکون مین سرکشی کی تھی

ربك سوط عذاب ان ربك — پھر ان مین خرابی کو بہت بڑھا دیا پس تمھارے پروردگار

لبالمرصاد پارہ ۳۰ سورۃ الفجر رکوع ۱ — نے ان پر عذاب کا کوڑا لگایا بیشک پروردگار گھات مین ہے

اور اسیطرح واقعۂ موسی مین نشانی ہے۔

وفی موسیٰ اذ ارسلنٰه — جبکہ ہم نے موسی کو فرعون کی طرف کھلا ہوا

الی فرعون بسلطان مبین — معجزہ دے کر بھیجا پس اس نے اپنے لشکر کے برتے پر

فتولی برکنه وقال سحر او — روگردانی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

مجنون فاخذنٰه وجنوده — پھر ہم نے اس کو اور اسکے لشکر کو دھر پکڑا اور ان

فنبذنٰهم فی الیم وهو ملیم — سب کو دریا مین ڈالدیا جس حال مین فرعون ذلیل

وفی عاد اذ ارسلنا علیهم الریح — وخوار تھا اور اسی طرح واقعۂ قوم عاد مین نشانی

العقیم ما تذر من شیء اتت — ہے جبکہ ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی کہ

علیه الا جعلته کالرمیم ۵ — جس چیز پر وہ پہونچتی تھی اس کو چورا کئے بغیر

وفی ثمود اذ قیل لهم — نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعۂ ثمود مین بھی نشانی ہے

تمتعوا حتی حین — جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

فعتوا عن امر ربھم فاخذتھم — پھر اُنھوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی
الصاعقۃ وھم ینظرون فما استطاعوا — تو دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک نے آلیا پھر وہ
من قیام وما کانوا منتصرین وقوم — کھڑے ہی نہ ہو سکے اور نہ ٹل سکے اور نوح کی
نوح من قبل انھم کانوا قوما — قوم کو اس سے پہلے ہم ہلاک کر چکے یقیناً وہ لوگ
فسقین۔ (پارہ ۲۷۔ سورۃ الذاریات ع۲) نافرمان تھے۔

اسی طرح قاتلان جناب سید الشہداء علیہ السلام پر فوری عذاب نازل کیا گیا جس کا ذکر جناب شاہ صاحب نے اپنے رسالہ سر الشہادتین میں با ین الفاظ کیا ہے:۔

"زہری سے روایت ہے جو لوگ قتل امام میں شریک اور اس امر سے راضی تھے قطع نظر عذاب اُخروی کس طرح کے بلاؤں میں مبتلا ہو کر اپنی سزائے اعمال کو دنیا ہی میں پہونچے اور عبرت روزگار ہوئے بعض قتل ہوئے بعض اندھے بعض پیاس پیاس کہتے مر گئے۔

اور ترمذی سے روایت ہے کہ ایک جگہ ضیافت تھی وہاں لوگوں میں ذکر ہوا کہ جو کوئی قتل امام میں شریک تھا البتہ کسی نہ کسی بلا میں دنیا ہی میں اپنی بدکرداری کو پہونچا امیر مجلس کے منہ سے بیجا یا یہ کلام نکلا کہ وہ شخص معرکۂ کربلا میں موجود تھا اور اب تک سب آفتوں سے بچا ہوا ہے۔ یہ بات اُسکے منہ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے نکلا اور طرفۃ العین میں اُس کو جلا کر کوئلہ کر دیا اور جس شقی کا تیر علی اصغر کی گردن پر لگا تھا وہ اس عذاب میں گرفتار رہا کہ اسکے اگلے دھڑ میں حد سے زیادہ جلن اور پیچھے کے دھڑ میں حد سے زیادہ سردی اور پنکھے کے نیچے انگیٹھی رہتی تھی اور برابر واویلا کرتا رہتا تھا۔ اور مشکوں پانی پیتا لیکن پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(رسالہ مخرقہ و سر الشہادتین صفحہ ۱)

اسکے بعد جناب شاہ صاحب اس عذاب کا جو مختار کے ہاتھ سے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر

نازل ہوا تھا ذکر کرتے ہین جس کو ہم نے بخیال طوالت چھوڑ دیا جس کو شوق ہو کتب تواریخ اور صحیفہ زین العابدؑین مطبوعہ پریس دہلی مین ملاحظہ کرلین۔ المختصر ؎

دُو برس تک نہ رہا ایک بھی قاتل باقی   خون سادات نے تاثیر دکھائی کیسی!

اوراب بھی فسق و فجور اور بدافعالیون و بداعمالیون کی وجہ سے طاعون. سیلاب زلزلے و تصادم جہازون وکشتیون کا دفعتہً غرق ہونا۔ آگ سے جلنا وغیرہ وغیرہ مختلف شکلون مین فوری عذاب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اسپر بھی خدا سے نہین ڈرتے اور اپنے ایمان وعقائد کی اصلاح نہین کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ

اولا یرون انھم یفتنون فی کل   آیا نہین دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہین گذرتا

عام مرۃ اومرتین ثم لا یتوبُون   کہ ایک دو بار وہ بلاؤن مین نہ ڈالے جاتے ہون.

ولاھم یذّکرون۔   دھپر بھی ان کی غفلت کا یہ حال کہ نہ توبہ کرتے ہین اور

پ ۱۱ ع ۵   مصیبتون سے نصیحت پکڑتے ہین۔

اب رہا یہ امر کہ :-

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎   قولہ. جو دین مکہ ومدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے۔

ہست محفل بر آن قرار کہ بود   دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

اگر اس سے آپ کا مقصود تھا دین حق ہے تو بقول حافظ ہم کو بھی اتفاق ہے ؎   بعد رسول شد دین و مذہب مین زوال آیا

از وجودان قدم نام ونشان ہست کہ ہست   ورنہ از ضعف دراںجا اثرے نیست کہ نیست

اس باغ کی بہار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا   ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا

خزان کے بعد جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین　　بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

جناب مولوی خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنی بے بہا تالیف مسدس حالی مین تنزل اسلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اُسکے کچھ بند اس جگہ نقل کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین:-

رہے جبتک ارکان اسلام برپا　　چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا　　رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا
نہ تھا کوئی اسلام مین مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا　　گیا چھوڑ سر رشتہ دین ہدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا　　تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

برے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب　　وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے سب　　بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھا کر

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر　　کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر　　بجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت　　گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت　　مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

قطع نظر اسکے آپ خود بھی تو اِس بات کے قائل ہین کہ:-

"جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اسی قدر اسلام مین ضعف آتا گیا"

مقابل علامہ رب
محسن الملک بابت
تنزل اسلام

بلکہ اس تنزلِ اسلام پر ایک رسالہ بھی آپنے تصنیف فرمایا ہے جسکا نام "اسباب ترقی و تنزلِ مسلمانان" ہے۔ اُس رسالہ کا اقتباس یہ ہے:-

"مسلمانون کے متفرق ہوجانے مین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے جس کا تخم ابتدا ہی زمانہ مین بویا گیا اور امامت کا جھگڑا اُس کا سبب ہوا اسی سے مسلمان جن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمته اخوانا یعنی تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے مگر پھر ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور آپس مین لڑنے لگے حقیقت مین وہ بغض و عداوت کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلون مین بویا گیا وہ اتنے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ اُسنے مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین اور اُس نے اسلام کی مستحکم بنیاد کو ایسا ہلایا کہ جس پر غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت ہونے لگی باہمی محبت و اختلاط ہمدردی کا صفحہ روزگار پر نام و نشان باقی نہ رکھا۔ پھر یہ اختلاف یہی پر نہ ٹھیرا بلکہ ایک دوسری شکل اور نئے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت بھی کہین نظر نہین آتی چونکہ دین ہی نے اتفاق کا سبق سکھلایا تھا اور یہی بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی تھی اور یہی بڑا احسان تھا جو

ابتدا مین اُسنے ہمیر کیا تھا جس کو امتناناً خود ہی فرماتا ہے الف بین قلوبھم لوانفقت مافی الارض جمیعاما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یعنی اُن لوگون کے دل مین اُلفت دی (اے رسول!) اگر تم ساری زمین کی چیزین صرف کرتے تب اُنکے دلون مین محبت پیدا نہ کرسکتے لیکن یہ الفت خدانے اُن کے قلبون مین پیدا کی۔ آخر دین ہی کے خلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت ہم سے خدانے لیلی اور ہم کو اختلاف و فساد اور جھگڑون مین ڈال کر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا۔ صفحہ ۵۵۶ اس کلام سے آپ کا یہ قول کہ :-

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول خدا صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے"۔

هباءً منبثًا ہو گیا کیونکہ آپ خود اِس بات کے قائل ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہوا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ایک اِسلام کا رہ گیا نام باقی

افسوس کہ جن اسباب سے اِسلام کی یہ نوبت پہونچی۔ رُباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے اِسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے

مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

امامت چارہزار سال قبل از خلقت حضرت آدم قرار پاچکی تھی

اُن کو تو آپ نے چھپایا اور امامت کو جو خلفا کی آنکھون مین مثل خار کھٹکتی تھی باعث تنزل اسلام اور فتنہ و فساد ٹھہرایا۔ مگر جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرے اُس کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

یریدون لیطفئوا نوراللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولوکرہ الکافرون۔ وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا نور منھ سے بجھائین اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔ (سورہ الصف پارہ ۲۸)

یہ امامت ایسی مہتم بالشان ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پا چکی ہے۔ جیسا کہ ارجح المطالب مین مذکور ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
قال رسول الله صلی الله علیه	ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مین اور علی
وآله وسلم انا وعلی من نور واحد	حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل
قبل ان یخلق الله آدم باربعة آلاف	ایک نور تھے جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ہمارے
عام فلما خلق الله تعالی الخلق	نور کو صلب آدم مین جگہ دی یہ نور ہمیشہ ایک ہی
رکب ذلك النور فی صلبه فلم	شئے مین برقرار رہا۔ یہان تک کہ عبد المطلب کے
یزل فی شیٔ واحد حتی افترقا فی صلب	صلب کی طرف منتقل ہوا۔ پس مجھ مین نبوت اور
عبد المطلب ففی النبوة وفی علی الخلافة	علی مین خلافت ہے۔

(اخرجہ الدیلمی) صفحہ ۳۲

اعلان رسالت کے ساتھ امامت کا بھی اعلان ہوا

یہی وہ امامت ہے جس کا اعلان رسول خدا نے اپنی نبوت و رسالت ہی کے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ کتب اہل سنت مین ہے کہ جب

"جب آیہ شریفہ "وانذر عشیرتك الاقربین" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ دارون کی ایک دن دعوت کی اس دعوت مین چالیس آدمی شریک ہوئے۔ جن مین آپ کے چچا ابو طالب و حضرت حمزہ و حضرت عباس بھی تھے۔ کھانے کے بعد آپ نے کچھ کہنا چاہا لیکن ابولہب نے فضول باتین کہکے یہ جلسہ درہم و برہم کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد کیا کہ اے بنی عبد المطلب مین دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہون اور خدا کے حکم سے تم کو دعوت دیتا ہون کون ہے جو میری مدد کرے۔ یہ سنکر سب نے منہ پھیر لیا اور کوئی کچھ نہ بولا صرف حضرت علیؑ نے کہا

گو مین سب سے چھوٹا ہون کمزور ہون اور لاغر ہون لیکن حاضر ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علی کے گلے مین ہاتھ ڈال کر فرمایا اے لوگو! آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور خلیفہ
ہے اسکی اطاعت کرو (دیکھو رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۱۸ مصنفہ جناب حبیب الرحمن خان صاحب المخاطب نواب
حبیب یار جنگ بہادر شروانی)

رسول اللہ نے وقت رحلت اس امامت سے آگاہ فرمایا ہے

یہ تو ابتدائے بعثت نبوی کا زمانہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب
امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر کیا تھا اسکے بعد وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
استخلاف شاہ ولایت کا اظہار فرماتے رہے اور خاص و عام کو آگاہ کرتے رہے کہ علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے
جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ مین اپنے بعد قرآن اور
اہلبیت کو چھوڑتا ہون اگر تم ان دونون کو پکڑے رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ جس طرح نجوم
اہل سما کیلئے باعث امان ہین اسی طرح میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہین۔ اگر میرے
اہلبیت باقی نہ رہین تو اہل ارض ناپید ہو جائین۔ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو
اس پر سوار ہوا پار رہوا۔ اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق ہوا۔
اپنی رحلت سے تین ماہ قبل بھی اس امامت کی تجدید کردی تھی جیسا کہ متکلمین اور محققین اور محدثین
اور مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب بمقام غدیر خم آیہ وافی ہدایہ

یاایہا الرسول بلغ ما انزل	اے حبیب! جو تم پر حکم نازل ہوا ہے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	اُن لوگون تک پہونچا دو اگر تم نے نہ پہونچایا تو
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک	امر رسالت ہی ادا نہ کیا اور خدا تم کو ان لوگون سے
من الناس	بچائے گا۔

نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کے سامنے بالائے منبر

جناب امیر علیہ السلام کو اپنے ہاتھون پر اُٹھا کر فرمایا۔

مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہ جس کا مین مولا ہون اُسکا یہ علی مولا ہے۔

ابھی مجمع منتشر نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی:۔

الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن مین نے تمہارے دین کو کامل

واتممت علیکم نعمتی ورضیت کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے دین

لکم الاسلام دینا کو پسند کیا۔

ان جلسون مین وہ لوگ بھی حاضر و موجود تھے جو بقول آپ کے فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے اور جو نفس رسول کا خلیفہ اور امام ہونا اپنی آنکھون سے دیکھ چکے تھے اور خود اپنی زبان سے بایں الفاظ

" خوشا اے علی کہ آپ میرے اور مومنین اور مومنات کے آقا اور سردار ہوے۔"

تہنیت بھی دے چکے تھے وقت رحلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر خاص کیلئے دوات وقلم طلب فرمایا تھا مگر وہی فرضی مہر و ماہ فلک اسلام تحریر وصیت مین حائل و مزاحم ہوے یہی نہین بلکہ رسول اللہؐ کے ارشاد مبارک کو معاذ اللہ ہذیان سے تعبیر کیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل اعظم یعنی اہلبیت رسولؐ کو قطعاً چھوڑ دیا۔

اصحاب جناب امیرؑ کی امامت تسلیم کرنیکے بعد پھر گئے

غرض جس امامت کی ابتدا طلوع مہر رسالت کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی تکمیل و تجدید وقت غروب آفتاب نبوت کی گئی جس کو سب اصحاب مان چکے تھے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک بند ہوتے ہی باستثنا خاص سب کے سب منحرف ہوگئے اپنے پیغمبرؐ کے احکام اور وصیت کو ایسا نسیا منسیا کر گئے گویا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

جس امامت کو حضرت عمرؓ تسلیم کر چکے تھے اس عہد سے انحراف کر گئے جسپر خود ہوا خواہان صحابہ

طعنہ زن ہین جیسا کہ امام غزالی صاحب کا یہ قول اوپر نقل کیا گیا ہے :-

"حب جاہ ریاست سے عہد سدید کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی تمام باتون کو پس پشت ڈال کر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا ۔ اور اس کے عوض بہت بری شے خریدی ۔

اسی طرح قلم دوات کے بارہ مین علامہ عبد الکریم شہرستانی کی یہ عبارت

"پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی اور پہلی نزاع جو اسلام مین ہوئی وہ حضرت عمر سے ہوئی کہ رسول اللہ کی وصیت کو ہذیان ٹھرایا ۔

تفسیر امام فخر الدین رازی ہمارے گھر مین ہوا کئے ہین

فخر الدین رازی آیۂ وافی ہدایہ لوانفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یہ تفسیر کرتے ہین :-

لوانفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم	حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا نے فرمایا اگر تم دنیا
ولکن اللہ الف بینھم المسئلۃ الثالثۃ دلت ھذہ	کی کل چیزون کو صرف کرتے تو بھی ان کے دلون مین
الایۃ علی ان القوم کانوا قبل ورودھم فی الاسلا	الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا نے انمین محبت پیدا کردی
ومتابعۃ الرسول فی الخصومۃ الدائمۃ والمحاربۃ	اس کی تفسیر مین مسئلۂ ثالثہ مین فخر الدین رازی کہتے
الشدیدۃ یقتل بعضھم بعضا ویغیر بعضھم علی	ہین یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اقوام عرب قبل
البعض فلما امنوا باللہ ورسولہ والیوم الاخر	اسلام خصومت دائمہ اور جنگ شدید مین بسر کرتی
زالت الخصومات وارتفعت الخشونات وحصلت	تھی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے بعض بعض کو لوٹ لیتے
المودۃ التامۃ والمحبۃ الشدیدۃ واعلم ان التحقیق	تھے بعد قبول ایمان وہ باتین زائل ہوگئین اور تحقیق
فی ھذا الباب ان المحبۃ لاتحصل الاعند تصور	اس مطلب مین یہ ہے کہ محبت کسی سے اسی وقت
حصول خیر وکمال فالمحبۃ حالۃ معللۃ بھذا التصور	ہوتی ہے کہ جب کسی خوبی کا تصور کرتے ہین اور جب

المخصوص فمتى كان هذا التصور حاصلا كانت المحبة حاصلة ومتى حصل تصور الشر والبغضاء كانت النفرة حاصلة ثم ان الخيرات والكمالات على قسمين احدهما الخيرات والكمالات الباقية الدائمة المبرأ عن جهات التغيير والتبديل وذلك هو الكمالات الروحانية والسعادات الالهية والثاني هو الكمالات المتبدلة المتغيرة وهي الكمالات الجسمانية والسعادات البدنية فانها سريعة التغير والتبدل كالزيبق ينتقل من حال الى حال فالانسان يتصور ان له في صحبة زيد يحصل ما لا عظيما فيحبه ثم يخطر بالبال ان ذلك المال لا يحصل فيبغضه ولذلك قيل ان العاشق والمعشوق ربما حصلت الرغبة والنفرة بينهما في اليوم الواحد مرارا لان المعشوق انما يريد العاشق لماله والعاشق انما يريد المعشوق لاجل اللذة الجسمانية وهذان الامران مستعدان للتغير والانتقال فلاجرم كانت المحبة الحاصلة بينهما

تصور شر ہوتا ہے تو نفرت ہو جاتی ہے پس محبت وعداوت تابع اسی خوبی و برائی کے ہے۔ اب وہ خیر و خوبی دو طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ جو دائمی اور باقی ہیں ان کو زوال نہیں کہ وہ کمالات نفسانی ہیں دوسرے وہ جو ہر وقت معرض زوال و تغیر و تبدل میں ہیں جن کو کمالات جسمانی سے تعبیر کرتے ہیں کہ وہ مثل پارے کے ڈھلتے ہیں کہیں قرار نہیں ہوتا مثلاً کسی آدمی نے یہ خیال کیا کہ ہم زید کی صحبت میں رہیں گے تو دولت ملے گی پس اس خیال سے محبت ہوتی ہے اور جب یہ خیال ہوا کہ ہم کو کوئی نفع نہیں تو اس سے نفرت و عداوت ہو گئی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ درمیان عاشق و معشوق کے ایک ہی روز میں چند بار محبت و عداوت ہو جاتی ہے کیونکہ محبت عاشق بغرض لذت جسمانی ہے اور محبت معشوق بغرض مال۔ چونکہ یہ دونوں چیزیں ہر وقت معرض تغیر و زوال میں ہیں تو جو محبت اسکے تابع ہوگی وہ بھی زوال و تغیر کے پھیر میں رہے گی پس جو محبت و مودت تابع مال و

والعداوة الحاصلة بينهما غير باقيتين
بل كانتا سريعتي الزوال والانتقال
اذا عرفت هذا فنقول الموجب للمحبة والمودة
ان كان طلب الخيرات الدنيوية والسعادات
الجسمانية كانت تلك المحبة سريعة الزوال
والانتقال لان اجل المحبة تابعة لتصور
الكمال وتصور الكمال تابع لحصول ذلك
الكمال فاذا كان ذلك الكمال سريع الزوال
والانتقال كانت معلولاته سريعة التبدل
والزوال واما ان كان الموجب للمحبة
تصور الكمالات الباقية المقدسة عن
التغير والزوال كانت تلك المحبة ايضا
باقية امنة من التغير لان حال المعلول
في البقاء والتبدل تبع لحال العلة وهذا
هو المراد من قوله الاخلاء يومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقين اذا عرفت هذا فنقول
العرب كانوا قبل مقدم الرسول طالبين
للمال والجاه والمفاخرة وكانت محبتهم
معللة بهذه العلة فلاجرم كانت تلك المحبة

لذت جسمانی ہے وہ ہر وقت قابل زوال و
تغیر ہوگی کیونکہ جب خود علت کا یہ حال ہے
تو معلول کا بدرجہ اولی یہ حال ہوگا اور جو محبت و
مودت اُن کمالات باقیہ و منافع غیر زوال پذیر
کے تابع ہو بس وہ محبت و مودت بھی باقی
رہے گی اور زوال پذیر نہ ہوگی اور یہی مضمون
اس آیہ کا ہے جو خدا فرماتا ہے کہ دوست روز
قیامت باہم دشمن ہونگے مگر نیکوکار پرہیزگار
لوگ ۔ پس جب یہ سمجھ چکے تو اب ہم کہتے ہین
کہ عرب کے لوگ قبل مقدم رسول طالب مال و جاہ
و خواہان مفاخرت و عزت تھے پس اُن کی
محبت بھی محض اغراض پر مبنی تھی اس لئے یہ محبت
جلد زوال پذیر ہوئی کہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی
بات پر آمادہ فتنہ و فساد اور قتل پر تیار ہو جاتے
تھے جب رسول نے ان کو دعوت اسلام دی
اور خدا کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور
ترک خواہشہائے دنیا اور میل طرف آخرت کے
ترغیب دلائی تو وہ بغض عناد آپس کا دور ہوا
اور مثل بھائی بند کے ہو گئے جب رسول اللہ نے

بعد الزوال وکانوا بادنی سبب یقعون فی الحروب والفتن	وفات پائی اور ابواب دنیا اُن لوگون پر مفتوح
فلما جاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ودعاہم الی	ہوے اور اُسکے خواہان وجویان ہوے تو پھر
عبادۃ اللہ تعالیٰ والاعراض عن الدنیا والاقبال علی الآخرۃ	اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔ اور آپس مین جنگ
زالت الخصومۃ والخشونۃ عنہم عادوا اخوانا متوافقین	وجدال شروع کر دی۔ پس یہی سبب حقیقی ہے۔
ثم بعدہ فانہ علیہ السلام لما انفتحت علیہم ابواب الدنیا	ان لوگون کی جنگ وجدال وحرب و
وتوجہوا الی طلبہا عادوا الی المحاربۃ بعضہم بعضا	قتال کا۔

ومقاتلۃ بعضہم مع بعض فہذا ہو السبب الحقیقی فی ہذا الباب۔ انتہی۔

۱۴م قطع نظر ان شہادتون کے خود حضرت عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ علیؑ کی جوش محبت مین خطا کر جاتے تھے۔ اور دوات وقلم اسی غرض سے طلب فرمائی تھی کہ علیؑ کی خلافت کا حکم لکھدین مگر مین نے لکھنے نہین دیا۔ (ان تمام اقوال کی بابت اصل عبارات اوپر نقل کی گئین ہین) حضرت عمر کا قول کہ آنحضرتؐ کا علیؑ کی خلافت کا حکم لکھنا مقصود تھا

غرض یہ کہ اصحاب ان آیات واحادیث سے جو جناب امیر علیہ السلام کی امامت واطاعت کے بارے مین تھین خوب واقف تھے۔ مگر بقول علماے اہل سنت دولت وسلطنت کی حرص وطمع ان پر غالب ہوئی۔ آخر اُسکے پیچھے احکام خدا اور رسول کو پس پشت ڈال کر امام منصوص من اللہ کی امامت واطاعت سے منھ موڑ بیٹھے اور خداے پاک کے اس حکم۔ خلافت خلفاء ثلثہ باعث زوال اسلام وکشت وخون ہوئی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا	سب ملکر مضبوطی سے اللہ کی رسی پکڑے رہو
ولا تفرقوا۔	اور ایک دوسرے سے الگ نہو۔

پر توجہ نہ کی۔ آخر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ تخم بویا جس کے تلخ اور زہریلے پھل نے اسلامی جماعت مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ اعضا ریکدیگر سے اعداے یکدیگر ہو گئے۔ اسنے نہ صرف مسلمانون کی بلکہ آل رسول واولاد بتول کے خون کی ندیان

بہاویں حالانکہ خداوند تعالیٰ نے آیۂ شریفہ:۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان — کیا تم سے کچھ دور ہے کہ اگر تم حت کم

تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم — ہو جاؤ تو زمین میں فساد اور قطع رحمی کرو۔

پ (محمد) ع

نے ان کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ حرص و ہوا سے بچنے کی ہدایت و نصیحت فرماتے رہے۔ یہان تک کہ وقت رحلت جو خطبہ مسجد میں ارشاد فرمایا تھا اُس میں حسب روایت مدارج النبوۃ خاص اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد کیا تھا کہ

نمی ترسم از شما کفر و شرک را لیکن — اصحاب کے حق میں ارشاد کیا کہ مجھے تمہاری طرف سے

می ترسم کہ در دنیا رغبت کنید و تقاتل — یہ خوف تو نہیں کہ پھر کفر و شرک کرو گے لیکن اسکا اندیشہ

کنید بہ یکدیگر — ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور آپس میں جدال و قتال کروگے

اور ان احکام کے جن میں حق سبحانہ تعالیٰ نے حرص دنیا سے منع فرمایا ہے۔ اپنی حجت پوری کرنے کی غرض سے پچھلی اُمتوں کے واقعات اور حالات بھی سُنا دئے تھے۔ اپنے انبیا اور مرسلین سے سرکشی و نافرمانی کر کے اُنھوں نے جو عذاب بھگتے تھے اُن سے بھی تہدیداً و تخویفاً آگاہ و خبردار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الم یاتھم نباء الذین خلوا من — کیا اُن لوگوں کے حالات کی خبر نہیں ہے

قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم — جو اُن سے پہلے گذرے ہیں یعنی نوحؑ کی قوم

ابراھیم واصحاب مدین والموتفکات — اور عاد و ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور مدائن والے

اتتھم رسلھم بالبینت فما کان — اور اُلٹی ہوئی بستیوں والے کہ اُن کے پاس اُنکے

اللہ لیظلمھم ولکن کانوا — رسول واضح اور روشن معجزے لیکر آئے تھے (تو

انفسھم یظلمون — وہ مبتلاے عذاب ہوے اور خدا نے اُنپر ظلم نہین کیا

پارہ (۱۰) سورہ توبہ رکوع ۱۵) — بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

دوسری آیت

اولم یسیروا فی الارض فینظروا — کیا ان لوگون نے روے زمین پر چل پھر کر نہین

کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من — دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا

قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ — (حالانکہ ہو وہ لوگ شان وعمر سب مین) اور زمین

واثارا فی الارض فاخذھم اللہ — پر اپنی نشانیان اور (یادگار عمارتین) وغیرہ چھوڑ جانے

بذنوبھم وما کان لھم من — مین ان سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کے

اللہ من واق ذلک بانھم کانت — گناہون کی وجہ سے انکے لے سے کی اور خدا کے

تاتیھم رسلھم بالبینات — غضب سے) اُن کا کوئی بچانے والا بھی نہ تھا۔ یہ اس سبب

فکفروا فاخذھم اللہ انہ — کہ انکے پیغمبر اُنکے پاس واضح اور روشن معجزے لیکر آئے

قوی شدید العقاب ط — اسپر بھی اُن لوگون نے نہ مانا تو خداے تعالیٰ نے اُنھین

(پارہ (۲۴) سورہ مومن رکوع ۰) — لے ڈالا۔ بلاشبہہ وہ قوی اور سخت عذاب لاہے۔

بہرحال خدا و رسول نے تو بہت کچھ سمجھایا غفلت کی نیند سونے والون کو بہتیرا جگایا۔ مگر اسپر بھی اُن کو عبرت نہ ہوئی۔ قولہ تعالیٰ

ماتاتیھم من ایۃ من — اللہ کی نشانیون مین سے کوئی نشانی

ایات ربھم الا کانوا عنھا — بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انھون نے عبرت

معرضین — پارہ (۷) سورۃ انعام ع ۱ — پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آئے ہون

پس جس طرح پچھلی امتون نے خدا و رسول کی نافرمانی کر کے سزا پائی وہی حالت مسلمانون کی ہوئی اور ہوگی ؎

نہین قوم مین گرچہ کچھ حال باقی ۔ ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

بیشک جن لوگون نے خدا کی رسی کو چھوڑ کر آپس مین پھوٹ ڈالی ان کا فیصلہ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ خود فرماتا ہے:۔

ان الذین فرقوا دینھم	بیشک وہ لوگ جنھون نے اپنے دین مین
وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ	پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہو گئے تم کو ان سے
انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم	کچھ سروکار نہین ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے
بما کانوا یفعلون	پر وہ جو کچھ (نیک و بد) دنیا مین کیا کرتے ۔ وہ
(پارہ (۸) سورۂ انعام رکوع ۲۰)	انھین بتا دے گا ۔

اب انصاف فرمائیے کہ یہ مذہبی اختلاف جس کا بیج رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی سقیفہ مین پڑا کیا حضرت علیؑ نے بویا تھا کیا حضرت علیؑ اس قول کے مصداق ہین؟ ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند ۔ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

کیا حضرت علے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لاش چھوڑ کر سقیفہ گئے تھے ؟ اور انصار سے آمادۂ جنگ و پیکار ہوے تھے ؟ کیا حضرت علی نے زکوٰۃ نہ دینے والون کو قتل کرایا اور جلایا تھا کیا حضرت علی نے اپنی خلافت کے استحکام کی غرض سے ابو سفیان کو ملک شام کی حکومت دے کر ملا لیا تھا ۔ کیا حضرت علیؑ نے مجلس شورے قائم کی تھی جس کے نتائج جو ہوے وہ ظاہر ہین حالانکہ حسب روایات مندرجہ کتب اہل سنت وہ جناب تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ۔ جب اس سے فارغ ہوے تو دروازہ بند کر کے ترتیب قرآن مجید مین مصروف ہوے

لیکن اسپر بھی اُن جناب کو چین نہ لینے دیا اور دربار خلافت سے بیعت کرنے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر جلانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

یہ بھی کتب اہل سنت میں مذکور ہے کہ ابو سفیان نے جناب امیر المومنین ؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"کہ ابو بکرؓ کو خلافت کا کیا حق تھا اِسکے مستحق تو آپ ہیں اُٹھئے میں اپنے اور قبیلہ سے آپ کی مدد کروں گا۔

اگر آپ کو مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا کر خلافت پر قبضہ کرنا منظور ہوتا تو بزور شمشیر حاصل کر لیتے جیسا کہ آپ کے خطبہ شقشقیہ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آپ نے اسلام تلف ہونے کے خیال سے دعوت کو رد فرمایا۔ جب جناب امیر علیہ السلام ظاہری مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جنھوں نے خود ہی تو حضرت علیؑ کو خلیفہ کیا اور بیعت کی مگر جب دیکھا کہ علیؑ تو سیرت رسول پر چل رہے ہیں۔ اور قوی و ضعیف ان کی نظر میں برابر ہیں تو اُن جناب سے منحرف ہو گئے اور سازش کر کے مکہ پہونچے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو امیر الجیش بنا کر بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ جنگ جمل اس بغاوت و عداوت پر شاہد ہے حضرت علیؑ تو ان کی آنکھوں میں شروع ہی سے کھٹکتے تھے پھر ان صدیقہ کو علیؑ کی خلافت کب گوارا ہو سکتی تھی آخر ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں ان معظمہ کی بدولت بہ گئیں۔

بھائیو! یہ وہ تخم فساد ہے کہ غیر مذہب والے بھی اس پر معترض ہیں۔ چنانچہ کسی نے نپولین بوناپارٹ سے پوچھا کہ:۔

"اسلام کے تنزل و انحطاط کا باعث کیا تھا؟ اس نے کہا کہ بعض نفس پرست اور خود غرض اشخاص نے رخنہ اندازی کی اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانوں کی متفقہ جماعت میں تفرقہ ڈالا

یہی تفرقہ باعث تنزل اسلام ہوا"۔

کیا یہ جدال و قتال اور حرص ہوا و بغض و حسد صحاب کا تمھارے چھپانے سے چھپ سکتا ہے

بلکہ جتنا تم چھپاتے ہو اوتنا اور کھلتا ہے ؎

نکوئی تاب مستوری ندارد چو در بندی ز روزن سر برآرد

قولہ تعالےٰ

وما تفرقوا الا من بعد	اور بعد اس کے ان کے پاس علم آچکا تھا
ما جاءهم العلم بغيا بينهم	وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقے فرقے
ولولا كلمة سبقت من ربك	بن گئے۔ اور اگر تمھارے پروردگار کا حکم ایک
الى اجل مسمى لقضى بينهم۔	مدت معینہ کے لئے نہ ہوچکا ہوتا تو ان کے
پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ رکوع ۲	مابین کبھی فیصلہ ہوچکا ہوتا۔

المختصر ایک اسلام کے تہتر ٹکڑے ہونا کتاب اللہ کا جلانا۔ خدا کے گھر مین چار مصلے بنانا۔ بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا۔ ان معصومہ کو میراث پدری سے محروم کرنا، فدک اوس ضبط کیا جانا۔ خلافت بنی امیہ و بنی عباس مین منتقل ہونا۔ وصی رسول اللہ کا شہید ہونا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کرنا۔ اور جنازہ پر تیرون کا مینھ برسانا۔ میدان کربلا مین مظلوم حسین علیہ السلام کا مع اولاد و اقربا و اعوان و انصار ظلم وستم سے شہید ہونا۔ خیام ذوی الاحترام کو جن مین رسول اللہ صلعم کی نواسیان تھین جلانا۔ رسول اللہ کی نواسیون کو بندی بنا کر سر برہنہ بازارون مین پھرانا اور دربار کوفہ و شام مین کھڑا کرنا۔ اور دیگر سادات بنی فاطمہ کے خون سے گارا بنا کر بغداد کی دیوارین تعمیر ہونا مسجد نبوی مین گھوڑون کا باندھنا منبر اور قبر شریف کا لید اور پیشاب سے نجس ہونا اور لباس خانہ کعبہ کا تنور مین جلانا بیشمار اطفال کا نسل حرام سے پیدا ہونا۔ اسی برس تک نفس رسول پر تبرا کرنا۔

یہ سب کچھ خاص انھین اصحاب کی بدولت ہوا جنھون نے اللہ جل شانہ کے احکام اور رسول اللہ کی احادیث کو مثل حدیث الثقلین۔ حدیث غدیر۔ حدیث منزلت۔ حدیث قرطاس۔ حدیث طیر وغیرہ وغیرہ سے صریح انحراف و اختلاف کیا۔ کہنے کو تو حسبنا کتاب اللہ کہا لیکن عمل کے وقت اس کو بھی بالائے طاق رکھا۔

قولہ تعالیٰ والذین ینقضون عھد اللہ من	جو خدا سے عہد و پیمان کرکے بعد اسے توڑ دیتے
بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ	ہین اور جن چیزون کے وصل کا خدا نے حکم دیا تھا
ان یوصل ویفسدون فی الارض	ان مین فصل کرتے ہین۔ اور زمین مین فساد
اولئک ھم الخاسرون	کرتے ہین۔ یہی لوگ نقصان مین رہنے والے
(پارہ اول سورۃ البقر رکوع سوم)	ہین۔

پس یہ آگ انھین حضرات کی لگائی ہوئی ہے جسکے بجھانے مین اہل سنت تیرہ سو برس سے سرگرم ہین مگر کسی طرح نہین بجھتی بلکہ جس قدر سعی کرتے ہین اور بھڑکتی ہے ع

"مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی"

الحاصل مکے مدینے مین مومنین بھی بستے ہین اور منافقین وضالین بھی۔ مومنین قرآن واہلبیت کے پیرو ہین اور ضالین دوسرون کے۔ اگرچہ یہ زمانہ آل رسول سے خالی ہے مگر اپنے پیشواؤن کی پیروی کرکے ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنے بغض و کینے کا اظہار کرتے ہین۔ جیسا کہ ان پاک جگہون مین رہ کر یوم عاشورہ محرم کو عید مناتے ہین اور بڑا مبارک دن سمجھتے ہین۔

پس جو کدورت خلفا کو آل رسول سے تھی وہی انکے معتقدین کو اہلبیت رسول و شیعیان علی سے ہے جو فسق و فجور ان کے وقت مین تھا وہی آج تک جاری ہے اور جو بدعتین ان کے عہد مین تھین وہی تمام مکہ و مدینہ بلکہ کل عرب مین اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود   دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

فائدہ

ہم حیران ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک بھی پاک اعتقاد نہ ہوا اور اس پاک جگہہ مین کسی مومن کا گذر نہ ہوا تو پھر وہ کونسا مقام ہوگا جہان کے رہنے والے مومن اور مسلمان ہوین گے اور خدا کے اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر ایمان والے رہتے ہونگے۔ اے بھائیو! بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین مذہب وہی ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رہنے والون کا ہے کوئی دوسرا علاج نہین۔

اقوال

اصحاب مومنین اور بنی ہاشم انھین پاک جگھون کے رہنے والے تھے۔ آل رسول کو خدائے تبارک وتعالیٰ نے ان پاک جگھون سے بھی بڑھ کر شرف بخشا ہے وہ ایسے ہادی تھے جن کی ہدایت و نصیحت سے بت پرست خدا پرست بن گئے۔ انھون نے اپنے دین کی ترویج کے پیچھے اپنی جانون کی بھی قربانیان کردین۔ وہ نفوس قدسیہ محرم اسرار الٰہی اور معارف رموز قرآنی تھے۔ اور اپنے جد اعلےٰ کے قدم بقدم چلنے والے۔ خوے رسالت و بوے نبوت ان خاصان خدا کے رگ وریشے مین تاثیر کرگئی تھی اگر خدا کے ان پیارے بندون کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو نبوت اور رسالت ہی ختم نہ ہوتی۔ اُن کو اللہ جل شانہ نے بجز نبوتؔ رسالت و بجمیع کمالات وصفات عطا فرمائے جو ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین مین تھے ؎

سنی ہاشم آل رسول دین کے متوطن تھے

کہ بودند ہر یک بسانِ علی	نبیؐ را وصی و خدا را ولی
در ایام خود ہر یکے شہریار	بر اہلِ جہان حجت کردگار
بقدر و بعز و بجاہ و شرف	ہمہ ہم ترازوے شاہِ نجف
ہمہ چون محمدؐ منزہ صفات	ہمہ صاحب حکم بر کائنات
بقدر و شرف نور چشم رسول	جگر گوشہاے علی و بتول
جہان را قیام از صفاتِ ہمہ	سپہر برین کم ز ذاتِ ہمہ
بعلم و بقدرت ہمہ منتہی	ہمہ چون محمدؐ ہمہ چون علیؑ
ہمہ غنچۂ باغ شاہِ نجف	بود یازدہ گوہر از یک صدف
نداند یقین قدر شان ہیچکس	خدا و پیمبر شناسند و بس

تبرتیب امام زمان بوده اند، نگهدار این خاکدان بوده اند
نبی بود اگر ذات شان درمیان نبی بود بعد از پیمبر جهان
چنان عاجز از وصف ایشان عقول کہ از حمد یزدان و نعتِ رسول
چہ گویم کہ آن پیشوایانِ دین چہ دیدند از گمرہانِ لعین
چہ کردند اعدا از رشک و حسد وز ایشان نیامد مکافات بد
ستم می کشیدند از ناکسان دعا بود از ایشان مکافات آن
ہزاران درود و ہزاران سلام
زما باد در خدمتِ ہر امام

خدانے آل رسول کو رتبہ پر ممتاز فرمایا

وہم اگرچہ خلفا نے آل رسول کی منزلت و مرتبت گھٹا کر اور ان کی میراث وغیرہ ضبط کر کے ان کو عامۃ الناس کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دیا تھا مگر بمصداق

دولت نہیں انسان کی کچھ قدر بڑھاتی دنیائے دنی کام کسی کے نہیں آتی
گو فقر ہو عالی نسبی پر نہیں جاتی بینا جو ہیں وہ دیکھتے ہیں جوہر ذاتی
محتاجی سے کم رتبۂ عالی نہیں ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہیں ہوتا

ان انوارِ الٰہی کی عظمت اور منزلت خاص و عام سب کی نگاہوں میں بڑھتی ہی گئی چنانچہ ان خاصانِ خدا کی علو مرتبت و جلالت قدر کی نسبت حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں ایک روایت لکھتے ہیں جسکی نقل ارجح المطالب میں اس طرح کی ہے:-

اخرج ابو نعیم انہ لما حج ہشام — حافظ ابو نعیم راوی ہیں کہ جب ہشام بن
بن عبد الملك فی حیوۃ ابیہ فاجتہد — عبد الملک اپنے باپ کی زندگی میں حج کرنے

ان يستلم الحجر فلم يمكنه من الازدحام
فنصب منبر الى جانب زمزم وجلس
ينظر الى الناس وحوله جماعته
من اعيان اهل الشام فبينما
هو كذلك اذا اقبل زين العابدين
عليه السلام فلما انتهى الى الحجر
تنحى له الناس حتى استلم فقال
رجل من اهل الشام لهشام من
هذا قال لا اعرفه فخاف
ان يرغب اهل الشام فى زين
العابدين فقال الفرزدق
انا اعرفه ثم انشأ

(ارجح المطالب
صفحہ ۵۲۱)

کیلئے گیا۔ اُسنے حجرالاسود کے بوسہ کے لئے نہایت
زور مارا لیکن لوگون کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو شرف
حاصل نہ ہو سکا۔ بس ایک منبر پر زمزم کے قریب جاکر بیٹھ گیا
اور لوگون کی آمد رفت دیکھنے لگا۔ اُسکے گرد اعیان اہل شام
کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اسی حال مین بیٹھا
ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام
تشریف لائے جب حجرالاسود کے پاس پہونچے تو لوگ
منتشر ہو گئے۔ یہانتک کہ آپنے حجرالاسود کو چوما۔ اہل شام
مین سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا کہ کون
بزرگ ہین جنکی لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہین ہشام اس خوف سے کہ
یہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب گرویدہ ہو جائین
یہ کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون ہین۔ ابو فراس فرزدق
جو اُس زمانے مین مشہور شاعر تھا کہنے لگا مین انکو بخوبی جانتا ہون
اور اسنے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

یہ قصیدہ عربی مین ہے جسکے مفہوم کو جناب ملا جامی نے فارسی مین نظم کیا ہے اُسکے چند اشعار بغرض دلچسپی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین:-

آن کس ست این کہ مکہ و بطحا — زمزم و بوقبیس و خیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن و حطیم — ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات — طیبہ و کوفہ کربلا و فرات

هر یکی آمد بقدر او عارف — بر علو مقام او واقف
قرة العین سید شهداست — زهرهٔ شاخ دوحهٔ زهراست
میوهٔ باغ احمد مختار — لالهٔ باغ حیدر کرار
چون کند جای در میان قریش — رود از فخر بر زبان قریش
از چنین عز و دولت ظاهر — هم عرب هم عجم بود قاصر
جد او را بمسند تمکین — خاتم الانبیاست نقش نگین
لائح از روی او فروغ هدا — فائح از خوی او شمیم وفا
طلعتش آفتاب روز افروز — روشنائی فضای ظلمت سوز
جد او مصدر هدایت حق — از چنین مصدری شده مشتق
در عرب در عجم بود مشهور — گوئیا اند مغفلی مغرور
همه عالم گرفته پرتو خور — گر ضریری ندید از ان چه ضرر
شد بلند آفتاب بر افلاک — بوم اگر زو نیافت بهره چه باک
بر نکو سیرتان و بدکاران — دست او ابر موهبت باران
فیض آن ابر در همه عالم — گر بریزد همی نه گردد کم
حب ایشان دلیل صدق و وفاق — بغض ایشان دلیل کفر و نفاق
قرب شان پایهٔ علو و جلال — بعد شان مایهٔ عتو و ضلال
گر شمارند اهل تقوی را — طالبان رضای مولا را
اندران قوم مقتدا باشد — اندران خیل پیشوا باشد
ذکر شان سابق ست در افواه — بر همه خلق بعد ذکر اله

ہر سنا مہ را رواج افزائے

نام ایشان ست بعد نام خدائے

شام یہ مدح سنکر آتش حسد سے ابل گیا اور فرزدق کو قید کرلیا۔

آخر خلفائے وقت کے ظلم وجور سے وہ ہادیان دین اور وارثان خاتم النبیین خدا و رسول کا گھر چھوڑ کر متفرق ہوگئے اور جس سرزمین کو ان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا وہان دین و ایمان کی شعاعین پھیلتی گئیں۔ جسکے علماے اہلسنت بھی معترف ہین جیسا کہ تاریخ اسلام سے ذیل دوم مین منقول ہے کہ

یہ امام نہایت باوقعت ہین جن کو لوگ مذہبی امور مین اپنا مقتدا مانتے ہین جنکی بدولت مسلمانون کی صورت دیکھی جاتی ہے۔ اور اس مین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین"۔

بھائیو بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین و مذہب وہی ہے جسکے معتقد وہ اہل مکہ و مدینہ ہین جواپنے پیغمبر کے ارشاد:۔

انی تارك فیکم الثقلین کتاب	مین تم مین دو چیزین گران قدر چھوڑے
اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم	جاتا ہون یعنی کتاب خدا اور اپنے اہلبیت اگر
بھما لن تضلوا بعدی	تم ان کو پکڑوگے تو میرے بعد گمراہ نہوگے۔

پر عامل اور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک ہین اور کوئی علاج نہین۔

قبل اسکے کہ مین اس جلد کو ختم کرون اس کا افسوس کرتا ہون کہ جناب اخی المعظم نواب محسن الملک انتقال فرما گئے۔ ورنہ عرض کرتا کہ باوجودیکہ آپ نے مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ قرار دیکر اصحاب ثلثہ رض کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل ٹھیرانے مین سعی بلیغ فرمائی مگر

جو باتین غصب حقوق اہلبیت کی بابت بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح ہین تو ان سے قل اصحاب و مہاجرین و انصار کا اسلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے

بالآخر اُن کوششون کا یہ نتیجہ نکلا کہ بوجہ اُن بدسلوکیون کے جوان حضرات سے آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آئی تھین۔ خود آپ ان کو دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہین چنانچہ انکی شان مین جو کچھ آپ نے آیات بینات کے جزو دوم مین تحریر فرمایا ہے اسکی نقل اس موقع پر پیش کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :-

"وہ باتین جو حقوق اہلبیت کے غصب کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر سچ سمجھی جاوین تو اُن سے مہاجرین اور انصار اور کل اصحاب نبوی کا اسلام اور ایمان و اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شیخین کو غصب حقوق سے باز رکھنے اور اہلبیت اطہار پر ظلم کرنے مین اُن کے شریک و معین نہوتے یا دیدہ دانستہ اہانت آل رسول سے چشم پوشی نہ کرتے تو دو شخص اور چند اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور انھین اپنے ظلم و ستم مین کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی تھی (صفحہ ۵ جزو ثانی)

ف ۲ کسی نے بھی برحق امام مطلق کا ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعہ رسول سیدۃ النساء تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین۔ اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی۔ عمامۂ رسول بھی دکھلایا۔ جامۂ نبوی بھی پیش کیا حسنین سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی۔ اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین۔ اور ایک معصوم بچہ بھی شکم مبارک مین شہید ہوا۔ اور داماد رسول کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے ادھر وہ خدا و رسول کا واسطہ دلاتے رہے۔ اور ادھر سیدہ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر واابتاہ و امحمداہ چلاتی رہین اور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سُنا۔ اس ہنگامہ قیامت خیز دیکھنے کو سدرۃ المنتہی سے فرشتے دوڑے اور ان منافقون نے کیا جو کچھ کیا۔ اور ان معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا۔ پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم آجاتا ہے۔ دشمنون کے دل موم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ

ہوجاتا ہے مظلوموں کو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین بھی نہ کسی نے وصی رسول کی امداد کی۔ اور نہ کسی نے بضعہ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے

(آیات بینات جزو ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵)

ف ۳ کیا اسلام کی بنیاد صرف اس بات سے مضبوط اور مستحکم مانی جاسکتی ہے کہ تیئیس برس کی مدت مین جو کوشش رسول اللہ صلعم نے ایمان اور اخلاق کی تعلیم پر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد قریب سوا لاکھ آدمیوں کے اسلام کے نام لینے والے چھوڑے۔ مگر ان مین چند عزیزوں اور چار آدمیوں کے سوا کوئی سچا مسلمان اور پکا مومن اور دل سے خدا و رسول کا ماننے والا اور ان کے حکموں پر چلنے والا نہ تھا۔ باقی نہ صرف منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے۔ بلکہ ایسے ظالم۔ سفاک۔ سنگدل۔ بیرحم تھے کہ آپ کے وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کے گھر کو لوٹنا شروع کیا جسکے سایہ عاطفت مین پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھوں نے بارہا اقرار اور دعوے کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔ اس قسم کے خیالات سے جو خود مسلمانوں کا ایک فرقہ رکھتا ہے منکرین نبوت کو اس بات کے کہنے کا موقع ملے گا کہ رسالت کا مقصود صرف دنیاوی سلطنت کو قائم کرنا تھا اور لوٹ مار کی طمع اور ریاست کی حرص نے ایک گروہ خودغرض بدنفس طماع اور حریصوں کا اسکے بانی کے اردگرد جمع کردیا تھا۔ (صفحہ ۲۲ جزو ثانی)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ باتین جو اتلاف حقوق وایذا رسانی اہلبیت نبوی سے تعلق رکھتی ہین صحیح ہین تو آپ کے نزدیک بھی نہ صرف وہ حضرات بلکہ مہاجرین و انصار اور کل اصحاب نبوی ایمان و اسلام اور اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بھی بے بہرہ تھے۔ پس یہ کلام آپ کا احقاق مذہب امامیہ اور ابطال مذہب اہلسنت والجماعت پر بخوبی دال ہے۔ اگر آپ ان باتوں سے باتباع جناب شاہ صاحب

بمضمون مصرع:-

"عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ"

امامیہ کا بہتان بتا کر بلطائف الحیل گریز کرنا چاہیں تو محال ہے کیونکہ یہ سب باتیں خدائے پاک نے جمیع علماء کرام و فضلاء عظام کی زبان قلم سے ثابت کرادی ہیں۔

ویحق اللہ الحق بکلماتہ — اور خدا سچی بات کو اپنے کلمات کی برکت

ولو کرہ المجرمون — سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگاروں کو

(پ سورہ یونس ع) ناگوار ہو۔

کاش اگر آپ حسب کلام بلاغت نظام حضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ سے

ہر چہ بینی پر توے از حسن عالمگیر اوست — جلوہ بسیار ست ما دیدہ بینا کم ست اور

بنظر تحقیق ان کتب اہلسنت کو ملاحظہ فرماتے جو کہ بتفصیل و توضیح ان دردانگیز واقعات سے مملو ہیں تو فقط امامیہ ہی کا نام نہ لیتے۔

ہر چند کہ یہ باتیں ہم نے اسناد کے ساتھ بتوضیح و تصریح آیات محکمات کی تیسری جلد میں لکھی ہیں مگر اس موقع پر کچھ احوال مندرجہ کتب اہلسنت مجملاً تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا وہ باتیں صرف امامیہ ہی بیان کرتے ہیں یا علماء کرام اہلسنت نے بھی اپنی کتابوں کو سقیفہ بنی ساعدہ کے مستند واقعات سے زینت دی ہے اور وہ یہ ہیں:- (جناب امیرؑ پر بیعت کے لئے تشدد)

اول — واضح ہو کہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ مسند نشین خلافت ہو چکے اور جناب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو چند مسلح لوگوں کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کو دربار خلافت میں لانے کے واسطے بھیجا

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ لکڑی اور آگ لے لی۔ جب یہ جماعت بیت الشرف سیدہ علیہا السلام پر ۴۳

پہونچے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چلکر

بیعت کرو ورنہ میں گھر کو آگ لگا کر پھونک دوں گا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی یہ بدعہدی

ہے جو مجھ سے بیعت کے طالب ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے قریب در آکر حضرت عمرؓ سے

فرمایا اے ابن خطاب یہ کیا ظلم ہے کہ ہم سوگواروں کو گھر میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ کیا تم کو

رسول اللہؐ نے یہی وصیت کی تھی کہ ہمارا گھر جلا دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ بیعت

نہ کرو گے تو میں تمہارا گھر جلا دوں گا۔ حضرت سیدہؑ یہ سنکر فرمانے لگیں۔ اے پدر بزرگوار۔ اے رسول خدا

دیکھئے کہ آپ کے بعد ہم پر کیا ستم ہو رہے ہیں۔ آخر کار جناب امیر علیہ السلام کو پکڑ لیگئے حضرت عمرؓ نے

حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آپ کو کھڑا کر کے کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر نہ کروں

تو کیا کرو گے۔ کہا قتل کر دینگے۔ آپ نے فرمایا ایک بندۂ خدا اور برادر رسولؐ کا خون کرو گے۔

انھوں نے برادر رسولؐ ہونے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے یہ باتیں سنا کئے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیوں آپ علیؑ کے قتل کا حکم نہیں دیتے۔ انھوں نے فرمایا کہ جب تک فاطمہؑ

ان کے پاس ہیں میں علیؑ کو مجبور نہیں کر سکتا۔

پس جناب امیر علیہ السلام دربار خلافت سے نکلکر روضۂ رسولؐ پر آئے اور با دل بریان

و چشم گریان فرمایا۔

جناب امیرؑ کا روضۂ رسولؐ پر آنا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا جناب سیدہ علیہا السلام سے معافی مانگنا اور ان معصومہ کا ان حضرات سے ناراض رہنا

یا ابن عمران القوم استضعفونی — یعنی اے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کر دیا

وکادوا یقتلوننی — اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ثانی صاحب سے خلیفہ اول نے فرمایا کہ آؤ فاطمہؑ کے پاس

چلیں اور ان کو راضی کریں کیونکہ ہم نے ان کو ناراض و غضبناک کیا ہے۔ دونوں صاحب

درخانۂ زہراؑ پر تشریف لیگئے۔ دق الباب کیا اور اجازت چاہی۔جناب فاطمہؑ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ دونون حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے گفتگو کی۔حضرت اُن کو اندر لے گئے خلیفہ صاحب نے گفتگو شروع کی۔ اور محبت آمیز کلمات فرمانے لگے کہ مین تو تمھین اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مین تمھارے حق اور تمھاری شرافت وفضیلت کو پہچانتا ہون۔ اور یہ بھی جانتا ہون کہ میراث رسول کی تم وارث ہو۔ مگر مین نے اِسلئے یہ لے لیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا ورثہ نہین چھوڑتے۔ اور جو چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ مین بھی ایک حدیث رسول اللہؐ کی تم کو سُناؤن جس کو تم جانتے ہو۔ پس تم اُس پر عمل کروگے اور تصدیق کروگے۔ دونون صاحبون نے فرمایا ہان ہم تصدیق کرینگے آپنے فرمایا کہ مین تم کو قسم دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسول خداؐ سے یہ نہین سُنا کہ وہ فرماتے تھے

رضاء فاطمۃ من رضائی وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب فاطمۃ فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی

یعنے رضاء فاطمہؑ میری رضا ہے۔ اور غضب فاطمہؑ میرا غضب ہے۔ جس نے میری بیٹی فاطمہؑ کو دوست رکھا۔ اُسنے مجھکو دوست رکھا۔ اور جس نے اُس کو خوش رکھا اُس نے مجھکو خوش رکھا اور جس نے اُس کو ناراض وغضبناک کیا اُسنے مجھکو ناراض وغضبناک کیا۔

دونون صاحبون نے فرمایا "ہان" ہم نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے۔جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا کہ

فانی اشہد اللہ وملائکتہ انکما اسخطتمانی و

مین خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ گردانتی ہون کہ تم دونون نے مجھے ناراض وغضبناک کیا ہے اور

مارضیتمانی ولئن لقیت النبی — ہرگز مجھے خوش نہین کیا۔ اور اگر مین رسول خدا سے
لاشکونکما الیہ — ملونگی تو ضرور اُنسے تمھاری شکایت کرونگی۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا اے فاطمہؑ مین تمھارے اور رسول خدا کے عتاب وغضب سے پناہ مانگتا ہون۔
یہ کہکر اس طرح رونے لگے قریب تھا کہ دم گھٹ جائے۔ اور جناب فاطمہؑ یہی کہے جاتی تھین۔

واللہ لادعون اللہ علیك فی — خدا کی قسم ہر ایک نماز مین جو مین پڑھونگی
کل صلوٰۃ اصلیھا — اُس مین تمھارے لئے بددعا کرونگی۔

حضرت خلیفہ صاحب روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ لوگ گرد جمع ہوئے آپنے فرمایا۔
تم تو اپنے بستردن مین آرام سے سوتے ہو اور مجھکو اس مصیبت وآلام مین ڈال رکھا ہے
رکھو اپنی بیعت کو مجھے اسکی ضرورت نہین معاف رکھو۔

(دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ۔ مطبوعہ استنبول)

اسی طرح کم وبیش تاریخ ابوالفدا۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری۔ تاریخ طبری۔ جمع الجوامع
امام سیوطی۔ کنزالعمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ معارج النبوۃ۔ اور
تاریخ الاسلام مین ہے۔

فاضل شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین نظام سے جس ظلم کا حال تحریر فرمایا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اقوال علمائے اہلسنت دربارۂ ظلم وجور بیعت

دوم ان عمرضرب بطن فاطمۃ — روز بیعت عمر نے شکم اقدس فاطمہ پر
یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن — ضرب پہونچائی جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔
من بطنها وکان یصیح احرقوھا — اور چلاتے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والون
بمن فیها وماکان غیر علی و — کے جلادو۔ حالانکہ گھر مین سوائے علی اور

فاطمۃؓ والحسنؓ والحسینؓ۔ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے کوئی اور نہ تھا۔

سوم ابن ابی الحدید نے کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز جوہری سے جس کی علماے اہلسنت توثیق وتمجید کرتے ہین یہ لکھا ہے کہ :۔

"معاویہ کی سختیاں مشہور ہی ہین کہ انھون نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ کل کے روز کا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو اشتر پر سوار کر کے اور اپنے دونون فرزندون حسنؑ حسینؑ کا ہاتھ تھام کر کسی نیک بد کو نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ تم اپنی زوجہ اور فرزندون کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر گئے۔ جبکہ لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی اور تم نے اُن لوگون کو صاحب رسول خداؐ سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنا چاہا۔ مگر چار یا پانچ آدمیون کے سوا اُن مین سے کسی نے تمھارا قول قبول نہین کیا۔ اور اگر تم حقدار ہوتے تو ضرور وہ لوگ تمھارا قول قبول کرتے اور اگر مین تمام چیزون کو فراموش کردون مگر اس کو فراموش نہ کرون گا کہ تم نے میرے باپ سے کہا تھا جب کہ وہ تم کو اُبھارنا اور بھڑکانا چاہتا تھا کہ اگر مین ایسے چالیس آدمیون کو پاتا جو کہ صاحب عزم ہوتے تو ضرور ابوبکر سے جنگ کرتا۔"

(از حق الیقین صفحہ ۲۲۹)

چہارم آل نبیؐ و اولاد علیؑ پر جو ایذائین ان حضرات کے ہاتھ سے پہونچین ان کا تذکرہ اپنی کتابون مین نصاریٰ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے جو مطاعن اسلام اور ہادی اسلام پر کئے ہین اُن کے جوابات مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث نے اپنی تفسیر حقانی مطبوعہ کوچہ تارا چند دہلی مین دئیے ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۰ پر پادری صاحب کی یہ طعن درج ہے :۔

جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا گاڑنا۔ وا بنا بھی بھول گئے۔ اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوے کہ مار پیٹائی ہونے لگی۔ محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو انھون نے اپنی بیٹی

فاطمہ کو بخشدیا تھا چھین لیا۔ محمد صاحب کی بیٹی کی توہین کی۔ صرف محمد صاحب کے داماد علیؑ
نے گو ہر گڑھا دیا۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے باتباع اپنے پیرون کے اس طعن کا یہ جواب دے کر کہ " یہ
امام باڑہ کی گپ ہے" یادرِ حق بلاسبب اپنا پیچھا چھوڑایا۔
جسہ اگرچہ جناب شاہ صاحب نے جنان جنین کے بعد ان واقعات کی بہت کچھ صورت بدل دی ہے
تاہم اتنا تو حضرت بھی قبول کرتے ہین کہ

" این تہدید وتخویف کسانے را بود کہ خانۂ حضرت فاطمۂ زہرا را ملجا وماوائے پناہ ہر صاحب
خیانت دانستہ در آنجا جمع می شدند۔ برائے برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنکاشہا ومشورہا
وساوہ انگیز قصد میکردند عمر بن خطاب حال چون برین منوال دید۔ گفت کہ خانہ را بر شما خواہم سوخت"

ششم تاریخ ابوالفداء جلد اول صفحہ ۱۵۶ مین ہے۔

فاقبل بشئ من نار على ان يضرم الدار	عمر آگ لے کے چلے۔ جناب
فلقيته فاطمه رضى الله عنها وقالت	سیدہ نے کہا کیا تم میرا گھر جلانے آئے ہو؟
الى اين يا ابن الخطاب اجئت لتحرق	انھون نے کہا "ہان"
دارنا قال نعم	

ہفتم تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین لکھا ہے۔

فقال والله لاحرقن عليكم	عمر نے کہا خدا کی قسم ضرور جلا دون گا۔
او لتخرجن الى البيعة	یا آکر بیعت کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین:۔

وايم الله ما ذاك بمانعى	عمرؓ کہتے ہین قسم بخدا۔ اگر یہ لوگ

ان اجتمع ھولاء النفر عندك ان امرتھم ان	جمع ہوئے تو ہم اس گھر کو ضرور جلا دینگے۔ جس پر
یحرق علیھم البیت قال فلما خرج عمر جاؤھا	جناب سیدہؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ عمر نے
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی و قد حلف	ایسی قسم کھائی ہے۔ اور وہ ضرور پورا کرکے
باللہ لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت و ایم اللہ	رہیں گے۔
لیمضین لما حلف	

۴۳ شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ

"حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا کہ خدا کی قسم اگر بیعت کے لئے نہ نکلے تو گھر میں آگ لگا دوں گا۔

۴۴ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت رحلت منجملہ دیگر وصیتوں کے جناب امیر علیہ السلام کو ان مصائب کے بارے میں یہ وصیت فرما گئے تھے۔ رسول اللہؐ کی وصیت جناب امیرؑ سے

بعد ازاں برادر من علی را بیارید علی	اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا
آمد و بر بالین آنحضرت نشست و سر بارکش	میرے بھائی کو بلاؤ۔ علیؑ حاضر ہوئے
بر زانوے خویش نہاد۔ آن سرور فرمود اے	اور حضرت کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک
علیؑ فلان یہودی پیش من چندین مبلغ	حضرت کا اپنے زانو پر رکھا۔ حضرت نے فرمایا
دارد کہ از وے براے تجہیز لشکر اسامہ	اے علیؑ فلاں یہودی سے کچھ رقم لشکر اسامہ
گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را ذمہ من ادا کنی	کی تیاری کے لئے میں نے لی تھی۔ اس کو
و فرمود اے علیؑ تو اول کسے خواہی	ادا کر دینا۔ پھر ارشاد فرمایا اے علیؑ! جو
بود کہ در لب حوض کوثر من برسی۔ و	سب سے پہلے مجھ سے حوض کوثر پر ملے گا وہ
بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید۔	تم ہوگے۔ اور میرے بعد تم پر مصائب گذرینگے

بایدکہ دل تنگ نشوی وصبرکنی وچون بینی کہ — چاہیئے کہ تم ان سے مغموم نہو اور صبر کرو اور جب

مردوم دنیا اختیار کردند باید کہ تو آخرت — تم دیکھو کہ لوگ دنیا کی طرف جھک گئے تو تم

اختیار کنی (مدارج النبوۃ) — آخرت اختیار کرنا۔

یازدہم کنز العمال مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:۔

ستبتلون فی اہلبیتی من بعدی — میرے بعد تم لوگ مبتلا ہوگے ہمارے اہلبیت مین

جیسا کہ جناب مولوی جامی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"حضرت امیر المومنین علی رض گفتہ است کہ با رسول صلعم بحدایقہ گذشتم گفتم یا رسول اللہ

چہ خوش ست این حدیقہ رسول فرمود مر ترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود ہمچنین بر ہفت حدیقہ بگذشتم

در ہمہ گفتم چہ خوب ست این حدیقہ رسول فرمود مر ترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ بعد ازان رسول

آواز بر داشت وگریہ کرد گفتم یا رسول اللہ چہ میگریاند ترا گفت کینہا، کہ در سینہ ہائے قومی ست از تو

کہ آنرا ظاہر نخواہند کرد مگر بعد از من"

(شواہد النبوۃ رکن پنجم قسم ثانی صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ عمدۃ المطابع)

پس ان روایتون سے حسب اقوال علمائے اہلسنت اصحاب کا اندھیر بخوبی روشن ہے کہ مہر رسالت

اور ماہ نبوت کے غروب ہوتے ہی بجائے اس کے کہ ان مظلومہ وغم زدہ اور درد رسیدہ کو جو اپنے شفیق پدر

کے غم مین سوگ نشین تھین تسلی وتشفی دیتے اور دلداری غمگساری کرتے۔ ان معصومہ کے زخم جگر پر

بجائے تعزیت یہ نمک پاشی کی کہ اس بیت الشرف کے جو مہبط وحی ومحل نزول ملائکہ تھا۔ جلا دینے

کو گئے اور ان معصومہ مظلومہ کو وہ شدید ضرر پہونچایا جو آخر کار باعث وفات معصومہ ہوا۔ وصی رسول

وبرادر رسول صلعم کو جبراً گرفتار کر لیگئے بھرے دربار مین لیجا کر کھڑا کیا بیعت نہ کرنے کی صورت مین قتل کی

دھمکی دی۔ ان جناب کی اخوت رسول سے انکار کیا۔ وہ جناب ان مصائب پر روضۂ مقدس رسول اللہ صلعم

پر تشریف لاکر بچشم غمناک عرض کرنے لگے۔ اے آقا۔ اے میرے مولا۔ آپ کے بعد مجھے قوم نے ذلیل کیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ باوجودیکہ جگر گوشہ رسولؐ مقبول صلعم نے عام طور پر مہاجرین و انصار کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ایک مظلومہ و غمزدہ سیدہ کی فریاد تم سن رہے ہو مگر فریادرسی نہین کرتے لیکن صد حیف کہ قبول آپکے۔

"ایسی حالت مین غیر لوگون کو بھی رحم آتا ہے۔ جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتے ہین اور مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین مہاجرین و انصار و اصحاب نبویؐ سے نہ کسی نے وصی رسولؐ کی مدد کی۔ اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھا کئے

علامہ مسعودی مروج الذہب مین تحریر فرماتے ہین:۔

وقام المقداد فقال ما رأیت	حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ جیسی
مثل ما اوذی بہ اهل هذا البیت	ایذا اہلبیت رسالت کو بعد رسول اللہ ہو پہنچائی
بعد نبیهم فقال عبد الرحمن	گئی کوئی ایسی ایذا مین مبتلا نہین ہوا عبدالرحمن
بن عوف وما انت وذاك یا مقداد	بن عوف نے کہا اے مقداد تم کو ان باتون مین کیا
فقال واللہ انی لاحبهم بحب	کیا دخل ہے۔ مقداد نے کہا واللہ ہم ان کو
رسول اللہ وان الحق معهم	بہ سبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہین۔
وفیهم یا عبد الرحمن اعجب	یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق انہین مین ہے
من قریش وانت تطولهم علی	اے عبدالرحمن تعجب ہے قریش سے اور تم سے
الناس اهل هذا البیت	کہ تم خاندان رسول پر اوروں کو غلبہ دے رہے ہو
قد اجتمعوا علی نزع سلطان	اور تم لوگون نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت

رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما واللہ یاعبد الرحمن لواجد علی قریش انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع رسول اللہ یوم بدر

رسول اللہ کو بعد آنحضرت اہلبیت سے نکال و اے عبد الرحمن قسم خدا کی اگر مجھکو مددگار و انصار ملتے تو مین قریش سے پھر ویسا ہی جہاد کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ کیا تھا بروز بدر

(مروج الذہب سعودی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد پنجم) (یہ کلام حضرت عثمان کی بیعت کے وقت کا ہے)

پس ان واقعات وحالات سے وہی لوگ انکار کرینگے جنکے قلوب الفت صحابہ سے مملو اور آل محمد سے مکدر ہین بھائیو! پہلے آل رسول سے محبت وعقیدت پیدا کرو۔ تب ان کے مصائب وآلام کا اندازہ کرو۔ مگر جب تم کو آل رسول سے محبت ہی نہین ہے تو تم اس کی حقیقت کیا جانو۔ اس درد کا حال انکے غلامون کے دل سے پوچھو۔

بسمل کے لوٹنے کی کسی دل کو کیا خبر
غربت مین کون لٹ گیا منزل کو کیا خبر
کشتی کے ڈوب جانے کی ساحل کو کیا خبر
کس پر چھری یہ چل گئی قاتل کو کیا خبر

خار دن سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھیئے
صدمے چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھیئے

قولہ تعالیٰ

لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

جو کچھ ظالم کرتے ہین۔ اس سے اللہ کو غافل ہرگز نہ جانو۔ اور وہ ظالمون سے ظلم وستم کا عوض لینے والا ہے۔

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت
تلخی وخوشی وزشت وزیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ ستم برما کرد
برگردن او بماند و برما بگذشت

امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر پھینکنا اور امام حسینؑ کی لاش پامال کرنا

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس ستم و جور کا خاتمہ فاطمہ زہرا و علی کے ساتھ ہو گیا۔ یہ تو مصائب و آلام کی ابتدا تھی جنکا خاتمہ آل نبیؐ اور اولاد علیؑ پر ہوا۔ جو مظالم ان خاصان خدا پر اصحاب اور خلفاء کے ہاتھ سے پہونچے کیا اُن کی نظیر از آدم تا ایندم کسی نبی و رسول کی آل و اولاد سے مل سکتی ہے وادریغا کہ ان نفوس قدسیہ کو بعد مرگ بھی ایذائین و تکلیفین پہونچائین۔ جیسا کہ فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کی لاش گھوڑون کے سمون سے پامال کی۔ آہ! آہ!!

بعد مرنے کے بھی جلادون کا یہ کینہ تھا　　گھوڑون کی ٹاپین تھین اور شاہ کا وہ سینہ تھا

چنانچہ کتب مقاتل مین منقول ہے۔

فجمع ابن سعدٍ قتلاہ و	عمر سعد نے اپنے کشتون کو جمع کیا اور نماز
صلی علیھم ودفنھم وترك	پڑھ کر دفن کیا اور لاشہائے حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو
الحسین واصحابہ لما مضی	بے کفن و دفن چھوڑ دیا۔ یعنی بعد شہادت جناب امام حسین
یوم جاء القوم یضحکون الے	چند لوگ ہنستے ہوئے عمر سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو
عمر بن سعد وقالوا انا نشتہا	اجازت ہو کہ ہم لاش حسین پر گھوڑے دوڑائین تاکہ ہماری
ان اوطینا الخیول جثۃ	آنکھین ٹھنڈی ہون اسلئے کہ انکے باپؑ نے لیلۃ الہریر اور
الحسینؑ۔	جنگ صفین مین ہمارے باپ دادا قتل کیے ہین۔ پس آج دن
	ہمارے بدلا لینے کا ہے۔ یہ سنکر عمر سعد نے اجازت دی۔

اور شاہ صاحب سر الشہادتین مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امر عمر بن سعد و شمر	حکم کیا ابن سعد اور شمر ذی الجوشن نے لوگون کو
نفرًا فرکبوا خیولھم و	گھوڑون پر چڑھ کر حسینؑ کی لاش کو روندڈالو۔ انھون نے

حضرت عائشہ کا بھی رسول سے خلش کرنا

اوطئوا الحسین۔ طرح لاش مبارک کو پامال کیا کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئے

اس موقع پر کچھ مختصر حال جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ کی محبت و شفقت کا بھی جو ان معظمہ کو آل رسول کے ساتھ تھی قابل سماعت ہے کہ اگر وہ معظمہ اپنے پدر عالیقدر کو آل رسول کے مراتب و مدارج سے آگاہ فرماتیں۔ اور ان کو اتلاف حقوق اہلبیت نبوی سے باز رکھتیں۔ اور جو سختیاں رسولؐ اور بضعہ رسول پر کی گئیں۔ ان میں ان کی معین و مددگار نہ ہوتیں۔ اور دیدہ و دانستہ اعانت آل رسولؐ سے چشم پوشی نہ فرماتیں تو بقول جناب ممدوح

"دو شخص اور ان کے ساتھی کیوں کر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور کس طرح ان کو اپنے ارادہ میں کامیابی ہو سکتی تھی۔

لیکن جب کہ وہ معظمہ بعض امور میں اپنے پدر عالی قدر پر بھی گوے سبقت لے گئیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ع "چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی"

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ام المومنین کے نظر میں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ چنانچہ جب آپ خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے اسوقت جناب عائشہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھیں ان معظمہ کے محبت و شفقت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مراجعت فرمای مدینہ منورہ ہوئیں۔ اور قریب مدینہ پہونچیں تو چند حضرات مہاجرین و انصار سے بغرض استقبال مدینہ سے باہر جمع ہوے۔ ام المومنین نے ان لوگوں سے مدینہ کے اخبار پوچھے انھوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور جناب امیر المومنینؑ کے خلیفہ ہونیکا حال بیان کیا۔ یہ سنتے ہی ام المومنین بقول صاحب روضۃ الاحباب

"عائشہ از حج بمدینہ معاودت می نمود۔ کہ در راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علی ابن ابیطالبؑ بر مسند خلافت در رسید۔ دران زمان بمکہ باز گشت و گفت مدینہ جائے توطن من نمی تواند شد دل عائشہ از جانب علیؑ غبارے داشت (جلد سوم صفحہ ۱۰)

مکہ کو واپس ہوگئین - اور حضرت طلحہ و زبیر بھی جناب امیر علیہ السلام سے نکث بیعت کر کے مکۂ معظمہ پہونچے اور سازش کر کے ام المومنین عائشہ کو جنگ پر آمادہ کیا - آپ فوراً نفس رسول سے جنگ پر مستعد ہوگئین - چنانچہ جنگ جمل جو مشہور لڑائی ہے اور جنگ صفین بھی اسی کا نتیجہ ہے جنمین ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہائی گئین - وہ لڑائیان ان معظمہ کی یادگار ہین اور تا حشر رہین گی -

ان دونون لڑائیون کے حالات ہم نے آیات محکمات کی چوتھی جلد مین مفصل لکھی ہین -

اقتباس از محرم نامہ بابت جنگ جمل

اس موقع پر صرف جنگ جمل کے متعلق محرم نامہ مولفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے کچھ حالات اقتباس کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس سے ام المومنین کی ہمت مردانہ و شجاعت دلیرانہ اور وصی رسول سے الفت اور محبت مادرانہ کا حال بخوبی منکشف ہوتا ہے - اور وہ یہ ہے -

" مکہ مین حضرت طلحہ و زبیر نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلئے اور وہان لوگون کو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے آمادہ فرما دیجئے - حضرت عائشہؓ نے اسکو قبول کیا اور بصرہ چلنے پر راضی ہوگئین - پھر یہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوے اور اُن سے یہی درخواست کی - اُنھون نے فرمایا مین حضرت عائشہ کے ساتھ ہون جو رائے اُن کی وہ میری - وہ بصرہ چلین گی تو مین بھی چلون گی - بصرہ پر اس لڑائی کا نقشہ جم گیا - جسکو آجتک جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - چونکہ اونٹ کو عربی مین جمل کہتے ہین اور حضرت عائشہ اس لڑائی مین اونٹ پر سوار تھین اسواسطے اس لڑائی کا نام جمل ہوگیا - مکہ کے حاکم عبداللہ ابن الحضرمی کو معلوم ہوگیا کہ آقائے نامدار محمد رسول اللہؐ کی محبوبہ ام المومنین عائشہ حضرت علی سے حضرت عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہین - تو وہ در دولت پر حاضر ہوا - اور عرض کی یہ فدوی بھی اپنی مالکہ کے قدمون کے ساتھ تلوار اُٹھانے کو حاضر ہے - چنانچہ سب مکہ والون نے عبداللہ ابن الحضرمی کے ہاتھ پر عہد کیا کہ حضرت علیؑ سے لڑین گے - حضرت عائشہ بصرہ مین داخل ہوئین

اِس جنگ مین حضرت علی کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت عائشہ کے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عائشہ نے حکم دیا میرا اونٹ تیار کرو مین خود چلون گی اور فوجون کو لڑواؤن گی آخر لڑائی کا زور بندھ گیا۔ تلوارین چلنے لگین خون کے نالے بہنے شروع ہوے حضرت طلحہ وزبیر برابر جمے ہوے تھے۔ اور فوج کے دل بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے۔ طلحہ وزبیر اس لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت عائشہ کو ان کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا۔ مگر اُنھون نے مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا۔ اور فرمایا کچھ پروا نہین مین اکیلی لڑون گی۔

یہ کہکر اپنے اونٹ کو صفون کے وسط مین لیکر کھڑی ہو گئین۔ مسلمانون نے اپنی ملکہ کو جب ایسا ثابت قدم دیکھا تو پروانون کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہو گئے اور مر مر کر گرنے لگے مالک ابن اشتر نے حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کر دیا۔ مگر مسلمانون نے اسکی پروا نہ کی قتل ہوتے جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے تھے مین ہون اے ام المومنین۔ حضرت عائشہ جواب دیتی تھین شاباش اے بہادر بچو۔ آخری آدمی جس نے مہار پکڑی تھی۔ کہا اے ہم سب کی مان تم دیکھ رہی ہو کہ تمھارے کتنے بچے خاک وخون مین مل گئے اور اب بھی تم کو رحم نہین آتا۔ مالک اشتر نے بڑھ کر تلوار ماری اونٹ گر پڑا۔ حضرت علی نے عورتون کے رسالے کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینہ بھیجدیا۔

اِس لڑائی مین پانچ ہزار آدمی حضرت علی کی قوم کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہ کے لشکر کے کام آئے اور اس طرح افسوس ناک جنگ جمل کا خاتمہ ہوا جو خود تو ختم ہوئی۔ مگر آیندہ لڑائیون کا بیج بو گئی

(از صفحہ ۵۳ تا ۵۴، محرم نامہ)

(۲) جناب علامہ ابوالفضل محمد حسان اللہ عباسی۔ اپنی تالیف تاریخ اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ

"ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہ کی ذات سے قائم ہوئی۔ حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے کو گئی تھین واپسی مین حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کی خلافت کا حال معلوم ہوا۔ حضرت عثمان کو وہ بُرا سمجھتی تھین۔ اور حضرت علی کو اچھا۔ لیکن حضرت علی کی طرف سے ان کو خاص ایک کد تھی جس کی بنیاد حضرت رسولؐ خدا ہی کے وقت مین قائم ہو چکی تھی۔ آنحضرت عائشہ کو زیادہ پیار کرتے اور اسکے ساتھ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر بھی زیادہ فریفتہ تھے۔ حضرت عائشہ کو اس کا رشک تھا جو مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا۔

واحسرتا یہ عناد اور کدورت ام المومنین کو ان خاصان خدا سے تھی۔ جن کا گوشت پوست رسول اللہ صلعم کا گوشت پوست تھا۔ جن کا لہو رسول صلعم کا لہو تھا۔ جن کا رنج رسولؐ اللہ کا رنج تھا جن کی خوشی رسولؐ اللہ کی خوشی تھی۔ جناب رسول خدا صلعم کو جو محبت والفت ان نفوس قدسیہ سے تھی اور ان کی جو تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اِس کو حضرت عائشہ دن رات اپنی آنکھ سے دیکھا کرتی تھین۔ نیز جو کچھ آنحضرت ان کے ایذا دینے والون کے حق مین فرمایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کانون سے سنا کرتی تھین۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ ہی سے اِس بارہ مین متعدد روایتین ہین از انجملہ صحیح ترمذی کی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عن جمیع بن عمر قال	جمیع بن عمر کہتے ہین کہ مین اپنی پھوپھی کے ساتھ
دخلت مع عمتی علی عائشۃ	ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گیا۔ میری پھوپھی
فسألت ای الناس کان احب	نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کو سب لوگون سے
الی رسول اللہ صلعم قالت	کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا فاطمہؑ پھر پوچھا
فاطمۃ فقیل من الرجال	کہ مردون مین کون زیادہ پیارا تھا؟

قالت زوجھا (اخرجہ الترمذی و النسائی) فرمایا کہ ان کے شوہر مرتضیٰ علیؑ بن ابی طالب

(ارجح المطالب صفحہ ۲۴۴)

(۲) عن ابن عباس قال۔ قال ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ

رسول اللہ صلعم اللھم اشھدانی صلعم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو مین نے

قد بلغت ھذا اخی وابن عمی پہونچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی۔ میرا ابن عم

وصھری وابو ولدی اللھم کب میرا داماد۔ اور میرے بچون کا باپ ہے۔ اے پروردگار

من عاداہ فی النار (اخرجہ البخاری) جو شخص اس کو دشمن رکھے اس کو تو اوندھا دوزخ

(ایضا صفحہ ۲۵۸) کی آگ مین ڈال۔

یہ ذکر تو حضرت عائشہ کی شفقت کا تھا جو نفس رسول سے تھی اب اس محبت کا حال سنئے جو فرزند رسول امن امام حسنؑ سے تھی۔

جناب امام حسن کی بیعت اور شہادت اور روضۂ رسول میں دفن کی مزاحمت و جنازے پر تیرون کی بوچھاڑ

واضح ہو کہ بعد شہادت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کل مہاجرین و انصار اور اصحاب صغار و کبار نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی۔ وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر بعزم جنگ عازم عراق ہوے۔ امام علیہ السلام ان کی بغاوت اور آمد کا حال سنکر کوفہ کو روانہ ہوے۔ مگر راستہ ہی مین بجز معدودے چند تمام لوگ نکث بیعت کرکے معاویہ سے مل گئے آپنے ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کا یہ رنگ دیکھکر مراجعت فرمائی۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

اب امیر معاویہ بلا کھٹکے پورے طور پر نائب رسول بن بیٹھے۔ انھون نے یہ قصد کیا کہ اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کرین۔ مگر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین اپنے مقصد کا حاصل ہونا محال معلوم ہوا لہذا زہر دلا دیا جس کے اثر سے روح اقدس اُس لبسند رسولؐ مقبول و گل شاداب گلشن بتولؑ کی روضۂ جنان کو

پرواز کر گئی۔ جیسا کہ محرم نامہ کے صفحہ ۵۰ مین ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

حضرت حسنؑ مدینہ مین آئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ مگر معاویہ کو کھٹکا ہا کہ ایک نہ ایک دن حسنؑ کی طرف سے فساد اُٹھے گا اسواسطے اُنھون نے حسن کی بیوی اسماء بنت اشعث بعض کہتے ہین جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی اور چاہا کہ وہ حضرت حسنؑ کو زہر دیدے۔ اُس کے عوض معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ اُس کی شادی کر دی جائے گی۔ اور انعام و اکرام الگ رہے ۔ بے عقل اُن کے کہنے مین آگئی اور اُسکے زہر دینے سے حضرت حسنؑ نے شہادت پائی"

جناب امام علیہ السلام نے وقت احتضار اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کو اسرار امامت تفویض کئے ۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم کے پہلو مین دفن کرنا۔ اور اگر اس مین فساد کا خوف ہو تو بقیع مین رکھنا یہ فرما کر آپ نے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی ہم ان مظالم کی تصریح کر آئے ہین۔ جو جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہی اصحاب رسول و ام المومنین حضرت عائشہ کے ہاتھون سے جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کو پہونچے تھے۔ مگر صد حیف ان مظالم پر بھی اُن حضرات کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہم وہ قیامت خیز واقعات سناتے ہین کہ جسکے سُننے سے محبان آل رسول کے دل فرط غم والم سے سینون مین ہل جائین ؎

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری   سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

وامحمداہ ! واعلیاہ ! اِدھر تو دلبند رسولؐ کو غسل میت دیا جارہا تھا کہ اُدھر سچے اسلام لانیوالون اور پکے ایمان والون کا جنکے عقائد کو ہمارے سنی بھائی اصل ایمان سمجھتے ہین۔ ایک مسلح رسالہ روضۂ اطہر رسولؐ داور صلعم کے ارد گرد آ کھڑا ہوا ۔ یہ صف کشی کفار و مشرکین کی طرف سے نہ تھی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محبوبہ حضرت عائشہؓ کی جانب سے تھی جو بنفس نفیس ایک خچر پر سوار ہو کر اس انتظار مین کھڑی تھین کہ اگر جنازۂ سبط رسولؐ روضۂ رسولؐ پر لایا جائے تو تیر چلائے جائین آخر

ایسا ہی ہوا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام مع بنی ہاشم و دیگر اصحاب جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے تو آپ سدِ راہ ہوئیں۔ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی میں ہے جسکی نقل یہ ہے:-

سعید بن عاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس ہونیکر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہان دفن نہ ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ خچر پر سوار ہوکر اور عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لے کر جنازہ روکنے کو تیار ہوئیں۔ شیعون سے بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر سوار ہوکر وصی و داماد رسول سے لڑنے کو نکلی تھیں۔ آج پھر خچر پر بیٹھکر پیغمبر کے نواسہ کے جنازہ کو روکتی ہو اور اُسے اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے نہیں دیتیں۔ اُسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہوگئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت بھائی کے لاش اپنی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردی"۔ (صفحہ ۳۳۶ - ترجمہ اعثم کوفی)

خاتم المحدثین اہلسنت شاہ عبدالعزیز صاحب نے حسب عادت اس واقعہ کی بھی تکذیب کی ہے اور حضرت عائشہ کا لشکر کے ہمراہ ہونے۔ راہ میں خچر پر سوار ہوکر کھڑے ہونے۔ جنازہ روکنے اور تیر چلانے سے قطعاً انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب تہمت اور بہتان حضرت عائشہ پر شیعون کے ہیں چنانچہ یہ تحریر فرماتے ہیں:- شاہ صاحب کا ان واقعات کو غلط بتانا اور امام حسینؑ پر اتہام

دریںجا جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا	ایک جماعت شیعون کی عائشہ پر تہمت
بعائشہ زاژخاے و بہتان سرائے آغاز نہند	و افترا اور بہتان کرتی ہے کہ عائشہ امام حسنؑ کو
و گویند کہ عائشہ بعد اذن دادن با امام حسنؑ	اجازت دینے کے بعد پشیمان ہوئیں۔ اور خچر پر
نادم شد۔ و بر استرے سوار شدہ بر در مسجد آمد	سوار ہوکر مسجد کے دروازے پر آئیں اور دفن
مانع دفن شد و ادعاے میراث مود ابن عباس	کرنے سے مانع ہوئیں اور اپنی ملک تبلائی
در جواب او این شعر غیر مربوط المعنی والوزن والقافیہ	اُس کے جواب میں ابن عباس نے غیر مربوط بلا لحاظ قافیہ

انشا نمودہ ؎ | یہ شعر پڑھا

تجملت تبغلت وان عشت تفیلت | اونٹ پر تو سوار ہو چکی تھیں آج خچر پر سوار ہوئیں اگر زندہ رہیں تو ہاتھی پر سوار ہوں گی

لك التسع من الثمن وبالكل تطمعت | آٹھویں حصہ میں تمہارا نواں حصہ ہے مگر تم کل پر متصرف ہوئیں

حالانکہ عائشہ خود روایت حدیث نحن معاشر | حالانکہ خود عائشہ نے " حدیث ہم انبیاء

الانبیاء لا نرث ولا نورث نمودہ وسائر | کوئی وارث نہیں چھوڑتے بیان کی ہے اور تمام

ازواج را طلب میراث منع آمدہ چہ قسم ادعاء | ازواج کو طلب میراث سے مانع ہوئیں۔ اس

میراث نبی نمود و سوار شدن و بر آمدن را چہ حاجت | صورت میں عائشہ اپنے ملک کا دعوے کیوں

بود و مسکن عائشہ بان حجرہ خاص بود اگر ممانعت | کرتیں اور عائشہ تو اسی حجرہ میں رہتی تھیں۔

منظور داشت در حجرہ بند میکرد و جواب ابن عباس | اگر ممانعت منظور ہوتی تو حجرہ کا دروازہ بند کر لیتیں

چہ قسم صحیح شود حالانکہ کل میراث آنحضرت صلعم | پس ابن عباس کو بیان کرنا ٹھیک ہو سکتا

بالقطع در دست او نبود و نہ او خورد غرض کہ از | ہے۔ حالانکہ کل ترکہ آنحضرت کا عائشہ کے ہاتھ

پیش و پس و دست چپ و راست برین افترا تودہ تودہ | میں نہ تھا اور نہ کسی نے اس پر تصرف کیا۔ غرض کہ

فضیحت و رسوائی می بارد و ہمین است برہان الٰہی | چاروں طرف سے اس افترا پر فضیحت و رسوائی

کہ کاذبان را بزبان خود رسوا می کند | برس رہی ہے اور دلیل الٰہی یہی ہے کہ جھوٹوں

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰۵) | کو انھیں کی زبان سے رسوا کرتا ہے۔

افسوس کہ جناب شاہ صاحب باوجود حفظ قرآن آیہ کریمہ

یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق | اے کتاب والو! کیوں صحیح میں

بالباطل وتکتمون الحق وانتم | غلط ملاتے ہو۔ اور سچی بات جان بوجھ کر

تعلمون | چھپاتے ہو۔

سے چشم پوشی کرکے اس مشہور واقعہ کی تکذیب کرتے ہین جس کی صحت کا یقین خود حضرت بھی اپنے دل مین رکھتے ہین مگر اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اس واقعہ سے انکار فرماتے ہین جو خود حضرت ہی کی مذہبی کتابون سے ثابت ہوتا ہے

واضح ہو کہ ام المومنین کے اشتقاق کا حال جو وصی رسولؐ پر تھے اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سنتے ہی راستہ سے یہ فرماکر کہ :۔

"اب مدینہ میری سکونت کے قابل نہ رہا مکہ کو لوٹ گیئن۔ اور وصی وخلیفہ برحق سے مخالف ہوکر بنفس نفیس اونٹ پر سوار ہوکر سپاہ غدار کی سپہ سالار بنکر میدان جنگ مین اس ہمت وشجاعت سے لڑین کہ (بقول خواجہ صاحب ممدوح") مردون کو اپنی شجاعت سے مات کردیا"

بااین ہمہ جناب شاہ صاحب جناب امام حسین علیہ السلام کو متہم کرتے ہین کہ امام حسینؑ مسلح ہوکر اپنے اہالی وموالی کے ساتھ جنگ وجدل پر آمادہ تھے۔ مگر ابوہریرہ نے سمجھا بجھا کر روک دیا۔ وہ عبارت یہ ہے :۔

حضرت حسین با اہالی وموالی خود سلاح پوشیدہ	حضرت امام حسینؑ اپنے اہالی وموالی کے ساتھ
مستعد مقاتلہ وپیکار شد۔ مروان با فوج کثیر	مسلح ہوکر جدال وقتال پر آمادہ ہوگئے۔ مروان نے
گرداگرد مسجد مقدس نبویؐ وحجرہ شریف مصطفویؐ	فوج کثیر کے ساتھ حجرہ مصطفویؐ اور مسجد نبویؐ کے گرداگرد
انبوہ نمود۔ خوف قوی بود کہ چشم زخمی از دست	انبوہ کیا قوی خوف تھا کہ ان اشقیا کے ہاتھ امام حسینؑ
آن اشقیا بحضرت امام ولاحق او برسد۔ ابوہریرہؓ	اور ان کے لواحقین کو ضرر پہونچتا مگر ابوہریرہ
مصالحہ وتسکین شدت غضب وجلال حضرت امام	نے درمیان آکر امام حسینؑ کے شدت وغضب
علیہ السلام نمود ومصلحت وقت را در جناب آن	وجلال سے روک دیا۔ اور جو مصلحت وقت تھا
پاک سرشت عرض نمود	عرض کیا۔

کتب حدیث وغیرہ سے ان واقعات کا ثبوت

اگرچہ شاہ صاحب نے اصحاب اورام المومنین کی خاطر اس واقعہ کو بہت کچھ چھپانا چاہا مگر بفحواے

لا یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔

جس چیز کو زمانے نے بگاڑ دیا ہو۔ اُس کو عطار درست نہین کرسکتا۔

ان کے کارنامے ایسے نہین ہین کہ شاہ صاحب کے چھپانے سے چھپ سکین۔ لہذا ہم ان باتون کو ان کتابون سے ثابت کرتے ہین۔ جن کو شاہ صاحب نے تحفہ مین معتبر بتایا ہے۔ اور خود ان سے مستفید ہوے

پہلا ثبوت

حبت امیر المومنین حسنؑ قبر زد قبر حضرت سالتمآبؐ کندیدند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بآن موقع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ امیر المومنین علیؑ بنیاد غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت میکنی روزے بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرہ پیغمبر منازعت آغاز نہی و نمیگذاری کہ او را دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد و ہمہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ دیجانب یکدیگر تیر انداختند و چند تیر بجنازہ رسید۔ آنگاہ امام حسینؑ بنابر وصیتی کہ سابق مذکور گشت جنازہ را بہ بقیع بردند

(روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ)

جناب رسالت مآب صلعم کی قبر کے پاس جناب امام حسنؑ کی قبر کھودی گئی ۔ جنازہ قبر پر لاکر رکھا گیا عائشہ جو دفن سے بیشتر اس حال سے واقف تھین خچر پر سوار ہو کر اُس جگہ آئین اور دفن کرنے سے مانع ہوئین شیعیان علی نے شور وغل کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر لڑین۔ آج خچر پر بیٹھ کر نواسہ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑا کرتی ہو اور گوارہ نہین کرتین کہ وہ اپنے نانا پاس دفن ہون۔ اگرچہ بیحد کوشش کی مگر مفید نہوئی اور آدمیون کے دو گروہ ہو گئے ۔ اور دونون طرف سے تیر چلے یہان تک کہ چند تیر جنازہ پر لگے۔ آخرکار امام حسینؑ نے بموجب وصیت کے اپنے بھائی کو بقیع مین دفن کیا ۔

دوسرا ثبوت

چون طائر روح مقدس امام حسن رضی اللہ عنہ بجانب ریاض دار السلام پرواز نمود امام حسینؑ بعد غسل وتکفین جنازہ را برداشتہ بہ جانب روضہ مقدس روان شد تا برادر بزرگوار خود را نزد جد اعلیٰ خودش دفن نماید۔ عائشہ بہ منع مشغول شد بعضی از شیعہ آغاز غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ وروزے بر استر سوار شدہ بر سر نبیرہ پیغمبر منازعت نمائی ونمیگذاری کہ اورا نزد جدش دفن کنند مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ جمعے جانب صدیقہ گرفتند وجمعے جانب حسینؑ نزدیک بود قتال بوقوع آید۔ آنگاہ امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر وصیت مذکور برادر عالی گوہر خویش را نزد جدہ خود فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم دفن فرمود

(حبیب السیر جزو اول جلد دوم صفحہ ۹۰)

جب روح مقدس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے جسم سے مفارقت کی تو امام حسینؑ بعد غسل وکفن جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے۔ کہ اپنے بھائی کو اپنے جد اقدس والی کے نزدیک دفن کریں۔ لیکن عائشہ صدیقہ ایک خچر پر سوار ہوکر آئین اور مزاحم ہوئین۔ بعض شیعون نے واویلا کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر بیٹھکر حضرت علیؑ سے لڑین۔ آج کے دن تم خچر پر سوار ہوکر نواسۂ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑتی ہو اور ان کو اپنے نانا کے نزدیک دفن ہونے نہین دیتین اُسوقت آدمیون کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ تو صدیقہ کیطرف ہوا۔ دوسرا امام حسینؑ کیجانب قریب تھا کہ باہم جدال وقتال ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق امام حسنؑ کو اپنی مقدس دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا

تیسرا ثبوت

اسماء زوجہ حسنؑ کے ذریعہ سے حسنؑ کو زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارے سے ایسا ہوا۔ یا اُس کے بیٹے یزید کے ایماسے حسنؑ کو مزار رسول اللہؐ کے قریب لوگون نے دفن ہونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ کے ایماسے ایسا ہوا۔ یا اس شخص کے حکم سے جو مدینہ مین معاویہ کے حکم سے تعینات تھا۔ قبر کھُد چکی تھی کہ فساد برپا ہوا۔ امام حسنؑ کے جنازہ پر تیرون کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسولؐ کے قریب

دفن نہین ہوسے اس واقعہ سے امام حسینؑ بددل ہو کر مع تمام اہلبیت مدینہ سے مکہ چلے آئے۔

(تاریخ الاسلام علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی مطبوعہ لکھنو صفحہ ۳۲۶)

شاہ صاحب کا قول کہ امام حسنؑ نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی

اس جگہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے حجرۂ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ کی ملک بتایا ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت وفات ام المومنین سے حجرہ مین دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے۔

دلیل برین دعوے آنکہ باجماع شیعہ وسنی ثابت ست کہ چون حضرت امام حسنؑ را وفات

نزدیک شد از ام المومنین عائشہ استیذان طلبید کہ مرا ہم موضعے براے دفن در جوار جد خود بدہ

اگر نہ حجرہ آن ام المومنین در ملک او بود این استیذان معنی نداشت (تحفہ صفحہ ۲۸۷)

تردید قول شاہ صاحب

لیکن یہ دونون باتین صحیح نہین ہین۔ چنانچہ ملک کے متعلق تو مسئلہ میراث کے موقع پر بحث کی جائے گی۔ اجازت طلب کرنے کا حال یہ ہے کہ کتب شیعہ مین کہین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے ام المومنین سے اجازت چاہی تھی۔

بالفرض اگر اہلسنت کی کسی کتاب مین یہ روایت ہو تو اسکا بطلان بھی انھین کی کتابون سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب الاخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ مین ہے

ثم قال ادفنونی مع جدی فان منعتم فبالبقیع — امام حسنؑ نے وصیت کی کہ ہم کو ہمارے جد کے پاس دفن کرنا اور اگر روکے جاؤ تو بقیع مین دفن کرنا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ان جناب نے حضرت ام المومنین سے اجازت چاہی ہوتی تو پھر یہ ارشاد "خوف مزاحمت ہو" کیون فرماتے۔

روض المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابن شحنہ حلبی۔ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۲۳ مین ہے۔

وکانت وفاتہ بسم سقتہ زوجتہ — امام حسنؑ کی وفات اس زہر سے ہوئی جو آپکی

جدہ بنت الاشعث قیل فعلت	جدہ بنت اشعث نے پلایا تھا۔ کہا جاتا
ذلك بامر معاویۃ وقیل بامر	ہے کہ یہ فعل اس نے بحکم معاویہ وبقولے بحکم
یزید وکان اوصی ان یدفن	یزید کیا تھا۔ امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ فمنعت من ذلك	ہمارے جد امجد کے پاس دفن کرنا۔ مگر عائشہ
عائشۃ	اس سے مزاحم ہوئین۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے جسکا نام المختصر فی خیار البشر ہے۔

کان الحسن اوصی ان یدفن	یعنی امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا	ہمارے جد رسول اللہ کے پاس دفن کرو بعد
ذلك وکان علی المدینۃ مروان بن	وفات لوگون نے دفن کرنا چاہا تو مروان
الحکم من قبل معویہ فمنع ذلك و	مانع ہوا جو اس زمانہ مین معاویہ کی طرف سے
کاد ان یقع من بنی امیۃ وبین بنی ہاشم	حاکم مدینہ تھا۔ اور قریب تھا کہ بنی امیہ و
بسبب ذلك فتنۃ فقالت عائشۃ	بنی ہاشم مین فتنہ ہو اسپر عائشہ نے کہا گھر ہمارا
البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ	ہے ہم اس مین دفن کی اجازت نہین دیتے لہذا
فدفن فی البقیع	بقیع مین جاکر دفن کیا۔

معزز ناظرین غور فرماوین کہ جس واقعہ جانگداز کو جناب شاہ صاحب نے شیعون کا افترا بتایا ہے اسکی صحت خود اہلسنت کے علما کس توضیح و تصریح سے تحریر کرتے ہین ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

حضرت عائشہ کا روضۂ رسول مین حضرت عمرؓ کو دفن کی اجازت دینا

حضرت ام المومنین کی عنایتون کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے۔ کہ سبط رسول اللہ کے دفن مین تو اُن معظمہ نے یہ حشر مچایا۔ اور حضرت عمرؓ کو اس جگہ دفن کرنے کی اجازت بطیب خاطر دی جیسا کہ

شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین:-

حضرت عمرؓ نے فرزند عبداللہ کو بلا کر کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ ؐ کے پہلو مین دفن کیا جائے۔ یہ پیغام سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ اِس جگہ کو مین اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج مین عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دون گی۔

(ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ ۱۶۹)

اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کرنے کی آرزومند تھین جیسا کہ جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ مین روایت ہے۔

چون وقت رحلت عبدالرحمن رسید	جب عبدالرحمن کی موت کا وقت آیا تو عائشہ
عائشہ نزدوے کسے فرستاد کہ اگر خواہی ترا در	نے پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہتے ہو تو رسول اللہ صلعم
پہلوے رسول اللہ و برادران تو ابوبکر و عمر	اور اپنے بھائیون ابوبکر و عمر کے پہلو مین دفن کیے جاؤ
دفن کنند او گفت نمی خواہم کہ درخانہ را بر تو تنگ	انھون نے کہا کہ مین تم کو تکلیف دینا نہین چاہتا
گردانم مرا با عثمان بن مظعون عہدے بود کہ کدام	مجھ مین اور عثمان بن مظعون مین معاہدہ ہو چکا ہے کہ
از ما می میرد بپہلوے دیگر دفن گردد	ہم مین جو مرے وہ ایک دوسرے کے پہلو مین دفن ہو

علمائے اہلسنت کے اقوال سے شیعہ جیسا کا بیان معتبر ثابت ہوا

برادران من! اب آپ اپنے خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کے اِس قول:-

"جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا بر عائشہ تراشخائی و بہتان سرائی آغاز نہند و گویند کہ عائشہ بر استرے سوار شدہ بر در مسجد برآمد مانع دفن شد۔

کو حضرت پیر و مرشد ہی کے مقولہ و مسلمہ تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کے اِس بیان

"قبل از دفن عائشہ ازین معنے وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بان موضع رفت و بمنع مشغول گشت"

سے ملاؤ و نیز حضرت کے اس قول کی بھی۔

"سوار شدن و بر آمدن را چہ حاجت بود کہ مسکن عائشہ ہمان حجرۂ خاص بود ممانعت منظور میداشت در حجرہ بند میکرد۔"

روضۃ الصفا کی اس عبارت:۔

شیعہ امیر المومنین گفتند کہ اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبر منازعت آغاز نہی و نمی گذاری نزد جدش دفن کنند۔"

سے مطابقت کرو کہ وہ اقوال خود آپ ہی کے محدثین و مورخین کے ہین پس ان مین سے جسکا قول غلط سمجھو اُسی پر اپنے پیر و مرشد کے اس کلام کو

"غرض کہ از بیش و پس و راست و چپ برین افترا تودہ تودہ فضیحت و رسوائی میبارد ہمین است برہان الٰہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا میکند۔"

منطبق کرو۔

الحمد للہ شیعہ ان فتور و قصور اور بہتان و طوفان سے پاک ہین۔

الغرض یہ وہ باتین غصب حقوق و ایذاء اہلبیت رسالت کے متعلق ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین درج ہین جو ایک زمانہ دراز تک پردہ مین رہین لیکن وہ زمانہ گذر گیا کہ اصحاب اور خلفاء کے مداحون کے تو منھ موتیون سے بھرے جاتے تھے۔ اور محبان علی کی زبانین قطع کی جاتی تھین ع

"وہ اور زمانہ تھا، یہ ہے اور زمانہ"

اب یہ باتین ایک ایک بچے کی زبان پر ہین ؎

تمھارے چھپانے سے چھپ نہین سکتین

؎ مصر مین جنکو زلیخا نے کبھی دیکھا تھا اب وہ جلوے سر بازار نظر آتے ہین

الحاصل اصحاب ورمہاجرین وانصار نے اپنے پیغمبر کی اس وصیت پر

انگاہ با فاطمہ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن وحسین را پیش آن حضرت

آورد وچون او را آن حال دیدند گریہ آغاز نہادند چنان گریہ وزاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ

درخانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را بوسید ودرباب تعظیم وتکریم واحترام ومحبت ایشان صحابہ

وتمامہ امت را وصیت فرمود (مدارج النبوۃ ...)

یہ عمل کیا کہ آل رسول و اولاد بتول کو خاک مین ملا دیا۔ اور کربلا مین تو باغیون کے دست ظلم

سے گلشن زہرا ایسا تاراج ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا پامال ہوا ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے ‌‌ کی تھی ریاضت اسپہ علی و بتول نے

پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے ‌‌ تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین

پامال ظلم ہو گیا فصل بہار مین

اور اللہ جل شانہ کے حکم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا ‌‌ اے رسول (انسے) کہدو کہ مین تم سے اجرت بجز اسکے

المودۃ فی القربیٰ ‌‌ کہ میری آل سے محبت رکھو اور کچھ نہین چاہتا۔

کی وہ تعمیل کی جس کو جناب بھائی صاحب نے ان الفاظ مین تحریر فرمایا ہے :۔

" ایسے ظالم۔ سنگدل۔ بیرحم۔ طماع۔ منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے کہ آپ کی وفات

فرماتے ہی سب نے اسی سردار کا گھر لوٹنا شروع کیا جس کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی

تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم وستم کرنے لگے جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھون نے بارہا

اقرار کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے "

۴۴ غرض حضرت عمرؓ نے بضعۂ رسولؐ کو ایسی تہدید کی جس کے اثرات کربلا تک پہونچے یعنی مدینہ مین تو خود بدولت نے بنت رسولؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا۔ اور کربلا مین اِن کے جانشین خلیفہ نے خیام سبط رسولؐ حسین دختران بتولؑ اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جلوادیئے۔

وہی ذلّت اور بضعۂ رسولؐ پر جو تہدید خود جناب کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہنچا۔

مدینہ مین تو بنت رسولؐ سے فدک چھینا گیا۔ اور کربلا مین ان مظلوم کے بیٹیون کا اسباب و زیور اسقدر لوٹا گیا کہ کُہنہ چادر تک نہ چھوڑی۔ چنانچہ بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام اشقیا درّانہ اہل حرم کے خیمون مین گھس آئے۔ اور دختران پیغمبرؐ کے سرون سے چادرین اور مقنعے اُتار لئے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اس غدر مین ایک شقی نے امام زین العابدینؑ کیطرف نظر کی کہ وہ مریض حالت غشی مین ایک چمڑے پر پڑے ہوئے ہین۔ اِس شقی نے اُس بیمار پر کچھ رحم نہ کیا اس کو بھی مظلوم کے نیچے کھینچ لیا۔ اور اُس بیمار کو زمین پر ڈال دیا۔ مدینہ مین حضرت عمرؓ وصی رسولؐ نفس رسولؐ کو گرفتار کرکے لیگئے اور اُس جناب کے قرۃ العین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو قیدی بنا کر گلے مین طوق اور پاؤن مین زنجیر پہنا کر کشان کشان اس صورت سے کہ ؎

سرسری ذکر اُن مظالم کا جو بعد شہادت سید الشہداؑ اہل حرم پر ہوئے

سوار اہل ستم ہین ترکی تازی عراقی پر ۔ نبیؐ زادہ علیؑ زادہ جلو مین انکے پیدل ہے

کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لیگئے۔ اہلبیت نبویؐ کو جس مین بیٹیان فاطمۂ زہرا کی اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جنکی منزلت اور مرتبت مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی مثل کنیزان ترک و دیلم۔ اونٹون پر سوار کرکے بے مقنعہ چادر کربلا سے شام لیگئے۔ ان مخدرات عظمےٰ کو اس حیثیت سے کہ ؎

"رسن ایک اور اسمین بارہ گلے ہین ۔ یہ توقیر آل رسول خداؐ ہے"

دربار عام مین یزید کے تخت کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اُس شقی نے ہر ایک بی بی کا حال پوچھکر حکم دیا کہ حسینؑ ابن علےؑ کا سر میرے سامنے لاؤ۔ قاتل نے سر اطہر حاضر کیا۔ یزید نے اِس سر کو زیر تخت رکھ دیا ؎

یزید تخت کے اوپر ہے اور تلے سر شاہ　　انیس دیکھ زمانہ کا انقلاب یہ ہے

وہ شقی چھڑی سے لب و دندان انور کو کھولتا تھا اور ہنستا تھا ۔ اللہ اللہ ؎

سر حسین کجا، مجلس شراب کجا،　　ہجوم عام کجا، آل بوتراب کجا،

اس حالت سرور مین ظالم اہل دربار سے فخریہ یہ کہنے لگا کہ آج کا دن عیش و نشاط کا ہے ۔ کہ ہم نے ان سرکشون کا قلع و قمع کر دیا ہے جو اپنے کو ہم سے افضل جانتے تھے ۔ پھر حکم دیا کہ اہلبیت رسول کو ایسے تنگ و تار مکان مین مقید کرو جس مین دن کو دھوپ مین جلین اور رات کو اوس مین بھیگین ؎

افسوس اہلبیت کہان وہ مکان کہان　　اُجڑی ہوئی زمین کہان آسمان کہان

کاشئے کہان وہ فاطمہ کے بوستان کہان　　وہ نحس گھر کہان وہ سعادت نشان کہان

پھولون پہ دھوپ چھاؤن ہو خارون کے واسطے

وہ جالئے تار عرش کے تارون کے واسطے

کیون چرخ پیر ہوتا ہے ایسا بھی انقلاب　　ظلمت مین نور صبح سیاہی مین آفتاب

زندان و اہلبیت رسول فلک جناب　　رسی مین اُن کی گردنین جو مالک الرقاب

عابد پہ بیڑیون کی مرض مین جفا ہوئی

حیرت ہے یہ کہ کیون نہ قیامت بپا ہوئی

آفاق مین کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا　　لاشہ کسی پسر کا کبھی بے کفن نہ تھا

قابل اُجاڑنے کے علی کا چمن نہ تھا　　کنبہ نبی کا لائق طوق و رسن نہ تھا

اسطرح دکھ مین ماؤن سے بچے چھٹے نہ تھے

آگے کبھی نبی کے حرم یون لٹے نہ تھے

اُترے بہشت سے جنھین حکم خدا سے آئین — وہ ظالمون کی فوج مین بالون سے منہ چھپائین
حاکم کے آگے کھینچکے سیدانیون کو لائین — یہ ظلم اور زمین کے طبقے اُلٹ نہ جائین
صبر اسلئے فقط تھا کہ لطفِ الٰہ ہو
تا ہم سے عاصیون کی نہ کشتی تباہ ہو

مرقوم ہے کہ حاتمِ فیاض کا پسر — دربارِ مصطفےٰ مین ہوا جب کہ بہرہ ور
یہ اسپہ مہربان ہوے سیدالبشر — زیر قدم بچھا دی عبا اپنی کھول کر
غل تھا کہ جسکا نقشِ قدم تاجِ عرش ہے
اُس فخرِ انبیا کی عبا اُس کا فرش ہے

بولے یہ خلق دیکھ کے اصحاب نیکنام — نزدیک ہے کہ جامے سے باہر ہون اب غلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ اہتمام — ملبوس پاک پر نجس العین کا مقام
ہر تار اسکا موج ہے دریاے نور کی
سجادہ قدسیون کا عبا ہے حضور کی

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اس قدر — پاک و نجس کی تم سے سوا ہے ہمین خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمین سر بسر — پر حاتمِ سخی کا پسر ہے یہ خوش سیر
پابند گو نہین ہے نماز اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

یارو انھین بزرگی معبود کی قسم — عابد سا تھا بزرگ کوئی صاحب کرم
پر جب گئے یزید کے آگے مع حرم — دیکھا نہ آنکھ اُٹھا کے بھی ظالم نے ہے ستم
مشغول جشن فتح مین چھوٹے بڑے رہے

یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

ان کیلئے کسی نے عبا وان بچھا نہ دی — رونے کی جا ہے آیا نے کرسی پہ جا نہ دی"

حاکم نے بیٹھنے کی زمین پر رضا نہ دی — زینب کو رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی

شاہِ رسل کو سب کی کنیزون کا پاس تھا

اُمت کو کچھ نہ اُن کے عزیزون کا پاس تھا

سبحانہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :-

فاما الیتیم فلا تقهر — "یتیم پر ستم نہ کرو"

اور رسول اللہ کا یہ حکم ہے کہ یتیم کو آواز درشت سے نہ پکارو اور اُن پر رحم کرو۔ مگر وائے ان مسلمانون پر کہ حضرت سکینہ بنت جناب سید الشہدا علیہ السلام جب اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر رونے لگین تو شمر نے اُس معظمہ کو باپ کی لاش سے طمانچہ مار کر چھڑایا۔ اور ایک تازیانہ ایسا مارا کہ وہ یتیمہ بلبلا گئی۔ وامحمدا۔ واعلیا۔ کہ قید خانہ مین بھی ایک کمسن یتیمہ پر جب وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی تھی تو سختی کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بچی ایک شب روتے روتے سو گئی۔ خواب مین جناب امام مظلوم کو دیکھکر چونکی اور بیساختہ ایک چیخ مار کے رونے لگی۔ اہلحرم نے تسلی دلاسا دے کر کہا اے بیٹی کیون روتی ہو وہ رو رو کہتی تھی ابھی بابا میرے پاس کھڑے تھے بتاؤ کہان چلے گئے۔ اُس یتیم کی ان باتون سے اہلبیت مین شور گریہ و بکا اسقدر بلند ہوا کہ آواز گریہ یزید نے سُنی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگون نے کہا کہ ایک بیٹی حسینؑ کی تین برس کی ہے اُس نے حسینؑ کو خواب مین دیکھا ہے۔ اُن کو ڈھونڈھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ اُس کے حال پر قیدی روتے ہین

وہ سنگدل بھی رونے لگا سُنکے یہ خبر — آخر کسی خواص سے بولا وہ بدگہر

پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر — زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر

ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

خازن سے بولا حکم یہ کہدیجیو مگر — لے آئے سر یتیم کو دکھلا کے اک نظر
کھویا ہے جب تمام خزانون کا مال و زر — پایا ہے مین نے تب یہ سر فاطمہ کا سر
منت پہ بیبیون کی نہ زاری پہ جائیو
گر کوئی مر بھی جائے تو سر لیکے آئیو

پہونچا خزانہ دار کو حکم یزید جب — صندوق آہنی سے نکالا سر اُسنے تب
وہ سر رہا جو سینۂ زہرا پہ روز و شب — رکھا گیا خزانۂ ظالم مین ہے غضب
صندوق مین کبھی۔ کبھی وہ سر لگن مین تھا
مدت سے آفتاب امامت گہن مین تھا

پس سر اقدس حضرت کا ایک طشت طلا مین رکھکے اور رومال دیبا سے ڈھانک کے سامنے اُس یتیمہ کے رکھا گیا اِس یتیمہ نے رومال اُٹھا کر سر اقدس اپنی گود مین رکھ لیا۔ اور رو رو کر کہنے لگی " یا ابتاہ من ذاالذی خضبك بدمائك ہائے اے بابا! میرے کس ستمگر نے ریش مبارک تمھاری خون سے خضاب کی یا ابتاہ من ذاالذی قطع راسك و ودیك ہائے مظلوم بابا میرے کس نے تمھارا سر اقدس بدن سے جدا کیا اور تمھاری گردن کی رگین کاٹین یا ابتاہ من ذاالذی ایتمنی علی صغر سنی ہائے بابا میرے کس بیرحم نے مجھے چھوٹے سے سن مین یتیم کیا۔ یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ھذاالیوم عمیاء کاش آج کے دن مین کور ہوتی اور تمھارا سر نہ دیکھتی۔ کاش مین پیوندزمین ہوتی اور تمھاری ریش مبارک خون سے خضاب نہ دیکھتی۔ یہ کہکر اپنا منھ حضرت کے منھ پر رکھ دیا و بکت بکاءً شدیداً حتی غشی علیہا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بیہوش ہو گئی۔ لوگون نے چاہا کہ اس یتیمہ کو سر اقدس سے جدا کرین

فلما حرکوھا فاذا قد فارقت روحھا الدنیا جب الحرم نے اُسے حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس بے گناہ کا گلشن جنت کو پرواز کر گیا ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

غرض بیان غم اہلبیت آسان نیست حکایتیست کہ آنرا شروح پایان نیست

آمدم برسر مطلب اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

ایتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم دو مجھے دوات و کاغذ کہ میں لکھدوں

کتابا لن تضلوا بعدی تمہارے لئے ایک نوشتہ تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو۔

کو ہذیان سے تعبیر نہ کیا جاتا تو نہ صحف ایمان کے اوراق کا شیرازہ بکھرتا نہ جہاز آل نبیؐ و اولاد علیؑ بحر خون میں غلطان ہوتا نہ بانی خلافت سقیفہ پر یہ قول " خون شہدا تمام برگردن اوست " صادق آتا چنانچہ ایک محرم راز کیا خوب یہ نکتہ فرما گئے ہیں ؎

کرد شخصے سوال از دانا کہ بگو کشتہ شد حسین کجا ؟

گفت " اندر سقیفہ اش کشتند بہر دنیا و حیفہ اش کشتند "

اور تاریخ بلاذری میں ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا تھا جس میں اس کو قتل سید الشہدا پر ملامت کی تھی اُس کا جواب یزید نے یہ دیا کہ " ہم تو پیرو حضرت عمر ہیں "

ہم اس خط کی نقل مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۵۰ سے اس جگہ کرتے ہیں

لما قتل الحسین بن علی ۔ کتب جب امام حسین قتل ہوئے تو عبداللہ بن عمر

عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویہ نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا ۔

اما بعد فقد عظمت الرزیۃ کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل سے ایک مصیبت

وحلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام — واقع ہوئی۔ اور اسلام پر سخت حادثہ گذرا۔ اسکا جواب

حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین — یزید نے عبداللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم ان مکانات

فکتب الیہ یزید۔ اما بعد یا احمق — مسمار شدہ کی طرف آئے جنمیں عمدہ عمدہ فرش بچھے

فانا جئنا الی بیوت منجدۃ وفرش — ہوے تھے۔ اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوے تھے اگر

ممھدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا — اس فعل مین ہمارے مخالف حق پر تھے تو اسکا الزام

عنہا فان یکن الحق لغیرنا فابوک — تمہارے والد ماجد پر ہے۔ کہ وہی اسکے بانی اول

اول من سن ھذا وابتز واستاثر — تھے جنھون نے خلافت خاندان رسالت سے نکالکر

بالحق علی اھلہ — ایسی ظلم کی سنت جاری کی۔

غرض بنی امیہ کو خلافت اول کی بدولت وہ قوت اور قدرت حاصل ہوئی کہ اپنے باپ دادا کے خوب بدلے لئے۔ چنانچہ بعد واقعہ کربلا جب اہل حرم دربار مین لائے گئے تو یزید نے یہ اشعار پڑھے۔ — یزید کے اشعار

لیت اشیاخی ببدر شھدوا — کاش میرے بزرگ جو بدر کی لڑائی مین

جزع الخزرج من وقع الاسل — مارے گئے نیزون کی طعنون سے قبیلہ خزرج

قد قتلنا القرن من ساداتھم — کی بیقراری دیکھتے کہ ہم نے انکے سرداروں سے

وعدلنا میل بدر فاعتدل — ایک جماعت کو قتل کیا اور بدر کی لڑائی سے جو

لعبت ھاشم بالملک فلا — نقصان پہنچا تھا اسکو پورا کر لیا۔ بنی ہاشم نے خلوق

خبر جاء ولا وحی نزل — خدا مین ایک کھیل نکالا تھا کیسی وحی الہی کہانکی

لست من خندف ان لم انتقم — نبوت مین قبیلہ خندف سے نہین اگر اولاد رسول سے

من بنی احمد ما کان فعل — انکے افعال کا انتقام نہ لون

تذکرۂ خواص الامۃ

بی اسم پر شبلی صاحب کے جملے

جناب خلیفہ صاحب کی گفتار و رفتار کا رنگ آج بھی ان کے معتقدین و مقلدین مین پایا جاتا ہے فرق اسقدر ہے کہ ان کے خلفا رصاحب اقتدار تھے۔ لہذا آل رسولؐ پر خاطر خواہ ظلم و ستم کر گئے۔ یہ مجبور ناچار ہین۔ اِسلئے بفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد — چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنی عقیدت کا اظہار کر لیتے ہین۔ اور ان کے فضائل اور مصائب چھپانے مین سرگرم رہا کرتے ہین۔ چنانچہ شمس العلمار شبلی نعمانی باوجود اِسکے کہ حضرت عمرؓ کا بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا باسناد معتبر بایں الفاظ تسلیم کرتے ہین کہ:۔

ابن شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامۂ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "یابنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہین۔ تاہم اگر آپ کے ہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین ان لوگون کی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اسپر بھی اپنے مہر و ماہِ فلکِ اسلام کے ان افعال کو نظر استحسان سے دیکھتے ہین اور اسکو اسلام کی بقا بتاتے ہین۔ اور بفخر و مباہات "الفاروق" کو اِس کلام سے زینت دیتے ہین۔

درحقیقت یہ ہے کہ اس نازک وقت مین حضرت عمرؓ نے نہایت تیزی اور گرمی سے جو کارروائیان کین انین گو بعض بے اعتدالیان پائی جاتی ہون لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ انھین بے اعتدالیون نے اُٹھتے ہوئے فتنون کو دبا دیا۔ بنو ہاشم کی سازشین اگر قائم رہتین تو اسوقت اِسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔ (صفحہ ۷۰ حصہ اول)

سبحان اللہ وہ بنی ہاشم جو تمام عرب مین ناشر احکام شریعت اور ماہر اصول عدالت و ملت تھے جنھون نے غدر۔ مکر کید۔ تزویر۔ اور حرص و ہوا کی بجائے فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی

تعلیم دی جنکا شعار ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا یعنی حکم کرتے تھے اچھی بات کا اور منع کرتے تھے بری بات سے جن کی منزلت و فضیلت مین متعدد احادیث وارد ہین۔ از انجملہ یہ ہے:۔

عن طلحۃ بن مصرف قال کان ۔ "طلحہ راوی ہین کہ عہد صحابہ مین کہا جاتا تھا

یقال بغض بنی ھاشم نفاق۔ کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے"

جن کی فیض صحبت سے اصحاب حیوان سے انسان اور کافر سے مسلمان بنے جنکی بدولت سلطنت اور دولت پائی۔ انپر جناب شمس العلما سازش اور غدر کا بہتان رکھکر ان کو اسلام و ایمان کا دشمن بتاتے ہین۔ واہ! کیا خوب شمس العلما نے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ احسان کا عوض احسان ہی ہے۔

پر عمل کیا ہے

ایہا المومنون! اس چرخ کج رفتار کی گردش پر غور کرو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ مبارک اٹھتے ہی زمانہ آل رسولؐ اور بنی ہاشم سے کیا منحرف اور مخالف ہو گیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ۔ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آہ۔ آہ ؎

ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر ۔ جس گھر پہ گدا آن کے ہوتا تھا تو انگر

وہ مجمع اصحاب وہ دربار پیمبر ۔ وہ فاطمہ کا جاہ و حشم شوکت حیدر

بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس مین

یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جسمین

آل رسول پر جو مصائب و آلام گذرے اُن کو ہمارے بھائی تسلیم کرتے ہین لیکن بسبب محبت صحابان باتون سے اغماض و انکار کرتے ہین حتّٰی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بھی

امام غزالی وغیرہ یزید کو مسلمان کہتے ہین

منکر ہین۔ اور یزید کو الزام قتل سبط رسول ... ... کرتے ہین۔ چنانچہ جناب امام غزالی اور دیگر علمائے کرام اہلسنت یزید بن معاویہ کے ایمان و اسلام کی نسبت فرماتے ہین کہ وہ خلیفہ برحق ہے۔

... مسلمانون نے اسکی بیعت کی نیز ... باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا حسین ابن علی پر یزید کی بیعت واجب تھی۔ مگر حسین نے اس ... بغاوت کی لہٰذا حسین اپنی جد کے تلوار ہی سے مارے گئے ثبوت کیلئے دو ... عبارتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

پہلی عبارت ... ابن العربی المالکی ... فرماتے ہین۔

حسین ... بسیف جدہ — یعنی حسین کو یزید نے انکے نانا ہی کی تلوار سے قتل کیا

(... رسالہ ...)

دوسری عبارت امام غزالی فرماتے ہین ... یزید ... اور اسکے حق مین دعاے مغفرت کرنا مستحب ہے اسلیے کہ وہ مومن تھا آپ ... قول ... ہے۔

اما الترحم ... فہو جائز — ... یزید کے لئے طلب رحمت کرنا جائز

مستحب بل ہو داخل فی قولنا فی — بلکہ وہ مومن ہونے کی وجہ سے ہماری دعا

کل صلوۃ اللہم اغفر للمومنین — (اللہم اغفر الی آخرہ) مین داخل

والمومنات فانہ کان مومنا — ہے

(... تاریخ ابن خلکان جلد اول طبع مصر ...)

تیسری عبارت ملاعلی قاری نے ضوء المعالی کے صفحہ ۵۴ مین یزید کے باب مین لکھا ہے۔

علی ان الامر بقتل الحسین ... — یعنی حکم دینا قتل حسین کا بلکہ قتل کرنا

تسلیم لیس موجب اللعنۃ علی مذہب ... — اس کا ... لعنت نہین ہے بنا بر مذہب

... — مذہب اہلسنت کے۔

چوتھی عبارت نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی اپنی کتاب حجج الکرامہ مین رقمطراز ہین۔

ابن العربی گفت نہ کشت یزید حسین را مگر بسیف جد وے یعنی بیعت برائے یزید گردیدہ بود پس حسین بروے باغی شدے را کسان بسیار اقدام بر بیعت وے نمودند باوجود استخلاف این چنین بغاوت کہ حسین کرد شرط نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ برحق بود باجماع مردم برے بعد امام حسن واقع شد

ابن عربی کا قول ہے کہ یزید نے حسینؓ کو قتل نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوے اور یزید پر بیعت ہو چکی تھی پس حسینؓ باغی ٹھہرے اور اسمین شک نہین ہے کہ اُس کا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا جسکی خلافت پر بعد امام حسنؓ اجماع اُمت ہو چکا تھا۔

پانچوین عبارت تکمیل الایمان مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۸۵ مین درباب یزید لکھا ہے :-

بعض گویند کہ خاتمہ وی معلوم نیست شاید او بعد از ارتکاب معصیت توبہ کردہ باشد و نفس آخر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است

بعض کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ خاتمہ اُسکا کیسا ہوا۔ شاید کفر اور گناہ سے اُس نے توبہ کرلی ہو۔ اور توبہ پر دم نکلا ہو۔ چنانچہ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم مین اپنا یہی خیال ظاہر کیا ہے

چھٹی عبارت ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ۔

بعض دیگر علما گفتہ اند یزید کافر نیست زیرا کہ اسباب موجب کفر او نزد ما ثابت نشدہ کہ حکم بکفر او کنیم و اصل آنست کہ بر اسلام باقی باشد تا وقتیکہ از وے چیزے بر ما ظاہر نشود کہ موجب

بعض علما کا بیان ہے کہ یزید کافر نہین ہے۔ اسلئے اسکے کفر کے وجوہ ہم پر نہین کھلے تاہم اُسپر کفر کا حکم دین اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی رہے تا وقتیکہ کوئی چیز اُس سے ایسی ظاہر ہو جو موجب

خروج از اسلام ست۔ خروج ہو اسلام سے

ساتوین عبارت صواعق محرقہ مین ہے :۔

وقالت طائفة ليس بكافر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یزید کافر نہین ہے

لان الاسباب الموجبة للكفر لم يثبت اسواسطے کہ اسباب کفر ہمیر بالکل ثابت

عندنا منها شئ والاصل بقاءه على اسلامه نہین ہوے۔ اور اصل یہی ہے کہ وہ اسلام پر باقی تھا

حتى يعلم ما يخرجه عنه تا اینکہ اسکا خروج ثابت ہو۔

آٹھوین عبارت شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ

مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہین کہ حسینؑ نے ملک کی ہوس کے سبب یزید کی بیعت نہین کی

پیغمبر صاحب نے خود فقر و فاقہ مین زندگی بسر کی۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے تھے اور اپنے حق مین ایسی ہی زندگی کی دعا کرتے تھے۔ اور اپنی نسل کے حق مین فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اجعل رزق آل محمد کفافا۔ نسل سے قناعت نہ ہوسکی۔ لگے سلطنت کا خواب دیکھنے اپنا اوب بھی کھو بیٹھے ؎

این ہم رفت وآن ہم رفت درپے جانان جان ہم رفت

حضرت علیؑ ہی کو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر کیا فتوحات حاصل ہو گئے۔ بیچارے چار برس تک خلافت کے ساتھ نامزد رہے۔ اور شروع ہی مین اندرونی خانہ جنگیون کا سلسلہ جاری ہو گیا اس سے فارغ ہوے تو معاویہ نے خلافت پر قبضہ کرلیا اور اب وہ برائے نام خلیفہ رہ گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند حسنؑ نے خلافت پر بہت زور دیا۔ مگر چھ مہینے کے اندر ہی خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اب سلطنت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین رہی۔ اور اُسکے مرنیکے بعد اسکی نسل مین یہ سلسلہ جاری رہا اسوقت نسل فاطمہؑ کو اپنے محترم نانا کی طرح چاہیے تھا صبر و قناعت مگر علیؑ کے دوسرے فرزند حسینؑ نے معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کو تسلیم نہین کیا۔ اور کوفہ

مین آکر اپنی خلافت پر لوگون سے بیعت لی جسکا نتیجہ وہ ہوا جو سب کو معلوم ہے۔ فاطمہ کی آیندہ نسل کو اس نتیجہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔ مگر ملک داری کی ہوس نے ان کو چین سے بیٹھنے ہی نہین دیا۔"

معزز ناظرین شمس العلماء کے بیان پر غور فرمائین کہ آل رسولؐ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کی کیسی توہین کی ہے۔ قولہ تعالےٰ

لقد جئتم شیئا ادا۔ تکاد	تم نے اتنی بڑی سخت بات کہی ہے کہ آسمان
السموات یتفطرن منہ وتنشق	اُس سے پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے
الارض وتخر الجبال ھدا	اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑین۔

پ ۱۶ س مریم ع ۶

شاہ صاحب کے قول سے مترشح ہے کہ حسنینؑ کی شہادت رسول اکرم کی شہادت ہے

خیر علماے اہلسنت کو اختیار ہے جیسی چاہین آل رسولؐ کی توہین و تہجین کرین۔ مگر یہ خوب سمجھ لین کہ جو ظلم و جور جناب فاطمہ زہراؑ علی مرتضیٰؑ حسن مجتبیٰؑ اور جناب امام حسین علیہ السلام و دیگر اہلبیت اطہار پر کئے گئے وہ فی نفسہ جناب رسول اللہ صلعم پر کئے اور جو کچھ ان خاصان خدا کی توہین کرتے ہین وہ خود رسول اللہ کی توہین کرتے ہین۔

کیونکہ اس امر پر تو اجماع علماء ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہین جنکے حق مین رسول اللہ صلعم نے لحمک لحمی دمک دمی فرمایا ہے اور فاطمہؑ بضعۃ رسولؐ اور حسنؑ و حسینؑ رسول اللہ صلعم کے فرزند ہین جن کی شان مین ارشاد ہوا ہے کہ جس نے اِن کو ایذا دی اُسنے مجھ کو ایذا دی جسنے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے خدا کو ایذا دی اور وہ کافر ہے۔

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو حسنین علیہما السلام کو دو وجوہ سے فرزندان رسول بتایا ہے اور جو وجوہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بیان فرمائے ہین اُن سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام

شہید نہیں کیئے گئے بلکہ خود رسول اللہ شہید کئے گئے۔ جیسا کہ رسالہ سر الشہادتین میں تحریر فرماتے ہیں جو کہ جناب ممدوح کی تصنیفات سے ہے۔ ہم اسکا خلاصہ اس جگہ نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

واضح ہو کہ جو کمالات اور خوبیاں جدا جدا اور پیغمبروں میں تھیں۔ وہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام میں بالکل یکجا جمع ہو گئیں۔ سوا اسکے اور کمالات لیکن آپ میں ایک کمال باقی رہ گیا تھا۔ جو حضرت کی ذات میں حاصل نہ تھا یعنی شہادت۔ اور آپ کی ذات میں اس کے حاصل نہونے کا بھید یہ تھا کہ اگر حضرت صلعم جنگ میں شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین میں عوام کے نزدیک خلل پڑجاتا۔ اور اگر ناگہاں چپکے چپکے شہید ہوجاتے تو آپ کی شہادت مشہور نہ ہوتی بلکہ پوری شہادت ہی نہ ہوتی اسلئے کہ پوری شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور غربت میں مارا جاے اسکے گھوڑے کو پے کرڈالیں۔ اور اسکی لاش میدان میں پڑی رہے۔ اور اسکے گرداگرد بہت لوگ باعزت اسکے احباب و اقربا سے مارے جائیں مال اسکا لوٹا جائے۔ اس کی بیبیاں اور تسم رکے قید میں گرفتار ہوں اور یہ سب مصیبتیں صرف اللہ کے واسطے ہوں۔ پس حکمت الٰہی اور اسکی کارسازی نے چاہا کہ یہ بڑا کمال حضرت کے کمال میں ملجائے۔ بعد آپ کی وفات کے یہ باتیں بواسطے بعض مردان اہلبیت کے بلکہ بواسطے اس شخص کے جو بہت ہی قریب حضرت کے اولاد میں ہو۔ اور جو کہ بمنزلہ آپ کے بیٹوں کے ہو تاکہ ملجاے ان کا حال حضرت کے حال میں اور داخل ہو کمال حضرت کے کمال میں پس متوجہ ہوئی عنایت الٰہی اس کمال کے ملانے پر تو نائب بنایا نانا کے مقام پر حسنین علیہم السلام کو۔ انپر برتر درود اور رحمت ہو اور دونوں کو پرتو کمال محمدی کے دو آئینہ بنائے اور جمال مصطفوی کے دو رخسارے ٹھہرائے۔ چونکہ شہادت دو قسم پر تھی۔ ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر۔ اسلئے دونوں پر منقسم ہو گئی اور پہلی قسم کے واسطے مخصوص ہوئے بڑے صاحبزادے۔ اور چونکہ وہ امر

مخفی تھا اِسلئے جبرئیلؑ نے کبھی اسکو مذکور نہین کیا۔ اور اسواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے بھی اسکی خبر نہ دی۔ اور چھوٹے صاحبزادے حسینؑ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوے اور چونکہ بنا اس کی شہرت اور اعلان پر تھی تو اول زبان جبرئیل وغیرہ فرشتون پر اُس کا ذکر ہوا۔ پھر پتہ مقام شہادت کا اور پتہ شہادت کے وقت کا یعنی سنہ ٦١ ہجری معلوم ہوا پھر اسکا بہت شہرہ ہوا اور امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین اس واقعہ عظمی کا برملا ذکر کیا۔"

احادیث باب پیشگوئی واقعہ کربلا

اِس واقعۂ عظمی و سانحۂ کبریٰ کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت جبرئیلؑ و دیگر فرشتگان مقربین نے دی تھی۔ اور مقتل حسینؑ کی بھی جگہ بتا دی تھی۔ شاہ صاحب نے سر الشہادتین مین اِس امر کو متواتر فرمایا ہے لہذا اِسی کتاب سے دو چار احادیث نقل کی جاتی ہین:۔

پہلی

واما اخبار النبی صلی اللہ علیہ	جبرئیل وغیرہ فرشتون نے ذریعہ وحی پیغمبر خدا
وآلہ وسلم بهذه الواقعة الهائلة من	صلعم کو اس واقعہ ہولناک سے خبر دی جو مشہور
جهة الوحی بواسطة جبرئیل وغیره	متواتر ہے۔ از انجملہ وہ حدیث ہے کہ
من الملائکة فمشهور متواتر من	طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ذلك ما اخرجه الطبرانی عن	روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ
عائشة رضی اللہ عنها ان النبی	جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند
صلی اللہ علیه وآله وسلم قال	حسینؑ میرے بعد زمین طف مین مارا جائے گا
اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین	اور جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ
یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی	یہ ان کی خوابگاہ ہوگی۔
بهذه التربة فاخبرنی انها مضجعه۔	

دوسری

واخرج احمد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لقد دخل علی البیت ملك لم یدخل علی قبلها فقال لی ان ابنك هذا یعنی حسینا مقتول وان شئت اریتك من تربة الارض التی یقتل بها فاخرج تربة حمراء

امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر مین ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی نہین آیا تھا۔ اور اسنے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا یعنی حسین مارا جائے گا اور اگر آپ چاہین تو آپ کو اس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائے گا دکھا دون۔ پھر اس نے تھوڑی سی مٹی سرخ نکالی

تیسری

واخرج البغوی فی معجمه من حدیث انس رضی اللہ عنه قال استاذن ملك المطر ربه ان یزور النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم فاذن له والنبی صلی اللہ علیه وسلم فی بیت ام سلمة فقال یا ام سلمة احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا هی علی الباب اذ دخل الحسین بن علی علیه السلام فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یلثمه ویقبله فقال له الملك اتحبه قال نعم قال ان امتك ستقتله وان شئت

حضرت انس کی حدیث سے بغوی نے اپنی معجم مین روایت کی ہے کہ بارش کے فرشتہ نے اپنے پروردگار سے رسول اللہ صلعم کی زیارت کا اذن چاہا پس اسکو اجازت ملی۔ اسوقت رسول اللہ صلعم حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ سے خبردار رہو کہ کوئی آنے نہ پاوے اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین یکایک امام حسین آئے اور اندر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلعم کے اوپر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگے تب حضرت صلعم سے اس فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا ہان اُس فرشتہ نے کہا آپکی امت عنقریب انکو مار ڈالیگی اگر آپ چاہین

اریك المكان الذی یقتل بہ | تو آپ کو وہ جگہ بھی دکھا دون جہان یہ شہید کئے جائینگے
فاراہ نجاء لبسهلة او تراب احمر | پھر حضرت صلعم کو در دری بالو یا تھی سرخ
فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ | دکھائی حضرت ام سلمہ نے اسکو اپنے کپڑے مین
فی ثوبها قال ثابت کنا نقول انها | رکھ لیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ اس زمین کو ہم
کربلاء۔ | کربلا کہا کرتے تھے۔

چوتھی | اخرج الحاکم والبیهقی عن | حاکم و بیہقی راوی ہین کہ ام الفضل بنت
امر الفضل بنت الحارث قالت دخلت | حارث نے کہا کہ ایک دن مین حسین کو
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و | لیکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
الہ وسلم یوما بالحسین فوضعتہ | گئی اور مین نے حسین کو حضرت کے گود مین دیا
فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ | اور آنحضرت کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی
فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ | آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت صلعم نے
وسلم تهریقان من الدموع | مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ
فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان | میری امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی
امتی تقتل ابنی هذا واتانی | اور مجھ کو جبرئیل نے اس کے مقتل کی مٹی
بتربۃ من تربۃ حمراء | بھی دی ہے

پانچوین | واخرج ابو نعیم عن ام سلمۃ | روایت کی ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا قالت کان الحسن والحسین | نے فرمایا کہ حسن و حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے
یلعبان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال | کہ جبرئیل نازل ہوے اور کہنے لگے کہ آپکے بعد
یا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا | آپکی امت آپکے اس بیٹے کو شہید کرے گی

من بعدك واومى الى الحسين ؓ — اور اشارہ کیا طرف حسینؓ کے اور آپ کو تھوڑی
اتاه بتربة فشمها ثم قال ريح كرب و — مٹی دی حضرت نے اس کو سونگھا۔ اور فرمایا اس
بلاء وقال يا ام سلمة اذا تحولت هذه — مین سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور فرمایا
التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل — اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجائے تو جان لو کہ
فجعلتها فی قارورة — میرا بیٹا شہید ہوا۔ پھر مین نے اسکو ایک شیشی مین رکھا

اسکے بعد جناب شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

شاہ صاحب کا قول کہ حسنینؓ فرزند رسولؐ ہیں

جب تمہید اس واقعہ کی ہوچکی تو ہم کو اس کا ذکر لازم ہوا جو اسی سے علاقہ رکھتا ہے۔ پس ہم دونون صاحبزادون (حسنین) کو فرزندان پیغمبر کہتے ہین اور اس دعوے کی دو دلیلین بھی ہین:۔

پہلی یہ کہ نواسہ خود بجاے بیٹے کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہلائے گئے۔

دوسری یہ کہ دونون صاحبزادون کو آنحضرت صلعم نے متبنیٰ کیا تھا جب کہ متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔ اور احمد نے اپنی کتاب مسند مین ابو اسحٰق سبیعی سے۔ اور اسنے امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے مین نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا نام حسنؓ ہے۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دکھلاؤ مجھے میرے بیٹے کو اور نام کیا رکھا ہے اسکا۔ مین نے عرض کیا کہ حرب۔ آنحضرت نے فرمایا اسکا نام حسینؓ ہے۔ پھر حسنینؓ کا آئینہ ہونا پر تو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

دو دلیلوں سے ثابت ہے۔

اوّل بوجہ سیادت مطلقہ۔ چنانچہ روایت کی نسائی نے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر سے اور روایت کی ابونعیم نے علی مرتضےٰؓ سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عمر بن فاروق اور اُسامہ بن زید سے۔ اور دیلمی نے انس سے اور روایت کی ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جوانان بہشتی کے۔ اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ باپ ان کا بہتر ہے ان دونوں سے۔ اور اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؓ کی بعینہ محبت رسول خدا صلعم کی ہے اور عداوت ان کی گویا آنحضرت کی عداوت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے حسینؓ سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے اُن سے عداوت رکھی اُس نے مجھ سے عداوت رکھی۔

اور دوسری وجہ مشابہت ظاہری ہے گویا حسینؓ ظاہر میں آنحضرت صلعم کی تصویر ہیں

(منقول از صفحہ ۱ تا ۸)

قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا

جن علماء اہلسنت کے اقوال ہم نے اوپر نقل کئے ہیں ان کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ حضرات یزید کو رشید و خلیفہ رسولؐ بتاتے ہیں۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت اور اطاعت واجب ٹھہراتے ہیں لیکن جناب شاہ صاحب "سر الشہادتین" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یزید فاسق و فاجر تھا اور وہ قابل لعن اور اہل دوزخ سے ہے"

چنانچہ اس کا خلاصہ رسالہ مذکورہ سے اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لما تملک یزید و تسلطن وذٰلک ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری میں جب یزید

فی رجب سنۃ ستین بدمشق کتب	پلید شہر دمشق مین مالک اور بادشاہ بنا تو
الی الاقالیم لاخذ البیعۃ لہ و	اُس نے سب ملکون مین بعیت لینے کے واسطے
کتب الی عاملہ بالمدینۃ الولید	نامے لکھے اور ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو حسین
بن عتبہ ان یاخذ البیعۃ من الحسین	علیہ السلام سے بعیت لینے کے لئے لکھا۔ پس
رضی اللہ عنہ فامتنع الحسین من	حسین علیہ السلام نے اسکی بعیت کرنے سے انکار
بیعتہ لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر	کیا۔ کیونکہ یزید مرد فاسق و شرابی اور ظالم
ظالما ص۱۲	تھا۔

چنانچہ اسکے فسق و فجور کی یہ تشریح کرتے ہین :۔

جس مسلمان کو رضاے انبیاے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اُسے لازم ہے کہ امتثال امر الٰہی۔ اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار اپنا کرے اور انھین کے طریقہ پر چلے ورنہ انبیا و ائمہ فاسقون اور فاجرون سے ایسا ہی بیزار ہون گے جیسے یزید پلید سے

(دیکھو صفحہ ۱۲ کا حاشیہ)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین یزید کی بدعتون کو اس تفصیل سے رقم فرماتے ہین کہ

"جب یزید پلید قتل امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اُسکی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطہ اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد مین علانیہ رواج دیا۔ مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا۔ تین دن تک اس مقدس تہت کے رہنے والے قتل اور لوٹ کی بلا مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریش صاحب جاہت اور عوام الناس اور لڑکے ملا کے دس ہزار آدمی شہید

زیادہ شہید کئے۔ اور لڑکون کو بندی کر لیا۔ اور عورتون کو شہر والون پر مباح کر دیا۔ ام سلمہؓ کا گھر لوٹ لیا۔ مسجد نبوی کے ستونون مین گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑون نے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے نجس کیا۔ تین دن تک مسجد شریف مین لوگ نماز سے مشرف نہوے۔ فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہان حاضر رہے۔ اور کیا کیا کچھ اعمال قبیحہ اس مسجد مقدس اور شہر مین یزیدیون نے نہین کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے عاجز ہے منجنیق سے مکہ معظمہ کو سنگسار کیا صحن حرم محترم کا پتھرون سے بھر گیا۔ اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ اور دروازہ کعبہ کہ پردے آثار کے تنور مین جلا دیئے کتنے دن بیت اللہ بے لباس اور وہان کے رہنے والے نہایت ایذا و ہراس مین رہے بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ ہجری مین جسدن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اُسیدن شہر حمص مین اُنتالیس ۳۹ برس کی عمر مین واصل جہنم ہوا"

جناب شاہ صاحب نے کچھ وہ حالات اور وہ واقعات بھی تحریر فرمائے ہین جو بعد واقعہ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام واقع ہوے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے :۔ بعد شہادت امام حسینؑ آسمان سے خون برسا

پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئی اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیہ سُنے گئے۔ اور نوحہ و رونا جنات کا۔ اور گھومنا درندون کا آپ کی لاش کی نگہبانی کے واسطے اور قاتلون کے نتھنون مین سانپون کا گھسنا۔ علیٰ ہٰذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعہ جانگزا سے آگاہ ہو جائین بلکہ بقائے دائمی اس رنج والم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلعم کی اُمت مین ثمرہ اسی شہادت کا ہے سو تحقیق اس شہادت کا عالم بالا اور عالم خاک اور

عالم غیب۔ اور عالم شہادت اور جن وانس۔ اور اہل نطق وخموشی ہین (اہل خموشی سے جانور اور درخت اور پتھر مراد ہین) ؎

جن وانس ارض وسما حور سے لے تا بہ فلک
کون وہ دل ہے کہ اس درد سے آگاہ نہین

جناب شاہ صاحب نے ان واقعات کی بابت بہت سی حدیثین لکھی ہین انمین سے جو دو چار حدیثین نقل کیجاتی ہین ملاحظہ فرمائین:۔

پہلی	اخرج البیھقی وابونعیم عن نصرة الازدیۃ	نصرہ ازدیہ سے بیہقی اور ابونعیم نے
	قالت لما قتل الحسین مطرت السماء	روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے تو آسمان سے
	دما فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل	خون برسا صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور گھڑے
	شئ لنا ملان دما[۳۲]	اور برتن خون سے لبالب ہو گئے تھے۔
دوسری	واخرج البیھقی وابونعیم عن	اور بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت
	الزھری قال بلغنی انہ یوم قتل	کی کہ کہا زہری نے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جبدن
	الحسین لم یقلب حجر من احجار	حسینؑ شہید ہوے جو پتھر کہ بیت المقدس سے
	بیت المقدس الا وجد تحتہ	اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون
	دم عبیط	نکلتا تھا
تیسری	اخرج البیھقی عن ام حبان	بیہقی نے ام حبان سے روایت کی کہ جبدن
	قالت یوم قتل الحسین اظلمت	حسینؑ شہید ہوئے ہم پر تین[۳] دن اندھیرا رہا
	علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من	اور جس نے زعفران اپنے چہرہ پر
	زعفرانھم شیئا یجعلہ علی وجھہ	ملی اس کا منہ جل گیا۔ اور جو پتھر
	الا احترق ولم یقلب حجر فی بیت المقدس	بیت المقدس کا اُٹھایا گیا اوس کے

الا نجد تحتہ دم عبیط — نیچے سے تازہ خون نکلا۔

چوتھی اخرج ابونعیم عن حبیب بن — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت
ثابت قال سمعت الجنیۃ تنوح علی — کی ہے کہ جنات یہ کہکر حسینؑ کو روتے تھے
الحسین وھی تقول شعر مسح النبی — کہ اسکی جبین کو نبیؐ نے چوما تھا۔ اسکے رخسار
مسح النبیؐ جبینہ فلہ بریق فی الخدود — کیا ہی روشن ہین۔ اس کے ماں باپ قریش
ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود — کے بلند لوگون سے ہین اور ان کا نانا سب سے بہتر ہے

پانچوین اخرج ابونعیم من طریق حبیب — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے اور انھون
بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت — نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
نوح الجن منذ قبض النبی صلی — فرماتی ہین جب سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ و — نے انتقال فرمایا مین نے جنات کا رونا نہین
ما اری ابنی الا قد قتل تعنی — سنا بجز آج کی رات کے۔ اسلئے مین نے جانا
الحسین فقالت لجاریتہا اخرجی — کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پس مین نے اپنی کنیز سے کہا کہ
فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل و — تو گھر سے نکلکر پوچھ تو۔ معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوے
اذا الجنیۃ تنوح شعر — اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ (ترجمہ اشعار)
الا یا عین فاحتفلی بجہدی ومن یبکی علی الشہداء بعدی — اے چشم تجھ سے جتنا ہو سکے گریہ وزاری کر ان شہیدون پر
علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی الملک وغد — جنکو موت ظالم جبار ناکس کی طرف کشان کشان لے گئی
۲۳

چھٹی واخرج ابن عساکر عن المنہال — ابن عساکر نے منہال ابن عمرو سے روایت
بن عمرو قال انا واللہ رایت راس — کی ہو کہ مین شہر دمشق مین تھا۔ کہ واللہ
الحسین حین حمل وانا بدمشق و — مین نے دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک حسینؑ کو لیجا رہے تھے

	بین یدی الراس رجل یقرء سورة	اور آگے سر مبارک کے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا
	الکهف حتی بلغ قوله تعالی	جاتا تھا جب اس آیت پر پہونچا کیا تو نے جانا
	"ام حسبت ان اصحاب الکهف	کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیون
	والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا"	سے عجوبہ تھے، تو اللہ تعالی نے سر مبارک کو گویا
	فانطق الله الراس بلسان ذرب	کر دیا اور اُسنے بزبان فصیح کہا کہ میرا قتل اور میرے سر کا نیزے
	فقال اعجب من ذلك قتلی وحملی [۳۵]	پر لیجانا اصحاب کہف کے قصے سے زیادہ تر تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔
ساتوین	اخرج احمد والبیهقی عن ابن	احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
	عباسؓ قال رأیت النبی صلی الله	اُنھون نے کہا کہ مین نے ایک دن دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ
	علیه وآله وسلم فی النوم ذات	علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کے بال بکھرے
	یوم نصف النهار اشعث اغبر بیده	ہوئے اور گرد آلودہ ہین۔ اور دست مبارک مین ایک شیشہ
	قارورة فیها دم فقلت ما هذه قال	خون سے بھرا ہوا ہے۔ مین نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت
	دم الحسین واصحابه لم ازل التقطه	نے فرمایا یہ حسینؑ اور اُسکے اصحاب کا خون ہے ہمکو مین آج
	منذ الیوم فاحصی ذلك الوقت	صبح سے جمع کر رہا تھا ابن عباس کہتے ہین کہ اُس وقت کو
	فوجدت قد قتل ذلك الیوم [۳۶]	یاد رکھا گیا آخر مجھے خبر ملی کہ اسی دن حسینؑ شہید ہوے۔
آٹھوین	اخرج ابو نعیم من طریق ابن	ابو نعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اور اس نے
	لهیعة عن ابی قبیل قال لما قتل الحسین	ابی قبیل سے روایت کی ہو کہ جب حسینؑ شہید ہوے
	احتزوا راسه وقعدوا فی اول مرحلة	اور اشقیا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوے
	یشربون النبیذ فخرج علیهم قلم	پہلی منزل پر نبیذ پینے بیٹھے تھے ناگہان غیب سے
	من حدید فکتب سطرا بدم	ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اُسنے خون سے یہ لکھا

شعر — **ترجمۂ شعر**

اترجوا امۃ قتلت حسینا — "کیا وہ لوگ جو حسینؑ کو قتل کرین،

شفاعۃ جدہ یوم الحساب — اُنکے نانا سے روز محشر شفاعت کی امید بھی رکھتے ہین"

بھائیو! جناب شاہ صاحب کے کلام اور ان احادیث کے ساتھ اُن علما کے اقوال پر بھی نظر کرو جو یزید بن معاویہ کو خلیفہ برحق بتاتے ہین اور خود ہی انصاف کرو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کی تعمیل یہی ہے کہ یزید سے فاسق وفاجر کو تو تمھارے علما امام مفترض الطاعت بتائین۔ اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت واجب ٹھہرائین۔ اور بیعت نہ کرنے سے باغی بتائین یہ اقوال ان علمائے اہلسنت کے ہین جو علماء اعلام اور فضلاء عظام مین شمار کیے جاتے ہین۔ جنکے احکام اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے

المختصر ان خاصان خدا کی مظلومی اور بیکسی۔ اور جور وتعدّی کی روایتون اور حکایتون سے کتب سیر واخبار واحادیث مذہب اہلسنت مملو ہین اور ان باتون کو کل علمائے اہلسنت چھوٹے اور بڑے تسلیم بھی کرتے ہین۔ مگر بفحوائے شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

صرف اپنے مذہب کی بقا کے لئے مصائب آل رسولؐ سے چشم پوشی اور انکار کرتے ہین اور ہمہ تن ان کے چھپانے مین ساعی اور کوشان رہتے ہین۔ اور یہ سب اہتمام محض اصحاب کی خاطر کیے جاتے ہین تاکہ انکا پردہ فاش نہو۔ کیونکہ ان حالات اور تذکرات کے ذکر واذکار سے سقیفہ بنی ساعدہ کے کارنامون پر روشنی پڑتی ہے اور ان کا اثر فضیلت صحابہ اور خلافت اولے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ہم نہین کہتے بلکہ یہ قول بھی خود تمھارے ہی علماء وفضلاء عظام کا ہے۔ جیسا کہ علامۂ سعد الدین تفتازانی

قول علامہ تفتازانی کہ یزید کو برا کہنے سے اسلئے منع کرتے ہین کہ اُسکے اوپر والون تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے

شرح مقاصد مین صاف صاف تحریر فرماتے ہین کہ:-

"آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوئے ہین وہ طشت ازبام ہین ہو گئے کہ چھپانے سے چھپ نہین سکتے اور جن علمار نے اہلبیت رسولؐ کے حالات اور واقعات کربلا بیان کرنے اور یزید کو برا کہنے کی ممانعت کی ہے۔ اس کا قوی سبب یہ ہو کہ یزید پر لعنت کرنے مین قوی اندیشہ اور خوف اس امر کا ہے کہ اسکے اوپر والون پر لعن کرنیکا سلسلہ قائم ہو جائے گا۔ جیسا کہ رافضیون مین رائج ہے"

علامۂ موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:-

ان ما وقع بین الصحابة من المحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقات یدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث له الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملك والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی الله علیه وسلم بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنهم باصحاب رسول الله ذکروا لها محامل وتاویلات بها تلیق وذهبوا الی انهم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالة فی حق کبار الصحابة سیما المهاجرین منهم والانصار والمبشرین

جو نزاعات اور مشاجرات مابین صحابہ واقع ہوئے اور جو زبان زد خلائق ہین نیز کتب تواریخ مین مندرج ہین اُن کا سبب بجز عناد و حسد و بغض اور طلب ریاست و خواہشات لذات نفسانی کے اور کچھ نہین ہے۔ کیونکہ نہ کل اصحاب معصوم تھے نہ یہ ضرور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو۔ علمار نے بہ سبب اس حسن ظن کے جو اُن کو صحابہ کے ساتھ ہے۔ اُن مشاجرات اور نزاعات کی تاویل کی ہے اور دوسری باتون پر اُن کو محمول کر دیا ہے اور یہ اُنھون نے اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگون کے عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار و مبشرین بالثواب کے بارہ مین فاسد نہ ہو جائین۔ رہا یہ امر

بالثواب فی دار القرار واما جری بعدہم
من الظلم علی اہلبیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء
ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الاراء اذ
تکاد تشہد بہ الجماد والعجماء ویبکی لہ من فی
الارض والسماء وتنہد منہ الجبال وتنشق
الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور ومر الدہور
فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی
ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی فان قیل فمن
علماء المذہب من لم یجوز اللعن علی یزید مع
علمہم بانہ یستحق ما یربو علی ذالک ویزید
قلنا تحامیا علی ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی
کما ہو شعار الروافض علی ما یروی فی ادعیتہم
ویجری فی اندیتہم فرای المعتنون بامر الدین
الجام العوام بالکلیۃ طریقا الی الاقتصاد
فی الاعتقاد بحیث لا تزل الاقدام عن
السواء ولا تضل الافہام بالاہواء والا
فمن یخفی علیہ الجواز والاستحقاق وکیف
لا یقع علیہما الاتفاق۔

کہ ان کے بعد اہلبیت رسالت مآب پر جو ظلم وستم
کیا گیا (بعدہ لفظ صرف بقار مذہب کی خاطر لایا گیا ہے۔
حالانکہ ظلم وستم کی ابتدا تو انہین سے ہوئی) ایسا طشت از
بام ہے کہ اسکا اخفا ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہو
اُس شخص پر جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ یا جس نے اسکا
ارتکاب کیا یا جو اُس پر راضی ہوا یا جس نے اسمین
سعی کی۔ اور یہ امر کہ بعض علماء مذہب نے یزید بن معاویہ
پر لعنت کرنا جائز قرار نہین دیا۔ حالانکہ وہ جانتے
ہین کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ اُسکے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور
اُسپر لعنت کرنے سے یہ اندیشہ وخوف ہے کہ
اُسکے اوپر والون پر لعنت کا سلسلہ قائم
ہوجائیگا۔ جیسا کہ رافضیون کی محفلون مین رائج
ہے پس بلحاظ دوراندیشی و پیش بندی علماء
نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے تاکہ یہ
سلسلہ اوپر والون کی طرف رہبری نہ کرے۔
ورنہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ باتفاق یزید پر
لعنت کرنا درست اور وہ اسکا مستحق ہے۔ پھر
کس لئے اسپر اتفاق نہ کیا جائے۔

قول امام غزالی

ابن حجر مکی صواعق مین لکھتے ہین :-

قال الغزالی وغیرہ یحرم	امام غزالی وغیرہ کا بیان ہو کہ واعظ پر فرزندان
علی الواعظ روایۃ مقتل الحسن ع	رسول یعنے حسنین کے قتل کا حال اور اصحاب کی
والحسین ع وحکایاتہ وماجری بین	باہمی عداوت و دشمنی کے حالات بیان کرنا
الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ	حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اصحاب کے حقیقی حالات
یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن	معلوم ہوتے ہین اور اس سے لوگون کو اصحاب پر طعنہ زنی
فیھم	اور اُنسے بغض رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بھائیو! یہ باتین غصب حقوق و ایذا رسانی اہلبیت رسول مختار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہین جو خود محدثین و محققین و متکلمین و مفسرین و ائمہ اہل سنت صغار و کبار کی زبان و قلم سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہین ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اپنے ہی ہادیان مذہب و ملت بلکہ خدا و رسول کی تکذیب کرنی ہے ونعوذ باللہ۔ قولہ عز و جل

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ	پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے
وکذب بالصدق اذجاءہ	برخلاف جھوٹ بولے۔ اور سچ کو جب اُسکے پاس
(پ ۲۴ - ع ۲)	آئے جھٹلائے۔

شاہ صاحب نواب محسن الملک و جناب شبلی صاحب ہی کے اقوال سے بطلان مذہب اہل سنت ثابت ہو

غرض جبکہ اہلسنت کے مذہب کی حقیت اور بطلان کا دار و مدار اصحاب ممدوحین کی بھلائی اور برائی پر ہے تو جو کچھ ان کے حالات و واقعات اسناد کے ساتھ اس جلد مین لکھے گئے ہین۔ ان کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرین کہ خود انھین کے علما اصحاب کبار کے حالات جو منافی ایمان و اسلام ہین کس شد و مد اور توضیح و تصریح سے قلمبند کر گئے ہین اور ان کی حرمت و فضیلت اور ایمان و اعتقاد پر کیسے کیسے گل کھلا گئے ہین۔ اگر قطع نظر اقوال دیگر علما صرف اپنے ہی پیر و مرشد زبدۃ العارفین

خاتم المحدثین جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے اس ارشاد

" مذہبی کہ مخالف این دو عظیم القدر قرآن و اہلبیت، باشد عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبرست

وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست "

پر غور کرین تو حضرت پیر و مرشد ہی کے قول سے ان کے مذہب کا بطلان ثابت ہے اس لئے کہ اسکا دار و مدار صرف اصحاب کی پیروی پر ہے جنکی اتباع کا حکم نہ خدا نے دیا نہ رسولؐ نے اور جب کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کر کے آل رسول سے منحرف ہو گئے تو بدلیل

قولہٗ تعالیٰ

ومن یعص اللہ ورسولہٗ — جس شخص نے خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی

فقد ضل ضلالاً مبیناً — کی یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہو چکا۔

انکی پیروی عین خطا ہے ؎

خلاف پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علیٰ ہذا نواب محسن الملک بھی صاف صاف ان الفاظ مین کہ

" جو باتین غصب حقوق اہلبیت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح سمجھی جائین تو

اُنسے کل مہاجرین و انصار اور اصحاب نبوی کا اسلام و ایمان سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے "

اصحاب عام و خاص کو اسلام سے خارج کر گئے ہین۔ اور جن اصحاب کی جانب سے وہ باتین جو باعث ایذا و رنج و ملال اہلبیت رسالت ہوئین وقوع مین آئین وہ خود کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہین جن کو ہم بیان کر آئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے آل رسول کو ایذا دی۔ اُسنے رسول اللہ کو ایذا دی۔ جس نے رسول اللہ کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی۔ جس پر متعدد حدیثین شاہد ہین۔ از انجملہ یہ ہین :۔

پہلی | روی عن مجاهد قال خرج رسول | مجاہد کہتے ہین جناب سرورعالم صلے اللہ
الله صلی الله علیه وآله وسلم اخذا | علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوے
بید فاطمہ فقال من عرف هذه | گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو
فقد عرفها ومن لم یعرفها فهی فاطمه | پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہو اور جو کوئی نہین پہچانتا وہ پہچان لے
بنت محمد وهی بضعة منی وهی قلبی | کہ یہ فاطمہ میری بیٹی اور میرے جگر کا ٹکڑا میرا
وهی روحی من اذاها فقد اذانی و | دل اور میری روح ہے جس نے اِس کو ایذا دی
من اذانی فقد اذی الله اخرجه ابن عساکر | اُس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی
(ارجح المطالب ۲۶۰) | اُسنے خدا کو ایذا دی۔

دوسری | عن علیؑ قال رسول الله صلی الله | جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ بہ تحقیق
علیه وآله وسلم قال لفاطمة یا فاطمة | جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمہ
ان الله یغضب بغضبك ویرضی برضاك | علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
اخرجه ابو یعلی والطبرانی والحاکم | تیرے غضب کی وجہ سے غضب مین آتا ہے۔ اور
ابو نعیم (ایضاً) | تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلعم کے ایذا دینے والون کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یؤذون الله ورسوله | یعنی جسنے خدا اور اُسکے رسول کو ایذا دی
لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم | اُس پر دنیا اور حشرت مین پھٹکار ہے۔ اور
عذابا مهینا۔ | اُس کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۲) والذین یؤذون الله ورسوله لهم | اور جو لوگ اللہ کو اور اُسکے رسول کو ایذا دیتے
عذاب الیم | ہین۔ اُنکے لئے عذاب دردناک ہی۔

جو کچھ اصحاب کی نسبت جناب بھائی صاحب نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی فیصلہ شمس العلما شبلی نعمانی کا بھی ہے۔ یعنی

"اگر حضرت عمران باتون مین جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین دخل دیتے تو بزرگ ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے"

اور حضرت عمر کا امور رسالت مین دخل دینا بھی ہم حسب اقوال علمائے کرام اہلسنت ثابت کرائے ہین۔ اور آئندہ بھی بہت کچھ ثبوت پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف و اختلاف اور مخالفت و مزاحمت کرنیوالون کی نسبت اللہ جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله	یہ اسلئے کہ انھون نے اللہ اور رسول کی
ومن یشاقق الله ان الله شدید	مخالفت کی اور جس نے اللہ کی مخالفت کی تو
العقاب پ ۹ س حشر	اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے
(۲) الم یعلموا انہ من یحادد الله و	کیا انھین معلوم نہین کہ جو لوگ اللہ
رسوله فان له نار جهنم خالدا	اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتے ہین ان کیلئے
فیها ذلك الخزی العظیم	جہنم کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور یہ
پ ۱۰ س توبہ	بہت ہی بڑی رسوائی ہے۔

پس جبکہ اصحاب ممدوحین کا کچا چٹھا آپ پر کھل گیا اور جن علماء پر آپ کو ناز ہے۔ جن کی تصنیفات تالیفات کو آپ اپنے دین و مذہب کا ستون سمجھتے ہین وہی اصحاب کے متعلق یہ قول فیصل کر گئے ہین۔ اور ایسے ایسے فتوے دے گئے کہ جن سے کوئی مسلمان انکار ہی نہین کر سکتا تو ان کے اقوال پر عمل کرو اور ایسی جلی شہادتون کے بعد اپنے ان علماء کی ہدایت کو ضلالت سمجھو

جو خدا اور رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈال کر تم کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ :-

" روش اہلسنت والجماعت آنست کہ صحابہ رجز بخیر یاد نہ کنند وانچہ از ایشان در مشاجرات و محاربات

و تقصیر در حقوق اہلبیت نبویؐ در رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند

و تغافل ورزند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند

اگر خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہو تو حق و باطل کھل جانے کے بعد ایسی نصیحتوں پر عمل کر کے اپنے آپ کو آیہ کریمہ :- ہدایت و نصیحت

(۱) اتخذوا احبارھم ورھبانھم — انھوں نے اپنے پیروں اور درویشوں کو

اربابا من دون اللہ — اپنا رب بنا لیا۔

کا مصداق نہ ٹھہراؤ۔ آخر کار ایک دن خدا کے سامنے جانا اور حساب دینا ضرور ہے قولہ تعالےٰ

(۲) واتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ — اور ڈرو اللہ سے اور یقین جانو کہ تم اسکی

تحشرون — طرف اٹھائے جاؤ گے "

وہاں پیری و مریدی کے یہ راز و نیاز کچھ کام نہ آئینگے بلکہ اسدن مرید اپنے پیروں سے اور پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کرینگے۔ قولہ تعالےٰ

اذ تبرأ الذین اتبعوا من — کیا وہ شدید وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے

الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت — پیروں سے پیچھا چھڑائیں گے۔ اور اپنی آنکھوں

بھم الاسباب (۲) (سورۃ بقر ع ۲) — سے عذاب دیکھیں گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات منقطع ہو جائیں گے

اور مرید اپنے پیروں کی نسبت یہ کہینگے :-

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا — اور کہینگے اے پروردگار ہمارے یقینا ہم نے

وکبراءنا فاضلونا السّبیلاہ — اپنے سرداروں اور اپنے بڑے بڑوں کی طاعت

(پ ۲۲ س احزاب ع ۸) — کی پر اُنھوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکایا

اگر چاہتے ہو کہ آپکا بیڑا پار ہو تو اس حدیث پر

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ — میرے اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوحؑ

نوح من رکب فیھا نجی ومن تخلف — کے ہے جو اسپر سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جس نے

عنھا غرق وھوی — اس سے کنارہ کیا غرق اور ہلاک ہوا۔

عمل کر کے اِس جماعت سے جسکی بدولت جہاز آل رسولؐ و اولاد بتولؑ غرق ہوا جس سے آئینہ ایمان و اسلام کو زنگ لگا۔ الگ ہو جاؤ اور زمرۂ مومنین مین جسکو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے اولٰئک ھم المھتدون فرمایا ہے ملجاؤ ؎

بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

آخر ؎

نہ بدلوگے یہ چال ورڈھال کب تک — رہوگے یونہین فارغ البال کب تک

رہے گی نئی پود پامال کب تک — نہ چھوڑوگے یہ بھیڑیا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو

تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

آل رسولؐ کو اپنا ہادی و امام نہ سمجھنے اور اُن سے متمسک ہونے کا تاسف اور غم آپکو اس وقت ہوگا جس وقت آپ پر یہ حالت طاری ہوگی

کلا اذا بلغت التراقی — "جب کہ جان ہنسلی تک پہونچے گی"

وقیل من راق — "اور کہا جائے گا کہ کون افسون کرنے والا ہے"

وظن انہ الفراق — "آدمی سمجھے گا کہ اب جدائی ہوتی ہے"

والتفت الساق بالساق — "اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹی ہوگی"

الی ربك یومئذ المساق — "تیرے پروردگار کی طرف کھنچکر جانا ہوگا"

فلاصدق ولاصلی — "نہ تو نماز پڑھی نہ تصدیق کی"

ولکن کذب وتولی — "بلکہ جھٹلایا اور مُنھ موڑا"

ثم ذھب الی اھلہ یتمطی — "پھر اپنے لوگون کی طرف اینٹھتا ہوا گیا"

اولی لك فاولی ثم اولی لك فاولی — "ویل ہے تیرے لئے، پھر ویل ہے تیرے لئے"

اُسوقت اِس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہوگے۔ اور حسرت سے کہوگے کاش خدا پھر ہم کو دنیا مین لوٹا دے تاکہ ہم حسب حدیث رسولؐ قرآن اور آل رسولؐ سے متمسک ہوکر زمرۂ مومنین مین شریک ہوجایئن۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ تم کو آگاہ فرماتا ہے:۔

وانیبوا الیٰ ربکم واسلموالہ — اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوجاؤ

من قبل ان یاتیکم العذاب ثم — اور اُسکی فرمانبرداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تمپر

لاتنصرون ٥ واتبعوا احسن ما انزل — غضب نازل ہو۔ پھر تم کو کسی طرف سے مدد نہ پہونچ سکے

الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم — تمھارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی باتین نصیحت کی

العذاب بغتۃ وانتم لاتشعرون ٥ — تمپر نازل ہوئی ہین اُنپر چلو قبل اسکے کہ یکایک تم پر

ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت — عذاب نازل ہو جبکہ تم کو اسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو

فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین — کہین ایسا نہو کہ آخرکار تم مین سے کوئی کہنے لگے کہ افسوس

اوتقول لوان اللہ ھدانی لکنت — میری اس کوتاہی پر جو مین نے بھی باس خدا رکھنے مین کی

من المتقین ٥ اوتقول حین تری — اور مین تو ان باتو نپر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی عذاب آتا دیکھکر کہنے لگے

العذاب لوان لی کرۃ فاکون من المحسنین ۝ کہ اگر کاش مجھ کو دنیا مین پھر لوٹ کر جانا نصیب ہو

بلی قد جاءتک ایاتی وکذبت بھا تو مین بھی نیک بنکر نیکون کے زمرے مین رہون

واستکبرت وکنت من الکافرین ۝ اُسوقت خدا اُس سے فرمائے گا۔ ہان ہمارے احکام

ربؔ۔ سالزمر تجھکو پہونچے اور تو نے جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا، اور

ع کافرون مین سے ایک تو بھی ہو گیا۔"

پس لازم ہے کہ اس سفر سے پہلے حسب ارشاد باری تعالیٰ۔

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی اور اُس کے حضور مین وسیلہ بہم پہونچاؤ اور اسکی

سبیلہ لعلکم تفلحون پ سالمائدہ ع راہ مین جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔"

ایسا وسیلہ پکڑو جسکے ساتھ حق ہو۔ اور وہ حق کے ساتھ ہو۔ جو نہ قرآن سے جدا ہو۔ اور نہ جس سے قرآن جدا ہو۔ وہ وسیلہ حبل المتین نفس رسول رب العالمین خاتم الوصیین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین سید العارفین امام البررہ۔ قاتل الکفرہ مظہر العجائب والغرائب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

۵ کہا رسول نے بازو پکڑ کے حیدرؑ کا مدینہ علم کا تو مین ہون اور باب یہ ہے

جسے پہونچنا ہو مجھ تک وہ راہ اِس سے رکھے خطا کے اور ہین رستے رہ صواب یہ ہے

اسی وسیلہ سے تمھاری ڈوبتی ہوئی کشتی پار لگے گی۔ اور تم کو بروز حساب حسب آیہ شریفہ

ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۝ "نہ کسی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ کچھ غم و ملال"

کچھ غم نہ ہوگا۔

نیست پرسش نیست خوف روز حشر   چون تو ہستی از برای عاصیان فریادرس

اگر یہ وسیلہ چھوڑ دیا تو بروز حشر دست تاسف ملوگے اور بحسرت و ندامت یہ کہوگے

یالیتنی اتخذت مع الرسول   کاش رسول اللہ کے ساتھ مین بھی دین کا

سبیلا یاویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا   سیدھا راستہ پکڑتا۔ ہاے افسوس کاش فلان شخص کو

خلیلا ۵ پ ۱۹ ۔ س الفرقان ع ۳   اپنا دوست نہ بناتا۔

آگاہ ہو کہ وہان یہ سوال وجواب بھی ہون گے

کلما القی فیھا فوج سألھم   جب ایک فوج جہنم مین ڈالی جائے گی نگہبان

خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا   ان سے پوچھین گے کہ آیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے

قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا   والا نہین آیا تھا۔ وہ کہین گے کہ ہان ہمارے پاس

ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی   آیا تو تھا ضرور مگر ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہدیا تھا کہ

ضلال کبیر   اللہ نے کوئی چیز نہین اتاری ہے تم خود ہی بڑی

(پارہ ۲۹ ۔ سورۃ الملک)   گمراہی مین ہو۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم   تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قولہ تعالے

قد جاءکم بصائر   بتحقیق تمھارے پروردگار کی طرف سے دلیلین

من ربکم فمن ابصر فلنفسہ   آچکی ہین بس جس نے (انھین) دیکھا اسکا فائدہ

ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم   اسی کے لئے ہے اور جو (ان سے) اندھا ہوا اسکا

بحفیظ ۵   ضرر اسی پر ہے اور مین تم پر نگہبان نہین

(پ ۷ ۔ سورۃ الانعام ۔ ع ۱۹)

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ اسکی توفیق و تائید سے آیات محکمات کی پہلی جلد ختم ہوئی اگرچہ یہ جلد آیات بینات کے صرف نو صفحون کے جواب مین ہے۔ مگر مضامین مندرجہ کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر روشن ہوگا کہ مین نے صرف آیات بینات ہی کے جواب پر قناعت نہین کی ہے بلکہ ضمنا ان تاریخی واقعات اور حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے ناواقف لوگون کو آگاہ کرنا ضرور تھا۔ یعنے اللہ جل شانہ کی جو غرض بعثت سید الاصفیا خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے تھی کہ لوگ شرک کفر کی تاریکی سے نکلکر ایمان و اسلام کی روشنی مین لائے جائین۔ اور جو کتاب خدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل کیگئی ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہو اُسپر اور روز آخرت پر صدق دل سے ایمان لائین کما قال اللہ عزوجل

۱)	الٓرٰ کتاب انزلناہ	اے رسول یہ کتاب ہم نے تمھارے پاس
	الیک لتخرج الناس من الظلمات	اس غرض سے اتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب
	الی النور باذن ربھم الی صراط	لوگون کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی
	العزیز الحمید	کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف
	(پ ۱۳-س ابراھیم)	خدا کے رستے کیطرف لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیجائے
۲)	ھو الذی بعث فی الامیین	وہی تو ہے جسنے جاہلون مین ان ہی مین کا
	رسولا منھم یتلو علیھم آیاتہ و	ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتین
	یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ	پڑھتا ہو اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و
	وان کانوا من قبل لفی ضلال	عقل کی باتین سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ
	مبین ۝	لوگ صریحی گمراہی مین پڑے ہوئے تھے۔

یہ غرض اسکی باحسن الوجوہ آپ کی ہدایت و نصیحت سے حاصل ہوگئی کہ دنیا ایمان و اسلام

کے نور سے روشن و منور ہوگئی۔ مگر افسوس ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنکھ بند ہوتے ہی اصحاب نے احکام خدا و رسولؐ کے خلاف ورزی کر کے اپنی حرص و ہوا کو ایسا دخل دیا کہ جس سے ایک دین اسلام کے تہتر ٹکڑے ہو گئے۔ جن میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی ناری۔

لہذا اس امر کے تحقیق کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہیں اور کون لوگ اس تفرقہ اندازی اور خرابی کے باعث ہوے۔ نیز یہ اہم مسئلہ بھی قابل غور تھا کہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی جانشین کی جو حافظ شریعت ہو ضرورت تھی۔ اگر تھی تو وہ جانشین منصوص من اللہ ہونا چاہیئے تھا یا اجماع امت سے کیا خود جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حین حیات مین کسی کو اپنا جانشین کر گئے تھے۔ اگر کر گئے تھے تو کیا کل اُمت نے اس کی اطاعت و متابعت کی۔ ہر چند کہ بعد رسول مقبول صلعم تا وقت زوال سلطنت مغلیہ عنان خلافت و حکومت خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین رہی۔ مگر تمام خلفاء و سلاطین بالخصوص آل رسولؐ و اولاد بتولؑ ہی کے دشمن کیون رہے جسکا اثر اب تک باقی ہے ؎

ستایا سب کو بنا ڈالی غدر کی افسوس　　　ستمگرون نے نہ کچھ ان کی قدر کی افسوس

اور دشمنی و عداوت بھی وہ کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی ؎

رسولؐ و فاطمہؑ زہرا کا گھر تباہ کیا　　　نہ پاس حرمت پیغمبر آلہ کیا
خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا　　　شہید گیارہ امامون کو بیگناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا ایک ایک ہرا شجر کاٹا
کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

علاوہ برین دیگر واقعات و حالات مثل خلافت سقیفہ و اتلاف حقوق اہلبیت نبوی و مثل

ضبطی فدک وخمس ومیراث وجنگ جمل ونہروان اور واقعات کربلا وغیرہ معرکۃ الآرا مسائل ایسے ہین جنپر روشنی ڈالنے کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ان امور مین سے کچھ تو اس جلد مین مذکور ہوئے ہین باقی دیگر مجلدات مین لکھے جائین گے انشاءاللہ تعالیٰ

اگرچہ اس جلد مین جو حالات اور واقعات ازروئے کتب اہل سنت درج کئے گئے ہین وہ اجمالاً لکھے گئے ہین تاہم ان سے بھی مذہب اہلسنت وجماعت کا بجائے قرآن وحدیث اصحاب کے اقوال پر قائم ہونا۔ اصحاب کا امور شریعت مین اپنے قیاس پر عمل کرنا۔ احکام رسالت سے عدول کرنا۔ امور رسالت ونبوت مین حجت وتکرار کرنا۔ وصی رسولؐ وبضعۂ رسولؐ کو ایذا دینا حقوق اہلبیت نبویؐ ساقط کرنا۔ ان خاصان خدا کی توہین کرنا۔ اُن کو تباہ وتاراج کرنیکے اسباب فراہم کرنا۔

یہ سب باتین خود انھین کی کتابون سے اور انھین کے علماء کرام وفضلاے عظام کے اقوال سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ بخوبی ثابت ہو چکی ہین پس جو چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے اور جس کے دل مین ایمان کا درد ہے اُس سے تو یہ توقع ہوسکتی ہے کہ حالات اور واقعات مندرجہ پر غور کرکے اپنے ایمان اور اعتقاد کی اصلاح کرے گا۔ کما قال اللہ عزّ وجل

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر من یخشیٰ "جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو ڈرتا ہے وہ جلد سمجھ جائے گا"

البستہ جو آیہ کریمہ :۔

کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون نہین بلکہ اُن کے کرتوتون نے اُنکے دلون مین زنگ دیا ہے

کے مصداق ہین۔ اور اپنی حرص وہوا کے پیچھے نہ خداے پاک کی شہادتون کو مانتے ہین۔ نہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون کو سنتے ہین۔ نہ اپنے ہی ائمہ کرام وعلماء عظام کے اقوال کو دیکھتے ہین۔ اور نہ اُن پچھلی اُمتون ہی کے حالات سُنکے جو خدا اور انبیاء مرسلین سے سرکشی

اور نافرمانی کرکے عذاب شدید مین مبتلا ہوسے کچھ عبرت حاصل کرتے ہین اور اصحاب کی مودت محبت مین آیہ کریمہ

وما یاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا ‏ اُنکے پاس خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہین

کانوا عنہ معرضین ۝ فقد کذبوا فسیاتیھم ‏ آئی کہ اُس سے روگردان ہوتے ہون اُنھون نے یقینا

ابنوء ما کانوا بہ یستھزؤن ۝ ‏ جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے

(پ ۱۹ س الشعراء ع ۱) ‏ اسکی خبرین اُنکے پاس آجاینگی۔

کو پس پشت ڈالتے ہین ان کی توجہ خدا و رسولؐ کے احکام کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس ‏ در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اگرچہ جو حالات اور واقعات اِس جلد مین لکھے ہین اور جو دلائل اسکے متعلق پیش کئے ہین وہ ایک طالب حق کیلئے بہت کافی ہین تاہم ابھی ہم کو بہت کچھ لکھنا اور پیش کرنا ہے چونکہ حضرت شاہ صاحب نے بعض آیات پاک سے مثل "محمد رسول اللّٰہ والذین معہ الخ" "کنتم خیر امۃ" "فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم" "والسابقون الاولون" "لقد رضی اللّٰہ عن المومنین" و دیگر آیات سے اصحاب ممدوحین کے فضائل کا استدلال کیا ہے۔ اور ان آیتون کو انھین کی شان مین بتایا ہے۔

اور جناب بھائی صاحب نے بھی برادران اہل سنت کو خوش کرنے کے لئے بلا تحقیق اس امر کے کہ ان آیات پاک کا منطوق اِن حضرات کے حالات کے لحاظ سے اُن پر صادق آتا ہے یا نہین اور جناب شاہ صاحب کے رنگ مین مل گئے ہین۔ لہذا اُن کی رد بہ تائید ایزدی حسب اقوال محدثین کرام و مفسرین عظام اہل سنت آیات محکمات کی جلد ثانی مین کی گئی ہے۔ نیز علمائے اہلسنت نے اِن آیتون کو اصحاب ممدوحین کے حق مین منطبق کرنے مین جو کچھ تحریفات معنوی اور توجیہات و تلبیسات کئے ہین اُن کا بھی انکشاف اِس طور سے ہوا ہے کہ ناظرین حق پسند بیساختہ

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ‏ "کہو حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہوگیا بیشک باطل مٹنے والا ہی ہے"

کہنے لگین۔ یہ دوسری جلد جس مین یہ معرکۃ الآرا مباحث مذکور ہین قابل ملاحظہ ہوگی انشاء اللہ المستعان

ہرچند کہ اس جلد اور دیگر مجلدات کی تالیف مین سالہا سال کی بفحوائے ؎

سختی سہی کہ دم پہ بنی اسکے عشق مین　　　کرتا رہا ہون کوہکنی اسکے عشق مین

جانفشانی اور جانکاہی کررہا ہون مگر الحمد للہ ع

"شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"

اور یہ محض تائید غیبی ہے کہ مجھ ہیچمدان کی زبان وقلم سے یہ سترگ اور اہم کام انجام کو پہونچا ورنہ :-

"من آنم کہ من دانم"

متوقع ہون کہ بفحوائے

انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال　　　یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔ اسکو نہ دیکھو کہ کسنے کہا ہے۔

بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

حق سبحانہ تبارک و تعالی معزز ناظرین و سامعین کو عمل کی اور مجھے باقی مجلدات کے طبع اور اشاعت کی جنکے مسودہ تیار ہین توفیق عطا فرمائے۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

"خدا ہمارے لئے کافی اور اچھا کارساز اور اچھا مالک اور اچھا مددگار ہے"

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع

الحمدللہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین وہ در بے بہا جسکے ضو کی طرف مدت سے آنکھین مشتاق تھین، صدف خمول و بحر کمون سے باہر آکر کحل البصر اولی الابصار ہوا اور وہ آفتاب جہان تاب جسکے غروب سے قلوب اہل دل مضطرب و بیتاب تھے افق ظہور پر جلوہ گر ہوا اور وہ ماہ شب چہاردہ جسکے نظارہ کا ولولہ ناظرین کو ہمہ تن تصویر کئے ہوے تھا رونق بخش اہل انظار ہوا اور وہ آب حیات جو متعطشان حیات جاودانی کو جان بلب کئے ہوے تھا دستیاب ہوا یعنی کتاب مستطاب **ایات محکمات** بجواب آیات بینات چھپکر شایع ہوئی ہرچند آیات بینات کا جواب ہو چکا تھا اور چھپ بھی چکا تھا، لیکن اس جواب کا اشتیاق اسوجہ سے زیادہ تھا کہ جس گھر سے آیات بینات شایع ہوئی تھی اسی گھر سے جواب بلکہ جس شجر کی ایک شاخ سے آیات بینات نکلی اسی شجر کے دوسری شاخ سے آیات محکمات پیدا ہوئی یعنی جناب ذی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل ذو المجد الراسخ والفضل العلی الشامخ جناب مولوی سید امیر حسن صاحب زاد مجدہم المتراجب نے نہایت جانفشانی اور کوشش بلیغ سے جواب اپنے بڑے بھائی کی کتاب کا تحریر فرمایا اور ایک عرصہ دراز سے چھاپنے کا قصد تھا لیکن عوائق زمانہ سے اور کل امر مرہون بوقتہ کے اثر قوی سے آجتک ملتوی رہا لیکن اس زمانے مین بحمد اللہ جناب مصنف نے بصرف زر کثیر کمال اہتمام سے خوشخط و تصحیح کامل کراکے شایع کیا ہرچند فی الحال صرف ایک جلد تیار ہو سکی ہے جو ناظرین کیخدمات مین پیش ہے باقی مجلدات آیندہ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہونگے. اس کتاب کی خوبی قسمت یہ ہے کہ اسکے بعض مقامات کو بحسب فرمائش مصنف جناب **ناصر الملۃ** دام ظلہم العالی نے ملاحظہ فرمایا اور پسند کیا. مومنین کو چاہیئے کہ اس جلد کو براہ قدردانی بعجلت تمام خرید فرمائین تاکہ مصنف دام ظلہم کی ہمت بڑھے اور جو قیمت مومنین سے وصول ہو وہی وسیلہ باقی مجلدات کی اشاعت کا قرار پائے اور کتاب پوری شایع ہو جائے ❖

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد والہ الطیبین الطاہرین

الراقم الاثم الاحقر شیخ جعفر حسین عفی عنہ

قطعہ تاریخ نخبۃ البلغاء العظام اسوۃ الادباء الفخام سابق غایات الادب
وما لک ازمۃ لسان العرب جناب سید حامد حسین صاحب ادیب دام فضلہم العالی
مصحح کتاب ہذا

اے مولوی امیر حسن صاحب یقین — وے درّہ خزانۂ عزت بسے ثمین
ذوالمجد والمفاخر والزہد والتقی — داری نشان سجدۂ خلاق بر جبین
بنوشتہ کتاب بعلم کلام نغز — ہر حرف حرف وے بحلاوت چو انگبین
تاریخ طبع کرد بہجری رقم براؤ — سید کہ بصحت و طبعش ترا معین

اے آسمان عزت و جلالت بکن نگاہ
آیات محکمات نماید چو مہر دین
سنہ ۱۳۴۴ھ